فـهرس الـموضوعات

انتساب

برادر کبیر مولانا مفتی عارف محمود اطال اللہ بقاءہ

کے نام جن کی شفقت، محبت اور رہنمائی ہی سے بندہ کچھ کام کا بنا۔

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ:

تمام تعریفیں اس بابرکت و مقدس ذات کے لیے جس نے قرآن پاک نازل فرما کر تمام مسلمانوں پر احسان فرمایا اور قیامت تک سینوں اور کتابوں میں اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اس کی حفاظت کے تتمہ کے طور پر آقائے دوجہاں سید المرسلین ﷺ کی سنت کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا۔

درود و سلام سرور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ جن کی ذات مطہرہ پر کلام مقدّسہ نازل فرما کر اللہ پاک نے اس کلام کا بیان اس کے سپرد کر دیا۔ آپ ﷺ واضح اور روشن اسلوب کے ساتھ اپنے افعال، اقوال اور تقریرات کے ذریعے اسے بیان کرنے کے لیے کمربستہ ہوگئے۔

درود و سلام (ہم راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ راضی ہو ان وفادار جان نثار مطیع اور فرماں بردار) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جنھوں نے پیارے حبیب ﷺ سے احادیث نبویہ کو حاصل کرکے اپنے مبارک سینوں میں محفوظ کیا اور بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے ہر قسم کے عیوب سے پاک، ان احادیث کو اسی طرح بیان کیا جیسے سنا تھا۔

خالق کائنات کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں ان سلف صالحین رحمہم اللہ پر جنھوں نے احادیث مطہرہ کو نسل در نسل، زمانہ در زمانہ نقل فرمایا اور داعیانِ باطل کی تحریف سے احادیث کو محفوظ رکھنے اور اس کے نقل و روایت کو سلامت رکھنے کے لیے عمدہ اور عمیق قواعد و ضوابط وضع فرمائے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے ان متاخرین علمائے حق کو جنھوں نے احادیث کی روایت کی اور آسانی کے لیے اس کے اقسام بیان فرمائے اور اس فن میں بے شمار تصانیف کیے۔

اس سلسلے کی ایک کڑی فاضل مصنف حفظہ اللہ ورعاہ کی یہ تصنیف بھی ہے، جو "تیسیر مصطلح الحدیث" کے نام سے موسوم ہے، البتہ اس کتاب کے بارے میں یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کتاب اس فن پر موجود متقدمین علماء کی کتب سے مستغنی کردے گی، ہاں یہ تصنیف ان کی چابی اور کلید بن سکتی ہے اور ایک مذاکرہ بن کر ان کے معانی کو سمجھنے کا ذریعہ بن کر متقدمین علماء کی کتب اس فن میں علماء کے لیے مراجع اور ایسا فیاض چشمہ ثابت ہوسکتی ہے جس سے وہ خوب سیراب ہوسکتے ہیں۔

احقر، خاکپائے اکابر کو بھی اللہ بزرگ و برتر نے اس عظیم اور مبارک لڑی میں شامل ہونے کی سعادت یوں نصیب فرمائی کہ احقر کو فاضل مصنف زید مجدہ کی اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی توفیق بخشی۔ وللہ الحمد علی ذلک۔

احقر نے اس کتاب کے ترجمہ کا اہتمام اس وجہ سے کیا تاکہ طلبا و طالبات بآسانی اس کتاب سے استفادہ کر سکیں۔

ترجمہ کو آسان بنانے کے لیے چند امور کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ افادہ اور استفادہ میں کسی قسم کی کوئی دشواری نہ رہے، وہ چند امور یہ ہیں:

- عربی عبارت کو ذکر کرنے کے بعد اس پر مکمل اعراب لگائے گئے ہیں۔
- عام فہم اور سلیس ترجمہ کیا گیا ہے۔
- جگہ جگہ احادیث کی اقسام کو ذہن نشین رکھنے کے لیے اجمالی خاکے کے طور پر نقشہ بنا کر پیش کیا گیا ہے۔
- جہاں جہاں وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں اختصار کے ساتھ تشریح کی گئی ہے۔
- مصنف کے مختصر حالات (جو خود مصنف کے بیان کردہ ہے) اختصار کے ساتھ ذکر کیے گئے ہے۔

اللہ پاک احقر کی اس حقیر سی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ آخر میں گزارش ہے کہ احقر نے اپنی بساط کے مطابق ایک ناتمام سی کوشش کی ہے تاہم انسان ہونے کے ناطے امکانِ خطا باقی ہے جس کا تدارک صاحبِ فن اور علماء حدیث کی اصلاح اور مشورے سے ہی ممکن ہے۔ اگر کوئی بات اہل علم کی طرف سے قابلِ اصلاح ہو تو اس کی اصلاح کے لیے بندہ منتظر ہے۔

احقر اپنے ان تمام دوستوں کا ممنون و مشکور ہے جن کے تعاون اور مشوروں سے ہی یہ مبارک کام اپنی تکمیل کو پہنچا، خاص طور پر مفتی مظہر الدین صاحب، مفتی احمد الرحمٰن صاحب، مفتی سلمان صاحب دامت برکاتہم اور مفتی حسان صاحب کا بھی مشکور ہوں کہ مفتی صاحب نے خوب تعاون فرمایا۔ اللہ پاک ان سب حضرات گرامی کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ آمین

خاکپائے اکابر

صابر محمود

فاضل جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی کراچی

مدرس جامعہ انوار العلوم شاد باغ ملیر ہالٹ کراچی

تاثرات

مفسر قرآن، استاذ العلماء، استاذ الحدیث، حضرت مولانا مفتی مظہر الدین صاحب زیدہ مجدہ
رئیس تخصص فی الفقہ جامعہ صدیقیہ نزد گلشن معمار کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ،
أَمَّا بَعْدُ:

جس طرح فقہ کو صحیح معنوں میں سمجھنے کے لیے اصولِ فقہ کا پڑھنا اور اس میں مہارت حاصل کرنا ضروری ہے، اسی طرح حدیث رسول (ﷺ) کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور اس میں کمالِ مہارت کے لیے اصول حدیث کا پڑھنا بے حد ضروری ہے، اصولِ حدیث کے عنوان پر مختلف علماء نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق کتابیں لکھی ہیں، مگر بعض کتابیں اختصار کی وجہ سے اور بعض طوالت کی وجہ سے قبولِ عام حاصل نہیں کر پائیں، حافظ صاحب کی شرح "نخبۃ الفکر" اگرچہ سلاست اور جامعیت کی وجہ سے مقبول ہے، مگر اس سے عموماً استفادہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو مناسب استعداد، علوم الٰہیہ وغیرہ میں مہارت رکھتے ہوں۔

اب اللہ کے فضل سے جب دینی مدارس اور دینی علوم کی طرف خواتین کا بھی رجحان ہو چلا ہے، اور ان کی نازک طبعی اور دیگر مشغولیات کی وجہ سے استعداد وہ نہیں ہے جو ہونی چاہیے، اس لیے علماء نے ان کی سہوت کی وجہ سے کچھ ایسی کتابیں ان کے نصاب میں داخل فرمائیں جو قدرے آسان اور عام فہم ہوں، "تیسیر مصطلح الحدیث" اگرچہ بنیادی طور پر عام طلبہ وطالبات کی سہولت کے لیے فاضل مصنف (حفظہ اللہ ورعاہ) نے لکھی، مگر اس کے سلیس انداز اور عام فہم طرز کی وجہ سے وفاق المدارس کے اکابرین نے اسے "بنات" کے نصاب میں شامل کیا ہے۔

احقر نے کافی عرصہ اس کی تدریس کی ہے، بہت مفید اور سہل پائی، مگر پھر بھی بعض اوقات ایک نئے پڑھنے والے کو اس کے ترجمہ میں قدرے دقّت پیش آسکتی ہے، اسی ضرورت کے پیشِ نظر ہمارے برادرِ مکرّم "مفتی صابر محمود صاحب" (حفظہ اللہ) نے اس کا عام فہم اور نہایت ہی سلیس ترجمہ کیا، احقر نے کافی حد تک اسے مفید اور آسان پایا۔ نیز! جہاں جہاں وضاحت کی ضرورت محسوس کی، وہاں اختصار کے ساتھ تشریح بھی کی ہے، مگر اس کی ضرورت بہت ہی کم پیش آئی، سب سے اہم بات یہ ہے کہ آپ نے عبارت پر مکمل اعراب لگائے ہیں، تاکہ پڑھنے میں غلطی نہ ہوسکے، اپنی بساط کے مطابق فاضل مترجم نے اچھا کام کیا ہے، تاہم انسان ہونے کے ناطے امکانِ خطا باقی ہے، جس کا تدارک اہلِ علم اور صاحبِ فن علماء کی اصلاح اور مشاورت سے ممکن ہے، دل سے دعا ہے کہ اللہ پاک حضرت مفتی صاحب (حفظہ اللہ) کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر تشنگانِ علمِ حدیث کے لیے نافع اور مفید بنائیں، آمین۔

مظہر الدین
فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی
استاذ الحدیث ورفیقِ دار الافتاء جامعہ صدیقیہ، کراچی

مصنف کے حالاتِ زندگی

نام ونسب

آپ کا پورا نام ابو حفص محمود بن احمد حلبی نعیمی ہے، آپ کی پیدائش ۱۹۵۳ء میں شام کے شہر حلب کے مضافات میں قضاء الباب نامی بستی میں ہوئی، اور یہیں آپ نے اپنا بچپن گزارا۔اس کے بعد آپ قریبی علاقہ "منبج" چلے گئے اور پھر حلب میں سکونت اختیار کی،آپ کی پرورش وتربیت ایک دین دار گھرانے میں ہوئی، آپ کے والد ماجد ایک نیک، دیندار اور علماء وعلم دوست انسان تھے اور انہوں نے اپنی تمام اولاد کی تربیت بھی علم اور علماء کے طریق پر کی۔

شیخ نے اپنی تعلیم کی ابتدا "قضاء الباب" میں کی، کچھ عرصہ "منبج" میں ابتدائی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد سیکنڈری تعلیم کے لیے حلب چلے گئے۔حفظ قرآن مدرسہ حفاظ میں شیخ نجیب کے پاس کیااور سیکنڈری تعلیم کے دوران ہی آپ نے حفظ قرآن مکمل فرمایا۔

اس کے بعد ۱۹۵۶ء میں دمشق یونیورسٹی کے کلیۃ الشرعیہ میں داخلہ لیا،اور چار سال کے عرصہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹۶۰ء میں نمایاں نمبرات کے ساتھ فراغت حاصل کی اور مزید ایک سال کلیۃ الشرعیہ میں گزارا۔

اساتذہ کرام:

"الشیخ محمود طحان" نے اپنے دور کے ممتاز اور کبار علمائے کرام سے شرفِ تلمذ حاصل کیا،آپ کے اساتذہ میں "منبج" کے مفتی اعظم "شیخ جمعہ "ہیں، جن سے آپ نے فقہ، نحو اور "الفیہ ابن مالک" کا ایک حصہ درسًا پڑھا، مدرسہ ثانویہ میں آپ نے اہلِ علم کی بڑی جماعت سے علم کا فیض حاصل کیا، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

- «الشيخ عبد الوهَّاب سكر».
- و«الشيخ محمد أبو الخير زين العابدين».
- و«الشيخ الفقيه محمد المَلاح».
- و«الشيخ محمد نجيب خياطة. شيخ القراء بحلب».
- و«الشيخ الفقيه محمد سلقيني».
- و«الشيخ الفقيه اللغوي محمد أسعد عبجي». مفتي حلب.
- و«الشيخ الفقيه اللغوي محمد ناجي أبو صالح».
- و«الشيخ اللغوي عبد الله حماد». وغيرهم.

ان کے علاوہ بھی کئی جید اساتذہ سے حصولِ علم کا شرف حاصل کیا، "جامعہ ازہر" کے جن علماء کرام سے علم حاصل کیا ان میں سے:

«الشيخ الدكتور محمد محمد أبو زهو رَحِمَهُ ٱللَّهُ» اور «الشيخ الدكتور محمد السماحي» ہیں۔

معاصر:

آپ کے ہم عصر علماء میں سے: «الدكتور عبد الله محمد سلقيني»، «الدكتور محب الدين أحمد أبو صالح»، «الشيخ عبد الوهَّاب ريحاوي»، «الشيخ نجم الدين زين العابدين رَحِمَهُ ٱللَّهُ» اور «الشيخ عبد الحميد صلوح الأريحاوي» ہیں۔

تلامذہ:

❖ «الدكتور عبد الرزاق الشايجي».

❖ «الدكتور الداعية محمد العوضي».

❖ «الأستاذ الدكتور حسام الدين عفانة».

❖ «الدكتور وليد الطبطبائي».

❖ «الدكتور فهد الخنه».

❖ «الدكتور نهاد عبيد». وغيرهم كثير.

تصانیف:

شیخ محمود طحان کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جن میں سے چند کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی، آپ کی تصانیف میں چند درجہ ذیل ہیں:

- «تيسير مصطلح الحديث».
- «أصول تخريج الأحاديث ودراسة الأسانيد».
- «الخطيب البغدادي».
- «من للسنة اليوم».
- «عناية المُحدثين بمتن الحديث كعنايتهم بالأسانيد».

عملی زندگی:

فراغت کے بعد "منبج" کی "جامعہ زیارۃ" میں امام وخطیب مقرر ہوئے،اور ساتھ ساتھ حلب کی مختلف مساجد میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، عرصہ قلیل کے بعد مدینہ یونیورسٹی کا رخ کیا، وہاں ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تعلیم کے ساتھ ساتھ "حدیث" اور "اصولِ حدیث" کا درس تقریبا دس سال تک دیتے رہے، اسی دوران ۱۹۶۹ء میں ایم فل مکمل کیا اور پھر ۱۹۷۱ء میں مصر کے "جامعہ ازہر" میں "شیخ عبد الوہاب" کی نگرانی میں "خطیب بغدادی اور علمِ حدیث میں ان کا مقام" کے عنوان پر اپنے پی ایچ ڈی کا مقالہ مکمل کیا، پھر وہاں سے "جامعہ امام" (ریاض) تشریف لے گئے، کچھ سال وہاں قیام کیا، اسی قیام کے دوران ہی اپنی مشہور ومقبول کتاب: «تيسير مصطلح الحديث» تصنیف فرمائی، اور یہ ۱۹۷۷ء کی بات ہے ،اس وقت یہ کتاب "جامعہ امام" (ریاض) کے نصاب میں بھی شامل کرلی گئی ، اور دوسری تصنیف: «أصول التدريس ودراسة الأسانيد» منظر عام پر آئی، شیخ کی یہ دونوں کتابیں کئی جامعات اور مدارس کے نصاب میں شامل ہیں۔

۱۹۸۶ء میں جامعہ کویت کے "کلیۃ الشریعہ" میں آپ کا تقرر ہوا، شیخ نے وہاں ایک طویل عرصہ گزارا، دورانِ قیام درسِ حدیث کا سلسلہ جاری رہا اور کئی طلباء وطالبات نے اپنے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے مکمل کیے۔

سیرتِ وصورت:

آپ کا قد میانہ، رنگ گندمی اور سفید گھنی داڑھی ہے، آپ کی دعوت اور عبادت کا اسلوب عمدہ اور من جانب اللہ ہے، چناں چہ آپ نے بحکم الٰہی ۱۴حج اور ۳۰ عمروں کی سعادت حاصل فرمائی ہے، فی الوقت آپ شام کے شہر "حلب" میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم ہیں۔ آپ کے اخلاص اور تقوی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ آپ طلبہ کو تقوی اور حصولِ علم میں محنت کی گاہے بگاہے تلقین فرماتے رہتے ہیں۔

فَجَزَاهُمُ اللهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الخَلْقِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

اَلْحَمْدُ للهِ الذِيْ مَنَّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ بِإِنْزَالِ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ، وَتَكَفَّلَ بِحِفْظِهِ فِي الصُّدوْرِ وَالسُّطُوْرِ إِلٰى يَوْمِ الدِّينِ، وَجَعَلَ مِنْ تَتِمَّةِ حِفْظِهِ حِفظَ سُنَّةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ.

تمام تعریفیں اس ذات پاک کے لیے ہیں جس نے مسلمانوں پر عظیم احسان فرما کر قرآن کریم نازل فرمایا، اور قیامت تک کے لیے امت کے سینوں اور کتابوں میں اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اس کی حفاظت کے تتمہ کے طور پر سید المرسلین ﷺ کی سنت (احادیث) کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا۔

وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ الَّذِيْ أَوْكَلَ اللهُ إِلَيْهِ تِبْيَانَ مَا أَرَادَهُ مِنَ التَّنْزِيْلِ الْحَكِيْمِ بِقَوْلِهِ تعالَى: ﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ٤٤). فَقَامَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبَيِّنًا لَهُ بِأَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَتَقْرِيْرَاتِهِ بِأُسْلُوْبٍ واضحٍ مُّبِينٍ.

اور درود و سلام ہو ہمارے سردار اور ہمارے نبی محمد ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم سے جو چاہا اس کا بیان ان کے سپرد کر دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے لیے ان کی طرف نازل کردہ (آیات) کی توضیح و تشریح کر دیں اور تاکہ وہ لوگ فکر کریں" (النحل: ۴۴)۔ پس واضح اور روشن اسلوب کے ساتھ آپ ﷺ اپنے افعال، اقوال اور تقریرات کے ذریعے اسے بیان کرنے کے لیے کمربستہ ہو گئے۔

وَالرِّضَا عَنِ الصَّحابَةِ الَّذِيْن تَلَقَّوْا السُّنَّةَ النَّبْوِيَّةَ عَن النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ فَوَعُوْها، وَنَقَلُوْها لِلْمُسْلِمِيْنَ كَمَا سَمِعُوْها خَالِصَةً مِنْ شَوَائِبِ التَّحْرِيْفِ وَالتَّبْدِيْلِ.

اور ربّ تعالیٰ کی رضامندی ہو ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم پر، جنھوں نے آپ ﷺ سے آپ کی احادیث نبویہ کو اخذ کیا اور انہیں محفوظ کیا۔ اور جیسے انہیں سنا، ویسے ہی ان کو دوسرے مسلمانوں تک نقل کر دیا کسی تحریف و تبدیل کے عیوب سے پاک اور صاف کر کے۔

وَالرَّحْمَةُ وَالْمَغْفِرَةُ لِلسَّلَفِ الصَّالِحِ الَّذِينَ تناقَلُوْا السُّنَّةَ الْمُطَهَّرَةَ ....

اور اللہ تعالیٰ سلفِ صالحین رحمہم اللہ پر بھی اپنی رحمت و مغفرت نازل فرمائے جنھوں نے سنت مطہرہ (احادیث کریمہ) .....

جيْلًا عَنْ جيْلٍ، وَوَضَعُوا لِسَلَامَةِ نَقْلِها وَرِوَايَتِها قَوَاعِدَ وَضَوَابِطَ دقيقَةً؛ لِتَخْلِيْصِها مِنْ تَحْرِيْفِ الْمُبْطِلِيْنَ.

کو نسل در نسل نقل کیا اور اس کی حفاظت اور نقلِ صحیح کے لئے عمدہ اور عمیق قواعد وضوابط مقرر کیے تاکہ اسے باطل پسندوں کی تحریف سے بچایا جاسکے۔

وَالْجَزَاءُ الخيرُ لِمَن خَلَفَ السَّلَفَ مِنْ عُلَماءِ الْمُسْلِمِيْنَ الذِيْنَ تَلَقَّوْا قَوَاعِدَ رِوَايَةِ السُّنَّةِ وَضَوابِطَها عَنِ السَّلفِ فَهَذَّبُوْها وَرَتَّبُوْها وَجَمَعُوْها فِيْ مُصَنَّفَاتٍ مُسْتَقِلَّةٍ سُمِّيَتْ فيمَا بَعدُ بِـ«عِلْمِ مُصْطَلحِ الحديث».

اور بہترین بدلہ دے ان کے بعد آنے والے علمائے سلف کو جنہوں نے سنت کی روایت کے نقل کرنے کے قواعد اور ضوابط کو سلف سے حاصل کیا اور پھر ان کو مہذب ومرتب کر کے جمع کیا مستقل تصانیف کی صورت میں، جن کا بعد میں نام رکھا گیا ''علم مصطلح الحديث'' کے ساتھ۔

أَمَّا بَعدُ: فَعِنْدَمَا كُلِّفْتُ مُنْذُ سَنَوَاتٍ بِتَدْرِيْسِ عِلْمِ مُصْطَلحِ الْحديثِ فِيْ كُلِّيَةِ الشَّرِيْعَةِ بِالْجَامعَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِي الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ، وَكَانَ الْمُقرَّرُ تَدرِيسَ كتابِ «عُلُومِ الحديثِ» لابنِ الصلاحِ.

حمد وصلاۃ کے بعد مجھے علم ''مصطلح الحديث'' کے مضمون کی ذمہ داری چند سال سونپی گئی مدینہ منورہ کے جامعہ اسلامیہ کالج میں، جس کے لئے ابن الصلاح رحمہ اللہ کی ''علوم الحديث'' مقرر تھی۔

ثُمَّ قرَّرَتِ الجامعةُ مُخْتَصَرَهُ كتابَ «التَّقريبِ» للنووي، وَجدتُ مَعَ الطَّلَبَةِ بعضَ الصُّعُوبَاتِ فِيْ تَدْرِيْسِ هذَينِ الكتَابَيْنِ -عَلٰى جَلَالتِهِما وَغَزَارَةِ فَوائدِهما- دِرَاسَةً نظاميَّةً، ....

پھر جامعہ نے اس کی مختصر امام نووی رحمہ اللہ کی ''التقريب'' نامی کتاب مقرر کی۔ میں نے طلبہ کو مشکلات میں پایا ان دونوں کتابوں کی تدریس (کے زمانہ) میں، باوجود ان (دونوں کتابوں) کی علمی جلالتِ شان اور معلومات سے لبریز ہونے کے درس نظامی میں، ....

فَمِنْ هذهِ الصُّعُوْبَاتِ: التَّطْوِيْلُ فِي بعضِ الْأَبْحَاثِ، لَا سِيَّمَا فِيْ كِتَابِ ابنِ الصَّلَاحِ، وَمِنْها الْاختِصَارُ فِي الْبَعْضِ الْآخرِ، لَا سِيَّمَا فِي كِتَابِ النَّوِوِي، وَمِنها صُعُوبَةُ العِبَارَةِ، وَمِنْها عَدْمُ تَكَامُلِ بَعضِ الْأَبْحَاثِ.

ان مشکلات میں سے (ایک یہ ہے کہ): بعض ابحاث میں طوالت ہے خُصوصًا ابن الصّلاح رحمہ اللہ کی کتاب (علوم الحدیث) میں، اور بعض دوسری ابحاث میں اختصار ہے، خُصوصاً امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب (التقریب) میں، اور کچھ میں عبارت کی الجھن ہے، اور بعض ابحاث کو مکمل نہیں کیا گیا۔

وذَلكَ كَتَرْكِ التَّعرِيْفِ مَثلًا أَو إغفَالِ الْمِثالِ أَوْ عَدمِ ذِكْرِ الْفَائدَةِ مِنْ هذَا الْبحْثِ أَوْ ذَاكَ، أَوْ عَدمِ التَّعْرِيجِ عَلَى ذِكْرِ أَشْهرِ الْمُصَنَّفَاتِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلكَ، وَوَجدْتُّ غَيْرَهُمَا مِن كُتُبِ الْأَقْدَمِيْنَ فِي هذا الفَنِّ كذَلِكَ، بَل إنَّ بعضَ تلكَ الْكُتبِ غيرُ شَامِلٍ لِجمِيْع عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ، وَبَعْضَها غَيْرُ مُهَذَّبٍ وَلَا مُرتَّبٍ، وَعُذْرُهُمْ فِي ذَلكَ هُوَ إمَّا وُضُوْحُ الْأُمُورِ التِيْ تَرَكوْها بِالنِّسْبَةِ لَهُمْ، أَوِ الحَاجَةُ لِتَطْوِيْلِ بَعضِ الْأَبْحَاثِ بِالنِّسْبَةِ لِزَمَنِهُمْ، أَوْ غَيْرُ ذَلكَ مِمَّا نَعْرِفُه أَوْ لَا نَعْرِفُه.

اوراسی طرح کہیں تعریف چھوڑنا یا کہیں مثال یا ان مباحث کے فوائد سے صرفِ نظر کیا گیا وغیرہ، یا اس فن کی مشہور کتابوں کی نشاندہی نہ کرنا اور ان جیسی اور بہت سی کوتاہیاں! اور میں نے پایا ان دونوں کے علاوہ متقدمین کی کتب میں بھی یہی سب کچھ جو اس فن میں ہیں۔ بلکہ ان میں سے بعض کتب میں تو مکمل علومِ حدیث کا احاطہ بھی نہیں ہے، اور بعض ان میں سے غیر منقّح اور غیر مرتّب ہیں۔ اور ان (متقدمین) کا عذر اس بارے میں یہ ہے کہ جن امور کو انہوں نے چھوڑا ان کی وضاحت تھی یا بعض ابحاث میں اپنے زمانے کی ضرورت کی وجہ سے طوالت اختیار کی ہے، اور بھی اس قسم کی معروف اور غیر معروف وجوہ ہو سکتی ہیں۔

فَرَأَيتُ أَنْ أَضَعَ بَيْنَ أَيْدِي الطَّلَبَةِ فِي كُلِيَّاتِ الشَّرِيْعَةِ كِتَاباً سَهلاً فِيْ مُصْطَلَح الْحَدِيْثِ وَعُلُوْمِه يُيَسِّرُ عَلَيْهِمْ فَهْمَ قَوَاعِدِ هذَا الفَنِّ وَمُصْطَلَحَاتِه، ....

پس میں نے اس وقت مناسب سمجھا کہ علومِ شریعت کے طلبہ کے لیے آسان کتاب مرتب کردوں جو حدیث کی اصطلاحات اور اس کے علوم کو محیط ہو، جس سے اس فن کے قواعد اور اس کی اصطلاحات کو سمجھنا آسان ہو۔ ....

وَذَلك بِتَقْسِيمِ كُلِّ بَحْثٍ إِلٰى فِقْرَاتٍ مُرَقَّمَةٍ مُتَسَلْسَلَةٍ، مُبْتَدِئًا بِتَعْرِيْفِهِ ثُمَّ بِمِثَالِهِ ثُمَّ بِأَقسَامِه مَثلًا ... مُختتمًا بِفِقْرَةِ «أَشْهُرِ المُصَنَّفاتِ فِيْه». كُلُّ ذلكَ بِعِبَارَةٍ سَهلَةٍ وَأُسْلُوبٍ علميٍّ وَاضِحٍ لَيسَ فِيْه تَعْقِيْدٌ وَلَا غُمُوْضٌ، ولَمْ أُعَرِّجْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِنَ الْخِلَافَاتِ وَالْأَقْوَالِ وَبَسْطِ الْمَسَائِلِ؛ مُرَاعَاةً لِلْحِصَصِ الزَّمَنِيَّةِ الْقلِيْلَةِ الْمُتَخَصِّصَةِ لِهَذَا الْعِلمِ فِي كُلْيَاتِ الشريعةِ وَكُلْيَاتِ الدِّراسَاتِ الْاسْلَامِيةِ، وَسَمَّيْتُه: «تَيْسِيْرَ مُصطَلَحِ الْحَدِيْثِ»، وَلَسْتُ أَرىٰ أَنَّ هذا الْكِتَابَ يُغْنِيْ عَنْ كُتُبِ الْعُلَمَاءِ وَالْأَقْدَمِينَ فِيْ هذَا الْفَنِّ. وَإِنَّمَا قَصَدْتُ أَن يَّكُوْنَ مِفْتَاحًا لَها، وَمُذَكِّرًا بِمَا فِيْها، وَمُيَسِّرًا لِلْوُصُوْلِ إلى فَهْمِ مَعَانِيْها، وَتَظِلُّ كُتُبُ الأَئِمَّةِ والعُلَماءِ الْأَقدمِينَ مَرْجَعًا للْعُلَمَاءِ والْمُتَخَصِّصِيْنَ فِيْ هذَا الْفَنِّ، وَمُعِينًا فَيَّاضًا يَنْهَلُون مِنْهُ.

(اس مقصد کے لئے) ترقیمی انداز میں نمبروار ہر بحث کی تقسیم ہو، اس طور سے کہ ابتداء میں اس موضوع کی تعریف، پھر اس کی مثال اور پھر اس کی اقسام بیان ہوں، آخر میں مشہور تصنیفات پر گفتگو کی جائے۔ اس کی عبارت آسان ہو اور ایسا واضح علمی اسلوب ہو، جس میں نہ کوئی دشواری ہو اور نہ تشنگی ہو۔ اور میں نے بہت سے مسائل میں اختلافات، اقوال اور تفاصیل کی طرف توجہ نہیں دی، ان تھوڑے اوقات کا خیال رکھتے ہوئے جو خاص ہیں اس علم کے لیے شرعی کالجوں میں، اسلامی یونیورسٹیوں میں، اور میں نے اس کتاب کا نام ''تیسیر مصطلح الحدیث'' رکھا۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ یہ کتاب اس فن کے عُلماء اور متقدمین کی کتابوں سے بے نیاز کردے گی، بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ یہ ان کتابوں کے لیے چابی ہو اور ان میں موجود مواد کے لیے ایک مذاکرہ بن جائے اور ان کے معانی کو سمجھنے کا ذریعہ ہو، اور عُلمائے متقدمین کی کتابیں علماء کے لئے اور اس فن میں علماء کے لئے مرجع ثابت ہوں اور فیاض چشمہ ثابت ہوں جس سے وہ خوب سیر ہو سکیں۔

وَلَا يَفُوْتُنِي أَنْ أَذْكُرَ أَنه صَدَرَ فِي الْآونةِ الْأَخِيْرَةِ كُتُبٌ لِبَعضِ الْبَاحِثِينَ، فِيها الْفَوائدُ الغزيرةُ، لَا سِيَّمَا الرَّدُّ عَلى شِبْهِ الْمُسْتَشْرِقِينَ والْمُنْحَرِفِيْنَ، لٰكِن بَعضَها مُطولٌ، ....

اور میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اخیر زمانہ میں بعض محققین کی ایسی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں جو بڑے شاندار فوائد پر مشتمل ہیں، بالخصوص مستشرقین اور گمراہ لوگوں کے شبہات کا ردّ ہے، لیکن بعض ان میں سے بہت زیادہ مفصل ہیں ....

وَبَعْضَها مُخْتَصَرٌ جِدًّا، وَبَعْضَها غَيْرُ مُسْتوعبٍ، فَأَردتُّ أَن يكونَ كِتابِيْ هذَا وَسَطًا بَيْنَ التَّطوِيلِ وَالْاخْتِصَارِ، وَمُسْتَوْعِبًا لِجَمِيْعِ الْأَبْحَاثِ۔

اور بعض بہت مختصر ہیں، اور بعض اس علم کو محیط نہیں ہیں، میرا مقصد یہ ہے کہ میری یہ کتاب طویل اور مختصر کے مابین متوسط ہو اور تمام ابحاث کا احاطہ کرے۔

وَالْجَدِيْدُ فِيْ كِتَابِيْ هذَا هُوَ:

میری اس کتاب میں جدید اہتمام:

١ - اَلتَّقْسِيْمُ، أَي تَقْسِيْمُ كُلِّ بَحْثٍ إلى فَقَراتٍ مُرَقَّمَةٍ ممَّا يسْهُلُ عَلى الطَّالِبِ فَهْمُهُ.

تقسیم: یعنی ہر بحث کی مضبوط اور نمبر وار انداز میں تقسیم، تاکہ طالب علم کو اس کے سمجھنے میں آسانی رہے۔

٢ - التَّكَامُلُ فِي كلِّ بَحْثٍ منْ حَيْثُ الْهَيْكَلِ الْعَامِ لِلْبَحْثِ، مِنْ ذِكْرِ التَّعْرِيْفِ وَالْمِثَالِ و... إلخ.

تکامل: ہر بحث کو تعریف اور مثال وغیرہ ذکر کرکے عام فہم شکل میں مکمل کرنا۔

٣ - الاسْتِيْعَابُ لِجمِيْعِ أَبْحَاثِ الْمُصْطَلَحِ مَا أَمْكَنَ بِشَكْلٍ مُخْتَصَرٍ.

استیعاب: مختصر طور پر اس فن کی تمام بحثوں کا احاطہ کرنا۔

أَمّا مِنْ حَيْثُ التَّبوِيْبِ والتَّرتِيْبِ فَقد اسْتَفَدتُّ مِنْ طَرِيْقَةِ الْحَافِظِ ابنِ حجرٍ فِي «النُّخبةِ» وَ«شَرحِها»؛ فَإنَّهُ خَيرُ تَرتيْبٍ تَوَسَّل إلَيْهِ، وَكَان جلُّ اعْتِمَادِي فِي الْمَادةِ الْعِلْمِيَّةِ عَلى «عُلُومِ الْحَدْيْثِ» لِابنِ الصَّلاحِ، وَمُخْتَصرهِ «التقريبِ» للنوَوِي، وَ شَرْحِه «التدريبِ» للسُّيوطِيِّ.

اس کتاب کی تبویب اور ترتیب کے لیے میں نے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے انداز سے استفادہ کیا، جو انہوں نے «نخبة الفکر» اور اس کی شرح «نزهة النظر» میں اختیار کیا، کیوں کہ وہ ایک بہترین ترتیب ہے جسے انہوں نے اپنایا ہے۔ اور علمی مادوں میں میرا زیادہ تر اعتماد ''ابن الصلاح رحمہ اللہ'' کی کتاب ''علوم الحدیث'' اور اس کے اختصار ''التقریب'' (للنووي رحمہ اللہ) اور اس کی شرح ''تدریب الرّاوي'' (للسیوطي رحمہ اللہ) پر ہے۔

وَجَعَلْتُ الْكتابَ مِن مُقَدَّمَةٍ وأَربعةِ أَبوابٍ: البَاب الأَوَّل في الخبرِ، والبابُ الثَّانِي فِي الجرحِ وَالتَّعديلِ، وَالْبَابُ الثَّالثُ فِي الرِّوايةِ وَاُصُولِها، وَالْبَابُ الرّابعُ فِي الْإِسْنَادِ وَ مَعْرِفةِ الرُّواةِ.

اور میں نے کتاب کو ایک مقدمہ اور چار ابواب پر مشتمل رکھا ہے، بابِ اوّل میں ''خبر''اور بابِ ثانی میں ''جرح اور تعدیل''،اور بابِ ثالث میں ''روایت اور اُصولِ روایت''،اور چوتھے باب میں ''اِسناد اور رُواۃ'' کے تعارُف کا بیان ہے۔

وَإِنِّيْ إذ أُقَدِّمُ هَذَا الْجُهْدَ الْمُتَوَاضِعَ لِأَبْنَائِنَا الطَّلَبَةِ، أَعْتَرِفُ بِعِجْزِي وَتَقْصِيْرِيْ فِي إعْطَائِي هذا الْعِلْمَ حَقَّهُ، وَلَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ مِنَ الزَّلَلِ وَالْخَطأِ. فَالرَّجَاءُ مِمَّن يَّطَّلِعُ فيهِ عَلٰى زلَّةٍ أَو خطأٍ أَن يُنَبِّهَنِيْ عَلَيْهِ مَشْكُورًا لعَلِّي أَتَدارَكُهُ، وَأَرجُو اللهَ تعالىٰ أَن يَّنْفَعَ بِهِ الطَّلَبَةَ والْمُشْتَغِلِيْنَ بِالْحَدِيثِ، وَأَن يَّجعَلَهُ خَالصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيم -إِنَّهُ سُبحَانَهُ سَمِيْعٌ مجيبٌ-.

جب کہ میں اس کوشش کو اپنے عزیز طلبہ کے سامنے پیش کررہاہوں تو اپنی عاجزی اور اس علم کو اس کا حق دینے میں اپنی تقصیر کا معترف ہوں اور اپنے آپ کو خطا کرنے اور پھسلنے سے بری نہیں سمجھتا۔امید ہے کہ جو حضرات بھی اس کتاب میں کسی کمزوری یا خطاء پر مطلع ہوں تو وہ مجھے متنبہ کرکے مشکور ہوں گے تاکہ اس کا تدارک کرسکوں۔اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ اس کتاب کو طلبہ اور علمِ حدیث میں مشغول رہنے والوں کے لئے نفع مند بنائے۔اور اسے اپنی بارگاہ میں خالص بنادے،بے شک وہی سننے والا، قبول کرنے والا ہے۔

اَلْمُقَدَّمَةُ الْعِلْمِيَّةُ

فِي نشأَةِ عِلمِ المُصطلحِ وأَشهَرِ المُصَنَّفَاتِ فِيهِ

علم مصطلح حدیث کا تاریخی پس منظر اور اس فن کی مشہور تصنیفات

وَتَشْتَمِلُ عَلَى:

اور یہ مقدمہ مشتمل ہے:

- نبذةٌ تاريخيَّةٌ عن نشأَةِ علمِ المُصطلحِ والأَطْوَارِ الَّتِي مَرَّ بِها.
- علم مصطلح حدیث کی نشاۃ کی مختصر تاریخ اور وہ حالات جن سے یہ علم گزرا۔
- أَشهرُ المُصنَّفات في عِلمِ المُصطلحِ.
- علم مصطلح الحدیث کی مشہور تصنیفات۔
- تَعْرِيفَاتٌ أَوَّلِيَّةٌ.
- ابتدائی ضروری تعریفات۔

نُبذَةٌ تَارِيْخِيَّةٌ عَن نَشْأَةِ عِلْمِ الْمُصْطَلَحِ وَالْأَطْوَارِ الَّتِيْ مَرَّ بِهَا

علم مصطلح کی نشاۃ کی مختصر تاریخ اور وہ حالات جن سے یہ علم گزرا

يُلَاحِظُ الْبَاحِثُ الْمُتَفَحِّصُ أَنَّ الْأُسُسَ وَالْأَرْكَانَ الْأَسَاسِيَّةَ لِعِلْمِ الرِّوَايَةِ وَنَقْلِ الْأَخْبَارِ مَوْجُوْدَةٌ فِي الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ وَالسُّنَّةِ النَّبْوِيَّةِ، فَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ الْكريمِ قَوْلُهُ تَعَالىٰ: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ﴾ (الحجرات: ٦). وَجَاءَ فِي السُّنَّةِ قَوْلُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نَضَّرَ اللهُ امْرأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ». وَفِي رِوَايَةٍ: «فَرُبَّ حَاملِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَاملِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيْهٍ».

ہر صاحبِ علم و نظر اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ علمِ روایت اور نقلِ خبر کی بنیادیں اور اس کے اساسی ارکان قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں موجود ہیں، قرآن کریم میں حق تعالیٰ جل مجدہ کا فرمان عالی ہے: ''اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو'' (الحجرات: ۶)۔ اور حدیث شریف میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''اللہ پاک جَلَّ جَلَالُہٗ تروتازہ رکھے ایسے شخص کو جس نے ہم سے کسی بات کو سنا اور اس کو آگے پہنچا دیا جیسا کہ اس کو سنا؛ کیوں کہ بعض اوقات وہ شخص جسے بات پہنچائی جاتی ہے، سامع سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہوتا ہے''، اور ایک روایت میں ہے: ''دین کی سمجھ رکھنے والا ایسے شخص تک دین کی بات پہنچا دیتا ہے جو اس سے زیادہ فقیہ ہوتا ہے، اور بسا اوقات دین کی بات آگے بیان کرنے والا بالکل فقیہ نہیں ہوتا''۔

فَفِيْ هٰذِهِ الآيَةِ الْكَرِيْمَةِ وَهٰذَا الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ مَبْدَأُ التَّثَبُّتِ فِيْ أَخْذِ الْأَخْبَارِ وَكَيْفِيَّةِ ضَبْطِهَا بِالْاِنْتِبَاهِ لَهَا وَوَعْيِهَا، وَالتَّدْقِيْقِ فِي نَقْلِهَا لِلْآخِرِيْنَ.

پس اس آیت کریمہ اور حدیث شریف میں احادیث کے لینے اور ان کو ضبط کرنے کی کیفیت سے متعلق ثبوت کی بنیاد ہے اور احادیث کے ضبط کے لیے متنبہ کیا گیا اور دوسروں کے لیے نقل کرنے میں دقت اور دور اندیشی پر خبردار کیا گیا ہے۔

وَامْتِثَالًا لِأَمْرِ اللهِ تَعَالىٰ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَد كَانَ الصَّحابَةُ يَتَثَبَّتُوْنَ فِي نَقْلِ الْأَخْبَارِ وَقُبُوْلِها، لَا سِيَّمَا إِذَا شَكُّوْا فِيْ صِدقِ النَّاقِلِ لَها، فَظَهرَ بِنَاءً عَلى هذَا مَوْضُوْعُ العِنَايَةِ بِالْإِسْنَادِ وَقيمتُهُ فِي قُبُولِ الْأَخْبَارِ أَو رَدِّها، فَقدْ جَاءَ فِي مُقدمَةِ «صحيح مسلم» عنِ ابْن سِيْرِيْنَ: قَالَ: لَمْ يَكُوْنُوْا يَسْأَلُوْنَ عَنِ الْإِسْنَادِ، فَلَما وَقَعتِ الْفِتْنَةُ قَالُوْا: سَمُّوا لنَا رِجالَكم، فَيُنْظَرُ إلى أَهلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حديثُهم، ويُنْظَرُ إلى أَهلِ البِدَعِ فَلَا يؤْخَذُ حديثُهم.

اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کا حکم بجالاتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم احادیث کے نقل کرنے اور قبول کرنے میں تحقیق وتثبّت سے کام لیتے تھے، خاص کر جب ان کو شک ہوتا نقل کرنے والے کی سچائی میں، اس بنیاد پر اسناد کا موضوع ہونا، اور احادیث کے قبول کرنے اور رد کرنے میں اس کی اہمیت ظاہر ہوئی، چنانچہ "صحیح المُسلم" کے مقدمہ میں ابن سیرین رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لوگ (خاص کر علماء) پہلے سند کے متعلق استفسار نہیں کرتے تھے، مگر جب فتنوں نے سر اٹھایا تو کہنے لگے کہ: اپنے رجال کا نام لیا کرو تا کہ اہل السنت اور اہل بدعت کو ممتاز کیا جاسکے تو اہلِ سنت کی حدیث قبول کرلی جائے اور اگر اہل بدعت ہیں تو ان کی حدیث کو رد کیا جائے۔

وَبِنَاءً عَلى أَنَّ الخَبرَ لَا يُقبَلُ إِلَّا بَعْدَ مَعْرِفَةِ سَنَدِهِ، فَقَدْ ظَهرَ عِلْمُ الجرحِ والتَّعديلِ، والكلامِ على الرُّواةِ، وَمَعْرِفَةِ الْمُتّصِلِ أَوِ الْمُنْقَطِعِ مِن الْأَسَانِيْدِ، ومَعْرِفَةِ الْعِلَلِ الخَفِيِّ، وَظَهر الْكَلَامُ فِي بَعْضِ الرُّوَاةِ لٰكن عَلى قِلَّةٍ؛ لِقِلَّةِ الرُّواةِ الْمَجْرُوْحِيْنَ فِيْ أَوّلِ الْأَمْرِ.

اور اس بنیاد پر کہ سند کی جانچ کے بغیر کوئی حدیث قبول نہیں کی جاسکتی، تو جرح وتعدیل اور روایوں پر کلام کرنے کا علم وجود میں آیا اور اسانید کے متصل یا منقطع ہونے کا علم اور مخفی علل کے جاننے کا علم اور بعض راویوں کے بارے میں کلام اور جرح کا علم ظاہر ہوا، لیکن تھوڑی مقدار میں، کیونکہ ابتدائی طور پر مجروح راویوں کی تعداد بہت قلیل تھی۔

ثُمّ توسَّعَ الْعُلَمَاءُ فِي ذٰلِكَ، حَتَّى ظَهرَ الْبَحْثُ فِيْ عُلُوْمٍ كَثِيْرَةٍ تَتَعَلَّقُ بِالْحَدِيْثِ، ....

پھر اس میں علماء نے وسعت پیدا کی، حتی کہ بحث ظاہر ہوئی بہت سے ایسے علوم میں جن کا تعلق حدیث کے ساتھ تھا، ...

مِنْ نَاحِيَةِ ضَبْطِهِ وَكَيْفِيَّةِ تحمُّلِهِ وَأَدَائِهِ وَمَعرفَةِ نَاسخِهِ مِن مَنْسُوْخِهِ وَغَرِيْبِهِ وَغَيرِ ذٰلِكَ، إلَّا أَنَّ ذلِكَ كَان يَتَنَاقَلُهُ الْعُلَمَاءُ شَفَوِياً، ثم تَطَوَّرَ الْأَمْرُ وَصَارَتْ هِذِهِ الْعُلُوْمُ تُكْتَبُ وَتُسَجَّلُ، لكن فِيْ أَمْكِنَةٍ مُتَفَرقَةٍ مِّنَ اِلْكُتُبِ مَمْزُوْجَةٍ بِغَيرِها مِنَ العُلُومِ الْأُخْرَى، كَعِلْمِ الْأُصُوْلِ وعلمِ الفقهِ وَعِلْمِ الْحديْثِ، مِثْلُ: كِتَابِ الرِّسَالَةِ وَكتَابِ الأُمِّ كِلَاهُمَا لِلْإمَامِ الشَّافعي.

جیسے: حدیث کے ضبط کا پہلو، اور اس کے حصول اور دوسروں تک پہنچانے کی کیفیت ہے، ناسخ و منسوخ کی معرفت اور حدیثِ غریب وغیرہ کی پہچان ہوئی، مگر ان سب اشیاء کو علماء زبانی نقل کرتے تھے، پھر حالات نے رخ موڑا اور یہ علوم لکھے اور قلمبند کیے جانے لگے، مگر یہ فن دوسرے علوم میں خلط ملط کتب میں اور مختلف جگہوں پر لکھا گیا، جیسے: علم اصول کے ساتھ اور علم فقہ وحدیث کے ساتھ، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی ''كتاب الأم'' اور دوسری ''كتاب الرسالة'' ہے۔

وَأَخِيْرًا لَمَّا نَضَجَتِ الْعُلُوْمُ وَاسْتَقَرَّ الْاصْطِلَاحُ، وَاسْتَقَلَّ كُلُّ فَنٍّ عَنْ غَيرِه، وَذٰلكَ فِي الْقَرْنِ الرَّابِعِ الهِجريِّ، أَفْرَدَ الْعُلَمَاءُ عِلمَ الْمُصْطَلَحِ فِي كِتَابٍ مُسْتَقِلٍّ، وَكَانَ مِنْ أَوّلِ مَنْ أَفْرَدَهُ بِالتَّصْنِيْفِ الْقَاضِيْ أَبُو محمدٍ الْحَسَنِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَلَّادِ الرَّامْهُرْمُزِيُّ المتوفى سنة: ٣٦٠ ھ في كتابه «المُحدث الفاصل بين الراوي والواعي»، وَسَأَذْكُر أَشْهَرَ المُصَنَّفَاتِ فِيْ عِلْمِ الْمُصْطَلَحِ مِن حِيْنَ إفرَادِهِ بالتَّصْنِيْفِ إلٰى يَوْمنَا هَذَا:

اور بالآخر جب علوم پختہ ہوئے اور اصطلاحات نے قرار پکڑ لیا اور ہر فن دوسرے سے علیحدہ ہو کر مستقل شکل اختیار کر گیا اور یہ چوتھی صدی ہجری میں ہوا، تو علماء نے ''علم مصطلح حدیث'' کو ایک مستقل کتاب میں لکھا۔ اور سب سے پہلے جس نے اس کی علیحدہ تصنیف کی وہ ''القاضي أبو محمد حسن بن عبد الرحمن بن خلاد رامهرمزي'' المتوفی: ٣٦٠ھ ہیں، جنہوں نے اس فن کو اپنی کتاب ''المُحدث الفاصل بين الراوي والواعي'' میں (اس علم کو تصنیف کیا ہے)۔ اور اب میں علمِ اصولِ حدیث کی مشہور کتابوں کو بیان کرتا ہوں جب سے اس کی مستقل تصنیف ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک:

أَشهَرُ المُصنَّفاتِ فِي عِلْمِ المُصْطَلَحِ

علم اصول حدیث کی مشہور کتب (اوران کا اجمالی تعارف)

١ - «المُحَدِّثُ الفَاصِلُ بَيْنَ الرَّاوِيْ والوَاعِيْ»:

صَنَّفَهُ أَبُو محمدٍ الْحَسَنُ بنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَلَّادَ الرَّامْهُرْمُزِي الْمُتَوَفَّى سنةَ: ٣٦٠ ھ، لكنَّهُ لَمْ يَستَوْعِبْ أَبْحَاثَ الْمُصْطَلَحِ كُلَّها، وَهَذَا شَأْنُ مَن يَّفْتَتِحُ التَّصْنِيْفَ فِيْ أَيِّ فنٍّ أَو عِلْمٍ غَالِبًا.

یہ ''القاضي أبو محمد الحسن بن عبد الرحمن بن خلاد الرامهرمزي رحمه الله'' **المتوفی ٣٦٠ھ** کی تصنیف ہے، لیکن اس میں اصطلاحاتِ حدیث کی ابحاث کا پوری طرح احاطہ نہیں ہو سکا۔ اور بلاشبہ کسی بھی فن یا علم کی ابتدائی تصنیف کی یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔

٢ - «مَعْرِفَةُ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ»:

صَنَّفَهُ أَبُو عَبدِ الله مُحَمَّدُ بنُ عبدِ اللهِ الحَاكِمُ النَّيْسَابوْرِيُّ الْمُتَوَفَّى سَنَةَ: ٤٠٥ ھ، لكنه لمْ يُهذِّبِ الْأَبْحَاثَ وَلَمْ يُرَتِّبْها التَّرْتِيْبَ الْفَنِيَّ الْمُنَاسِبَ.

''أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري رحمه الله'' **المتوفی ٤٠٥ھ**، اس کے مصنف ہیں، لیکن انھوں نے بحثوں کو منقح نہیں کیا اور نہ اس کتاب میں موضوعات و مباحث، فنی اعتبار سے مرتب کی ہیں۔

٣ - «الْمُسْتَخْرَجُ عَلى مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ»:

صَنَّفَهُ أَبُو نُعَيْمٍ أَحمَدُ بنُ عبدِ اللهِ الأَصْبَهانِيُّ، المُتوَفَّى سَنَةَ: ٤٣٠ ھ، استدرَكَ فِيهِ عَلَى الْحَاكِمِ مَا فَاتَهُ فِيْ كتابِهِ «معرفَةِ علومِ الحديثِ» مِنْ قَوَاعِدِ هذَا الفَنِّ، لٰكِنَّهُ ترَكَ أَشياءَ يُمْكِنُ للمُتَعَقِّبِ أَن يَّسْتَدْرِكَها عَلَيْهِ أَيْضًا.

اس کی تصنیف ''إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني رحمه الله'' **المتوفی ٤٣٠ھ** نے کی ہے، اس میں انھوں نے امام حاکم رحمه الله پر استدراک کیا ہے، ان کی کتاب ''معرفة علوم الحديث'' میں جو قواعد ان سے رہ گئے تھے ان کی تلافی کی ہے، تاہم انھوں نے بھی کئی چیزیں چھوڑ دیں، جن کا بعد میں آنے والا بھی استدراک کر سکتا ہے۔

٤ - «اَلْكِفَايَةُ فِي عِلْمِ الرِّوَايَةِ»:

صَنَّفَهُ أَبُو بكرٍ أَحمدُ بنُ عليِّ بنِ ثَابِتٍ الْخَطِيْبِ الْبَغْدَادِيِّ الْمَشْهُوْرُ المتوَفَّى سنةَ: ٤٦٣ هـ، وهُوَ كِتَابٌ حَافِلٌ بِتَحْرِيْرِ مَسَائِلِ هَذَا الفَنِّ وَبَيَانِ قَواعدِ الرِّوَايَةِ، وَيُعَدُّ مِن أَجَلِّ مَصَادِرِ هذَا الْعِلْمِ.

"إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي رحمہ اللہ"، المتوفی ۴۶۳ھ کی تصنیفِ لطیف ہے، یہ ایک جامع کتاب ہے اس فن کے مسائل کی تحریر میں اور روایت کے قواعد کے بیان کرنے میں۔ اور یہ (کتاب) اس علم کے عمدہ مصادر میں سے شمار ہوتی ہے۔

٥ - «اَلْجَامِعُ لِأَخْلَاقِ الرَّاوِي وَآدَابِ السَّامِعِ»:

صَنَّفَهُ الْخَطيبُ البغدَادِيُّ أَيضًا، وَهُوَ كِتَابٌ يَبْحَثُ فِيْ آدَابِ الرِّوَايَةِ، كَما هُوَ وَاضِحٌ مِنْ تَسْمِيَتِه، وَهُوَ فَريدٌ فِيْ بَابِهِ قَيِّمٌ فِي أَبْحَاثِهِ وَمُحْتَوَيَاتِهِ، وَقَلَّ فَنٌّ مِّنْ فُنُوْنِ عُلُومِ الْحَدِيْثِ إلَّا وَصَنَّفَ الْخَطِيْبُ فِيْهِ كِتَابًا مُفْرَدًا، فَكَانَ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ أَبُوْ بَكْرٍ بْنُ نُقْطَةَ: كُلُّ مَن أَنْصَفَ عَلِمَ أَنَّ الْمُحَدِّثِيْنَ بَعْدَ الْخَطِيْبِ عِيَالٌ عَلَى كُتُبِهِ.

یہ بھی خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اس کتاب میں روایت کے آداب کے بارے میں بحث کی گئی، جیسا کہ اس کے نام سے واضح ہے۔ اور یہ اپنے میدان میں یکتا ہے اور اپنی ابحاث اور مضامین میں پختہ ہے۔ اور علومِ حدیث کے فنون میں سے ہر فن میں خطیب رحمہ اللہ نے ایک علیحدہ کتاب تصنیف کی ہے، سوائے چند فنون کے۔ پس وہ ایسے ہی ہیں (مقام کے اعتبار سے) جیسے حافظ ابو بکر بن نقطہ نے کہا کہ: "ہر وہ آدمی جس نے انصاف کیا، اس نے یہی جانا کہ تمام محدثین خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بعد ان کی کتابوں کے محتاج ہیں"۔

٦ - «الإلمَاعُ إلَى مَعرِفَةِ أُصُولِ الرِّوايَةِ وتقيِيْدِ السِّمَاعِ»:

صَنَّفَهُ الْقَاضِي عِيَاضُ بنُ مُوسَى اليَحْصُبِيُّ المُتَوَفَّى سنَةَ: ٥٤٤ هـ، ....

یہ کتاب "القاضي عياض بن موسى يحصبي رحمہ اللہ"، المتوفی ۵۴۴ھ کی تصنیف ہے، ....

وَهُوَ كِتَابٌ غَيْرُ شَامِلٍ لِجَمِيْعِ أَبْحَاثِ الْمُصْطَلحِ، بَلْ هُو مَقْصُورٌ علَى مَا يَتَعَلَّقُ بِكَيْفِيَّةِ التَّحمُّلِ والْأَدَاءِ وما يتفَرَّعُ عنهُما، لكنَّهُ جِيِّدٌ فِي بَابِهِ، حَسَنُ التَّنْسِيْقِ وَالتَّرْتِيْبِ.

یہ کتاب مصطلحات کے تمام مباحث کو محیط نہیں، بلکہ یہ تحمل و ادا کی کیفیت اور اس کی فروعات کے متعلقات پر منحصر ہے، لیکن یہ کتاب اپنے موضوع میں بہترین ہے نظم وضبط اور ترتیب کے اعتبار سے۔

٧ - «مَا لَا يَسَعُ المُحَدِّثُ جهْلَهُ»:

صَنَّفَهُ أَبُوْ حفصٍ عُمَرُ بنُ عبدِ المَجيدِ الْمِيَانِجِي، المتوفى سنَةَ: ٥٨٠ هـ، وَهُوَ جزءٌ صغيرٌ ليس فيهِ كَبِيْرُ فَائِدَةٍ.

یہ "أبو حفص عمر بن عبد المَجيد الميانجي رحمہ اللہ" المتوفی ۵۸۰ھ کی تصنیف ہے، یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے جس میں کوئی بڑا فائدہ نہیں۔

٨ - «عُلُوْمُ الْحَدِيْثِ»:

صَنَّفَهُ أَبُو عمرٍو عُثْمَانُ بنُ عَبدِ الرَّحمَنِ الشَّهْرَزُوْرِيُّ المَشْهُوْرُ بِـ«ابنِ الصَّلَاحِ» المُتوَفَّى سنَةَ: ٦٤٣ هـ، وَكِتابُهُ هذَا مَشْهُورٌ بَينَ النَّاسِ بـ«مقدمَةِ ابنِ الصَّلاحِ»، وَهُوَ مِن أَجودِ الْكتُبِ فِي المُصطَلَحِ، جَمَعَ فِيهِ مُؤَلِّفُهُ مَا تفَرَّقَ فِيْ غَيْرِهِ مِنْ كُتُبِ الْخَطِيْبِ وَمَنْ تقَدَّمَهُ، فَكَانَ كِتابًا حَافِلًا بِالْفَوَائِدِ، لٰكِنَّهُ لَمْ يُرَتِّبْهُ عَلَى الْوَضْعِ الْمُنَاسِبِ؛ لِأَنَّهُ أَمْلَاهُ شَيْئًا فَشَيْئًا، ....

یہ کتاب "أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن الشهرزوري، المَعروف بابن الصلاح رحمہ اللہ" المتوفی ۶۴۳ھ کی تصنیف ہے، جو کہ لوگوں میں "مقدمة ابن الصلاح" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اصطلاحاتِ حدیث میں سب سے بہترین کتاب ہے۔ اس میں مصنف رحمہ اللہ نے ان تمام ضروری بحثوں کو جمع کیا ہے جو خطیب بغدادی رحمہ اللہ اور دیگر متقدمین کی کتب میں متفرق تھیں، لہذا یہ کتاب فوائد و نکات سے پُر ہے، لیکن مصنف رحمہ اللہ نے اس کو مناسب انداز میں مرتب نہیں کیا، کیوں کہ انھوں نے اسے تھوڑا تھوڑا کر کے املا کروایا تھا، ....

وَهُوَ مَعَ هٰذَا عُمْدَةُ مَنْ جَاءَ بَعْدَهُ مِنَ الْعُلَمَاءِ، فَكَمْ مِنْ مُخْتَصِرٍ لَهُ وَنَاظِمٍ وَمُعَارِضٍ لَهُ وَمُنْتَصِرٍ.

اس کے باوجود بعد میں آنے والے علماء نے اسی کتاب پر اعتماد کیا، بہت سوں نے اس کا اختصار لکھا، کہیں اسے نظم کیا گیا، تو کہیں اس کا معارضہ پیش کیا گیا، تو کسی نے اس کی تائید میں لکھا۔

٩ - «التَّقريبُ والتَّيسيرُ لِمَعرِفَةِ سُنَنِ الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ»:

صَنَّفَهُ مُحْيُ الدِّينِ بنُ شَرَفٍ النَّوْوِي المُتَوَفَّى سنَةَ: ٦٧٦ هـ، وكتابُهُ هذَا اختصارٌ لكتابِ «علوم الحديث» لِابْنِ الصَّلَاحِ، وَهُوَ كِتَابٌ جَيِّدٌ، لَكِنَّهُ مُغْلَقُ الْعِبَارَةِ أَحْيَانًا.

یہ کتاب ”محي الدين يحيي بن شرف النووي رحمہ اللہ“ المتوفی ٦٧٦ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب مذکورہ بالا ابن صلاح رحمہ اللہ کی کتاب ”علوم الحديث“ کا اختصار ہے، یہ ایک عمدہ کتاب ہے مگر کہیں کہیں عبارت پیچیدہ اور مغلق ہے۔

١٠ - «تَدْرِيْبُ الرَّاوِي فِيْ شَرحِ تَقْرِيبِ النَّوَوِيِّ»:

صَنَّفَهُ جَلَالُ الدِّينِ عَبدُ الرَّحْمَنِ بنُ أَبِي بَكرٍ السُّيُوطِيّ المُتَوَفَّى سنَةَ: ٩١١ هـ، وَهو شَرحٌ لِكِتَابِ «تقريبِ النووي»، كَمَا هُوَ وَاضِحٌ مِن اسْمِهِ، جَمَعَ فِيْهِ مُؤَلِّفُهُ مِنَ الْفَوَائِدِ الشَّيْءَ الْكَثِيْرَ.

یہ کتاب ”جلا ل الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي“ المتوفی ٩١١ھ کی تصنیف ہے۔ اور یہ شرح ہے امام نووی رحمہ اللہ کی کتاب ”التقريب“ کی، جیسا کہ: اس کے نام سے واضح ہے، اس میں مؤلف نے بے شمار علمی نکات و فوائد جمع کر دیے ہیں۔

١١ - «نَظْمُ الدُّرَرِ فِي عِلْمِ الأَثَرِ»:

صَنَّفَهَا زَينُ الدِّينِ عبدُ الرَّحيمِ بنُ الْحُسَيْنِ الْعِرَاقِي المُتَوَفَّى سنَةَ: ٨٠٦ هـ، وَمَشْهُوْرَةٌ باسمِ «أَلفيةِ العراقي»، نَظَمَ فِيْهَا «عُلُومَ الحديثِ» لِابْنِ الصَّلَاحِ، ....

یہ کتاب ”إمام زين الدين عبد الرحيم بن الحسين العراقي رحمہ اللہ“ المتوفی ٨٠٦ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب ”ألفية العراقي“ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ اس میں ”علوم الحديث“ (لابن الصلاح) کو انہوں نے اشعار میں لکھا ہے ......

وَزَادَ عَلَيْهِ، وَهِيَ جَيِّدَةٌ غَزِيْرَةُ الْفَوَائِدِ، وَعَلَيْها شُروحٌ مُتَعَدِّدَةٌ، مِنْها شَرْحَانِ لِلْمُؤَلِّفِ نفسَهُ.

اور کچھ مسائل کا اضافہ بھی کیا ہے، اور یہ بہت عمدہ کتاب ہے، علمی فوائد سے بھری ہوئی ہے، اس کی کئی شروحات لکھی گئی ہیں جبکہ دو شروحات مصنف نے خود لکھی ہیں۔

١٢ - «فَتْحُ المُغِيْثِ فِي شَرحِ أَلْفِيَّةِ الْحَدِيْثِ»:

صنَّفَهُ محمدُ بنُ عبدِ الرحمَنِ السَّخَاوِي المُتوَفَّى سنَةَ: ٩٠٢ ھ، وهُو شرحٌ علَى «أَلفيةِ العراقي»، وهُو مِن أَوفَى شرُوْحِ «الْأَلْفِيَةِ» وَأَجْوَدِهَا.

یہ کتاب ''محمد بن عبد الرحمن السخاوي رحمہ اللہ'' المتوفی ۹۰۲ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب ''ألفية العراقي'' کی شرح ہے، اور یہ ''ألفية'' کی شروحات میں سب سے مفصل اور بہت عمدہ شرح ہے۔

١٣ - «نُخْبَةُ الْفِكرِ فِي مُصْطَلَحِ أَهلِ الْأَثَرِ»:

صَنَّفَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ المُتوفَّى سنَةَ: ٨٥٢ ھ، وَهُوَ جُزْءٌ صَغِيْرٌ مُخْتَصَرٌ جِدًّا، لٰكِنَّهُ مِن أَنْفعِ الْمُخْتَصَرَاتِ وَأَجودِها ترتيبًا، ابْتَكَرَ فيهِ مُؤَلِّفُهُ طَرِيقَةً فِي التَّرْتِيْبِ وَالتَّقْسِيْمِ لَمْ يُسْبَقْ إِلَيْها، وَقَدْ شَرَحَهُ مُؤَلِّفُهُ بشَرْحٍ سَمَّاهُ «نُزهَةَ النَّظَرِ» كَمَا شَرحهُ غيرُه.

یہ کتاب ''الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمہ اللہ'' المتوفی ۸۵۲ھ کی تصنیف ہے۔ یہ ایک انتہائی مختصر رسالہ ہے، لیکن ترتیب کے اعتبار سے مختصرات میں سب سے نفع مند اور عمدہ ترین جزء ہے، اس میں ترتیب و تقسیم کے طریقے کے اعتبار سے مصنف وہ سبقت لے گیا ہے جس کی طرف پہلے کسی نے بھی سبقت نہیں کی۔ خود مصنف نے اس کی شرح بھی لکھی ہے جس کا نام ''نزهة النظر'' ہے، جیسا کہ دیگر علماء نے بھی اس کی شروح لکھی ہیں۔

١٤ - «المَنظومَةُ الْبَيْقُوْنِيَّةُ»:

صَنَّفَها عُمَرُ بنُ محمدٍ البَيْقونيّ المُتوفَّى سنَةَ: ١٠٨٠ ھ، وَهِيَ مِنَ المَنظوماتِ المُختصرَةِ؛ ....

یہ ''عمر بن محمد البيقوني رحمہ اللہ'' المتوفی ۱۰۸۰ھ کی تصنیف ہے، یہ مختصر سی نظم ہے ....

إذ لا تتجاوزُ أَربَعَةً وثلاثِينَ بيْتًا، وتُعَدُّ مِنَ الْمُخْتَصَرَاتِ النَّافِعَةِ الْمَشْهُوْرَةِ، وَعَلَيْها شُرُوْحٌ متعدَّدَةٌ.

کیوں کہ یہ چونتیس اشعار سے متجاوز نہیں ہے، اور اسے بہت ہی مشہور اور نفع آور مختصرات میں سے شمار کیا جاتا ہے، اس کی کئی شروحات بھی لکھی گئی ہیں۔

١٥ - «قَوَاعِدُ التَّحْدِيْثِ»:

صَنَّفَهُ مُحَمَّدٌ جَمَالُ الدِينِ الْقاسِمِيُّ المُتوفَّى ١٣٣٢ هـ، وَهُوَ كتابٌ مُحَرَّرٌ مُفِيْدٌ. وَهُنَاكَ مُصنَّفاتٌ أُخْرٰى كَثِيْرَةٌ يَطُوْلُ ذِكْرُها، اقْتَصَرْتُ عَلَى ذِكْرِ الْمَشْهُوْرِ مِنْها، فَجَزَى اللهُ الجميعَ عنَّا وعن المُسلِمِينَ خيرَ الجَزَاءِ.

یہ ”محمد جمال الدين القاسمي رحمہ اللہ“ المتوفی ۱۳۳۲ھ کی تصنیف ہے، یہ بھی ایک مفید تالیف ہے۔ اس فن میں اور بہت سی تصنیفات ہیں جن کا بیان باعثِ تطویل ہوگا، میں نے ان میں سے مشہور کتب کے تذکرہ پر اکتفاء کیا ہے۔ اللہ تعالی تمام مصنفین کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

تَعْرِيفَاتٌ أَوَّلِيَّةٌ

بنیادی اصطلاحات

١ - عِلْمُ المُصطَلَحِ:

علم مصطلح:

هُوَ عِلْمٌ بِأُصُولٍ وَقَوَاعِدَ يُعْرَفُ بِها أَحْوَالُ السَّنَدِ مِن حَيْثُ الْقَبُوْلِ وَالرَّدِّ.

"علم اُصول حدیث" ان اصول و قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے بحیثیت مقبول و غیر مقبول سند و متن کی حالتیں پہچانی جاتی ہیں۔

٢ - مَوْضُوْعُهُ:

اس کا موضوع:

السَّنَدُ والمَتَنُ مِن حَيْثُ القَبُوْلِ وَالرَّدِّ.

سند اور متن بحیثیت قبول اور ردّ کے (اس کا موضوع ہے)۔

٣ - ثَمَرَتُهُ:

اس کا نتیجہ اور فائدہ:

تَمْيِيْزُ الصَّحِيْحِ مِنَ السَّقِيْمِ مِنَ الْأَحَادِيْثِ.

احادیث رسول ﷺ میں صحیح اور غیر صحیح کے مابین تمیز (کا ملکہ حاصل) ہونا۔

٤ - الحَدِيث:

حدیث:

أ - لُغَةً: الجَدِيْدُ، وَيُجْمَعُ عَلى «أَحَادِيْثَ» عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ.

لغت میں حدیث کا معنی ہے: جدید اور نئی چیز، اس کی جمع خلاف قیاس "أحادیث" آتی ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: مَا أُضِيْفَ إلَى النَّبِيِّ ﷺ مِن قَوْلٍ أَو فِعْلٍ أَو تَقْرِيْرٍ أَو صِفَةٍ.

اصطلاحًا: ہر وہ قول یا فعل، تقریر ہو یا صفت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو (اسے حدیث کہتے ہیں)۔

۵ - اَلْخَبَرُ:

خبر:

أ - **لُغَةً**: النَّبَأُ، وَجَمْعُهُ: «أَخْبَارٌ».

لغت میں اس کا معنی ہے خبر دینا اور اس کی جمع "أخبار" آتی ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: فِيْهِ ثَلَاثَةُ أَقوالٍ، وَهِيَ:

اصطلاحا: اس بارے میں تین قول ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- هُوَ مُرادِفٌ لِلْحَدِيْثِ، أَي إنَّ مَعْنَاهُما وَاحدٌ اصْطلَاحًا.

یہ حدیث کا مرادف ہے، یعنی دونوں کا اصطلاحی معنی ایک ہی ہے۔

۲ - مغَايِرٌ لَهُ، فَـ«الْحديْثُ» مَا جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَ«الْخَبْرُ» مَا جَاءَ عَنْ غيرِه.

خبر لفظ حدیث کا مغایر ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول کو "حدیث" اور غیر نبی سے منقول کو "خبر" سے تعبیر کرتے ہیں۔

۳ - أَعَمُّ مِّنْهُ، أَيْ فَـ«الْحديْثُ» مَا جَاءَ عَنِ النبي ﷺ، وَ«الْخَبْرُ» مَا جَاءَ عَنْهُ أَوْ عَنْ غيرِه.

خبر لفظ حدیث سے عام ہے، پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول کو "حدیث"، اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یا کسی غیر سے منقول ہو وہ "خبر" ہے۔

٦ - الأَثَرُ:

اثر:

أ - **لُغَةً**: بَقِيَّةُ الشَّيْءِ.

لغت میں کسی چیز کے باقی حصہ کو کہتے ہیں۔

ب - **اصطلاحًا**: فِيْهِ قَوْلَانِ، هُمَا:

اصطلاحا: اس میں دو قول ہیں، جو یہ ہیں:

١- هو مُرَادِفٌ لِلْحَدِيْثِ، أَي إِنَّ معنَاهُمَا وَاحِدٌ اصْطِلاحًا.

اثر حدیث کا مترادف ہے، یعنی "حدیث" اور "اثر" کی ایک ہی اصطلاحی تعریف ہے۔

٢ – مُغَايِرٌ لَهُ، وَهُوَ مَا أُضِيفَ إلىَ الصحَابَةِ والتَّابعِينَ مِن أَقوالٍ أَو أَفعالٍ.

اثر "حدیث" کے برعکس ہے، یعنی صحابہ وتابعین کی طرف منسوب اقوال وافعال وغیرہ "اثر" کہلاتے ہیں۔

٧ – الإِسْنَادُ:

اسناد:

لَهُ مَعْنِيَانِ:

اس کے دو معانی ہیں:

أ – عَزوُ الحَدِيْثِ إِلىٰ قَائِلِهِ مُسنَدًا.

"حدیث" کو اس کے کہنے والے کی طرف سند کے ساتھ بیان کرنا (یعنی مصدری معنی)۔

ب – سِلْسَلَةُ الرِّجالِ الْمُوْصِلَةُ لِلْمَتْنِ، وَهُوَ بِهذَا الْمَعْنَى مُرَادِفٌ لِلسَّنَدِ.

رجال (راویوں) کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچائے، اس اعتبار سے سند اور اسناد دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔

٨ – السَّنَدُ:

سند:

أ – **لغَةً**: الْمُعتمَد، وَسُمِّيَ كَذلِكَ؛ لِأَنَّ الْحديثَ يُسْتَنَدُ إِلَيْهِ وَيُعْتَمَدُ عَلَيْهِ.

لغت میں: جس پر اعتماد کیا جائے، اور اس کا نام سند اس لیے رکھا گیا ہے کہ اسی پر اعتماد ہوتا ہے اور اسی پر سہارا ہوتا ہے۔

ب – سَلْسِلَةُ الرِّجَالِ الْمُوْصِلَةُ لِلمَتْنِ.

راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچائے۔

٩ - المَتَنُ:

متن:

أ - **لُغَةً**: مَا صَلُبَ وَارتَفَعَ مِن الْأَرْضِ.

لغت میں: سخت اور زمین کا وہ ٹکڑا جو بلند ہو۔

ب - **اصطِلَاحًا**: مَا يَنْتَهِي إِلَيْهِ السَّندُ مِن الكَلَامِ.

اصطلاحًا: **کلام کا وہ حصہ جہاں تک سند پہنچتی ہے متن کہلاتا ہے**

١٠ - المُسْنَدُ (بفتح النون):

مسند (میم کے پیش اور نون کے زبر کے ساتھ):

أ - **لُغَةً**: اسمُ مَفْعُوْلٌ، مِن «أَسْنَدَ الشيءَ إِلْيْهِ» بِمَعْنىٰ: عَزَاهُ وَنسَبَهُ إِلَيهِ.

لغةً: "أسند" سے اسم مفعول ہے، یعنی جس کی طرف کوئی چیز منسوب کی گئی ہو، "أسند" کا معنی ہے: اس نے اس چیز کو اس کی طرف بلند کیا اور منسوب کیا۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: لَهُ ثَلَاثَةُ مَعَانٍ:

اصطلاحًا: اس کے تین معانی ہیں:

١ - كُلُّ كِتَابٍ جُمِعَ فِيْهِ مَرْوِيَّاتُ كُلِّ صَحَابِيٍّ عَلَى حِدَةٍ.

ہر وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی روایات علیحدہ علیحدہ جمع کر دی گئی ہوں مسند کہلاتی ہے۔

٢ - اَلْحدِيْثُ الْمَرْفُوْعُ الْمُتَّصِلُ سَنَدًا.

وہ مرفوع حدیث جس کی سند متصل ہو۔

٣ - أَنْ يُّرَادَ بِهِ «السندُ»، فَيَكُوْنُ بِهذَا الْمَعْنَى مَصْدَرًا مِيْمِيًّا.

اس سے مطلقاً سند مراد لی جائے، اس صورت میں یہ مصدر میمی ہو گا۔

۱۱ - المُسْنِدُ (بكسر النون):

مسند (میم کے پیش اور نون کے زیر کے ساتھ):

هُوَ مَن يَروِي الْحَدِيْثَ بِسَنَدِه، سَوَاءٌ أَكَانَ عِنْدهُ عِلْمٌ بِهِ، أَمْ لَيْسَ لَهُ إِلَّا مُجَرَّدُ الرِّوَايَةِ.

وہ شخص جو اپنی سند سے حدیث بیان کرے خواہ اس کے پاس اس کا علم ہو یا نہ ہو، بلکہ محض نقل اور روایت ہی ہو۔

۱۲ - اَلْمُحَدِّثُ:

محدث:

هُوَ مَنْ يَّشْتَغِلُ بِعِلْمِ الْحَدِيْثِ رِوَايَةً وَدِرَايَةً، وَيَطَّلِعُ عَلَى كَثِيْرٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ وَأَحْوَالِ رُوَاتِها.

وہ شخص جو علم حدیث میں روایت ودرایت کے ساتھ منہمک ہو اور بہت سی روایات اور ان کے راویوں کے حالات پر مطلع ہو۔

۱۳ - اَلْحَافِظُ:

حافظ:

فِيْهِ قَوْلَانِ:

اس میں دو قول ہیں:

أ - مُرادِفٌ لِلْمُحَدِّثِ عِنْدَ كَثِيْرٍ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ.

اکثر محدثین کے نزدیک یہ محدث کا مترادف ہے۔

ب - وَقِيْلَ: هُوَ أَرْفَعُ دَرَجَةً مِنَ الْمُحَدِّثِ، بِحَيْثُ يَكُوْنُ مَا يعرفُهُ فِيْ كُلِّ طَبْقَةٍ أَكْثَرُ ممَّا يَجْهَلُهُ.

ایک قول یہ ہے کہ: وہ محدث سے ایک درجہ بالاتر ہے، اس طرح کہ ہر طبقہ میں اس کی معرفت اس کی جہالت سے زیادہ ہوتی ہے۔

۱٤ - اَلْحَاكِمُ:

حاکم:

هُوَ مَنْ أَحَاطَ عِلْمًا بِجَمِيْعِ الْأَحَاديْثِ، حَتَّى لَا يَفُوْتُهُ مِنْهَا إِلَّا اليَسِيرُ، وَهَذَا عَلَى رَأْيِ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ.

حاکم: وہ ہے جس کا علم تمام ذخیرہ احادیث کو محیط ہو، حتی کہ بہت ہی کم احادیث اس سے رہ گئی ہوں، یہ تعریف بعض اہل علم کی رائے کے مطابق ہے۔

البَابُ الأَوَّلُ: الخَبَرُ

پہلا باب خبر کے بیان میں ہے

وَفِيْهِ ثلاثَةُ فُصُولٍ:

اوراس میں تین فصلیں ہیں:

❖ **الفصلُ الأَوَّلُ:** تقسيمُ الخبرِ بالنسبَةِ لِوُصُوْلِهِ إِلَيْنَا، وفِيهِ مَبْحَثَانِ.

❖ **پہلی فصل:** خبر کی اقسام ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے،اوراس میں دو بحثیں ہیں۔

❖ **الفَصْلُ الثَّانِي:** تَقْسِيْمَاتُ خبرِ الآحادِ، وفِيهِ مبحثان.

❖ **دوسری فصل:** خبرواحد کی تقسیمیں،اس میں بھی دو بحثیں ہیں۔

❖ **الفصلُ الثالثُ:** خبرُ الآحَادِ المُشتركُ بينَ المَقبُولِ والمَردُودِ، وفِيهِ مَبْحَثَانِ.

❖ **تیسری فصل:** وہ خبر واحد جو مقبول اور مردود کے درمیان مشترک ہے،اس فصل میں بھی دو بحثیں ہیں۔

الفَصْلُ الأَوَّلُ

پہلی فصل

تَقْسِيْمُ الْخَبَرِ بِالنِّسْبَةِ لِوُصُولِهِ إلَينَا

خبر کی اقسام ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے

وفيهِ مَبْحَثَانِ:

اوراس میں دو بحثیں ہیں:

- ❖ **المَبْحثُ الأَوَّلُ**: الخَبَرُ المُتَوَاتِرُ.
- ❖ **پہلی بحث**: خبر متواتر۔
- ❖ **المَبْحَثُ الثَّانِي**: خبرُ الآحَادِ.
- ❖ **دوسری بحث**: خبر واحد۔

المَبْحَثُ الأَوَّلُ

پہلی فصل

تَقْسِيْمُ الْخَبرِ بِالنِّسْبَةِ لِوُصُولِهِ إِلَيْنَا

خبر کی اقسام ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے

تَمْهِيدٌ:

تمہید:

يَنْقَسِمُ الْخَبَرُ بِالنِّسبَةِ لِوصُولِهِ إِلَينَا إِلَى قسْميْنِ:

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر کی دو قسمیں ہیں:

١ - فَإِنْ كَانَ لَهُ طُرُقٌ غَيْرُ مَحصُوْرَةٍ بِعدَدٍ مُعَيَّنٍ فَهُوَ الْمُتَواتِرُ.

اگر اس کی سندیں بہت زیادہ غیر معین تعداد میں ہوں، تو وہ "خبر متواتر" ہے۔

٢ - وَإِنْ كَان لَهُ طُرُقٌ محصُورَةٌ بعَدَدٍ مُعيَّنٍ فَهُوَ الآحَادُ.

اگر اس کی سندیں محصور اور متعین تعداد میں ہوں تو وہ "آحاد" ہے۔

وَلِكلٍّ مِنهُمَا أَقْسَامٌ وَتفَاصِيْلُ، سَأَذْكُرُهَا وَأَبْسُطُها -إنْ شَاءَ اللهُ تعالىٰ- بِمبْحَثيْنِ، وَهُمَا:

ان دونوں میں سے ہر ایک کی کئی قسمیں اور تفاصیل ہیں، جن کو میں تفصیل سے دو بحثوں میں بیان کروں گا انشاء اللہ،

اور وہ دونوں یہ ہیں:

المَبْحَثُ الْأَوَّلُ: اَلْخَبْرُ الْمُتَوَاتِرُ

پہلی بحث: خبر متواتر

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس (خبر متواتر) کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ اسم فاَعِل، مُشْتَقٌّ مِنَ «التَّوَاتُرِ»: أَيِ التَّتَابُعِ، تَقُوْلُ: «تَوَاتَرَ الْمَطَرُ»: أَيْ تَتَابَعَ نُزُوْلُهُ.

لغت میں: لفظ "متواتر" اسم فاعل ہے، جو "تواتر" **بمعنی:** تتابع (لگاتار) سے **مشتق** ہے، آپ کہتے ہیں: "تواتر المَطر" یعنی بارش مسلسل اور لگاتار نازل ہوئی۔

ب - **اصطِلاحًا**: مَا رَوَاهُ عَدَدٌ كَثِيرٌ تُحِيلُ العَادَةُ تَوَاطُؤَهُم عَلى الْكَذْبِ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے، جسے ایک بڑی جماعت روایت کرے کہ عادت اتنی بڑی تعداد کے جھوٹ پر متفق وجمع ہونے کو محال جانے۔ یا: جس کو اتنی کثیر ستعداد روایت کرے جن کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا عادتاً محال ہو۔

٢ - شَرحُ التَّعْرِيْفِ:

وَمَعنَى التَّعرِيفِ: أَنَّ الْمُتَوَاتِرَ هُوَ الْحَدِيْثُ أَوِ الْخبرُ الَّذيْ يَروِيْهِ فِيْ كُلِّ طَبقَةٍ مِن طَبقاتِ سَنَدِه رُوَاةٌ كَثيرُوْنَ، يَحكُمُ العَقلُ عَادَةً بِاسْتحَالَةِ أَن يَّكونَ أُولَئِكَ االرُّوَاةِ قَد اتَّفَقُوا عَلى اخْتِلافِ هَذَا الخَبَرِ.

تعریف کا معنی: متواتر وہ حدیث یا خبر ہے جس کی سند کے تمام طبقوں میں سے ہر طبقہ میں اتنے زیادہ راوی نقل کریں کہ عقل عادۃً فیصلہ کردے کہ ان راویوں کا اس حدیث کے گھڑنے پر اتفاق کر لینا محال ہے۔

٣ - شُرُوْطُهُ:

اس کی شرائط:

يَتَبَيَّنُ مِن شَرحِ التَّعْرِيفِ أَنَّ التَّواتُرَ لَا يَتحَقَّقُ فِي الْخبرِ إِلَّا بِشُروطٍ أَرْبعَةٍ، وَهِيَ:

تعریف کی تشریح سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خبر میں تواتر کا تحقق چار شرطوں کے ساتھ ہی ثابت ہوتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

أ - أَنْ يَرْوِيَهُ عَدَدٌ كثيرٌ، وَقَدِ اخْتُلِفَ فِيْ أَقلِّ الْكَثْرَةِ عَلٰى أَقْوَالٍ، الْمُخْتَارُ أَنَّهُ عَشَرَةُ أَشْخَاصٍ.

اسے راویوں کی کثیر تعداد روایت کرے، اور اس کثرت کی کم سے کم تعداد میں کئی اقوال ہیں، مختار یہ ہے کہ کم از کم دس افراد ہوں۔

ب - أَنْ تُوْجَدَ هذهِ الْكَثْرَةُ فِي جَمِيع طَبقَاتِ السَّندِ.

یہ کثرت سند کے تمام طبقات میں موجود ہو۔

ج - أَنْ تُحِيْلَ الْعَادةُ تَوَاطُؤَهُمْ عَلَى الْكذْبِ.

جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً محال ہو۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے کہ وہ مختلف خطّوں اور مختلف ممالک سے ہوں اور مختلف مذاہب سے ہوں وغیرہ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات خبر دینے والے لوگوں کی تعداد کثیر ہوتی ہے، مگر وہ حکماً متواتر سے نہیں ہوتی، جب کہ بعض اوقات رواۃ کی تعداد کم ہوتی ہے، مگر خبر کا حکم متواتر ہوتا ہے، بس یہ سب رواۃ کے حالات کے اعتبار سے ہوتا ہے۔

د - أَنْ يَّكُوْنَ مُسْتَنَدُ خَبَرِهِم الحسَّ كَقَوْلِهِمْ: «سَمعْنَا» أَوْ «رَأَيْنَا» أَو «لَمَسْنَا»، أو...،

ان کی خبر کا اعتماد حس پر ہو، جیسے: ان کا کہنا: "سمعنا" (ہم نے سنا) یا "رأینا" (ہم نے دیکھا) یا "لَمَسنا" (ہم نے چھوا، وغیرہ) ...۔

أَمَّا إِن كَانَ مُستَنَدُ خَبَرِهِم العَقْلَ، كَالْقَوْلِ بِحُدُوْثِ الْعالَمِ مَثَلًا، فَلَا يُسَمَّى الْخَبَرُ حِيْنَئِذٍ مُتَوَاتِرًا.

اگر ان کی خبر کی بنیاد عقل ہو، جیسے: کہنا کہ "عالم حادث ہے"، تو اس وقت اس خبر کو متواتر نہیں کہا جائے گا۔

٤ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

الْمُتوَاتِرُ يُفِيْدُ الْعِلْمَ الضَّرُوْرِيَّ -أَيْ الْعِلْمَ الْيقِيْنِيَّ- الَّذيْ ....

خبر متواتر علم بدیہی کا فائدہ دیتی ہے، یعنی ایسے علم یقینی کا ....

يَضْطَرُّ الْإِنْسَانُ إِلَى التَّصدِيقِ بِهِ تَصْدِيقًا جَازِمًا، كَمن يُشَاهِدُ الْأَمرَ بِنفْسِهِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَتَرَدَّدُ فِي تَصدِيْقِهِ، فَكذَلكَ الْخَبرُ الْمُتواتِرُ؛ لِذالِكَ كَان الْمُتَواتِرُ كُلُّهُ مَقبوْلًا، وَلَا حَاجَةَ إِلٰى الْبحْثِ مِن أَحْوالِ رُواتِهِ.

کہ جس کی یقینی تصدیق کی طرف انسان مجبور ہوتا ہے، اس آدمی کی طرح جو کسی چیز کا بذات خود مشاہدہ کرتا ہے تو وہ اس کی تصدیق میں تردد نہیں کرتا، پس اسی طرح خبر متواتر ہے، اسی وجہ سے تمام متواتر احادیث مقبول ہیں اور اس کے راویوں کے حالات پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی۔

٥ - أَقْسَامُهُ:

متواتر کی قسمیں:

يَنْقَسِمُ الْخَبرُ إِلٰى قِسْمَينِ، هُما: لَفظِيٌّ وَمَعنَوِيٌّ.

خبر متواتر کی دو قسمیں ہیں: لفظی اور معنوی۔

أ - **الْمُتواتِرُ اللَّفْظِيُّ**: هُو مَا تَوَاتَرَ لَفظُهُ وَمَعْنَاهُ، مِثْلُ حَدِيْثٍ: «مَن كَذِبَ عَلَيَّ مُتعمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». رَواهُ بِضْعَةٌ وَّسَبْعُونَ صَحَابِيًّا، ثُم اسْتَمرَّتْ هذهِ الْكَثْرَةُ، بَل زَادَتْ فِي بَاقِي طَبقَاتِ السَّنَدِ.

متواتر لفظی: وہ ہے جس کے الفاظ اور معنی دونوں متواتر ہوں، مثلًا یہ حدیث: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے''۔ اس کو ستر سے زیادہ صحابہ ﷺ نے روایت کیا ہے، پھر یہ زیادتی ہمیشہ رہی، بلکہ سند کے باقی طبقات میں زیادہ ہو گئی۔

ب - **الْمُتواتِرُ الْمَعنَوِيُّ**: هُوَ مَا تَوَاتَرَ مَعنَاهُ دُونَ لفظِهِ، مِثْلُ: أَحَادِيثِ رَفعِ الْيَدينِ فِي الدُّعَاءِ، فَقد وَرَدَ عَنهُ ﷺ: نَحو مِائَةِ حديثٍ، ....

متواتر معنوی: وہ ہے جس کا معنی متواتر ہوں، نہ کہ اس کے الفاظ، جیسے: دعاء میں ہاتھ اٹھانے کی احادیث، پس تحقیق آپ ﷺ سے تقریبا سو احادیث اس بارے میں منقول ہیں، ....

كُلُّ حَديثٍ منها فِيْهِ: أَنَّهُ ﷺ رَفعَ يَديْهِ فِي الدُّعَاءِ، لٰكنَّها فِي قَضَايَا مُخْتَلِفَةٍ، فَكُلُّ قَضيَةٍ مِّنْهَا لَمْ تَتَواتَرْ، وَالْقَدْرُ المُشْتَرَكُ بَيْنَها -وَهُو رَفعٌ عِنْدَ الدُّعَاءِ- تَوَاتَرَ بِاعتِبارِ مَجموْعِ الطُّرقِ.

ان میں سے ہر حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دعاء میں ہاتھ اٹھائے تھے، لیکن یہ مختلف مواقع میں ہوا اور ان میں سے ہر موقع متواتر نہیں ہے، اور ان کے درمیان قدر مشترک (یعنی دعاء کے وقت ہاتھ اٹھانا) متواتر ہے، جو کہ تمام سندوں کے اعتبار سے تواتر سے ثابت ہو رہی ہے۔

٦ - وُجُوْدُهُ:

متواتر کا وجود:

يُوجَدُ عَدَدٌ لَا بَأْسَ بِه مِن الْأَحَاديثِ الْمُتَواتِرَةِ، مِنهَا: حَديثُ الحَوْضِ، وَحدِيْثُ الْمَسْحِ عَلى الخُفيْنِ، وَحَدِيثُ رَفعِ الْيدَينِ فِي الصَّلَاةِ، وَحَدِيثُ: «نَضَّرَ اللهُ امْرَأً»، وَغَيرُهَا كَثيرٌ؛ لٰكنْ لَو نَظَرْنَا إِلٰى عَدَدِ أَحَادِيْثِ الْآحَادِ لَوجَدنَا أَنَّ الْأَحَادِيْثَ المُتواتِرَةَ قَلِيْلَةٌ جِدًّا بِالنِّسبةِ إِلَيْهَا.

متواتر احادیث کی ایک معقول تعداد موجود ہے، ان میں سے ایک حوضِ کوثر والی حدیث، موزوں پر مسح کی حدیث، نماز میں رفع یدین کرنے کی حدیث اور یہ حدیث کہ ''اللہ تعالی تروتازہ کرے اس آدمی کو'' وغیرہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں، لیکن اگر ہم دیکھیں خبر واحد کی احادیث کی تعداد کی طرف تو ہم پائیں گے کہ خبر واحد کے مقابلہ میں متواتر احادیث بہت کم ہیں۔

٧ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصانیف:

لَقَدِ اعْتَنَى الْعُلَمَاءُ بِجَمْعِ الْأَحَادِيثِ الْمُتَوَاتِرَةِ وَجَعَلَهَا فِي مُصَنَّفٍ مُسْتَقِلٍّ؛ لِيَسْهَلَ عَلَى الطَّالِبِ الرُّجُوعُ إِلَيْهَا، فَمَنْ تِلْكَ الْمُصَنَّفاتِ:

علماء نے تمام متواتر احادیث کے جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے اور انھیں مستقل تصانیف میں کر دیا ہے، تاکہ طالب علم پر آسانی ہو ان کی طرف رجوع کرنے میں، ان تصانیف میں سے چند یہ ہیں:

أ - «الْأَزْهَارُ الْمُتنَاثرةُ فِي الْأَخْبارِ الْمُتواترةِ»: لِلسُّيُوْطِيِّ، وَهُوَ مُرَتَّبٌ عَلَى الْأَبوابِ.

"الأزهار المُتناثرة في الأخبار المُتواترة" امام سیوطی رحمہ اللہ کی ہے اور یہ ابواب کے لحاظ سے مرتب ہے۔

ب - «قَطْفُ الْأَزْهَارِ» لِلسُّيوطِيِّ أَيْضًا، وَهُو تَلْخِيْصٌ لِلكِتَابِ السَّابقِ.

"قطف الأزهار" یہ بھی امام سیوطی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اور یہ سابقہ کتاب کی تلخیص ہے۔

ج - «نَظْمُ المُتَنَاثِرِ مِن الْحَدِيْثِ المُتَوَاتِرِ»: لِمُحَمَّدِ بنِ جَعْفَرِ الْكَتَّانِيِّ.

"نظم المُتناثر من الحَدِيْث المُتواتر" یہ محمد بن جعفر کتّانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

****

المَبْحَثُ الثَّانِيُّ: خَبَرُ الآحَادِ

دوسری بحث: خبر احاد

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: الآحَادُ: جَمْعُ «أَحَدٍ» بِمَعْنَى: الوَاحِدِ، وَخَبَرُ الوَاحِدِ هُوَ: مَا يَروِيْهِ شَخصٌ وَاحدٌ.

لغةً: آحاد "أحد" کی جمع ہے، جس کا معنی "ایک" ہے اور خبر واحد: وہ ہے جس کو ایک آدمی روایت کرے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: هُوَ مَا لَمْ يَجْمَعْ شُرُوْطَ الْمُتَوَاتِرِ.

اصطلاحا: "خبر واحد" وہ ہے جس میں خبر متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں۔

٢ - حكمُهُ:

اس کا حکم:

يُفيدُ العِلْمَ النَّظَرِيَّ: أَيْ العِلْمَ الْمُتَوَقِّفَ عَلى النَّظَرِ وَالْاسْتِدْلَالِ.

"خبر واحد" علم نظری کا فائدہ دیتی ہے، یعنی اس علم کا جو نظر و فکر اور استدلال پر موقوف ہو۔

هَذَا وَلِخَبَرِ الآحَادِ تَقْسِيْمَانِ، كُلُّ تَقْسِيمٍ بِاعْتِبَارٍ. وَسَأَذْكُرُ هَذَينِ التَّقْسِيْمَيْنِ فِي الفَصْلِ الثَّانِي.

اور خبر واحد کی دو تقسیمیں ہیں، ہر تقسیم علیحدہ اعتبار سے ہے، دوسری فصل میں ان دونوں تقسیموں کو میں ذکر کروں گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيُّ: تَقْسِيْمَا خَبَرِ الآحَادِ

دوسری فصل: خبر آحاد کی دو تقسیمیں

وَفِيهِ مَبْحَثَانِ:

اوراس میں دو بحثیں ہیں:

- ❖ المَبْحَثُ الأَوَّلُ: تَقْسِيْمُ خَبَرِ الآحَادِ بِالنسبَةِ إِلٰى عَدَدِ طُرُقِهِ.
- ❖ پہلی بحث: خبر واحد کی تقسیم اپنی سندوں کی تعداد کے اعتبار سے۔
- ❖ المَبْحَثُ الثَّانِي: تَقْسِيْمُ خَبَرِ الآحَادِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى قُوَّتِهِ وَضُعْفِهِ.
- ❖ دوسری بحث: خبر واحد کی تقسیم اس کی قوت اور ضعف کے اعتبار سے۔

فائدہ: خبرِ آحاد کی تین قسمیں ہیں: ۱۔ مشہور۔ ۲۔ عزیز۔ ۳۔ غریب۔

المَبْحَثُ الْأَوَّلُ

پہلی بحث

تَقْسِيْمُ خَبَرِ الْآحَادِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى عَدَدِ طُرُقِهِ

اپنے عددِ طرق (سندوں کی تعداد) کی نسبت کے اعتبار سے خبر احاد کی تقسیم

يُقْسَمُ خَبَرُ الآحِادِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى عَدَدِ طُرُقِه إِلَى ثَلَاثَةَ أَقْسَامٍ، وَهِيَ:

اپنے عدد طرق (سندوں کی تعداد) کی نسبت کے اعتبار سے خبر احاد کو تین قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

أ - المَشهور. مشہور

ب - العزيز. عزیز

ج - الغريب. غریب

وَسَأَتَكَلَّمُ عَلَى كُلِّ مِّنْهَا بِمَطْلَبٍ مُسْتَقِلٍ.

عنقریب ہر ایک پر مستقل بحث کے ساتھ کلام کرتا ہوں۔

المَطلبُ الأَولُ: المَشهُورُ

پہلی بحث: حدیث مشہور

١ - تَعْرِيْفُهُ:

حدیثِ مشہور کی تعریف:

أَ - **لغةً**: هوَ اسمُ مَفْعُولٍ، مِن «شَهَرْتُ الأَمْرَ»: إِذَا أَعْلَنْتُهُ وَأَظْهَرْتُهُ، وَسُمِّيَ بِذلِك لِظُهوْرِهِ.

لغةً: لفظ "مشهور" اسم مفعول ہے "شهرت الأمر" سے مشتق ہے، جس کا معنی ہے: میں نے اس کا اعلان کیا اور اسے ظاہر کیا، اس کا نام "مشهور" رکھا گیا ہے اس کے ظاہر ہونے کی وجہ سے۔

ب - **اصطلاحًا**: مَا رَوَاهُ ثَلاثَةٌ فَأَكْثَرُ -فِي كُلِّ طَبَقَةٍ- مَا لَم يَبلُغْ حَدَّ التَّواتُرِ.

اصطلاحًا: مشہور وہ حدیث ہے جس کو تین یا زیادہ راوی نقل کریں، ہر طبقہ میں، مگر وہ تواتر کی حد تک نہ پہنچے۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

حَدِيْثُ: «إِنَّ اللَّهَ لاَ يَقْبِضُ العِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ العِبَادِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ العِلْمَ بِقَبْضِ العُلَمَاءِ، حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوْسًا جُهَّالًا، فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

یہ حدیث ہے: "بے شک اللہ تعالی علم کو کھینچ کر قبض نہیں کریں گے کہ اس کو علماء کے سینوں سے کھینچ لیں، لیکن وہ علم کو قبض کریں گے علماء کو قبض کرنے کے ساتھ، حتی کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے پوچھا جائے گا، وہ بغیر علم کے فتوی دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فَهذَا الْحَدِيْثُ رَوَاهُ ثَلَاثَةٌ فَأَكْثَرُ فِي كُلِّ طَبَقَةٍ مِنْ طَبَقَاتِ إِسْنَادِهِ، فَبِنَاءً عَلَى ذلِكَ يُسَمَّى هَذَا الحَدِيثُ بـ«المَشْهور».

٣ - المُسْتَفِيْضُ:

مستفیض:

أ - **لغةً**: اسمُ فَاعِلٍ، مِن «اسْتَفَاضَ» مُشْتَقٌّ مِنْ «فَاضَ الْمَاءُ»، وَسُمِّي بِذلِك لِانْتِشَارِهِ.

لغۃً: ''مستفیض''اسم فاعل کا صیغہ ہے''استفاض'' سے،جو''فاض الماء''(پانی بہہ پڑا) سے مشتق ہے، اس کا یہ نام رکھا گیا ہے اس کے عام اور منتشر ہونے کی وجہ سے۔

ب - **اصطلاحًا**: اخْتُلِفَ فِي تَعرِيفِهِ عَلٰى ثَلاثَةِ أَقْوَالٍ، وَهِيَ:

اصطلاحا: اس کی تعریف میں اختلاف ہے تین اقوال پر، جو یہ ہیں:

١ - هُوَ مُرَادِفٌ لِلْمَشْهُوْرِ.

مستفیض مشہور کا مرادف ہے۔

٢ - هُوَ أَخصُّ مِّنهُ؛ لِأَنَّهُ يُشْتَرَطُ فِي المُسْتَفِيْضِ أَن يَّسْتَوِيَ طَرَفَا إِسْنَادِهِ، ولَا يُشْتَرَطُ ذَلِكَ فِي المَشْهُورِ.

مستفیض ''مشہور'' سے خاص ہے اس لیے کہ مستفیض میں شرط ہے کہ اس کی سند کی دونوں طرفیں برابر ہوں اور مشہور میں یہ شرط نہیں۔

٣ - هُوَ أَعَمُّ مِّنْهُ، أَيْ هُو عَكْسُ القَولِ الثَّانِي.

مستفیض مشہور سے عام ہے، یعنی یہ دوسرے قول کے برعکس ہے۔

فائدہ: ''مشہور'' وہ ہے جس کی سند کی دونوں اطراف برابر ہوں، ''مستفیض'' میں برابر نہ ہوں۔

٤ - المَشْهُورُ غَيْرُ الاصطِلَاحِيِّ:

غیر اصطلاحی مشہور:

ويُقْصَدُ بِه مَا اشْتَهَرَ عَلى الْأَلْسِنَةِ مِن غَيْرِ شُرُوْطٍ تُعْتَبَرُ، فَيَشْمَلُ:

اس سے مقصود وہ ہے جو زبانوں پر مشہور ہے بغیر کسی معتبر شرائط کے، پس یہ شامل ہے:

أ - مَا لَهُ إِسْنادٌ واحدٌ.

جس کی ایک سند ہو۔

ب - وَمَا لَهُ أَكْثرُ مِنْ إسنادٍ.

جس کی ایک سے زائد سندیں ہوں۔

ج - وَمَا لَا يُوجَدُ لَهُ إسنَادٌ أَصْلًا.

جس کی کوئی سند سرے سے نہ ہو۔

٥ - أَنْوَاعُ المَشْهُورِ غَيْرِ الاصطَلَاحِيِّ:

غیر اصطلاحی مشہور کی اقسام:

لَهُ أَنواعٌ كَثيرَةٌ، أَشْهَرُهَا:

اس کی بہت سی اقسام ہیں، ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں:

أ - **مَشْهُوْرٌ بَيْنَ أَهلِ الْحديثِ خَاصةً**: وَمِثالُه: «حَدِيْثُ أَنسٍ: أَنَّ رَسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ يَدْعُو عَلى رِعْلٍ وَ ذَكْوَانَ».

خاص طور پر محدثین کے ہاں مشہور ہو، اور اس کی مثال حدیثِ انس رضی اللہ عنہ ہے: ''بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینہ رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھا، رعل اور ذکوان (قبیلوں) پر بددعا کرتے ہوئے''۔

ب - **مَشهُورٌ بَينَ أَهلِ الحديثِ، وَالعُلماءِ، والعَوامِ**: مِثالُه: «الْمُسلمُ مَن سَلِمَ الْمُسلمُونَ مِن لِّسانِهِ وَيَدِهِ».

جو محدثین، علماء اور عوام میں مشہور ہو۔ اس کی مثال: ''کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''۔

ج - **مَشهُورٌ بينَ الْفُقهَاء**: مِثالُه: حَديث: «أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ الطَّلَاقُ».

فقہاء کے درمیان مشہور ہو: اس کی مثال یہ حدیث ہے: ''حلال اور جائز چیزوں میں سے اللہ تعالی کو سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے''۔

د - **مَشهورٌ بَينَ الْأَصُولِيِّيْنَ**: مِثالُه: حَديث: «رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأُ وَالنِّسيَانُ وَمَا اسْتُكْرِهُوْا عَليْه». صَحَّحه ابنُ حَبَّانٍ، وَالْحَاكِمُ.

اصولیوں کے نزدیک **مشہور**: اس کی مثال یہ حدیث ہے: ''میری امت سے خطا اور بھول (کا گناہ) اٹھالیا گیا اور جس پر ان کو مجبور کیا جائے (اس کا بوجھ بھی)''۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

ھ - **مَشهُورٌ بَينَ النُّحَاةِ**: مِثَالُه: حَديثٌ: «نِعْمَ الْعَبدُ صُهيْبٌ، لَوْ لَم يَخَفِ اللهَ لَم يَعْصِهِ». لَا أَصْلَ لَه.

نحویوں کے نزدیک **مشہور**: اس کی مثال یہ حدیث ہے: ''صہیب کتنا ہی بہترین بندہ ہے، اگر اللہ سے ڈرتا تو اس کی نافرمانی نہ کرتا''۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

و - **مَشهوْرٌ بَينَ الْعامَّةِ**: مِثالُه: حَديث «العَجَلَةُ مِن الشَّيْطَانِ». أَخْرجه التِّرمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ.

عوام میں **مشہور**: اس کی مثال یہ حدیث ہے: ''جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے''۔ اس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے۔

٦ - حُكْمُ المَشْهُوْرِ:

مشہور حدیث کا حکم:

الْمَشْهُورُ الْاصْطِلَاحِيُّ وَغيرُ الْاِصْطِلَاحِيِّ لَا يُوصَفُ بِكَونِهِ صَحيحًا أَوْ غيرَ صَحيحٍ ابتِدَاءً، لٰكِن بَعْدَ الْبحْثِ يِتَبيَّنُ أَنَّ منْهُ الصَّحيحُ، وَمنهُ الْحَسَنُ، وَمنهُ الضَّعيفُ، وَمنهُ الْمَوْضُوعُ أَيضًا.

مشہور اصطلاحی اور غیر اصطلاحی کو ابتداء میں صحیح یا غیر صحیح ہونے کے ساتھ موصوف نہیں کیا جاتا، لیکن بحث و تحقیق کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں سے بعض صحیح ہیں، بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں اور بعض موضوع بھی ہیں۔

لٰكن إِنْ صَحَّ المَشْهُوْرُ الْاصْطِلاَحِيُّ، فَتَكُونُ لَه مِيْزَةٌ تُرَجِّحُهُ عَلى الْعزيْزِ وَالْغرِيبِ.

لیکن اگر مشہور اصطلاحی صحیح ہو تو اس کے لیے یہ ایک نمایاں فضیلت ہے، جو اس کو عزیز اور غریب پر راجح کردے گی۔

٧ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

الْمُرَادُ بِالمُصَنَّفَات فِي الْأَحَادِيثِ الْمَشْهُورَةِ هيَ الْأَحَادِيْثُ الْمَشْهُورَةُ عَلى الْأَلْسِنَةِ، وَلَيْسَتِ الْمَشْهُورَةُ اصْطِلَاحًا؛ لِأَنَّه لَم يُؤَلِّفِ الْعُلَمَاءُ كُتُبًا فِي جَمعِ الْأَحَادِيثِ الْمَشهورَة اصْطِلاحًا.

احادیث مشہورہ کے بارے میں تصنیفات سے مراد وہ احادیث ہیں جو لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہوئی ہیں، اصطلاحی مشہور احادیث مراد نہیں؛ کیونکہ علماء نے تمام اصطلاحی مشہور احادیث کے جمع کرنے میں کتابیں تالیف نہیں کیں۔

وَمِن هٰذهِ الْمُصنَّفاتِ:

ان تصنیفات میں سے چند ایک یہ ہیں:

أ - «الْمَقَاصِدُ الْحَسَنَةُ فِيْمَا اشْتَهَرَ عَلى الْأَلْسِنَةِ» لِلسَّخَاوِي.

امام سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب ”المَقاصد الحسنة فيما اشتهر على الألسنة“۔

ب - «كَشْفُ الْخِفَاءِ وَمُزِيْلُ الْإِلْبَاسِ فِيمَا اشْتَهَرَ مِن الْحَدِيثِ عَلٰى أَلْسِنَةِ النَّاسِ» لِلعَجْلُونِيِّ.

امام عجلونی رحمہ اللہ کی کتاب ”كشف الخفاء ومزيل الإلباس فيما اشتهر من الحديث على ألسنة الناس“۔

ج - «تَمْيِيْزُ الطَّيِّبِ مِن الْخَبِيْثِ فِيْمَا يَدُوْرُ عَلٰى أَلْسنَةِ النَّاسِ مِنَ الْحَدِيْثِ» لِابنِ الدَّيْبَعِ الشَّيبَانِيِّ.

ابن دبیع شیبانی رحمہ اللہ کی کتاب ”تمييز الطيب من الخبيث، فيما يدور على ألسنة الناس من الحديث“۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

المَطلبُ الثانِي: العزِيزُ

دوسری بحث: حدیث عزیز

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُو صِفَةٌ مُشَبَّهَةٌ، مِنْ «عَزَّ يَعِزُّ» بِالْكَسْرِ: أَيْ قَلَّ وَنَدَرَ، أَو مِنْ «عَزَّ يَعَزُّ» بِالْفَتْحِ: أَيْ قَوِيَ وَاشْتَدَّ، وَسُمِّيَ بِذلِك إِمَّا لِقلَّةِ وُجُودِه وَنُدْرَتِهِ، وَإِمَّا لِقُوَّتِهِ بمَجيْئِهِ مِن طَرِيقٍ آخَرَ.

لغت میں "عزیز" صفت مشبہ ہے، "عز یعِز" (کسرہ کے ساتھ) سے **مشتق** ہے یعنی: کم اور نادر ہونا۔ یا **مشتق** ہے "عَز یعَز" (فتحہ کے ساتھ) سے، یعنی قوی اور مضبوط ہونا، اس کا یہ نام یا تو رکھا گیا ہے اس کے **قلیل** الوجود اور نادر ہونے کی وجہ سے یا دوسری سند کے ساتھ قوی اور مضبوط ہو جانے کی وجہ سے۔

ب - **اصطِلاحًا**: أَنْ لَّا يَقِلَّ رُوَاتُه عَنِ اثْنَيْنِ فِي جَمِيْعِ طَبَقَاتِ السَّنَدِ.

اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ اس کے راوی دو سے کم نہ ہوں سند کے تمام طبقات میں۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی شرح:

يَعْنِي أَنْ لَّا يُوجَدَ فِي طَبَقَةٍ مِنْ طَبَقَاتِ السَّنَدِ أَقلَّ منِ اثْنَيْنِ، أَمَّا إِنْ وُجِدَ فِي بِعْضِ طِبِقَاتِ السندِ ثَلَاثَةٌ فَأَكْثَرُ فَلَا يَضُرُّ بِشَرْطِ أَنْ تَبْقٰى، وَلَو طَبَقَةٌ وَاحِدَةٌ فِيهَا اثنَانِ؛ لِأَنَّ الْعِبْرَةَ لِأَقَلِّ طَبَقَةٍ مِنْ طَبَقَاتِ السَّنَدِ.

یعنی سند کے طبقات میں سے کسی طبقہ میں دو سے کم راوی نہ پائے جائیں، لیکن اگر سند کے بعض طبقوں میں تین یا زیادہ راوی پائے جائیں تو مضر نہیں ہے، بشرطیکہ دو راوی باقی رہیں اگرچہ ایک طبقہ میں ہو؛ کیونکہ اعتبار سند کے کم طبقہ کا ہے۔

هَذَا التَّعرِيفُ هُوَ الرَّاجِح، كَما حَرَّرَهُ الْحَافِظُ ابنُ حجرٍ.

یہی تعریف ہی راجح ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے۔

وَقَالَ بَعضُ الْعُلَمَاءِ: إِنَّ «الْعَزيزَ»: هُوَ رِوَايَةُ اثْنَينِ أَو ثَلاثةٍ، فَلَم يَفْصِلُوهُ عَن الْمَشْهُورِ فِي بَعضِ صُوَرِهِ.

اور بعض علماء کہتے ہیں: بے شک عزیز وہ ہے جسے دو یا تین راوی روایت کریں، پس انھوں نے اس کو بعض صورتوں میں مشہور سے جدا نہیں کیا۔

٣ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا رَواهُ الشَّيخَانِ مِن حَديثِ أَنَسٍ، وَالْبُخَارِيُّ مِن حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُم حَتَّى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيهِ مِن وَّالِدِهِ، وَوَلَدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ».

حدیثِ انس رضی اللہ عنہ ہے، جس کو شیخین رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس کے والدین سے، اس کی اولاد سے اور تمام لوگوں سے''۔

وَرَوَاهُ عَن أَنَسٍ قَتَادَةُ وَعبدُ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، وَرَوَاهُ عَنْ قَتَادَةَ شُعْبَةُ وَسَعِيدٌ، وَرَوَاهُ عَن عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِسْمَاعِيلُ بنُ عُلَيَّةَ وَعَبْدُالْوَارِثِ، وَرَوَاهُ عَن كُلٍّ جَمَاعَةٌ.

اور اس کو روایت کیا انس رضی اللہ عنہ سے قتادہ اور عبد العزیز ابن صہیب رحمہما اللہ نے، اور قتادہ رحمہ اللہ سے اس کو روایت کیا ہے شعبہ اور سعید رحمہما اللہ نے، اور اس کو روایت کیا ہے عبد العزیز رحمہ اللہ سے اسماعیل بن عُلَیَّہ اور عبد الوارث رحمہما اللہ نے اور اس کو روایت کیا ہے ہر ایک سے ایک جماعت نے۔

٤ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

لَم يُصَنِّفِ العُلَمَاءُ مُصَنَّفَاتٍ خَاصَةً بِالْحَدِيثِ الْعزِيزِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ ذلِك لِقلَّتِهِ، وَلِعَدْمِ حُصُوْلِ فَائِدةٍ مُهِمَّةٍ مِن تِلكَ الْمُصنَّفَاتِ. وَهَذَا رَسْمٌ تَوْضِيْحِيٌّ لِلمثالِ.

علماء نے "حدیث عزیز" کے متعلق خاص تصنیفات تالیف نہیں کیں، اور اس کا ظاہری سبب یہ ہے کہ عزیز احادیث قلیل ہیں۔ اور ان تصنیفات سے کوئی اہم فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مثال کی وضاحتی تعریف ہے۔

٥ - تَوضِيحُ المِثالِ بالرسمِ:
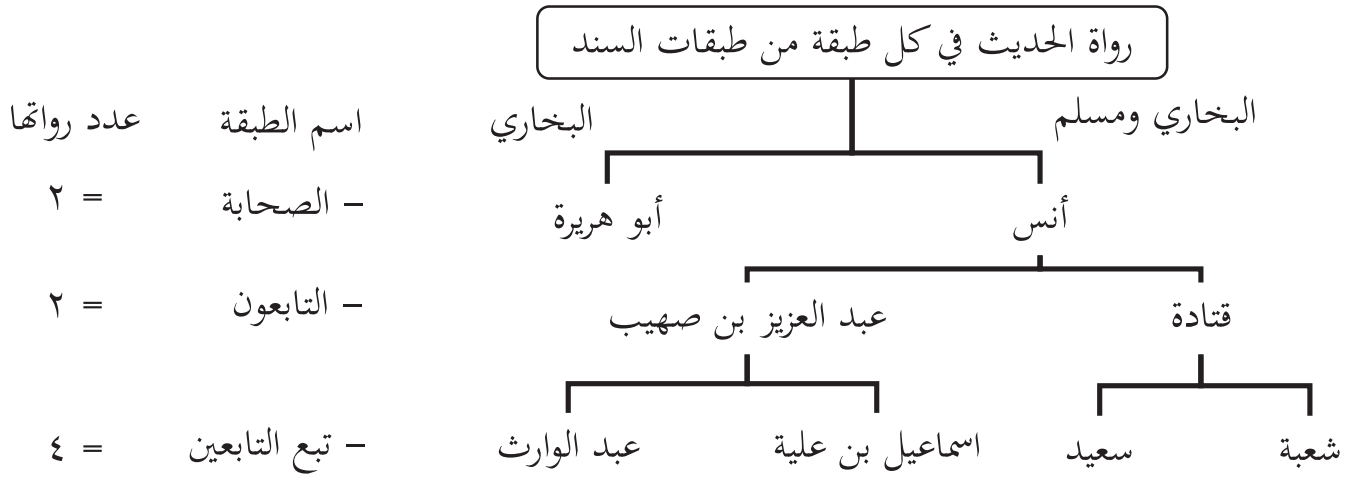
فَهذَا حَديثٌ يُسمَّى «عَزيزًا»؛ لِأَنَّه لَم يَقلَّ رُواتُه عَن اثْنينِ فِي جَمِيعِ طَبقاتِ السَّنَدِ، وَإِنْ زَادَ فِيْ بَعْضِ طَبقَاتِ السَّنَدِ عَن اثْنَيْنِ.

پس اس حدیث کا نام "عزیز" رکھا جاتا ہے؛ اس لیے کہ اس کے راوی دو سے کم نہیں ہوتے سند کے تمام طبقات میں، اگرچہ سند کے بعض طبقات میں دو سے زیادہ ہو جاتے ہیں۔

المَطْلَبُ الثَّالِثُ: اَلْغَرِيْبُ

تیسری بحث: حدیث غریب

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ صِفَةٌ مُشَبَّهَةٌ، بِمعْنى الْمُنْفَرِدِ، أَوِ الْبَعِيْدِ عَن أَقَارِبِهِ.

لغت میں لفظ "غریب" صفت مشبہ ہے بمعنی اکیلا، علیحدہ یا جو اپنے رشتہ داروں سے دور ہو۔

ب - **اصطلاحًا**: هُو مَا يَنْفَرِدُ بِرِوَايَتِهِ رَاوٍ وَاحِدٌ.

اصطلاح میں "غریب" وہ ہے جسے ایک منفرد راوی بیان کرے۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی تشریح:

أَيْ هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِي يَسْتَقِلُّ بِرِوَايَتِهِ شَخْصٌ وَاحِدٌ، إِمَّا فِي طَبَقَةٍ مِن طَبَقَاتِ السَّنَدِ، أَوْ فِي بَعضِ طَبَقَاتِ السَّنَدِ وَلَو فِي وَاحِدَةٍ، وَلَا تَضُرُّ الزِّيَادةُ عَلٰى وَاحِدٍ فِي بَاقِي طَبَقَات السَّندِ؛ لِأَنَّ الْعِبرَةَ لِلْأَقَلِّ.

یعنی "غریب" وہ حدیث ہے جس کی روایت میں ایک آدمی مستقل ہو، خواہ سند کے طبقات میں سے ہر طبقہ میں یا بعض طبقات میں، اگرچہ ایک ہی طبقہ میں ہو، اور ایک سے زیادتی سند کے باقی طبقات میں مضر نہیں ہے؛ کیونکہ اعتبار کم سے کم کا ہوتا ہے (اول طبقہ کا اعتبار اول طبقہ کا ہوتا ہے)۔

٣ - تَسْمِيَةٌ ثَانِيَةٌ لَهُ:

اس کا دوسرا نام:

يُطْلِقُ كَثِيْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ عَلى الْغَرِيْبِ اسْمًا آخَرَ، هُو «الْفَرْدُ» عَلٰى أَنَّهُمَا مُتَرَادِفَانِ، وَغَايَرَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ بَيْنَهُمَا، فَجَعَل كُلًّا مِنْهُمَا نَوْعًا مُسْتَقِلًّا، لٰكِنَّ الحَافِظَ ابنَ حَجَرٍ يَعُدُّهُما مُتَرَادِفَيْنِ لُغَةً وَاصْطَلَاحًا، إِلَّا أَنَّه قَالَ: إنَّ أَهْلَ الْاِصْطِلَاحِ غَايَرُوْا بَيْنَهُمَا مِن حَيثُ كَثْرةِ الْاسْتِعْمَالِ وَقِلَّتِهِ، فَـ«الْفردُ» أَكْثَرُ مَا يُطلِقُونَهُ عَلَى «الْفرْدِ المُطلَقِ»، وَ«الْغريْبُ» أَكْثَرُ مَا يُطلِقُونَهُ عَلَى «الْفَرْدِ النَّسبِيِّ».

بہت سے علماء نے غریب پر ایک دوسرے نام کا اطلاق کیا ہے، وہ ہے "فرد"، باوجودیکہ دونوں مترادف ہیں۔ اور بعض علماء نے فرق کیا ہے دونوں کے درمیان، پس ان میں سے ہر ایک کو مستقل قسم قرار دیا ہے، لیکن حافظ ابن حجر رحمہ اللہ دونوں کو مترادف شمار کرتے ہیں لغۃً اور اصطلاحًا، وہ کہتے ہیں کہ: بے شک اہل اصطلاح نے دونوں کے درمیان فرق کیا ہے استعمال کی زیادتی اور کمی کے اعتبار سے، پس فرد کا اکثر اطلاق "فرد مطلق" پر کرتے ہیں اور غریب کا اکثر اطلاق "فرد نسبی" پر کرتے ہیں۔

٤ - أَقْسَامُهُ:

اس کی قسمیں:

يُقْسَمُ الْغَرِيْبُ بِالنِّسْبَةِ لِمَوضِعِ التَّفَرُّدِ فِيهِ إِلٰى قِسْمَيْنِ، هُمَا: «غَرِيْبٌ مُطْلَقٌ» وَ«غَرِيْبٌ نَسبِيٌّ».

غریب کی تفرد کے محل کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، جو یہ ہیں: ا۔ غریبِ مطلق۔ ۲۔ غریبِ نسبی۔

أ - الغَرِيْبُ المُطْلَقُ أَوِ الْفَرْدُ الْمُطْلَقُ:

غریب مطلق یا فرد مطلق:

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

هُو مَا كَانَتِ الغَرابَةُ فِي أَصْلِ سَندِهِ، أَيْ مَا يَتفَرَّدُ بِروايَتِهِ شَخصٌ وَاحدٌ فِي أَصْلِ سَندِهِ.

"غریب مطلق" وہ ہے: جس کی سند کی اصل میں غرابت ہو، یعنی وہ جس کی اصل سند میں اسے ایک راوی بیان کر رہا ہے۔

فائدہ: اصلِ سند سے مراد صحابی والی طرف ہے اور صحابی سند کی کڑیوں میں سے ایک حلقہ اور کڑی ہے، یعنی جب ایک حدیث کو اکیلا صحابی بیان کرے تو اس کا نام "غریب مطلق" رکھتے ہیں۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

حَديثُ «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ». تَفرَّدَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. هَذَا وَقَد يَسْتَمِرُّ التَّفَرُّدُ إِلٰى آخِرِ السنَد، وَقَد يَروِيْهِ عَن ذَلك الْمُتفَرِّدِ عِدَةٌ مِن الرُّواةِ.

اس کی مثال حدیث "إنما الأعمال بالنيات" ہے، اس کی روایت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اکیلے ہیں۔ کبھی یہ تفرد، سند کے آخر تک جاتا ہے اور کبھی اس متفرد (اکیلے) راوی سے متعدد راوی روایت کرتے ہیں۔

ب - الغَرِيْبُ النِّسْبِيُّ أَوِ الْفَرْدُ النِّسْبِيُّ:

غریب نسبی یا فرد نسبی:

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف

هُوَ مَا كَانَتِ الغَرَابَةُ فِي أَثنَاءِ سَنَدِهِ يَروِيْهِ أَكْثَرُ مِن رَاوٍ فِي أَصْلِ سَنَدِهِ، ثُمَّ يَنْفَرِدُ بِرِوَايَتِهِ وَاحدٌ عَن أُولِئكَ الرُّوَاةِ.

"غریب نسبی" وہ ہے: جس میں غرابت سند کے درمیان میں ہو، اس کو اصل سند میں ایک سے زیادہ راوی روایت کریں، پھر ان راویوں میں سے ایک راوی منفرد ہو جائے۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

حَدِيْثُ: «مَالِكٍ، عَن الزُّهرِيِّ، عَن أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخَلَ مَكةَ وَعلىٰ رَأَسِهِ المِغْفَرُ». تَفَرَّدَ بِه مَالِكٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

اس کی مثال: یہ حدیث ہے مالک نے زہری سے روایت کیا ہے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے مکہ میں، اس حال میں کہ آپ کے سر پر پگڑی تھی''۔ زہری رحمہ اللہ سے اس کو نقل کرنے میں مالک رحمہ اللہ متفرد ہیں۔

٣ - سَبَبُ التَّسْمِيَةِ:

وجہِ تسمیہ:

وَسُمِّيَ هَذَا القِسمُ بِـ«الغَرِيْبِ النِّسْبِيِّ»؛ لِأَنَّ التَّفَرُّدَ وَقَعَ فِيهِ بِالنِّسْبَةِ إِلىٰ شَخصٍ مُعَيَّنٍ.

اس قسم کا نام ''غریب نسبی'' اس لیے رکھا گیا ہے کیوں کہ اس میں ایک معین شخص کے اعتبار سے تفرد واقع ہوتا ہے۔

٥ - مِن أَنواعِ الغَرِيْبِ النِّسْبِيِّ:

غریب نسبی کی بعض اقسام:

هُنَاكَ أَنْوَاعٌ مِنَ الْغَرَابَةِ، أَوِ التَّفَرُّدِ يُمْكِن عَدُّهَا مِن الْغَرِيبِ النِّسبِيِّ؛ لِأَنَّ الْغَرَابَةَ فِيهَا لَيسَتْ مُطلَقَةٌ، وَإِنَّمَا حَصَلَتْ الْغرابَةُ فِيهَا بِالنِّسبَةِ إلىٰ شَيْءٍ مُعيَّنٍ، وَهَذهِ الْأَنْواعُ هِيَ:

غرابت یا تفرد کی یہاں چند قسمیں ہیں، جن کو غریب نسبی سے شمار کرنا ممکن ہے؛ کیوں کہ ان میں غرابت مطلق نہیں ہے۔ بلکہ ان میں غرابت حاصل ہوئی ہے ایک معین شخص کے اعتبار سے، اور وہ اقسام یہ ہیں:

أ - تَفَرُّدُ ثِقَةٍ بِرِوَايَةِ الْحَدِيْثِ: كَقَوْلِهِمْ: «لَمْ يَرْوِهِ ثِقَةٌ إِلَّا فُلَانٌ».

حدیث کی روایت میں ثقہ آدمی کا متفرد ہونا، جیسے: محدثین کا قول: ''اس کو کسی ثقہ آدمی نے روایت نہیں کیا سوائے فلاں ثقہ آدمی کے''۔

ب - تَفَرُّدُ رَاوٍ مُعَيَّنٍ عَن راوٍ معيَّنٍ: كَقولِهِم: ....

ایک معین راوی متفرد ہو دوسرے معین راوی سے، جیسے: محدثین کا قول: ....

«تَفَرَّدَ بِهِ فُلَانٌ عَن فُلانٍ» وَإِنْ كَان مَروِيًا مِّن وُجُوهٍ أُخْرَى عَن غيرِهِ.

"فلاں سے روایت کرنے میں فلاں متفرد ہے"، اگرچہ وہ حدیث مروی ہو دوسری کئی سندوں سے اس کے علاوہ کسی دوسرے راوی سے۔

ج - تَفرُّدُ أَهْلِ بَلدٍ أَوْ أَهْلِ جِهةٍ: كَقَوْلِهِم: «تَفرَّدَ بِهِ أَهْلُ مَكَّةَ، أَوْ أَهلُ الشَّامِ».

ایک شہر والے یا ایک سمت والے متفرد ہوں، جیسے: محدثین کا قول: "اس کی روایت میں اہل مکہ یا اہل شام متفرد ہیں"۔

د - تَفرُّدُ أَهلِ بلدٍ، أَو جهةٍ عن أَهلِ بلدٍ أَو جهةٍ أُخْرَى: كقَوْلِهِم: «تَفرَّد بِهِ أَهْلُ البَصرَةِ عَن أَهْلِ الْمَدِينَةِ»، أَوْ «تَفرَّد بِه أَهلُ الشَّامِ، عَن أَهْلِ الْحِجَازِ».

ایک شہر والے یا ایک سمت والے متفرد ہوں دوسرے شہر یا دوسری سمت والوں سے روایت کرنے میں، جیسے: ان کا قول: "اہلِ بصرہ اس روایت میں متفرد ہیں اہل مدینہ سے، یا اہل شام اس میں متفرد ہیں اہل حجاز سے روایت کرنے میں"۔

٦ - تَقْسِيْمٌ آخَرُ لَهُ:

غریب کی ایک اور تقسیم:

قَسَّمَ الْعُلَمَاءُ الغَرِيْبَ مِنْ حَيْثُ غَرَابَةِ السَّنَدِ أَوِ الْمَتَنِ إِلٰى:

علماء نے غریب کی سند یا متن کی غرابت کے اعتبار سے درج ذیل قسمیں بیان کی ہیں:

أ - غَرِيْبٌ مَتنًا وَإِسْنَادًا: وَهُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِي تَفرَّدَ بِروايَةِ مَتَنِهِ رَاوٍ وَاحِدٌ.

سند اور متن دونوں اعتبار سے غریب ہو: اور یہ وہ حدیث ہے: جس کے متن کی روایت میں ایک راوی منفرد ہو۔

ب - غَرِيْبٌ إسنادًا، لَا مَتنًا: كَحَديثٍ رَوَى مَتنَهُ جَماعةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ، انْفَرَدَ واحدٌ بِروايَتِهِ عَن صَحابِيٍّ آخرَ. وَفِيهِ يَقولُ التِّرمَذيُّ: «غَرِيبٌ مِّن هَذا الوَجْهِ».

سند کے اعتبار سے غریب ہو نہ کہ متن کے اعتبار سے: جیسے: وہ حدیث جس کے متن کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت روایت کرے پھر ایک آدمی منفرد ہو اس کی روایت میں دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ سے۔ اسی کے بارے میں امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "غريبٌ من هَذَا الوَجْهِ" (یہ اس اعتبار سے غریب ہے)۔

٧ - مِن مَّظَانِّ الغَرِيْبِ:

حدیث غریب کے بعض مقامات:

أَيْ مِن مَّكَانِ وُجُودِ أَمْثِلَةٌ كَثِيْرَةٌ لَهُ:

یعنی حدیث غریب کے پائے جانے کی جگہیں، جس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

أ - «مُسنَدُ البَزَّارِ». "مسند بزار"۔

ب - «المُعجمُ الأَوسطُ» للطبراني. "معجم اوسط" طبرانی رحمہ اللہ کی۔

٨ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - «غَرَائِبُ مَالِكٍ» لِلدَّارِقُطْنِيِّ.

دارقطنی رحمہ اللہ کی "غرائب مالك"۔

ب - «اَلْأَفْرَادُ» لِلدَّارِقُطْنِيِّ أَيْضًا.

دارقطنی رحمہ اللہ کی "الأفراد"۔

ج - «السُّنَنُ التِي تَفَرَّدَ بِكُلِّ سُنَّةٍ مِنْهَا أَهْلُ بَلَدَةٍ» لِأَبِيْ دَاودَ السِّجِسْتَانِيِّ.

ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ کی کتاب "السنن التي تفرد بكل سنة منها أهل بلدة"۔

****

اَلفَصْلُ الثَّانِيُّ

تَقْسِيْمُ خَبَرِ الآحَادِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى قُوَّتِهِ وضُعْفِهِ

خبر واحد کی تقسیم قوت وضعف کے اعتبار سے

يَنْقَسِمُ خَبَرُ الآحَادِ -مِن مشهُورٍ وعزيزٍ وغريبٍ- بِالنِّسْبَةِ إِلَى قُوَّتِهِ وضُعفِهِ إِلَى قِسْمَيْنَ، وَهُمَا:

خبر آحاد چاہے مشہور ہو یا عزیز یا غریب، اپنی قوت وضعف کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں:

أ - **مَقْبُوْلٌ**: وَهُو مَا تَرَجَّحَ صِدقُ المُخْبِرِ بِهِ.

مقبول: وہ خبر جس کی خبر دینے والے کا صدق راجح ہو یا جس کے راویوں کا صدق ان کے کذب پر راجح قرار دیا گیا ہو۔

وَحُكْمُهُ: وُجُوْبُ الإِحْتِجَاجِ وَالْعَمَلِ بِهِ.

مقبول کا حکم: اس کے ساتھ حجت پکڑنا اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

ب - **مَرْدُوْدٌ**: وَهُوَ مَا لَمْ يَتَرَجَّحْ صِدْقُ المُخْبِرِ بِهِ.

مردود: وہ خبر ہے جس کے خبر دینے والے کے صدق کو راجح نہ کہا گیا ہو۔

حُكْمُهُ: أَنَّهُ لا يُحتَجُّ بهِ ولَا يَجِبُ العَمَلُ بِهِ، وَلِكُلٍّ مِنَ المَقْبُوْلِ والمَرْدُوْدِ أَقْسَامٌ وَتَفَاصِيْلُ، سَأَذْكُرُهَا فِي مَطْلَبَيْنِ مُسْتَقِلَّيْنِ إِنْ شَاءَ اللهُ تعالىٰ.

مردود کا حکم: نہ تو اس سے حجت پکڑی جائے گی اور نہ اس پر عمل کیا جائے گا۔ مقبول اور مردود میں سے ہر ایک کی اقسام اور تفصیلات ہیں جنہیں میں دو فصلوں میں بیان کروں گا، ان شاء اللہ تعالی۔

المَطْلَبُ الْأَوَّلُ

اَلْخَبَرُ المَقْبُوْلُ

حدیث مقبول

وَفِيْهِ مَقْصَدَانِ:

اس میں دو ابحاث ہیں:

- الْمَقْصَدُ الْأَوَّلُ: أَقَسَامُ الْمَقْبُولِ.
- پہلی بحث: حدیث مقبول کی قسمیں۔
- الْمَقصَدُ الثَّانِي: تَقْسِيْمُ الْمَقْبُوْلِ إِلٰى مَعْمُوْلٍ بِه، وَغَيْرِ مَعْمُوْلٍ بِه.
- دوسری بحث: حدیث مقبول کی تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ کی طرف۔

المَقصدُ الأَولُ: أَقْسَامُ المَقبولِ

پہلی بحث: حدیث مقبول کی قسمیں

يُقْسَمُ الْخَبْرُ الْمَقْبُوْلُ -بِالنِّسبَةِ إلٰى تفاوُتِ مَرَاتِبِهِ- إِلٰى قِسْمَيْنِ رَئِيْسَيْنِ، هُمَا: صَحِيْحٌ وَحَسَنٌ. وَكُلٌّ مِّنْهَا يُقْسَمُ إِلٰى قِسْمَيْنِ فَرْعِيَّيْنِ، هُمَا: لِذَاتِه وَلِغَيْرِه، فَتَؤُوْلُ أَقْسَامُ الْمَقْبُولِ فِي النِّهَايَة إلٰى أَربعَةِ أَقسَامٍ، هِيَ:

حدیث مقبول کی مراتب کے مختلف ہونے کے اعتبار سے بنیادی دو قسمیں ہیں۔ وہ ہیں: (۱) صحیح۔ (۲) حسن۔ اور ان میں سے ہر ایک کی دو فرعی قسمیں ہیں: وہ ہیں: (۱) لذاتہ (۲) لغیرہ، پس حدیث مقبول کی آخر کار چار قسمیں بنتی ہیں، جو یہ ہیں:

١ - صَحِيْحٌ لِذَاتِهِ.
٢ - صَحِيْحٌ لِغَيْرِهِ.
٣ - حَسَنٌ لِذَاتِهِ.
٤ - حَسَنٌ لِغَيْرِهِ.

وَإِلَيْكَ البَحْثُ فِي هذِهِ الأَقْسَامِ تَفْصِيْلًا.

اور ان اقسام کی تفصیلی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

١ - الصَحِيْحُ

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: «الصحيحُ» ضِدُّ السَّقيمِ. وَهُوَ حَقيقةٌ فِي الْأَجْسَامِ، مجازٌ فِي الْحدِيْثِ، وَسَائرِ الْمَعَانِي.

لغت میں "صحیح" سقیم (بیمار) کی ضد ہے (بمعنی تندرست)، اور اس لفظ کا حقیقی اطلاق اجسام پر ہوتا ہے اور حدیث اور دوسرے معانی میں مجازاً بولا جاتا ہے۔

ب - **اصْطلَاحًا**: مَا اتَّصَلَ سَنَدُهُ بِنَقْلِ الْعَدْلِ الضَّابِطِ، عَن مِثْلِهِ إِلٰى مُنتَهَاهُ، مِن غَيْرِ شُذُوذٍ، وَلَا عِلَّةٍ.

اصطلاح میں "صحیح" وہ ہے: جس کی سند متصل ہو، اسے روایت کرنے والے راوی اول تا آخر عادل وضابط ہوں، وہ شاذ یا معلول نہ ہو۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی تشریح:

اشْتَمَلَ التَّعْرِيْفُ السَّابِقُ عَلى أَمُوْرٍ يَجِبُ تَوافِرُها حَتّٰى يَكوْنَ الْحدِيثُ صحيحًا، وَهذِه الْأُمورُ هِيَ:

گذشتہ تعریف چند امور پر مشتمل ہے، جن کا کامل پایا جانا ضروری ہے تاکہ حدیث صحیح بن سکے۔ اور وہ امور یہ ہیں:

أ - **اتِّصالُ السَّنَدِ**: وَمَعْناهُ أَنَّ كُلَّ رَاوٍ مِن رواتِهِ قَد أَخَذَهُ مُباشرةً عَمَّنْ فَوقَهُ، مِن أَوَّلِ السَّندِ إِلٰى مُنتَهَاهُ.

سند کا متصل ہونا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا ہر راوی اپنے اوپر والے سے براہ راست (ملاقات کرکے) حدیث لے، سند کے شروع سے اخیر تک۔

ب - **عَدَالَةُ الرُّوَاةِ**: أَيْ أَنَّ كُلَّ رَاوٍ مِنْ رُوَاتِهِ اتَّصَفَ بِكَوْنِه مُسْلِمًا، بَالغًا، عَاقِلًا، غَيْرَ فَاسقٍ، وَغَيرَ مَخْرُومِ الْمُرُوْءَةِ.

راویوں کا عادل ہونا: یعنی اس کا ہر راوی مسلمان، بالغ، عاقل ہو اور فاسق نہ ہو اور نہ وہ مروت سے محروم ہو۔

ج - **ضَبْطُ الرُّوَاةِ**: أَيْ أَنَّ كُلَّ رَاوٍ مِن رُواتِهِ كَانَ تَامَّ الضَّبْطِ؛ إِمَّا ضَبْطُ صَدْرٍ، وَإِمَّا ضَبْطُ كِتَابٍ.

راویوں کا ضابط ہونا: یعنی ہر راوی کا ضبط مکمل ہو، خواہ سینہ میں محفوظ کرے یا کتاب میں لکھ کر۔

د - **عَدْمُ الشُّذُوْذِ**: أَيْ أَن لَّا يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ شَاذًّا. وَالشُّذُوْذُ: هُوَ مُخَالِفَةُ الثِّقَةِ لِمَنْ هُوَ أَوْثَقُ مِنْهُ.

شاذ نہ ہونا: یعنی حدیث شاذ نہ ہو، اور شذوذ کہتے ہیں: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

ه - **عَدْمُ العِلَّةِ**: أَيْ أَنْ لَّا يَكُونَ الْحديثُ مَعلُولًا، وَالْعِلَّةُ: سَبَبٌ غَامِضٌ خَفِيٌّ، يَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الْحَدِيْثِ، مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ السَّلَامَةُ مِنْهُ.

علت کا نہ ہونا: یعنی حدیث معلول نہ ہو۔ اور علت ایک پوشیدہ سبب ہوتا ہے جو حدیث کے صحیح ہونے میں قادح (عیب) ہوتا ہے، جب کہ حدیث کا ظاہر ایسی علت سے محفوظ معلوم ہوتا ہے۔

٣ - شُرُوْطُهُ:

اس کی شرطیں:

يَتبيَّنُ مِن شَرْحِ التَّعْرِيْفِ أَنَّ شُرُوْطَ الصَّحِيْحِ التِي يَجِبُ تَوَافُرُهَا حَتّٰى يَكُوْنَ الْحديْثُ صَحِيْحًا: خَمْسَةٌ، وَهِي: «اتِّصَالُ السَّنَدِ، عَدَالَةُ الرُّوَاةِ، ضَبْطُ الرُّواةِ، عَدْمُ الْعِلَّةِ، عَدَمُ الشُّذوذِ».

فَإِذَا اخْتَلَّ شَرْطٌ وَاحِدٌ مِنْ هذِه الشُّرُوْطِ الْخَمْسَةِ فَلَا يُسَمَّى الْحَدِيْثُ حِيْنَئِذٍ صَحِيْحًا.

تعریف کی وضاحت سے ظاہر ہو گیا کہ صحیح حدیث کی شرطیں جن کا پایا جانا ضروری ہے، تاکہ حدیث صحیح ہو، وہ پانچ ہیں، جو کہ یہ ہیں: سند کا متصل ہونا، راویوں کا عادل ہونا، راویوں کا ضابط ہونا، علت کا نہ ہونا، شاذ کا نہ ہونا۔ پس جب ان پانچ شرطوں میں سے کسی شرط میں خلل واقع ہو تو اس وقت حدیث کو صحیح نہیں کہا جائے گا۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَه الْبُخَارِيُّ فِي «صَحِيْحِه»، قَالَ: «حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسَفَ، ....

وہ حدیث ہے جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: ”ہمیں بیان کیا عبداللہ بن یوسف نے، ...

قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَن ابنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ جُبَيْرِ بنِ مُطْعِمٍ، عَن أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ». فَهَذَا الْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ؛ لِأَنَّ

وہ فرماتے ہیں: ہمیں خبر دی مالک نے ابن شہاب سے، انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغرب میں سورہ طور کی تلاوت فرمائی''۔ پس یہ حدیث صحیح ہے؛

أ - سَنَدَهُ مُتَّصِلٌ: إِذْ إِنَّ كُلَ راوٍ مِن رُواتِه سَمِعَه مِن شَيخِه. وَأَمَّا عنعنَةُ مَالكٍ، وَابنِ شِهابٍ، وَابْنِ جُبَيْرٍ: فَمَحْمُوْلَةٌ عَلَى الْاتِّصَالِ؛ لِأَنَّهُمْ غَيْرُ مُدَلِّسِيْنَ.

اس لیے کہ اس کی سند متصل ہے؛ کیوں کہ اس کے ہر راوی نے اس حدیث کو اپنے شیخ سے سنا ہے، البتہ مالک، ابن شہاب اور ابن جبیر رحمہ اللہ کا عن سے روایت کرنا تو وہ اتصال پر محمول ہے۔

ب، جـ - وَلِأَنَّ رُوَاتَه عَدوْلٌ ضَابِطُونَ. وَهذِهِ أَوصَافُهم عِندَ عُلماءِ الْجَرْحِ وَالتَّعدِيلِ:

اس لیے کہ یہ حضرات مدلس نہیں ہیں اور اس لیے کہ اس حدیث کے راوی عادل اور ضابط ہیں۔ اور علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک ان کے اوصاف یہ ہیں:

١ - عَبْدُ اللهِ بنُ يُوسُفَ: ثِقَةٌ مُتْقِنٌ.

عبداللہ بن یوسف رحمہ اللہ: ثقہ اور متقن ہیں۔

٢ - مَالِكُ بنُ أَنَسٍ: إِمَامٌ حَافِظٌ.

مالک بن انس رحمہ اللہ: امام اور حافظ ہیں۔

٣ - ابنُ شِهَابِ الزُّهْرِيُّ: فَقِيْهٌ حَافِظٌ مُتَّفَقٌ عَلى جَلَالَتِهِ وَإِتْقَانِه.

ابن شہاب زہری رحمہ اللہ: فقیہ اور حافظ ہیں، اس کے جلیل القدر اور متقن ہونے پر اتفاق ہے۔

٤ - مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ: ثِقَةٌ.

محمد بن جبیر رحمہ اللہ: ثقہ ہیں۔

٥ - جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ: صَحَابِيٌّ.

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ: صحابی ہیں۔

د - وَلِأَنَّهُ غَيْرُ شَاذٍّ؛ إِذْ لَم يُعَارِضْهُ مَا هُو أَقْوىٰ مِنهُ.

اور اس وجہ سے کہ یہ شاذ بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ اس کے مقابل ایسی حدیث نہیں ہے جو اس سے زیادہ قوی ہو۔

ه - وَلِأَنَّه لَيْسَ فِيه عِلَّةٌ مِنَ الْعِلَلِ.

اور اس لیے کہ اس میں علتوں میں سے کوئی علت بھی نہیں ہے (جو اسے معیوب کرے)۔

٥ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

وَحُكْمُه: وُجُوبُ العَمَلِ بِه بِإِجْمَاعِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، وَمنْ يُعْتَدُّ بِه مِن الْأَصُوْلِيِّيْنَ وَالْفقهَاءِ. فَهُو حُجَّةٌ مِنْ حِجَجِ الشَّرعِ. لَا يَسَعُ الْمُسلِمَ ترْكُ العَملِ بِه.

اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا واجب ہے، محدثین اور معتبر اصولیین وفقہاء کے اجماع کی وجہ سے، پس یہ شریعت کی حجتوں میں سے ایک حجت ہے، مسلمان کے لیے گنجائش نہیں کہ اس پر عمل کرنا چھوڑ دے۔

٦ - المُرَادُ بِقَوْلِهِم: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ» أَو «هَذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ صَحِيْحٍ»:

محدثین کے اس قول کی مراد: ''هذا حديث صحيح'' یا ''هذا حديث غير صحيح'':

أ - المُرادُ بِقَوْلِهِمْ: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيحٌ» أَنَّ الشُّرُوْطَ الْخَمْسَةَ السَّابِقَةَ قد تَحَقَّقَتْ فِيه، لَا أَنَّه مَقْطُوْعٌ بِصِحَّتِهِ فِي نَفسِ الْأَمْرِ؛ لِجَوَازِ الْخَطَأِ وَالنِّسْيانِ عَلَى الثِّقَةِ.

محدثین کے قول ''هذا حديث صحيح'' سے مراد یہ ہے کہ گذشتہ پانچوں شرطیں اس میں متحقق ہیں، یہ مراد نہیں کہ نفس الامر میں بھی اس کی صحت کا یقین ہے؛ کیوں کہ ثقہ آدمی بھی غلطی اور بھول کر سکتا ہے۔

ب - وَالمُرادُ بِقَوْلِهِمْ: «هَذَا حَدِيْثٌ غَيْرُ صَحِيْحٍ» أَنَّه لَمْ تَتَحقَّقْ فِيْه شُرُوْطُ الصِّحةِ الْخَمْسَةُ السَّابقَةُ كُلُّهَا أَوْ بَعْضُهَا، لَا أَنَّه كَذِبٌ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ؛ لِجوَازِ إِصَابَةِ مَنْ هُوَ كَثِيْرُ الْخَطَأِ.

محدثین کے اس قول: ''هذا حديث غير صحيح'' سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث میں صحت کی گذشتہ پانچ شرطیں متحقق نہیں ہیں، تمام یا بعض، یہ مطلب نہیں کہ وہ نفس الامر میں جھوٹ ہے؛ کیونکہ اس آدمی کے درست بولنے کا بھی امکان ہے جس سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہوں۔

٧ - هَلْ يُجْزَمُ فِي إِسْنَادٍ أَنَّه أَصَحُّ الْأَسَانِيْدِ مُطْلَقًا؟

کیا کسی سند کے بارے میں یقینی طور پر صحیح ترین سند کہا جا سکتا ہے؟

الْمُخْتَارُ: أَنَّه لَا يُجْزَمُ فِي إِسْنَادٍ أَنَّه أَصَحُّ الْأَسَانِيدِ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّ تَفَاوُتَ مَرَاتِبِ الصِّحَّةِ مَبْنِيٌّ عَلى تَمكُّنِ الْإِسْنَادِ مِن شُرُوْطِ الصِّحةِ، وَ يَنْدُرُ تَحَقُّقُ أَعلَى الدَّرَجَاتِ فِي جَمِيعِ شُروطِ الصِّحةِ، فَالْأَوْلى الْإِمْسَاكُ عَنِ الْحُكْمِ لِإِسْنَادٍ بِأَنَّه أَصَحُّ الْأَسَانيدِ مُطْلقًا. وَمَع ذَلك فَقد نُقِلَ عَن بَعضِ الْأَئِمَّةِ القَولُ فِي أَصَحِّ الْأَسَانيْدِ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ كُلَّ إمامٍ رَجَّحَ مَا قَوِيَ عِندَهُ. فَمِنْ تِلْكَ الْأَقوَالِ: أَنَّ أَصَحَّهَا:

مختار یہ ہے کہ کسی سند کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ مطلقا صحیح ترین سند ہے؛ کیوں کہ صحت کے مراتب کا مختلف ہونا مبنی ہے، سند میں موجود صحت کی شرطوں کی موجودگی پر، اور اعلی درجہ کا اثبات و تحقق صحت کی تمام شرطوں میں نادر ہے۔ پس بہتر یہ ہے کہ کسی سند پر یہ حکم لگانے سے توقف کیا جائے کہ وہ مطلقا صحیح ترین سند ہے۔ اس کے باوجود بعض ائمہ سے أصح الأسانيد کے بارے میں اقوال منقول ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ ہر امام نے اُس سند کو ترجیح دی ہے جو اس کے نزدیک قوی تھی، ان اقوال میں سے چند صحیح ترین اسناد یہ ہیں:

أ - الزُّهْرِيُّ، عَن سَالِمٍ، عَن أَبِيهِ. رُوِيَ ذَلكَ عَن إِسْحَاقِ بْنِ رَاهُويه، وَأَحْمَدَ.

''الزهري عن سالم عن أبيه'' ہے۔ یہ قول مروی ہے اسحاق بن راہویہ اور امام احمد رحمہما اللہ سے۔

ب - ابنُ سِيرِينَ، عَن عُبَيدَةَ، عَن عَلِيٍّ. رُوِيَ ذَلكَ عَن ابنِ الْمَدِينِي وَالفَلَّاسِ.

"ابن سيرين عن عبيدة عن علي"۔ یہ قول مروی ہے ابن المدینی رحمہ اللہ اور فلاس رحمہ اللہ سے۔

ج - الْأَعمشُ، عَن إبرَاهِيمَ، عَن عَلْقَمةَ، عَن عَبدِ الله. رُوِيَ ذَلكَ عَن ابْنِ معين.

"أعمش عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله بن مسعود" یہ قول مروی ہے ابن معین رحمہ اللہ سے۔

د - الزُّهرِيُّ، عَن عَلِيِّ بنِ الْحُسَينِ، عَن أَبِيهِ، عَن عَلِيٍّ. رُوِيَ ذَلكَ عَن أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَبِيْ شَيْبَةَ.

"الزهري عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي" یہ قول مروی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ سے۔

هـ - مَالكٌ، عَن نَافِعٍ، عَن ابنِ عُمرَ. رُوِيَ ذَلك عَن الْبخارِيِّ.

"مالك عن نافع عن ابن عمر"۔ یہ امام بخاری رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

فائدہ: خاص کر جب امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد امام شافعی رحمہ اللہ ہوں۔

٨ - مَا هُو أَولُ مُصَنَّفٍ فِي الصَّحيحِ المُجرَّدِ؟

"مجرد صحیح احادیث" میں سب سے پہلی تصنیف کون سی ہے؟

أَوَّلُ مُصَنَّفٍ فِي الصَّحيْحِ المُجردِ «صَحيحُ البُخَارِيِّ»، ثُم «صَحيحُ مُسلِمٍ». وَهُمَا أَصَحُّ الكُتُبِ بَعدَ الْقرْآنِ، وَقَد أَجمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلى تلقِّي كتَابَيْهِمَا بِالْقُبُوْلِ.

صرف صحیح احادیث کے بارے میں پہلی کتاب "صحيح البخاري" ہے پھر "صحيح مسلم" ہے۔ اور یہ دونوں قرآن کے بعد تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں اور امت کا اجماع ہے ان دونوں کتابوں کی تلقی بالقبول پر۔

أ - أَيُّهمَا أَصَحُّ:

ان دونوں میں سے کون سی (کتاب) زیادہ صحیح ہے؟

وَالبُخاريُّ أَصَحُّهُمَا، وَأَكْثَرُهُمَا فَوَائِدَ؛ ....

"البخاري" ان دونوں میں زیادہ صحیح ہے اور زیادہ فوائد والی ہے؛ ....

وَذَلِكَ لِأَنَّ أَحَادِيثَ «الْبُخَارِيِّ» أَشَدُّ اتِّصَالًا، وَأَوْثَقُ رِجَالًا. وَلِأَنَّ فِيهِ مِن الْاسْتِنْبَاطَاتِ الفِقْهِيَّةِ، وَالنُّكَتِ الحِكَمِيَّةِ مَا لَيسَ فِي «صَحِيحِ مُسلِمٍ». هَذَا وَكَوْنُ «صَحيحِ الْبُخَارِيِّ» أَصَحُّ مِن «صَحِيْحِ مُسْلِمٍ» إِنَّمَا هُوَ بِاعْتِبَارِ الْمَجْمُوعِ، وَإِلَّا فَقَد يُوجَدُ بَعضُ الْأَحَادِيْثِ فِي «مُسلِمٍ» أَقْوى مِن بَعضِ الْأَحَادِيثِ فِي «الْبخارِي». وَقِيلَ: إنَّ «صحيْحَ مسلمٍ» أَصَحُّ، وَالصَّوابُ هُو الْقولُ الْأَوَّلُ.

اس لیے کہ "بخاری" کی احادیث کی اسناد پوری طرح متصل ہیں اور اس کے راوی زیادہ ثقہ ہیں۔ اور اس لیے بھی کہ اس میں وہ فقہی استنباط اور حکمت بھرے نکات ہیں جو "صحیح مسلم" میں نہیں ہیں، اور "صحیح بخاری" کا "صحیح مسلم" سے زیادہ صحیح ہونا باعتبار مجموعہ کے ہے، ورنہ "مسلم" میں بعض ایسی احادیث موجود ہیں جو "بخاری" کی بعض احادیث سے زیادہ قوی ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "صحیح مسلم" زیادہ صحیح ہے، لیکن زیادہ درست پہلا قول ہے۔

ب - هَل اسْتَوعَبا الصَّحيحَ، أَوِ الْتزَمَاهُ؟

کیا ان دونوں نے صحیح حدیث کا استیعاب کیا ہے یا اس کا التزام کیا ہے؟

لَم يَستوْعبِ الْبخَارِيُّ وَمسلِمٌ الصَّحيحَ فِي «صَحيحَيْهِما»، وَلَا الْتَزَمَاه. فَقدْ قَالَ الْبخَارِيُّ: «مَا أَدْخلتُ فِي كِتابِي «الْجَامِعِ» إِلَّا مَا صَحَّ، وَتَرَكْتُ مِن الصِّحاحِ لِحَالِ الطُّولِ». وَقَال مُسلمٌ: «لَيسَ كُلُّ شَيءٍ عِندِيْ صَحِيحٌ وَضَعتُه هٰهُنا، إنَّما وَضَعْتُ مَا أَجْمَعُوْا عَلَيهِ».

بخاری اور مسلم نے اپنی «صحیح» میں صحیح حدیث کا استیعاب نہیں کیا اور نہ اس کا التزام کیا ہے۔ پس تحقیق امام بخاری فرماتے ہیں: میں نے اپنی کتاب "الجامع" میں نہیں داخل کی مگر وہی حدیث جو صحیح ہو، اور میں نے چھوڑ دیا ہے بہت سی صحیح احادیث کو طوالت کی وجہ سے۔ اور امام مسلم فرماتے ہیں: تمام وہ حدیثیں جو میرے نزدیک صحیح ہیں، میں نے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا، بلکہ میں نے یہاں صرف وہی حدیثیں ذکر کی ہیں جن (کی صحت) پر علماء کا اجماع تھا۔

ج - هَلْ فَاتَهُمَا شَيْءٌ كَثيرٌ أَوْ قَلِيْلٌ مِنَ الصَّحِيْحِ؟

کیا ان سے صحیح احادیث کی زیادہ یا تھوڑی مقدار رہ گئی ہے؟

١ - قَالَ الْحَافِظُ ابنُ الأَخْرَمِ: لَمْ يَفُتْهُما إِلَّا الْقَلِيْلُ. وأُنْكِرَ هَذَا عَلَيْهِ.

حافظ ابن اخرم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ان دونوں سے بہت کم مقدار رہ گئی ہے، مگر اس بات کا ان پر انکار کیا گیا ہے۔

٢ - وَالصَّحِيْحُ أَنَّه فَاتَهُمَا شَيْءٌ كَثِيْرٌ، فَقَدْ نُقِلَ عَنِ الْبخَارِيِّ أَنَّه قَالَ: «وَمَا تَرَكْتُ مِن الصِّحَاحِ أَكْثَرُ». وَقَالَ: «أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ، وَمِائَتَي أَلْفِ حَدِيْثٍ غَيْرِ صَحِيحٍ».

اور صحیح یہ ہے کہ ان سے ایک بڑی مقدار رہ گئی ہے، پس تحقیق امام بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: "میں نے زیادہ صحیح احادیث چھوڑ دی ہیں"۔ اور فرماتے ہیں: "مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں اور دو لاکھ غیر صحیح حدیثیں یاد ہیں"۔

د - كَمْ عَدَدُ الْأَحَادِيثِ فِيْ كُلٍّ مِنْهُما؟

ان دونوں میں سے ہر ایک میں احادیث کی تعداد:

١ - «البُخَارِيُّ»: جُملَةُ مَا فِيهِ سَبعَةُ آلَافٍ وَمِائَتَانِ وَخَمسَةٌ وَّسَبعُوْنَ حَديثًا بِالْمُكَرَّرَةِ (٧٢٧٥)، وَبِحَذْفِ الْمُكَرَّرَةِ أَرْبَعَةُ آلَافٍ (٤٠٠٠).

"بخاری" میں کل "سات ہزار دو سو پچھتر" حدیثیں ہیں مکرّرات کے ساتھ، اور مکرّرات کو حذف کر کے "چار ہزار" احادیث ہیں۔

٢ - «مُسلمٌ»: جُمْلَةُ مَا فِيهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا بِالْمُكررَةِ (١٢٠٠٠)، وَبِحَذْفِ الْمُكَرَّرَةِ نَحو أَرْبَعَةِ آلَافٍ (٤٠٠٠).

"صحیح مسلم" میں کل "بارہ ہزار" حدیثیں ہیں مکرّرات کے ساتھ، اور مکرّرات کو حذف کر کے تقریباً "چار ہزار" حدیثیں ہیں۔

ه - أَيْنَ نَجِدُ بَقِيَّةَ الأَحَادِيثِ الصَّحِيحَةِ الَّتِي فَاتَتِ الْبخارِيُّ وِمُسلمًا؟

ہم باقی صحیح احادیث کہاں پائیں گے جو "بخاری" اور "مسلم" سے رہ گئی ہیں؟

تجِدُهَا فِي الْكُتُبِ المُعتَمدةِ الْمَشْهُورَةِ، كَـ«صحيْحِ ابنِ خُزيمَة»، وَ«صحيْحِ ابنِ حَبَّانَ»، وَ«مُستدْرَكِ الحَاكِمِ»، وَ«السُّنَنِ الْأَرْبعةِ»، وَ«سُنَنِ الدَّارقُطنِي»، وَ«سُنَنِ الْبَيهِقي»، وَغيرِها. وَلَا يَكفِي وُجُودُ الْحَديْثِ فِي هَذهِ الْكُتُبِ، بَل لَّا بُد مِن التَّنصِيْصِ عَلى صِحَّتهِ، إِلَّا فِي كِتَابِ مَنْ شَرَطَ الْاقْتِصَارَ عَلى إِخْرَاجِ الصَّحِيحِ، كَـ«صَحيحِ ابْن خُزيْمَة».

تو ان احادیث کو پائے گا مشہور معتمد کتابوں میں، جیسے: ''صحیح ابن خزیمہ''؛اور ''صحیح ابن حبان''اور ''مستدرک حاکم''اور ''سنن اربعہ''اور ''سنن دار قطنی''اور ''سنن بیہقی''وغیرہ۔ حدیث کی صحت کے لیے اس کا ان کتابوں میں پایا جانا کافی نہیں، بلکہ اس کے صحیح ہونے پر نص بیان کرنا ضروری ہے، الا یہ کہ کوئی صاحب کتاب یہ شرط لگائے کہ وہ صرف صحیح احادیث پر اکتفا کرے گا، جیسے: ''صحیح ابن خزیمہ''۔

٩ - الْكَلَامُ عَلى «مُستَدرَكِ الْحاكمِ»، وَ«صَحيحِ ابْنِ خُزيْمةَ»، وَ«صحيحِ ابنِ حَبَّانٍ»:

''مستدرک حاکم''اور ''صحیح ابن خزیمہ''اور ''صحیح ابن حبان''پر کلام:

أ - «مستدركُ الحَاكِمِ»: هُوَ كِتَابٌ ضخيْمٌ مِن كُتبِ الْحديْثِ، ذَكَرَ مُؤَلِّفُه فِيهِ الْأَحَادِيثَ الصَّحيْحَةَ الَّتي عَلٰى شَرطِ الشَّيْخَيْنِ أَوْ عَلٰى شَرطِ أَحدهِما، وَلَم يخْرجَاهَا، كَما ذَكَر الْأَحَادِيثَ الصَّحيحَةَ عِندَهُ وَإِنْ لَم تَكُن عَلى شَرطِ واحدٍ مِّنهُما، مُعَبِّرًا عنهَا بِأَنَّها صَحِيحَةُ الْإِسْنَادِ، وَرُبَما ذَكَرَ بَعضَ الْأَحَادِيْثِ الَّتي لَم تَصِحَّ، لٰكِنَّه نَبَّهَ عَلَيها. وَهُو مُتسَاهِلٌ فِي التَّصْحِيْحِ، فَيَنْبَغِي أَنْ يُتَتَبَّعَ وَيُحْكَمَ عَلى أَحَادِيْثِهِ بماَ يَليْقُ بِحالِهَا، ....

''مستدرك الحاكم'': یہ حدیث کی کتابوں میں سے ایک ضخیم کتاب ہے، اس کے مصنف نے اس میں ان صحیح حدیثوں کو ذکر کیا ہے جو شیخین کی شرط یا ان میں سے ایک کی شرط کے مطابق ہو اور ان دونوں نے ذکر نہ کیا ہو، ایسے ہی بعض وہ صحیح احادیث بھی ذکر کی ہیں جو ان کے نزدیک صحیح تھیں، یہ مراد لیتے ہوئے کہ ان کی اسناد صحیح ہیں، تو بسا اوقات وہ احادیث بھی ذکر کر دیں جو صحیح نہیں تھیں، ہاں! ان پر انہوں نے متنبہ کر دیا۔ اور حاکم رحمہ اللہ صحیح قرار دینے میں متساہل ہیں؛ اس لیے مناسب یہ ہے کہ تحقیق کر کے اس کی احادیث پر مناسبِ حال حکم لگایا جائے، ....

وَلَقد تَتَبَّعَهُ الذَّهبِيُّ وَحَكَمَ عَلى أَكْثَرِ أَحَادِيثِهِ بِما يَليقُ بِحَالِها، وَلَا يَزَالُ الْكِتَابُ بِحَاجَةٍ إِلٰى تَتَبُّعٍ وَعِنَايَةٍ.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی تحقیق کی ہے اور اس کی اکثر احادیث پر ان کے مناسب حال حکم لگایا ہے، مگر یہ کتاب مسلسل توجہ اور تحقیق کی محتاج رہے گی۔

ب - «صَحيحُ ابنُ حبَّانٍ»: هَذَا الْكِتَابُ تَرتِيْبُه مُخْترعٌ، فَلَيس مُرتَّبًا عَلَى الْأَبوابِ، وَلَا عَلَى الْمَسانِيْدِ، وَلِهَذَا أَسْمَاه: «التَّقاسِيمَ وَالْأَنْواعَ». وَالْكَشْفُ عَنِ الْحديثِ مِن كِتَابِهِ هَذَا عُسْرٌ جِدًّا، وَقَدْ رَتَّبهُ بَعضُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ عَلَى الْأَبْوَابِ، وَمُصَنِّفُهُ مُتَساهِلٌ فِي الْحُكمِ عَلَى الْحديْثِ بِالصِّحَّةِ، لٰكِنَّهُ أَقَلُّ تَسَاهُلًا مِن الْحَاكِمِ.

"صحيح ابن حبان": یہ کتاب نئی ترتیب اور نئی طرز پر ہے، نہ یہ ابواب کے لحاظ سے مرتب ہے اور نہ مسانید کے اعتبار سے، اسی وجہ سے اس کا نام رکھا ہے: "التقاسيم والأنواع"۔ اس کتاب میں سے کسی حدیث کا انکشاف کرنا (تلاش کرنا) انتہائی مشکل ہے۔ اس کو مرتب کیا ہے بعض متاخرین نے ابواب کے مطابق اور اس کا مصنف حدیث پر صحت کا حکم لگانے میں متساہل ہے، لیکن امام حاکم کی بنسبت کم تساہل رکھتا ہے۔

فائدہ: "أمير علاء الدين أبو الحسن علي بن بلبان رحمہ اللہ" متوفی ۷۳۹ھ کی کتاب "الإحسان في تقريب ابن حبان" اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ج - «صَحيحُ ابنُ خُزيمَة»: هُو أَعْلٰى مَرْتَبَةٍ مِّنْ صَحيحِ ابنِ حَبَّانٍ؛ لِشِدَّةِ تَحَرِّيْهِ، حَتّٰى إِنَّه يَتَوَقَّفُ فِي التَّصْحِيْحِ لِأَدْنٰى كَلامٍ فِي الْإِسْنَادِ.

"صحيح ابن خزيمة": یہ کتاب "صحيح ابن حبان" سے بلند مرتبہ والی ہے ان کی شدید تحری (تلاشِ حدیث) کی وجہ سے، حتی کہ یہ توقف کرتے ہیں حدیث کو صحیح قرار دینے میں سند میں معمولی کلام کی وجہ سے۔

۱۰ - المُسْتَخْرَجَاتُ عَلَى «الصَّحِيْحَينِ»:

"صحیحین" پر مستخرجات:

أ - مَوضُوعُ المُستخرَجِ:

مستخرج کاموضوع:

هُوَ أَنْ يَأْتِيَ الْمُصَنِّفُ إِلٰى كِتابٍ مِن كُتُبِ الحْدِيْثِ، فَيُخَرِّجُ أَحَادِيْثَه بِأَسَانيدَ لِنفسِهِ مِن غَيرِ طَرِيْقِ صَاحِبِ الْكِتابِ، فَيجتَمعُ مَعه فِي شَيْخِهِ، أَوْ مَنْ فَوقَهُ.

(مستخرج کا موضوع) یہ ہے کہ مصنف حدیث کی کتابوں میں سے کسی کتاب کی احادیث کو لے کر، ان احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ ذکر کرتا ہے، صاحبِ کتاب کی سند کے علاوہ، اور وہ صاحبِ کتاب کے ساتھ جمع ہوتا ہے اس کے شیخ میں یا اس سے اوپر کسی طبقہ میں۔

ب - أَشَهرُ الْمُستَخْرجَاتِ عَلَى «الصَّحيحَينِ»:

"صحیحین" پر مشہور مستخرجات:

١ - «المُستخرجُ لأَبي بكرٍ الإسماعيليِّ» على «البخاري».

"المستخرج لأبي بكر الإسماعيلي" یہ "صحیح بخاری" پر ہے۔

٢ - «الْمُستَخْرجُ لِأَبِي عَوانَةَ الْإسفرَائِينِيِّ» علٰى «مُسلمٍ».

"المستخرج لأبي عوانة" یہ "صحیح مسلم" پر ہے۔

٣ - «الْمُستَخرَجُ لِأَبِيْ نُعَيمِ الأَصبَهانِيِّ» عَلى كُلٍّ مِنهُما.

"المستخرج لأبي نعيم الأصبهاني" یہ "بخاری" و "مسلم" دونوں پر ہے۔

ج - هَل التَزَمَ أَصْحابُ الْمُسْتخرجَاتِ فِيهَا مُوافَقَةَ «الصَّحيْحِينِ» فِي الأَلفَاظِ؟ لَم يَلْتَزِمْ مُصَنِّفُوهَا مُوافَقَتَهما فِي الْأَلْفاظِ؛ لِأَنَّهم إِنَّما يَرْوُوْنَ الْأَلْفَاظَ الَّتِي ....

کیا مستخرجات کے مصنفین نے اپنی مستخرجات میں التزام کیا ہے الفاظ میں "صحیحین" کی موافقت کا؟ ان کے مصنفین نے الفاظ میں "صحیحین" کی موافقت کا التزام نہیں کیا؛ کیونکہ وہ ان الفاظ کو روایت کرتے ہیں ....

وَصلَتْهُم مِن طَرِيْقِ شُيوخِهِمْ؛ لِذلِكَ فقَد حَصَلَ فِيها تَفاوُتٌ قَليلٌ فِي بَعضِ الْأَلفَاظِ.

جوان کو پہنچے ہیں اپنے شیوخ کی سند سے، اسی وجہ سے ان میں بعض مواقع پر بعض الفاظ میں تھوڑا سا تفاوت واقع ہوا ہے۔

وكَذلِكَ مَا أَخْرَجَه الْمُؤَلِّفُون القُدَامِيُّ فِي تَصانِيفِهم المُسْتَقِلَّةِ، كَالْبَيهقِي، وَالْبغَوي، وَشبهِهِمَا قَائِلِينَ: «رَوَاهُ البخارِي» أَو «رَواهُ مُسلمٌ»، فَقدْ وَقعَ فِي بَعضِه تَفاوتٌ فِي الْمَعنَى وَفِي الْأَلْفَاظِ، فَمُرادُهم مِنْ قَولِهِمْ: «رَواه الْبُخَارِي وَمُسلِمٌ» أَنَّهما رَوَيَا أَصْلَه.

اسی طرح وہ احادیث جن کو قدیم مؤلفین نے اپنی مستقل تصنیفوں میں ذکر کیا ہے، جیسے: بیہقی اور بغوی رحمہما اللہ وغیرہ، جو یہ کہتے ہیں: ''اس کو بخاری نے روایت کیا ہے'' یا ''اس کو مسلم نے روایت کیا ہے''، پس تحقیق ان کے الفاظ میں بھی بعض مواقع پر اختلاف واقع ہوا ہے، پس ان کی مراد ان کے قول: ''اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے'' سے یہ ہے کہ انھوں نے اس کی اصل کو روایت کیا ہے۔

د - هَلْ يَجُوْزُ أَن نَنْقُلَ مِنْهَا حَدِيْثًا ونَعزُوهُ إليهِمَا؟

کیا ایک حدیث جسے ہم مستخرجات سے نقل کرتے ہیں، اسے ہم "بخاری" و "مسلم" کی طرف منسوب کر سکتے ہیں؟

بِنَاءً عَلَى مَا تَقدَّمَ فَلَا يَجُوْزُ لِشخْصٍ أَنْ يَّنْقُلَ مِن الْمُستَخْرَجَاتِ، أَوِ الْكُتُبِ الْمَذكوْرَةِ آنِفًا حَديثًا وَيقُولُ: روَاهُ الْبخَاري أَوْ مُسلمٌ إلاَّ بأَحَد أَمْرينِ:

گذشتہ تفصیل کی بناء پر کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ مستخرجات یا دوسری مذکورہ کتابوں سے کوئی حدیث نقل کرے اور یہ کہے کہ: اس کو بخاری یا مسلم نے روایت کیا ہے، مگر دو امروں میں سے ایک کے ساتھ:

١ - أَن يُّقابِلَ الْحدِيْثَ بِروَايَتِهِمَا.

اس حدیث کا "صحیحین" کی روایت کے ساتھ تقابل اور موازنہ کرے۔

٢- أَو يقولَ صاحبُ المُستخرجِ، أَو المُصنِّفُ: «أَخرجاهُ بلفظِهِ».

مستخرج یا دوسری کتب کے مصنفین یہ کہے کہ: "کہ صحیحین نے اس حدیث کو انہی الفاظ سے روایت کیا ہے"۔

هـ - فَوَائِدُ المُسْتَخْرَجاتِ علَى «الصَّحيحَينِ»:

"صحیحین" پر مستخرجات لکھنے کے فوائد:

لِلْمُستَخرَجَاتِ عَلى «الصَّحِيحَينِ» فَوائِدُ كثِيرَةٌ تُقَارِبُ العَشَرَةَ، ذَكَرَها السُّيوطِيُّ فِي «تَدرِيْبِهِ»، وَإِلَيكَ أَهَمُّها:

"صحیحین" پر مستخرجات کے بہت سے فوائد ہیں، جو دس کے قریب ہیں، جن کو سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تدریب" میں ذکر کیا ہے، ان میں سے اہم یہ ہیں:

١ - عُلُوُّ الْإسْنَادِ: لأَنَّ مُصَنِّفَ الْمُستَخْرَجِ لَو رَوىٰ حَديثًا مِن طَرِيقِ الْبخَارِيِّ مَثلًا لَوقَعَ أَنْزَلَ مِن الطَّرِيْقِ الذِي رَوَاهُ بِه فِي الْمُستَخرَجِ.

سند کا عالی ہونا: کیوں کہ مستخرج کا مصنف اگر مثال کے طور پر "بخاری" کے طریق سے ایک حدیث روایت کرے، تو یہ سند نازل ہوتی ہے بنسبت اس سند کے جو اس نے اپنی مستخرج میں روایت کی ہے۔

٢ - الزِّيَادَةُ فِي قَدْرِ الصَّحِيْحِ: وَذَلِكَ لِمَا يَقَعُ مِنْ أَلفَاظٍ زَائِدَةٍ وتَتِمَّاتٍ فِي بَعْضِ الْأَحَادِيْثِ.

صحیح کی مقدار میں زیادتی: یہ اس لیے کہ بعض احادیث میں کچھ زائد الفاظ اور تتمہ بیان ہو جاتا ہے۔

٣ - القُوَّةُ بِكَثْرَة الطُّرق: وَفَائِدَتُها التَّرْجِيْحُ عِنْدَ الْمُعَارَضَةِ.

کثرتِ طرق کے ساتھ قوی ہونا: جس سے تعارض کے وقت ترجیح کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

١١ - مَا هُوَ المَحْكُوْمُ بِصِحَّتِه مِمَّا رَوَاهُ الشَّيْخَانِ؟

شیخین رحمہما اللہ نے جو کچھ روایت کیا ہے اس کی صحت کا کیا حکم ہے؟

مَرَّ بِنَا أَنَّ الْبُخارِيَّ وَمُسلِمًا لَم يَدخُلَا فِي «صَحِيحَيهِما» إِلَّا مَا صَحَّ، وَأَنَّ الْأُمَّةَ تَلَقَّتْ كِتَابَيهِما بِالقبول. فمَا هِيَ الْأَحَادِيثُ الْمَحْكُومُ بِصِحَّتِهَا، ....

یہ بات گزر چکی ہے کہ بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے اپنی "صحیحین" میں صرف صحیح حدیثیں ہی داخل کی ہیں اور امت سے ان کی کتابوں کو تلقی بالقبول حاصل ہے، وہ کون سی احادیث ہیں جن پر صحت کا حکم لگایا گیا ....

وَالَّتِي تَلقَّتْهَا الْأُمَّةُ بِالْقَبولِ يَا تَرَى؟

اور امت نے انہیں قبول کیا ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟

وَالجَوابُ هُو: أَنَّ مَا رَوَيَاهُ بِالْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ فَهُو الْمَحْكُومُ بِصحَّتِهِ، وَأَمَّا مَا حُذِفَ مِن مَبدَأ إِسْنَادِه رَاوٍ أَوْ أَكْثَرُ -وَيُسَمَّى المُعَلَّقُ- وَهُوَ فِي «الْبخَارِيِّ» كَثيرٌ، لٰكنَّه فِي تَراجِمِ الْأَبوَابِ وَمُقَدَّمَاتِها، ولا يُوجَدُ شيءٌ منهُ فِي صلبِ الأَبوابِ ألبتَّةَ، أَمَّا فِي «مسلمٍ» فليسَ فيهِ مِن ذلِكَ إِلَّا حديثٌ واحدٌ فِي بَابِ التَّيمُّمِ، لَم يَصِلْهُ فِي مَوضعٍ آخَرَ، فَحُكْمُهُ كَما يَلِيْ:

اور جواب یہ ہے کہ جس حدیث کو شیخین رحمہما اللہ نے متصل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے ان کی صحت کا یقین ہے، البتہ جس کی سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی حذف ہیں، جسے ''معلق'' کہتے ہیں اور یہ ''بخاری'' میں زیادہ ہیں، لیکن ابواب کے تراجم اور مقدمات کے طور پر ہیں۔ اور ان میں سے کچھ بھی اصل ابواب میں بالکل موجود نہیں۔ باقی ''صحیح مسلم'' میں سوائے ایک حدیث کے کوئی ایسی حدیث نہیں، اور وہ حدیث ''باب التیمّم'' میں ہے، جس کو دوسری جگہ متصل ذکر نہیں کیا، ان کا حکم مندرجہ ذیل ہے:

أ - فَما كَانَ منْهُ بِصيغَةِ الْجَزْمِ: كَـ«قَالَ» و«أَمَر» وَ«ذَكَرَ»، فَهو حُكْمٌ بِصحَّتِهِ عنِ الْمُضَاف إِلَيهِ.

پس ان میں سے جو صیغۂ جزم کے ساتھ ہیں، جیسے: ''قال''، ''أمر'' اور ''ذکر''، تو منسوب الیہ (حذف شدہ حصہ) کی طرف سے اس کی صحت کا حکم ہے۔

ب - وَمَا لَم يَكُنْ فِيه جَزمٌ: كَـ«يُروَى»، ويُذكَرُ»، ويُحْكَى»، و«رُوِيَ»، و«ذُكِرَ»، فليسَ فيهِ حكمٌ بصحتِهِ عَن الْمُضَافِ إِليْهِ، وَمَع ذَلكَ فَليسَ فِيهِ حَديثٌ واهٍ؛ لِإِدْخَالِهِ فِي الْكِتابِ الْمُسمّٰى بِالصَّحيحِ.

اور جس میں صیغۂ جزم نہیں، جیسے: ''یروی''، ''یحکی''، ''روي'' اور ''ذکر'' تو اس میں اس کی صحت کا حکم نہیں ہے منسوب الیہ (مضاف الیہ) کی طرف سے، اس کے باوجود اس میں کوئی ضعیف حدیث نہیں ہے؛ کیونکہ وہ ایسی کتاب میں داخل ہوئی ہے جس کا نام صحیح ہے۔

۱۲ - مَرَاتِبُ الصَّحِيْحِ:

صحیح کے مراتب:

مَرَّ بِنَا أَنَّ بَعْضَ الْعُلَمَاءِ ذَكَرُوْا أَصَحَّ الْأَسَانِيْدِ عِنْدَهُم، فَبنَاءً عَلى ذَلكَ، وَعلىٰ تَمَكُّنِ بَاقِي شروطِ الصِّحَّةِ يُمْكِنُ أَن يُّقالَ: إِنَّ لِلْحَدِيثِ الصَّحِيحِ ثَلَاثَ مَراتِبٍ، بِالنِّسبَةِ لِرجالِ إسْنَادِه، وَهَذِهِ الْمَراتِبُ هِيَ:

یہ بات گذر چکی ہے کہ بعض علماء نے اپنے نزدیک اصح الاسانید کو ذکر کیا ہے، پس اس بناء پر اور صحت کی باقی شرطوں کے امکانِ وجود پر یہ کہنا ممکن ہے کہ صحیح حدیث کے تین مراتب ہیں سند کے راویوں کے اعتبار سے، اور وہ مراتب یہ ہیں:

أ - فَأَعْلَى مَرَاتِبِهِ: مَا كَانَ مروِيًّا بِإِسْنَادِ مِن أَصَحِّ الْأَسَانِيْدِ، كـ«مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ».

سب سے بلند مرتبہ: وہ حدیث ہے جو کسی اصح الاسانید میں سے اس سند سے مروی ہو، جیسے: ”مالك عن نافع عن ابن عمر“۔

ب - ودُون ذَلِكَ رُتْبَةً: مَا كَانَ مَرْوِيًّا مِّنْ طَرِيْقِ رِجَالٍ هُمْ أَدْنَى مِنْ رِجَالِ الْإِسْنَادِ الْأَوَّلِ، كـ«رِوَايَةِ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ».

اس سے کم مرتبہ والی: وہ حدیث ہے جو ایسے راویوں کی سند سے مروی ہو جو پہلی سند کے راویوں سے کم درجہ کے ہوں، جیسے: ”حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس“ کی روایت۔

ج - وَدُوْنَ ذَلِكَ رُتْبَةً: مَا كَان مِن رِوايَةِ مَن تَحَقَّقَتْ فِيهِم أَدْنَى مَا يَصْدُقُ عَلَيهِم وَصفُ الثِّقَةِ، كـ«رِوايَة سُهَيلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَن أَبِيهِ، عَن أَبِي هُريرَة».

اور اس سے کم مرتبہ والی: وہ حدیث ہے جو ایسے راویوں کی روایت ہو جو ثقاہت کے ادنی درجہ سے موصوف ہیں، جیسے: ”سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة“ کی روایت۔

وَيَلْتَحِقُ بِهذه التَّفَاصِيلِ تَقسيمُ الحَديْثِ الصَّحيحِ إلٰى سَبعِ مَراتِبٍ بالنِّسبَةِ لِلْكُتبِ الْمَروِيِّ فيها ذلكَ الحديثُ، وهذهِ المَراتبُ هيَ:

اس تفصیل کے ساتھ لاحق ہوتی ہے صحیح حدیث کی تقسیم سات مراتب کی طرف، ان کتابوں کے اعتبار سے جن میں یہ حدیثیں مروی ہیں، اور وہ مراتب یہ ہیں:

١ - مَا اتَّفَقَ عَليهِ البخاريُّ ومُسلمٌ، وَهُو أَعْلَى الْمَراتبِ.

جس پر بخاری اور مسلم متفق ہوں، اور یہ سب سے بلند مرتبہ والی ہے۔

٢ - ثُمَّ مَا انْفرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ.

پھر وہ حدیث جس کی روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ منفرد ہوں۔

٣ - ثُم مَا انْفَرَدَ بِه مُسْلِمٌ.

پھر وہ حدیث جس کی روایت میں امام مسلم رحمہ اللہ منفرد ہوں۔

٤ - ثمَّ مَا كَانَ عَلى شَرْطِهِمَا وَلَم يُخَرِّجَاهُ.

پھر وہ حدیث جو ان دونوں کی شرط کے مطابق ہو، لیکن انہوں نے روایت نہ کیا ہو۔

٥ - ثُم مَا كَانَ عَلى شَرطِ الْبُخارِيِّ، وَلم يُخَرِّجْهُ.

پھر وہ حدیث جو بخاری کی شرط کے مطابق ہو، مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ذکر نہ کیا ہو۔

٦- ثمَّ مَا كَانَ عَلى شَرطِ مسلمٍ، وَلَم يُخَرِّجْه.

پھر وہ حدیث جو مسلم کی شرط کے مطابق ہو، اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کو ذکر نہ کیا ہو۔

٧ - ثُم مَا صَحَّ عنْدَ غَيرِهما مِن الْأَئِمَّةِ، كَابنِ خُزيمَةَ، وَابنِ حَبَّانٍ مِمَّا لَم يَكُنْ عَلى شَرْطِهِمَا، أَوْ عَلَى شَرْطِ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا.

پھر وہ حدیث جو ان کے علاوہ دوسرے ائمہ کے نزدیک صحیح ہو، جیسے: ابن خزیمہ اور ابن حبان وغیرہ، مگر وہ حدیث شیخین رحمہما اللہ کی شرط پر نہ ہو یا ان میں سے ایک کی شرط پر نہ ہو۔

۱۳ - شَرْطُ الشَّيْخَيْنِ:

شیخین کی شرط:

لَمْ يَفْصَحِ الشَّيْخَانِ عَنْ شَرطٍ شَرطَاهُ أَوْ عَيَّنَاهُ زِيَادَةً عَلَى الشَّرطِ الْمُتَّفِقِ عَلَيْها فِي الصَّحِيحِ، لٰكِنَّ الْبَاحِثِينَ مِنَ الْعُلَمَاءِ ظَهَرَ لَهُم مِن التَّتَبُّعِ وَالاِسْتِقْرَاءِ لِأَسَالِيْبِهمَا مَا ظَنَّهُ كُلٌّ مِنهمْ أَنهُ شَرطُهُما، أَوْ شَرطُ وَاحِدٍ منهُما. وَأَحْسَنُ مَا قِيلَ فِي ذَلكَ: إِنَّ الْمُرَادَ بِشَرطِ الشَّيخَيْنِ أَو أَحدِهِما: أَن يَّكُونَ الْحدِيْثُ مَرْوِيًّا مِنْ طَرِيقِ رِجَالِ الْكتَابَينِ، أَوْ أَحَدِهِما، مَع مُراعَاةِ الْكَيفِيَّةِ الَّتِي الْتَزَمَهَا الشَّيخَانِ فِي الرِّوَايَةِ عنهم.

شیخین رحمہما اللہ نے خود کسی شرط کی وضاحت نہیں کی کہ انہوں نے یہ شرط لگائی یا اسے متعین کیا ہے، سوائے ان شروط کے جن پر صحیح میں اتفاق ہے، لیکن بحث اور تفتیش کرنے والے علماء نے شیخین رحمہما اللہ کے اسلوب کے تحت تحقیق اور تلاش کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہر ایک نے اپنے مزاج کے مطابق کہا کہ: ان دونوں کی فلاں شرط تھی یا ان میں سے ایک کی یہ شرط تھی۔ جو سب سے بہتر کہا گیا وہ یہ ہے کہ: شیخین رحمہما اللہ کی یا ان میں سے ایک کی شرط سے مراد یہ ہے کہ حدیث مروی ہو دونوں کتابوں میں یا ان میں سے ایک کے راویوں کی سند سے، اس طرح مروی ہو کہ بیان میں اسی کیفیت کی رعایت رکھی گئی ہو، جس کا شیخین نے التزام کیا ہے ان راویوں سے روایت کرنے میں۔

۱٤ - مَعْنى قَوْلِهِمْ: «مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ»:

محدثین کے قول: ''متفق عليه'' کا مفہوم۔

إِذَا قَالَ عُلمَاءُ الْحدِيْثِ عَن حَدِيثٍ: «مُتفَقٌ علَيهِ» فَمرادُهُم اتِّفَاقُ الشَّيخَينِ، أَيْ اتِّفاقُ الشَّيخَيْنِ علَى صِحَّتِهِ، لَا اتِّفَاقُ الْأُمَّةِ. إِلَّا أَنَّ ابنَ الصَّلاَحِ قَالَ: ....

جب علمائے حدیث کسی حدیث کے بارے میں ”متفق عليه“ کہیں، تو ان کی مراد شیخین رحمہما اللہ کا اتفاق ہوتی ہے، یعنی شیخین کا اتفاق ہے اس حدیث کی صحت پر نہ کہ امت کا اتفاق، سوائے ابن الصلاح رحمہ اللہ کے، وہ کہتے ہیں: ....

«لٰكن اتّفاقُ الْأُمَّةِ عَليهِ لَازِمٌ مِن ذَلك وَحَاصِلٌ مَعَه؛ لِاتّفاقِ الْأُمَّةِ علَى تَلَقِّي مَا اتَّفقَا عَليْه بِالقُبوْلِ».
”شیخین کے اتفاق سے امت کا اتفاق خود بخود لازم آتا ہے، کیوں کہ امّت کا اس کی تلقی بالقبول پر اتفاق ہے، جس کی صحت پر شیخین متفق ہوں“۔

۱۵ - هَلْ يُشْتَرَطُ فِي الصَّحيحِ أَنْ يَّكُونَ عزِيْزًا؟

کیا صحیح حدیث کے لیے عزیز ہونا شرط ہے؟

القَولُ الصَّحِيحُ: أَنَّه لَا يُشْتَرطُ فِي الْحَدِيْثِ الصَّحيحِ أَنْ يَّكُونَ عَزِيزًا، بِمعْنٰى أَن يَّكونَ لَهُ إِسنَادَانِ؛ لِأَنهُ يُوجَدُ فِي «الصَّحِيحَينِ» وَغَيرِهمَا أَحَادِيثُ صَحِيحَةٌ وَهِيَ غَريْبَةٌ، وَاشْتَرَطَ بَعضُ الْعُلماءِ ذَلكَ؛ كَأَبِي عَلِي الْجَبَائِيِّ الْمُعتزِلِيِّ، وَالْحَاكِمِ، وَقَولُهُم هَذَا خِلافُ مَا اتَّفقَتْ عَليه الْأُمَّةُ.

صحیح قول یہ ہے کہ صحیح حدیث میں عزیز ہونا شرط نہیں ہے، عزیز اس معنی میں کہ اس کی دو سندیں ہوں، کیوں کہ ”صحیحین“ وغیرہ میں بہت سی صحیح احادیث موجود ہیں، حالاں کہ وہ غریب ہیں اور بعض علماء نے یہ شرط لگائی ہے، جیسے: ”أبو علي جبائي“ اور ”حاکم“۔ اوران کا یہ قول اس کے خلاف ہے جس پر امت کا اتفاق ہے۔

۲ - اَلصَّحِيْحُ لِغَيْرِهِ

صحیح لغیرہ

۱ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

هُو الْحَسَنُ لذَاتِهِ إذَا رُوِيَ مِنْ طَريقٍ آخَرَ مثلِهِ أَو أَقْوىٰ منْهُ. وَسُمِّيَ صحِيحًا لِغيْرِهِ؛ لِأَنَّ الصِّحةَ لَم تَأَتِ مِن ذَاتِ السَّنَدِ الْأَوَّلِ، وَإِنَّما جَاءَتْ مِنِ انْضِمَامِ غَيرِهِ لَهُ ....

صحیح لغیرہ: وہ حسن لذاتہ ہی ہے جب وہ اس جیسے یا اس سے قوی طریق سے مروی ہو، اس کو صحیح لغیرہ اس لیے کہتے ہیں کہ: (اس میں) صحت پہلی سند کی وجہ نہیں آتی سے، بلکہ اس کے علاوہ دوسری سند کے ملنے سے آتی ہے، ....

وَيُمْكِنُ تَصْوِيرُ ذَلكَ بِمعادَلةٍ رِيَاضِيَّةٍ عَلَى الشَّكلِ التَّالِيْ:

حَسَنٌ لِذَاتِهِ + حَسَنٌ لِذَاتِهِ = صَحِيحٌ لِغَيرِهِ.

اس کا معادلہ ریاضی کی شکل میں مندرجہ ذیل صورت میں ممکن ہے:

حسن لذاته جمع حسن لذاته: نتیجہ = صحيح لغيره۔

٢ - مرتبتُهُ:

اس کا مرتبہ:

هُوَ أَعْلَى مَرتَبَةٍ مِنَ الْحسنِ لِذاتِهِ، وَدُوْنَ الصَّحيحِ لذَاتِهِ.

یہ "حسن لذاته" سے مرتبہ میں بلند ہے اور "صحيح لذاته" سے کم مرتبہ ہے۔

٣ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

حَدِيْثُ مُحَمَّدِ بن عَمرٍو، عَن أَبِي سَلَمَةَ، عَن أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلى أُمَّتِي لأَمَرْتُهُم بِالسِّوَاكِ عِندَ كُلِّ صَلاَةٍ».

حدیث: محمد بن عمرو ابو سلمہ سے، وہ نقل کرتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان کو ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا"۔

قَالَ ابْنُ الصَّلاحِ: «فَمُحَمَّدُ بنُ عَمرِو بنِ عَلقَمَةَ مِن الْمَشْهورِينَ بِالصِّدقِ وَالصِّيَانَة، لٰكنَّه لَمْ يَكُنْ مِن أَهلِ الإِتقَانِ، حَتى ضَعَّفَهُ بَعضُهُم مِن جِهَةِ سُوءِ حِفْظِهِ، وَوَثَّقَهُ بَعْضُهُم لِصِدْقِهِ وَجَلاَلَتِهِ، فَحَدِيْثُه مِن هَذهِ الْجِهَةِ حَسَنٌ، ....

ابن صلاح رحمہ اللہ کہتے ہیں: "محمد بن عمرو بن علقمہ ان لوگوں میں سے ہیں جو صدق اور حفاظت کے ساتھ مشہور ہیں، لیکن یہ اہل اتقان میں سے نہیں ہیں، حتی کہ بعض نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے اس کے سوءِ حفظ (حافظہ کے کمزوری) کی وجہ سے اور بعض نے اسے ثقہ قرار دیا ہے اس کے صدق اور جلالت (عظمت) کی وجہ سے۔ تو اس کی حدیث اس سبب سے حسن ہے۔ ....

فَلمَّا انْضَمَّ إلٰى ذَلكَ كَوْنُهُ رُوِيَ مِن أَوجَهٍ أُخَرَ زَال بِذَلِكَ مَا كُنَّا نَخْشَاهُ عَلَيْهِ مِنْ جِهَةِ سُوْءِ حِفْظِهِ، وَ انجَبَرَ بِهِ ذَلك النَّقْصُ اليَسِيْرُ، فَصَحَّ هَذا الْإسنَادُ، وَالْتَحقَ بِدَرَجَةِ الصَّحِيحِ».

جب اس سند کے ساتھ وہ اسناد وطُرُق ملیں جن سے یہ حدیث مروی ہے، تو وہ کمی اور خوف زائل ہو گیا جس کا اس کے حافظے کی کمی کی وجہ سے ہمیں ڈر تھا، اور اس طرح وہ تھوڑی سی کمی پوری ہو گئی، تو یہ سند صحیح قرار پائی اور صحیح کے درجہ کو پہنچ گئی۔

۳ - اَلْحَسَنُ

حدیث حسن

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ صِفَةٌ مُشبَّهَةٌ، مِّن «الحُسْنِ» بمعنَى: الجَمَالِ.

لغت میں: لفظ "حسن" صفت مشبہ ہے، "حسن" سے مشتق ہے، بمعنی جمال کے ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: اخْتَلَفَتْ أَقوَالُ الْعُلَمَاءِ فِي تَعرِيْفِ الْحَسَنِ؛ نَظرًا لِأَنَّه مُتوسِّطٌ بَينَ الصَّحيحِ وَالضَّعِيفِ، وَلأَنَّ بَعضَهُمْ عَرَّفَ أَحدَ قِسمَيْهِ. وَسَأَذْكُرُ بَعضَ تِلكَ التَّعرِيْفَاتِ، ثُمَّ أَخْتَارُ مَا أَرَاهُ أَوْفقَ مِن غَيرِهِ.

اصطلاح میں: "حسن" کے صحیح اور ضعیف کے درمیان ہونے کی وجہ سے اس کی تعریف میں علماء کے مختلف اقوال ہیں؛ اس لیے کہ یہ صحیح اور صعیف کے درمیان میں ہے، اور بعض نے اسے صحیح اور ضعیف کی ایک قسم شمار کیا ہے۔ میں ان میں سے بعض تعریفیں ذکر کرتا ہوں، پھر میں ترجیح دوں گا جس کو میں زیادہ موافق سمجھوں گا۔

١ - تَعْرِيْفُ الْخَطَّابِيِّ رحمه الله: «هُوَ مَا عُرِفَ مَخْرَجُهُ، وَاشْتهَرَ رِجَالُه، وَعَلَيْه مَدارُ أَكْثَرِ الْحَدِيْثِ، وَهُو الَّذيْ يَقْبلُه أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ، وَيَسْتعمِلُه عَامَّةُ الفُقهَاءِ».

خطابی رحمہ اللہ کی تعریف: (حسن) وہ حدیث ہے جس کا مخرج معروف ہو، اس کے راوی مشہور ہوں اور اس پر اکثر حدیث کا مدار ہو اور وہ یہ ہے جس کو اکثر علماء قبول کر لیں، اور عام فقہاء اس کا استعمال کریں۔

٢ - تَعْرِيْفُ التِّرمِذِيِّ رحمه الله: «كُلُّ حَدِيْثٍ يُروٰى، لَا يَكُوْنُ فِي إسْنادِهِ مَن يُّتَهَمُ بِالْكِذْبِ، وَلَا يَكُونُ الْحدِيْثُ شَاذًا، وَيُروىٰ مِن غَيرِ وَجْهٍ نَحو ذلكَ، فَهُوَ عِندَنَا حَديْثٌ حَسَنٌ».

ترمذی رحمہ اللہ کی تعریف: ہر وہ حدیث جو اس طرح مروی ہو کہ اس کی سند میں کوئی متہم بالکذب نہ ہو اور وہ حدیث شاذ نہ ہو اور اس طرح کی کئی اسناد سے مروی ہو، پس وہ ہمارے نزدیک حسن ہے۔

٣- تعريفُ ابنِ حَجرٍ رحمه الله: قَالَ: «وَخَبَرُ الْآحَادِ بِنقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَّبْطِ، مُتْصِلِ السَّنَدِ، غَيْرِ مُعَلَّلٍ، وَلَا شَاذٍّ، هُوَ الصَّحِيْحُ لِذَاتِه. فَإِنْ خَفَّ الضَّبْطُ، فَالْحَسَنُ لِذَاتِه». قُلتُ: فَكَأَنَّ الْحَسَنَ عِنْدَ ابْنِ حَجَرٍ هُوَ الصَّحيْحُ إِذَا خَفَّ ضَبْطُ رَاوِيْه، أَيْ قَلَّ ضَبْطُهُ، وَهُوَ خَيْرُ مَا عُرِّفَ بِهِ الْحَسَنُ، أَمَّا تَعْرِيفُ الْخَطابِيِّ فَعَلَيْهِ انْتقَادَاتٌ كَثِيْرَةٌ، وَأَمَّا التِّرمَذيُّ فَقَد عَرَّفَ أَحَدَ قِسْمَيْ الحَسَنِ، وَهُوَ الْحَسَنُ لِغَيْرِه، وَالْأَصْلُ فِي تَعْرِيْفِه أَن يُّعَرَّفَ الْحَسَنُ لِذَاتِه؛ لِأَنَّ الْحَسَنَ لِغَيْرِهِ ضَعِيْفٌ فِي الْأَصْلِ ارْتَقَى إِلَى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ لِإِنْجِبَارِهِ بِتَعَدُّدِ طُرُقِهِ.

ابن حجر رحمہ اللہ کی تعریف: وہ کہتے ہیں: وہ خبر واحد جس کو عادل، کامل الضبط رواۃ نے نقل کیا ہو، اس کی سند متصل ہو، معلل اور شاذ نہ ہو، یہ صحیح لذاتہ ہے، پس اگر ضبط خفیف ہو تو حسن لذاتہ ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک حسن "صحیح حدیث" ہے، جس کے راوی کا ضبط خفیف ہو یعنی اس کا ضبط کم ہو اور یہ حسن کی تعریفوں میں سے بہترین تعریف ہے، باقی خطابی رحمہ اللہ کی تعریف پر بہت سے اعتراضات ہیں اور ترمذی رحمہ اللہ نے حسن کی دو قسموں میں سے ایک کی تعریف کی ہے جو کہ حسن لغیرہ ہے، اور اس میں اصل یہ ہے کہ حسن لذاتہ کی تعریف کی جاتی، کیوں کہ حسن لغیرہ اصل میں ضعیف ہے، وہ حسن کے مرتبہ تک پہنچتی ہے، زیادہ طرق کی وجہ سے ضعف والی کمی کے پوری ہونے سے۔

٤ - تَعْرَيْفُه الْمُخْتارُ: وَيُمْكِنُ أَن يُّعَرَّفَ الْحَسَنُ بِنَاءً عَلَى مَا عَرَّفَهُ بِهِ ابنُ حَجَرٍ بِمَا يَلِي:

حسن کی راجح تعریف: حسن کی درج ذیل تعریف کرنا ممکن ہے اس بناء پر جو ابن حجر رحمہ اللہ نے تعریف کی ہے

«هُو مَا اتَّصَلَ سَنَدُهُ بِنَقْلِ الْعَدْلِ الَّذيْ خَفَّ ضَبْطُه، عَن مِثْلِهِ إِلٰى مُنْتَهَاهُ، مِن غَيْرِ شُذُوْذٍ وَلَا عِلَّةٍ».

کہ حسن وہ ہے: جس کی سند متصل ہو، اسے نقل کرنے والے راوی آخر تک ایسے عادل ہوں جو خفیف الضبط ہوں، نہ وہ شاذ ہو اور نہ اس میں کوئی علت ہو۔

۲ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

هُو كَالصَّحِيحِ فِي الْإِحْتِجَاجِ بِهِ، وإِنَّهُ كَانَ دُونَهُ فِي القُوَّةِ؛ وَلِذَلِكَ احْتَجَّ بِهِ جَمِيْعُ الفُقَهَاءِ، وعَمِلُوا بِهِ، وعَلَى الْاحْتِجَاجِ بِه مُعْظَمُ الْمُحَدِّثِيْنَ وَالْأَصُولِيِّيْنَ، إِلَّا مَن شَذَّ مِنَ الْمُتَشَدِّدِيْن. وَقَدْ أَدْرَجَهُ بَعْضُ الْمُتسَاهِلِيْنَ فِي نَوْعِ الصَّحِيحِ، كَالحَاكِم، وَابْنِ حبَّانٍ، وابنِ خُزَيْمَةَ، مَعَ قَولِهِمْ بِأَنَّه دُوْنَ الصَّحيحِ المُبَيَّنِ أَوَّلًا.

حدیث حسن حجت ہونے میں صحیح حدیث کی طرح ہے، اگرچہ قوت میں اس سے کم ہے، اسی لیے تمام فقہاء نے اس سے حجت لی اور اس پر عمل کیا، بڑے بڑے محدثین اور اصولیین اس سے حجت پکڑتے ہیں، سوائے ان متشدد علماء کے جو شاذ ہیں۔ اور اس کو داخل کیا ہے بعض متساہل علماء نے صحیح کی قسم میں، جیسے: حاکم اور ابن حبان اور ابن خزیمہ ؒ باوجود ان کے اس قول کے کہ حسن اس صحیح سے کم مرتبہ ہے جس کا پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۳ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمَذِيُّ قَالَ: «حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبْعِيُّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ:

وہ حدیث جس کو امام ترمذی نے ذکر کیا ہے، فرمایا: ہمیں قتیبۃ نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: ہمیں جعفر بن سلیمان ضبعي نے بیان کیا أبو عمران جوني سے، اس نے أبو بکر بن أبي موسی أشعري سے،

سَمِعْتُ أَبِي بِحَضْرَةِ الْعَدُوِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ تحْتَ ظِلاَلِ السُّيُوْفِ ...» الحديث. فَهَذَا الْحَدِيْثُ قَالَ عنْه التِّرمَذِيُّ: «هَذَا حَديثٌ حَسنٌ غَريبٌ».

وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے دشمن کی موجودگی میں سنا، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''بے شک جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں ...'' الحدیث۔ اس حدیث کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''یہ حدیث حسن غریب ہے''۔

قُلْتُ: وَكَانَ هَذَا الْحَدِيْثُ حَسَنًا؛ لِأَنَّ رِجَالَ إِسْنَادِهِ الْأَرْبَعَة ثِقَاتٌ إِلَّا جَعْفَرُ بنُ سُلَيْمَانَ الضَبَعِيُّ؛ فَإِنَّهُ حَسَنُ الْحَدِيْثِ؛ لِذَلِكَ نَزَلَ الْحَدِيْثُ عَن مَرْتَبَةِ الصَّحِيح إِلَى مَرتَبَةِ الحَسَنِ.

میں کہتا ہوں: یہ حدیث حسن ہے؛ کیوں کہ اس کی سند کے چاروں راوی ثقہ ہیں، سوائے جعفر بن سلیمان ضبعي کے کیوں کہ وہ حسن الحدیث ہے، اسی وجہ سے یہ حدیث صحیح کے مرتبہ سے اتر کر حسن کے مرتبہ تک آپہنچی۔

٤ - مَرَاتِبُه:

اس کے مراتب:

كَمَا أَنَّ لِلصَّحِيحِ مَرَاتِبَ يَتفَاوَتُ بِهَا بَعْضُ الصَّحِيْحِ عَنْ بَعضٍ، كَذَلِكَ فَإِنَّ لِلْحَسَنِ مَرَاتِبَ. وَقَدْ جَعَلَهَا الذَّهْبِيُّ مَرْتَبَتَيْنِ، فَقَالَ:

جیسا کہ صحیح حدیث کے متعدد مراتب ہیں جن کے ساتھ بعض صحیح حدیثیں بعض سے مختلف ہوتی ہیں، اسی طرح حسن کے بھی متعدد مراتب ہیں، امام ذہبی نے اس کے دو مرتبے بنائے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں۔

أ - فَأَعْلَى مَرَاتِبِهِ مَا اخْتُلِفَ فِي تَصحِيْحِ حدِيْثِ رُواتِهِ وَتحْسِيْنِه، كـ«حَدِيْثِ بَهْزِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَن أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ»، وَ«عَمرِو بْن شُعَيْبٍ، عَن أَبِيهِ، عَن جَدِّهِ»، ....

سب سے بلند مرتبہ وہ حدیث ہے: جس کے راویوں کی حدیث کی تصحیح اور تحسین میں اختلاف کیا گیا ہو، جیسے: ''بهز بن حكيم عن أبيه عن جده'' کی حدیث اور ''عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده'' کی حدیث ....

وَ«ابْنِ إِسْحَاقٍ، عَنِ التَّيْمِيِّ»، وَأَمْثَالِ ذَلِكَ مِمَّا قِيلَ: إِنَّه صَحِيْحٌ، وَهُوَ مِن أَدْنٰى مَرَاتِبِ الصَّحِيْحِ.

اور "ابن إسحاق عن التيمي" کی حدیث اور اس کی مثالیں وہ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور یہ صحیح کے ادنی مراتب میں سے ہے۔

ب - ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ مَا اخْتُلِفَ فِي تَحْسِيْنِ حَدِيْثِ رُوَاتِهِ وَتَضْعِيْفِه: كـ«حَدِيْثِ الْحَارِثِ بنِ عَبْدِ اللهِ»، وَ«عَاصِم بْنِ ضَمْرَةَ»، وَ«حَجَّاج بنِ أَرْطَاةٍ»، وَنَحْوِهِمْ.

پھر اس کے بعد وہ حدیث ہے جس کے راویوں کی حدیث کی تحسین اور تضعیف میں اختلاف کیا گیا ہو، جیسے: "حارث بن عبد الله" کی حدیث اور "عاصم بن ضمرة" اور "حجاج بن أرطاة" وغیرہ کی حدیث۔

٥ - مَرْتَبَةُ قَوْلِهِمْ: «حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ» أَو «حَسَنُ الْإِسْنَادِ»:

ان کے قول: "حديث صحيح الإسناد" یا "حسن الإسناد" کا مرتبہ:

أ - قَوْلُ الْمُحَدِّثِينَ: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ» دُوْنَ قَوْلِهِمْ: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ».

محدثین کا قول: "هذا حديث صحيح الإسناد" کا درجہ ان کے قول: "هذا حديث صحيح" سے کم ہے۔

ب - وَكَذلِكَ قَوْلُهُمْ: «هَذا حَدِيثٌ حَسَنُ الْإِسْنَادِ» دُوْنَ قَوْلِهِمْ: «هَذا حَدِيثٌ حَسَنٌ»؛ لِأَنَّه قَد يَصِحُّ أَو يَحْسُنُ الْإِسْنَادُ دُوْنَ الْمَتَنِ؛ لِشذُوْذٍ أَوْ عِلَّةٍ. فَكَأَنَّ الْمُحَدِّثَ إِذَا قَالَ: «هَذَا حَديثٌ صَحيحٌ» قَد تَكَفَّلَ لَنا بِتوَفُّرِ شُرُوْطِ الصِّحَّةِ الْخَمْسَةِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، أَمَّا إِذَا قَالَ: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحيحُ الْإِسْنَادِ» فَقدْ تَكَفَّلَ لَنا بِتَوفُّرِ شُرُوْطٍ ثَلَاثَةٍ مِنْ شُروطِ الصِّحَّةِ، وَهِيَ:

اسی طرح ان کا قول: "هذا حديث حسن الإسناد" ان کے قول: "هذا حديث حسن" سے کم مرتبہ والا ہے؛ کیوں کہ کبھی سند صحیح یا حسن ہوتی ہے نہ کہ متن، شاذ یا کسی علت کے پائے جانے کی وجہ سے، پس گویا محدّث جب کہتا ہے: "هذا حديث صحيح" تو وہ ہمیں ضمانت دیتا ہے کہ اس حدیث میں صحت کی پانچوں شرطیں مکمل طور پر موجود ہیں، لیکن جب وہ کہتا ہے: "هذا حديث صحيح الإسناد" تو وہ ہمیں ضمانت دیتا ہے صحت کی شرطوں میں سے تین شرطوں کے پائے جانے کی، اور وہ یہ ہیں:

اتِّصَالُ الْإِسْنَادِ، وَعَدالَةُ الرُّوَاةِ وَضَبْطُهُم، أَمَّا نَفْيُ الشُّذُوْذِ، وَنَفْيُ الْعِلَّة عَنْهُ، فَلَم يَتَكَفَّلْ بِهِمَا؛ لِأَنَّهُ لَم يَتَثَبَّتْ مِنهُمَا. لٰكِنْ لَوِ اقْتَصَرَ حَافِظٌ مُعْتَمَدٌ عَلٰى قَوْلِه: «هَذَا حَدِيْثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ» وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ عِلَّةً، فَالظَّاهِرُ صِحَّةُ الْمَتنِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ عَدمُ الْعِلَّةِ، وَعَدْمُ الشُّذوذِ.

سند کا متصل ہونا اور راویوں کا عادل ہونا اور ان کا ضابط ہونا، البتہ شاذ ہونے کی نفی اور علت کی نفی کا ضامن نہیں ہوتا؛ اس لیے کہ اس کے پاس ان دونوں کا ثبوت نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی معتمد حافظ اس قول پر اکتفاء کرے: ''هذا حديث صحيح الإسناد'' اور اس کی کوئی علت ذکر نہ کرے، تو ظاہر یہی ہے کہ متن صحیح ہے، کیونکہ اصل علت کا نہ ہونا اور شاذ کا نہ ہونا ہے۔

٦ - مَعْنى قَوْلِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ: «حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ»:

ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ کے اس قول ''حديث حسن صحيح'' کا معنی:

إنَّ ظَاهِرَ هَذِهِ الْعِبَارَةِ مُشْكِلٌ؛ لِأَنَّ الْحُسَنَ يَتَقَاصَرُ عَنْ دَرَجَةِ الصَّحِيْحِ، فَكَيْفَ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا مَعَ تَفَاوُتِ مَرتِبَتِهِمَا؟ وَلَقَد أَجَابَ العُلَمَاءُ عَنْ مَقْصُوْدِ التِّرْمِذِيِّ مِن هَذِهِ الْعِبَارَةِ بِأَجْوِبَةٍ مُتَعَدَّدَةٍ، أَحْسَنُها مَا قَالَهُ الْحَافظُ ابْنُ حَجَرٍ، وَارْتَضَاهُ السُّيُوْطِيُّ. وَمُلَخَّصُهُ مَا يَلِيْ:

بے شک اس عبارت کا ظاہر مشکل ہے؛ کیونکہ حسن صحیح کے درجہ سے کم ہے، تو ان دونوں کو کیسے جمع کیا جائے گا دونوں کے مرتبہ کے تفاوت کے باوجود؟ اور تحقیق علماء نے اس عبارت سے ترمذی کے مقصود کے متعدد جوابات دیے ہیں، سب سے بہتر وہ جواب ہے جو حافظ ابن حجر نے دیا ہے، اور سیوطی نے اس کو پسند کیا ہے، اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

أ - إِنْ كَانَ لِلْحَدِيْثِ إِسْنَادَانِ فَأَكْثَرُ، فَالْمَعْنٰى: «أَنَّه حَسَنٌ بِاعْتِبَارِ إِسْنَادٍ، صَحِيْحٌ بِاعْتِبَارِ إِسْنَادٍ آخَرَ».

اگر حدیث کی دو یا زیادہ سندیں ہوں، تو معنی ہوگا کہ: وہ ایک سند کے اعتبار سے حسن ہے اور دوسری سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔

ب – وَإِنْ كَانَ لَهُ إِسْنَادٌ وَاحِدٌ، فَالْمَعْنٰى: «أَنَّه حَسَنٌ عِنْدَ قَومٍ مِن الْمُحَدِّثِين، صَحِيْحٌ عِنْدَ قَوْمٍ آخَرِيْنَ». فَكَأَنَّ الْقَائِلَ يُشِيْرُ إِلَى الخِلَافِ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي الحُكْمِ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ، أَوْ لَمْ يَتَرَجَّحْ لَدَيهِ الحُكْمُ بِأَحَدِهِمَا.

اور اگر اس کی ایک سند ہو تو معنی ہوگا کہ وہ محدثین کی ایک قوم کے نزدیک حسن ہے اور دوسری قوم کے نزدیک صحیح ہے، پس گویا کہ کہنے والا اشارہ کرتا ہے علماء کے درمیان اس اختلاف کی طرف جو اس حدیث پر حکم لگانے سے متعلق ہے، یا اس کے نزدیک ان میں سے کوئی ایک حکم راجح نہیں ہے۔

۷ – تَقْسِيْمُ البَغَوِيِّ أَحَادِيْثَ «المَصَابِيْحِ»:

علامہ بغوی رحمہ اللہ کی "مصابیح" کی احادیث کی تقسیم:

دَرَّجَ الْإِمَامُ الْبَغَوِيُّ فِي كِتَابِه: «الْمَصَابِيْحِ» عَلى اصْطِلَاحٍ خَاصٍ لَه، وَهُو أَنَّه يَرْمُزُ إِلَى الْأَحَادِيْثِ الَّتِي فِي «الصَّحِيْحَيْنِ» أَوْ أَحَدِهِمَا بِقَوْلِه: «صَحِيْحٌ» وَإِلَى الْحدِيْثِ الَّتِي فِي «السُّنَنِ الْأَرْبَعَةِ» بِقَوْلِه: «حَسَنٌ».

امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المَصابیح'' میں ایک خاص اصطلاح پر حدیثیں درج کی ہیں، اس طرح کے وہ اشارہ کرتے ہیں ان احادیث کی طرف جو "صحیحین" میں ہیں یا ان میں سے کسی ایک میں ہیں اپنے قول: ''صحیح'' کے ساتھ، اور ان احادیث کی طرف جو "سنن اربعہ" میں ہیں، اپنے قول: "حسن" کے ساتھ۔

وَهُو اصْطِلَاحٌ لَا يَسْتَقِيْمُ مَعَ الْاصْطِلَاحِ الْعَامِ لَدَى الْمُحدِّثِيْنَ؛ لِأَنَّ فِي السُّنَنِ الْأَرْبَعَةِ الصَّحِيْحَ وَالْحَسَنَ وَالضَّعِيْفَ والمُنْكَرَ؛ لِذَلكَ نَبَّهَ ابنُ الصَّلَاحِ، وَالنَّوَوِيُّ عَلَى ذَلكَ، فَيَنْبَغِي عَلى الْقَارِئِ فِي كِتَابِ «الْمَصَابِيْحِ» ....

یہ اصطلاح محدثین کی عام اصطلاح کے ساتھ نہیں ملتی؛ کیونکہ سنن اربعہ میں صحیح، حسن، ضعیف اور منکر ساری حدیثیں ہیں؛ اسی لیے ابن صلاح اور نووی رحمہما اللہ نے اس پر تنبیہ کی ہے، پس ''مصابیح'' کتاب پڑھنے والے کے لیے مناسب ہے .....

أَنْ يَكُوْنَ عَلَى عِلْمٍ عَنِ اصْطِلَاحِ الْبَغَوِيِّ الخَاصِ فِي هَذَا الْكِتَابِ عِنْدَ قَولِهِ عَنِ الْأَحَادِيْثِ: «صَحِيْحٌ» أَوْ «حَسَنٌ».

کہ اس کو اس کتاب میں بغوی رحمہ اللہ کی خاص اصطلاح کا علم ہو، جو انہوں نے احادیث کے متعلق کہا کہ یہ: "صحیح" یا "حسن" ہے۔

۸ - اَلْكُتُبُ الَّتِي مِن مَظِنَّاتِ الْحَسَنِ:

وہ کتابیں جن میں حسن حدیثیں ہیں:

لَمْ يُفْرِدِ الْعُلَمَاءُ كُتُبًا خَاصَةً بِالْحَدِيْثِ الْحَسَنِ الْمُجَرَّدِ، كَمَا أَفْرَدُوْا الصَّحِيْحَ الْمُجَرَّدَ فِي كُتُبٍ مُسْتَقِلَّةٍ، لٰكِنَّ هُنَاكَ كُتُبًا يَكْثُرُ فِيْهَا وُجُوْدُ الْحَدِيثِ الْحَسَنِ، فَمِن أَشْهَرِ تِلْكَ الْكُتُبِ:

علماء نے محض ''حدیث حسن'' کے متعلق علیحدہ کتابیں تالیف نہیں کیں، جیسا کہ صحیح حدیثوں کو مستقل کتابوں میں علیحدہ کیا ہے، لیکن یہاں بعض کتابیں ہیں، جن میں حسن حدیث کا وجود زیادہ ہے، ان کتابوں میں سے مشہور تر یہ ہیں:

أ - «جَامِعُ التِّرْمِذِيِّ»: الْمَشْهُورُ بِـ«سُنَنِ التِّرْمِذِيِّ»، فَهُوَ أَصْلٌ فِي مَعْرِفَةِ الْحَسَنِ، وَالتِّرْمَذِيُّ هُو الَّذِي شَهَرَهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ، وَأَكْثَرَ مِن ذِكْرِهِ. لٰكِنْ يَنْبَغِي التَّنَبُّهُ إِلٰى أَنَّ نُسَخَهُ تَخْتَلِفُ فِيْ قَوْلِهِ: «حَسَنٌ صَحِيحٌ» وَنَحْوِهِ، فَعَلَى طَالِبِ الْحَدِيْثِ الْعِنَايَةَ بِاخْتِيَارِ النُّسْخَةِ الْمُحَقَّقَةِ وَالْمُقَابَلَةِ بِأُصُوْلٍ مُعْتَمَدَةٍ.

"جامع الترمذي": جو "سنن الترمذي" کے نام سے مشہور ہے، یہ کتاب حسن کی پہچان میں اصل ہے اور ترمذی رحمہ اللہ ہی نے اس کو مشہور کیا ہے اس کتاب میں اور اس کا زیادہ ذکر کیا ہے، لیکن اس پر متنبہ ہونا مناسب ہے کہ اس کے قول: ''حسن صحیح'' وغیرہ کے بارے میں "ترمذي" کے نسخے مختلف ہیں، اس لیے حدیث کے طالب پر لازم ہے کہ اس نسخے کو اختیار کرنے پر متوجہ ہو جو محقق ہو اور معتمد اصولوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا گیا ہو۔

ب - «سُنَنِ أَبِي دَاودَ»: فَقَدْ ذَكَرَ أَبُوْ دَاودَ فِيْ رِسَالَتِهِ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ: أَنَّهُ يَذْكُرُ فِيهِ الصَّحِيْحَ وَمَا يُشْبِهُهُ وَيُقَارِبُهُ، وَمَا كَانَ فِيْهِ وَهْنٌ شَدِيْدٌ بَيَّنَهُ، وما لَم يَذكُرْ فِيهِ شَيْئًا فَهُوَ صَالِحٌ. فَبِناءً عَلٰى ذَلِكَ، إِذَا وَجَدْنَا فِيهِ حَدِيْثًا لَم يُبَيِّنْ هُوَ ضُعْفَهُ، وَلَمْ يُصَحِّحْهُ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمُعْتَمَدِيْنَ، فَهُوَ حَسَنٌ عِنْدَ أَبِي دَاودَ.

"سنن ابی داود": پس تحقیق ابوداود نے اہل مکہ کی طرف اپنے پیغام میں لکھا ہے کہ وہ اس کتاب میں ذکر کریں گے صحیح اور جو اس کے مشابہ ہے اور جو اس کے قریب ہے، اور جس میں سخت ضعف ہے اس کو وہ بیان کریں گے، اور جس کے بارے میں انھوں نے کوئی چیز ذکر نہیں کی وہ صالح (قابل اعتماد) ہے۔ اس بناء پر جب ہم اس میں کوئی حدیث پاتے ہیں جس کا ضعف انھوں نے بیان نہیں کیا اور نہ معتمد ائمہ میں سے کسی نے اس کی تصحیح کی ہے، تو وہ ابوداود رحمہ اللہ کے نزدیک "حسن" ہے۔

ج - سُنَنُ الدَّارقُطْنِيِّ: فَقَدْ نَصَّ الدَّارُقُطنِيُّ عَلَى كَثِيْرٍ مِنْهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ.

"سنن دار قطنی": دار قطنی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں بہت سی حدیثوں کے حسن ہونے پر صراحت کی ہے۔

٤ - اَلْحَسَنُ لِغَيْرِهِ

حسن لغیرہ

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

هُو الضَّعِيْفُ إِذَا تَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ، وَلَم يَكُنْ سَبَبُ ضُعْفِهِ فِسْقَ الرَّاوِي أَوْ كَذِبَه. يُسْتَفَادُ مِنْ هَذَا التَّعْرِيْفِ أَنَّ الضَّعِيْفَ يَرْتَقَى إِلٰى دَرَجَةِ الْحَسَنِ لِغَيْرِهِ بِأَمْرَيْنِ، هُمَا:

حسن لغیرہ: وہ ضعیف حدیث ہے جس کی سندیں متعدد ہوں اور اس کا "سببِ ضعف" راوی کا فاسق ہونا یا جھوٹا ہونا نہ ہو۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ضعیف حدیث، حسن لغیرہ کے درجہ تک پہنچتی ہے دو امور کی وجہ سے، جو یہ ہیں:

أ - أَن يُّرْوَى مِن طَرِيْقٍ آخرَ فَأَكْثَرَ، عَلَى أَن يَّكُوْنَ الطَّرِيْقُ الْآخَرُ مِثْلَهُ أَوْ أَقوىٰ مِنهُ.

وہ حدیث ایک یا زیادہ دوسری سندوں سے مروی ہو اور وہ سندیں پہلی سند جیسی یا اس سے قوی ہوں۔

ب - أَن يَّكُونَ سَبَبُ ضُعْفِ الْحَدِيثِ إِمَّا سُوْءَ حِفْظِ رَاوِيْه، وَإِمَّا انقِطَاعًا فِيْ سَنَدِه، أَوْ جَهَالَةً فِي رِجَالِه.

یہ کہ ضعفِ حدیث کا سبب راوی کے حافظے کی خرابی ہو یا سند میں انقطاع ہو یا راوی مجہول ہو۔

٢ - سَبَبُ تَسْمِيَتِه بِذٰلِكَ:

اس کی وجہ تسمیہ:

وَسَبَبُ تَسْمِيَتِه بِذَلِكَ أَنَّ الْحَسن لَمْ يَأَتِ مِنْ ذَاتِ السَّنَدِ الْأَوَّلِ، وَإِنَّمَا أَتَى مِن انْضِمَامِ غَيرِهِ لَهُ، وَيُمكِن تَصْوِيْرُ ارْتِقَاءِ الْحَدِيْثِ الضَّعَيفِ إِلٰى مَرْتَبَةِ «الْحَسَنِ لِغَيْرِهِ» بِمُعَادَلَةٍ رِيَاضِيَّةٍ عَلَى النَّحْوِ التَّالِي:

اس کی وجۂ تسمیہ یہ ہے کہ: حسن پہلی سند کی طرف سے نہیں بنتی بلکہ یہ بنتی ہے دوسری سند کے ملانے سے، اور ممکن ہے حدیث ضعیف کے حسن لغیرہ کے مرتبہ تک بلند ہونے کی تصویر، ریاضی کے معادلہ کے ساتھ، درج ذیل شکل پر:

ضعيفٌ + ضعيفٌ = حسنٌ لغيرِهِ.

ضعیف جمع ضعیف نتیجہ = حسن لغیرہ۔

٣ - مَرْتَبَتُهُ:

اس کا مرتبہ:

اَلْحَسَنُ لِغَيْرِهِ أَدْنٰى مَرْتَبَةٍ مِنَ الْحَسَنِ لِذَاتِه. وَيَنبَنِي عَلَى ذَلِك أَنَّه لَوْ تعارَضَ الْحَسنُ لِذاتِهِ مَعَ الْحَسَنِ لِغَيرِه قُدِّمَ الْحَسَنُ لِذَاتِه.

حسن لغیرہ: کا مرتبہ ''حسن لذاتہ'' سے ادنی ہے، اسی بنیاد پر اگر ''حسن لذاتہ'' کا ''حسن لغیرہ'' کے ساتھ تعارض ہو جائے، تو ''حسن لذاتہ'' کو مقدم کیا جائے گا۔

٤ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

هُوَ مِن الْمَقْبُوْلِ الَّذِيْ يُحتَجُّ بِهِ.

یہ حدیث اس مقبول سے ہے، جسے حجت بنایا جاتا ہے۔

٥ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا رَوَاهُ التِّرمَذِيُّ وَحَسَّنَهُ، مِنْ طَرِيْقِ: شُعْبَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيدِ اللهِ، عَن عَبدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ امْرَأَةً مِن بَنِيْ فَزَارَةَ تَزَوَّجَتْ عَلَى نَعْلَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم: «أَرَضِيْتِ مِن نَّفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَيْنِ؟» قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: فَأَجَازَه.

وہ حدیث جس کو ترمذی نے روایت کیا اور اس کو حسن کہا، شعبة عن عاصم بن عبيد الله عن عبد الله بن عامر بن ربيعة عن أبيه کی سند سے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں پر نکاح کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تو اپنی جان ومال کی طرف سے دو جوتوں پر راضی ہے؟“ اس نے کہا: ہاں۔ راوی کہتا ہے کہ: آپ ﷺ نے اس کو جائز قرار دے دیا۔

قَالَ التِّرمَذِيُّ: «وَفِي الْبَابِ عَن عُمَرَ، وَأَبِي هُرَيرةَ، وَسَهلِ بنِ سَعدٍ، وَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسٍ، وَعَائِشَةَ، وَجَابرٍ، وَأَبِي حَدْرَدِ الْأَسْلَمِيِّ». قُلْتُ: فَعَاصِمٌ ضَعِيْفٌ لِسُوْءِ حِفْظِهِ، وَقَدْ حَسَّنَ لَه التِّرمَذيُّ هَذَا الْحَدِيْثَ؛ لِمَجِيئِهِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس باب میں عمر، ابو ہریرہ، سہل بن سعد، ابو سعید، انس، عائشہ، جابر اور ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ میں کہتا ہوں عاصم ضعیف ہے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے، حالانکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے؛ کیوں کہ یہ حدیث دوسری کئی سندوں سے مروی ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

خَبَرُ الآحَادِ المَقْبُوْلُ المُحْتَفُّ بِالْقَرَائِنِ

خبر واحد جو مقبول اور مختلف بالقرائن ہو

١ - تَوْطِئَةٌ:

تمہید:

وَفِيْ خِتَامِ أَقْسَامِ الْمَقْبُوْلِ أَبْحَثُ فِي الْخَبَرِ الْمَقْبُوْلِ الْمُحتَفِّ بِالْقَرَائِنِ. وَالْمُرادُ بِالْمُحتَفِّ بِالْقَرَائِنِ الْخَبَرُ الَّذِيْ أَحَاطَ وَاقْتَرَنَ بِهِ مِنَ الْأَمورِ الزَّائِدةِ عَلَى مَا يَتطَلَّبُه الْمَقْبُوْلُ مِن الشُّرَوْطِ.

مقبول کی اقسام کے آخر میں، میں اس مقبول حدیث کے متعلق بحث کروں گا جو محتف بالقرائن ہو۔ اور محتف بالقرائن سے مراد وہ حدیث ہے جس کا احاطہ کیا ہو اور جس کے ساتھ چند ایسے امور ملے ہوں، جو ان شرائط پر زائد ہوں جن کو مقبول حدیث کے لیے طلب کیا جاتا ہے۔

وَهَذهِ الْأَمُورُ الزَّائِدةُ الَّتِي تَقْتَرِنُ بِالْخَبرِ الْمَقْبُوْلِ تَزِيْدُهُ قُوَّةً. وَتَجْعَلُ لَه ميزَةً عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْأَخْبَارِ الْمَقْبُولَةِ الْأُخْرَى الْخَالِيةِ مِنْ تِلكَ الْأَمُورِ الزَّائِدةِ، وَتُرَجِّحُهُ عَلَيْهَا.

اور یہ زائد امور جو حدیثِ مقبول کے ساتھ ملتے ہیں، تو اس کو زیادہ قوی کرتے ہیں، اور ان کی دوسری اخبار مقبولہ (خبر واحد) پر خصوصیت قائم کرتے ہیں، جو ان مزید قرائن سے خالی ہیں اور غیر پر اسے ترجیح دیتے ہیں۔

٢ - أَنْوَاعَهُ:

اس کی اقسام:

اَلْخَبْرُ المَقْبُوْلُ المُحْتَفُّ بَالْقَرَائِنِ أَنْوَاعٌ، أَشْهَرُهَا:

خبر مقبول محتف بالقرائن کی چند اقسام ہیں، جن میں سے مشہور یہ ہیں:

أ - مَا أَخْرجَه الشَّيخَانِ فِي «صَحِيْحَيْهِمَا» مِمَّا لَمْ يَبْلُغْ حَدَّ التَّواتُرِ، ....

وہ حدیث جس کو شیخین نے اپنی "صحیحین" میں ذکر کیا ہے، اور جو تواتر کی حد کو نہ پہنچی ہو، ....

فَقَدْ احْتَفَّتْ بِه قَرَائِنُ، مِنْهَا:

پس تحقیق ایسی خبر کا بعض قرائن نے احاطہ کیا ہوا ہے، جو یہ ہیں:

١ - جَلَالَتُهُمَا فِي هَذَا الشَّأْنِ.

ان دونوں (بخاری، مسلم رحمہما اللہ) کا اس فن میں عظیم الشان ہونا۔

٢ - تَقَدُّمُهُمَا فِي تَمْيِيْزِ الصَّحِيْحِ عَلَى غَيْرِهِمَا.

ان دونوں کا صحیح حدیث کی تمیز میں دوسروں پر مقدم ہونا۔

٣ - تَلَقِّي العُلَمَاءِ لِكِتَابَيْهِمَا بِالْقَبُوْلِ، وَهَذَا التَّلَقِّي وَحْدَه أَقْوىٰ فِي إِفَادَةِ العِلْمِ مِنْ مُجَرَّدِ كَثْرَةِ الطُّرُقِ الْقَاصِرَةِ عَنِ التَّوَاتُرِ.

علماء کا ان کی کتابوں کو تلقی بالقبول کرنا اور یہ تلقی علم کا فائدہ دینے میں زیادہ قوی ہے، ان سے جو کثرتِ طرق سے ثابت ہیں اور تواتر سے کم درجہ کی ہیں۔

ب - المَشْهُورُ إِذَا كَانَتْ لَهُ طُرُقٌ مُتَبَايِنَةٌ سَالِمَةٌ كُلُّهَا مِن ضُعْفِ الرُّوَاةِ وَالْعِلَلِ.

مشہور حدیث جب اس کے طُرق مختلف ہوں اور تمام طُرق راویوں کے ضعف اور علتوں سے سالم ہوں۔

ج - الْخَبَرُ الْمُسَلْسَلُ بِالْأَئِمَّةِ الْحُفَّاظِ الْمُتْقِنِيْنَ، حَيْثُ لَا يَكُوْنُ غَرِيْبًا: كَالْحديثِ الَّذِيْ يَروِيهِ الْإِمَامُ أَحمدُ، عَن الإمَامِ الشَّافعيِّ، وَيروِيهِ الإمامُ الشَّافِعِيُّ عَنِ الْإمَامِ مَالكٍ، وَيُشارِك الإمامَ أَحْمَدَ غيرُهُ في الرِّوَايةِ عَن الْإِمَامِ الشَّافعيِّ، وَيُشارِكُ الْإمَامَ الشَّافِعِيَّ كَذلكَ غيرُهُ فِي الرِّوَايَةِ عَن الْإِمَامِ مَالِكٍ.

وہ حدیثِ مسلسل جسے حافظ متقن ائمہ نے بیان کیا اس حیثیت سے کہ وہ غریب نہ ہو، جیسے: وہ حدیث جس کو روایت کیا امام احمد رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ سے، اور امام شافعی رحمہ اللہ روایت کریں امام مالک رحمہ اللہ سے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ کے ساتھ دوسرا بھی کوئی شریک ہو امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں، اور اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی دوسرا کوئی شریک ہو امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنے میں۔

٣ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

هُوَ أَرْجَحُ مِن أَيِّ خَبَرٍ مَقْبُولٍ مِن أَخْبَارِ الْآحَادِ، فَلَوْ تَعَارَضَ الْخَبْرُ الْمُحْتَفُّ بِالْقَرَائِنِ مَعَ غَيْرِهِ مِن الْأَخْبَارِ الْمَقْبُوْلة، قُدِّمَ الْخَبْرُ الْمُحتَفُّ بِالقَرائِنِ.

یہ حدیث اخبار آحاد مقبول کی ہر قسم سے زیادہ راجح ہے، اگر تعارض ہو جائے اس حدیث کا جو محتف بالقرائن ہے کسی دوسری احادیث مقبولہ کے ساتھ، تو خبر محتف بالقرائن کو مقدم کیا جائے گا۔

المَقصدُ الثَّانِيُّ

دوسرا مقصد

تَقْسِيْمُ الْخَبَرِ المَقْبُوْلِ إِلَى مَعْمُوْلٍ بِه، وَغَيْرِ مَعْمُوْلٍ بِهِ

مقبول حدیث کی تقسیم معمول بہ اور غیر معمول بہ کی طرف

ينقَسمُ الْخَبرُ الْمَقبولُ إِلٰى قِسْمَيْنِ: مَعْمُوْلٍ بِهِ، وَغَيْرِ مَعْمُوْلٍ بِهِ، وَيَنْبَثِقُ عَنْ ذَلكَ نَوْعَانِ مِن أَنْوَاعِ عُلوْمِ الْحدِيثِ، وَهُما: «الْمُحْكَمُ وَمُخْتَلِفُ الْحَدِيْثِ»، وَ«النَّاسِخُ وَالمَنْسُوْخُ».

حدیث مقبول کی دو قسمیں ہیں: معمول بہ اور غیر معمول بہ، اور علوم حدیث کی اقسام میں سے اس سے دو قسمیں نکلتی ہیں، اور وہ دونوں یہ ہیں: (۱) محکم ومختلف الحدیث۔ (۲) ناسخ منسوخ۔

١ - المُحْكَمُ، وَمُخْتَلِفُ الْحَدِيْثِ

ا۔ محکم اور مختلف الحدیث

١- تَعْرِيْفُ المُحْكَمِ:

محکم کی تعریف:

أ - **لغةً**: هو اسمُ مَفْعُوْلٍ، مَن «أَحْكَمَ» بِمَعْنى: أَتْقَنَ.

لغت میں: یہ اسم مفعول ہے "أحكم" سے، جس کا معنی ہے: "پختہ ہونا"۔

ب - **اصطِلاحًا**: هُوَ الْحَدِيثُ الْمَقْبُولُ الذِي سَلِمَ مِن مُعَارَضَةِ مِثْلِهِ. وَأَكْثَرُ الْأَحَادِيْثِ مِن هَذا النَّوعِ.

اصطلاح میں: وہ مقبول حدیث جو اپنی جیسی حدیثِ متعارض سے محفوظ ہو۔ اور اکثر احادیث اس قسم کی ہیں۔

وَأَمَّا الْأَحَادِيثُ الْمُتعَارِضَةُ الْمُختَلِفَةُ فَهِيَ قَلِيْلَةٌ جِدًّا بِالنِّسبَةِ لِمَجْمُوعِ الْأَحَادِيثِ.

لیکن متعارض اور مختلف حدیثیں، احادیث کے مجموعی اعتبار سے بہت تھوڑی ہیں۔

٢ - تَعْرِيْفُ مُخْتَلِفِ الْحَدِيْثِ:

مختلف الحدیث کی تعریف:

أ - **لغةً**: هُو اسمُ فَاعِلٍ، مِنَ «الْإِخْتِلَافِ» ضِدُّ الْإِتْفَاقِ. والمُرادُ بِمُخْتَلِفِ الْحَدِيْثِ: الأَحَادِيْثُ الَّتِي تَصِلُنَا، وَيُخَالِفُ بَعضُها بَعْضًا فِي الْمَعْنٰى، أَيْ يَتضَادَّانِ فِي الْمَعْنَى.

لغت میں: یہ ''اختلاف'' سے اسم فاعل ہے، جو ''اتفاق'' کی ضد ہے، اور مختلف الحدیث سے مراد وہ احادیث ہیں جو ہم تک پہنچیں اور معنی میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، یعنی معنی کے اعتبار سے ان میں تضاد ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: هُو الْحَدِيثُ الْمَقْبُوْلُ المُعَارَضُ بِمِثْلِهِ، مَعَ إِمْكَانِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا. أَيْ هُوَ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ، أَوِ الْحَسَنُ الَّذِي يَجِيْءُ حَدِيْثٌ آخَرُ مِثْلُهُ فِي الْمَرْتَبَةِ وَالْقُوَّةِ، ويُنَاقِضُهُ فِي الْمَعْنَى ظَاهِرًا، وَيُمْكِنُ لِأُولِي الْعَلْمِ وَالفَهْمِ الثَّاقِبِ أَنْ يَجْمَعُوا بَيْنَ مَدْلُوْلَيْهِمَا بِشَكْلٍ مَقْبُوْلٍ.

اصطلاح میں: وہ مقبول حدیث جو اپنی جیسی حدیث کے معارض ہو، لیکن ساتھ ساتھ ان میں تطبیق ممکن ہو، یعنی وہ صحیح یا حسن حدیث کہ مرتبہ اور قوت میں اس جیسی دوسری حدیث مروی ہو، اور معنی میں بظاہر اس کے مخالف ہو، اور اہل علم اور روشن سمجھ والوں کے لیے ممکن ہو کہ وہ ان دونوں کے مدلولوں کے درمیان مقبول شکل میں تطبیق دے سکیں۔

٣ - مِثَالُ الْمُخْتَلِفِ:

مختلف کی مثال:

أ - حَدِيْثُ: «لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ ...» الذِي رَواهُ مُسْلِمٌ.

یہ حدیث: ''کسی بیماری میں نہ تعدیہ ہے اور نہ فالِ بد لینا درست ہے ...''۔ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

ب - مَعَ حَدِيْثٍ: «فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ فِرَارَكَ مِنَ الْأَسَدِ»، اللَّذَيْنِ رَوَاهُمَا الْبُخَارِيُّ.

ساتھ اس حدیث کے: ''تو بھاگ مجذوم سے، شیر سے بھاگنے کی طرح''، ان دونوں کو بخاری نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: جذام ایک بیماری ہے جس سے اعضاء کمزور ہو کر گرنے لگتے ہیں۔

فَهذَانِ حَديثَانِ صَحِيْحَانِ، ظَاهِرُهُمَا التَّعَارُضُ؛ لِأَنَّ الْأَوَّلَ يَنْفِي الْعَدْوَى، وَالثَّاني يُثبِتُها.

پس یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں اور ان کے ظاہر میں تعارض ہے؛ کیونکہ پہلی حدیث تعدیہ کی نفی کرتی ہے، اور دوسری تعدیہ ثابت کرتی ہے۔

وَقدْ جَمَعَ الْعُلَماءُ بينَهُمَا، وَوَفَّقُوْا بَيْنَ مَعْنَاهُمَا عَلَى وُجوهٍ مُتعَدَّدةٍ، أَذْكُرُ هُنَا مَا اخْتَارَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ، وَمُفَادُهُ مَا يَلِي:

اور تحقیق علماء نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے، اور ان کے معنی میں متعدد وجوہ سے مطابقت کی ہے، میں یہاں وہ ذکر کرتا ہوں جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پسند کی ہے، جس کا حاصل درج ذیل ہے:

٤ - كَيفِيَّةُ الجَمْعِ بَيْنَهُمَا:

دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کی کیفیت:

وَكَيْفِيةُ الْجَمْعِ بَيْنَ هَذَيْنِ الحَدِيْثَيْنِ: أَن يُّقَالَ: إِنَّ الْعَدْوَى مَنْفِيَّةٌ وَغَيْرُ ثَابِتَةٍ، بِدَلِيْلِ قَوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يُعدِّيْ شَيْءٌ شَيْئًا». وَقَولِهِ -لِمَنْ عَارَضَهُ بِأَنَّ البَعِيْرَ الْأَجْرَبَ يَكُوْنُ بَيْنَ الْإِبِلِ الصَّحِيْحَةِ، فَيُخَالِطُهَا، فَتَجْرَبُ-: «فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟» يَعْنِيْ: أَنَّ اللهَ تَعَالَى ابتَدَأَ ذَلِكَ الْمَرَضَ فِي الثَّانِيِّ، كَمَا ابْتَدَأَهُ فِي الْأَوَّلِ.

ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق کی کیفیت یہ ہے کہ: کہا جائے گا کہ تعدیہ منفی ہے اور ثابت نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول سے: ''کوئی چیز کسی چیز کا تعدیہ نہیں کرتی'' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان: جب آپ سے معارضہ کرتے ہوئے ایک اعرابی نے کہا: ''خارشی اونٹ تندرست اونٹوں کے درمیان ہوتا ہے، جب وہ ان سے ملتا ہے تو وہ خارشی بن جاتے ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے کو کس نے تعدیہ کیا''، یعنی اللہ تعالی نے ہی اس بیماری کی ابتداء کی ہے دوسرے میں، جیسا کہ اس کی ابتداء کی پہلے میں۔

وَأَمَّا الْأَمْرُ بِالفِرَارِ مِن الْمَجْذُومِ فَمِنْ بَابِ سَدِّ الذَّرَائِعِ؛ ....

لیکن مجزوم سے بھاگنے کا حکم یہ ذریعہ بند کرنے کے باب میں سے ہے، ....

أَيْ لِئَلَّا يَتَّفِقَ لِلشَّخْصِ الذِيْ يُخَالِطُ ذَلِكَ الْمَجْذُوْمَ حُصُوْلُ شَيْءٍ لَّهُ مِن ذَلِكَ الْمَرَضِ بِتَقْدِيْرِ اللهِ تَعَالى ابتِدَاءً، لَا بِالعَدْوَى الْمَنْفِيَّةِ. فَيَظُنُّ أَنَّ ذَلك كَانَ بِسَبَبِ مُخَالِطَتِه لَه، فَيعْتَقِدُ صِحَّةَ العَدْوَى، فَيَقَعُ فِيْ الْإِثْمِ، فَأُمِرَ بِتَجَنُّبِ الْمَجْذُوْمِ؛ دَفْعًا لِلْوُقُوْعِ فِي هَذَا الْإِعْتَقَادِ الذِي يُسَبِّبُ الوُقُوْعَ فِي الْإِثْمِ.

یعنی تاکہ اس شخص کو جو مجذوم سے ملے، اگر اتفاقا اس وقت اس بیماری میں سے کچھ لاحق ہو جائے اللہ تعالی کی تقدیر سے، اور پھر وہ گمان کرلے کہ یہ اس مجزوم سے ملنے کی وجہ سے ہے، تو وہ تعدیہ کے صحیح ہونے کا اعتقاد کرلے گا اور گناہ میں واقع ہو جائے گا، اس لیے مجزوم سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے اس اعتقاد میں واقع ہونے سے بچنے کے لیے، جو گناہ میں واقع ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

٥ - مَا ذَا يَجِبُ عَلَى مَنْ وَجَدَ حَدِيْثَيْنِ مُتَعَارِضَيْنِ مَقْبُوْلَيْنِ؟

اس پر کیا بات ضروری ہے جو دو متضاد مقبول حدیثیں پائے؟

عَلَيْهِ أَنْ يَتَّبِعَ المَرَاحِلَ الْآتِيَةَ:

اس پر لازم ہے کہ وہ درج ذیل مراحل کی اتباع کرے:

أ - إِذَا أَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا: تَعَيَّنَ الجَمْعُ، وَوَجَبَ الْعَمَلُ بِهِمَا.

جب دونوں میں تطبیق ممکن ہو: تو تطبیق متعین ہے اور دونوں پر عمل کرنا واجب ہے۔

ب - إِذَا لَمْ يُمْكِنِ الْجَمْعُ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوهِ:

جب تطبیق ممکن نہ ہو کسی وجہ سے:

١ - فَإِنْ عُلِمَ أَحَدُهُمَا نَاسِخًا: قَدَّمْنَاهُ، وَعَمِلْنَا بِه، وَتَرَكْنَا الْمَنْسُوْخَ.

پھر اگر ان میں سے ایک کا ناسخ ہونا معلوم ہو تو اس کو مقدم کریں گے اور اس پر عمل کریں گے اور منسوخ کو چھوڑ دیں گے۔

٢ - وَإِنْ لَمْ يُعْلَمْ ذَلِكَ: رَجَّحْنَا أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ ....

اور اگر یہ معلوم نہ ہو تو ہم ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دیں گے ....

بِوجْهٍ مِّنْ وُجُوْهِ التَّرْجِيحِ الَّتِي تبلُغُ خَمْسِيْنَ وَجْهًا أَوْ أَكْثَرَ، ثُمَّ عَمِلْنَا بالرَّاجِحِ.

وجوہ ترجیح میں سے کسی وجہ کے ساتھ، جو کہ پچاس یا اس سے زیادہ ہیں، پھر راجح پر عمل کریں گے۔

۳ - وَإِنْ لَمْ يَتَرَجَّحْ أَحَدهُمَا عَلى الْآخَرِ -وَهُو نَادِرٌ- تَوَقَّفْنَا عَنِ الْعَمَلِ بِهِمَا حَتّٰى يَظْهَرَ لَنَا مُرَجِّحٌ.

اور اگر ان میں سے ایک دوسری پر راجح نہ ہو سکے، اور یہ نادر ہے، تو ہم ان دونوں پر عمل کرنے میں توقف کریں گے یہاں تک کہ مرجح ظاہر ہو جائے۔

٦ - أَهْمِيَّتُهُ وَمَنْ يَكْمُلُ لَهُ:

اس کی اہمیت اور کون اس میں کامل ہے؟

هَذا العِلْمُ مِنْ أَهَمِّ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ؛ إِذْ يُضْطَرُّ إِلٰى مَعْرِفَتِهِ جَمِيْعُ العُلَمَاءِ، وَإِنَّمَا يَكْمُلُ لَهُ وَيَمْهَرُ فِيهِ الأَئِمَّةُ الْجَامِعُوْنَ بَينَ الْحدِيثِ وَالْفِقْهِ، وَالْأَصُولِيُّون الغَوَّاصُوْنَ عَلَى الْمَعَانِي الدَّقِيْقَةِ، وَهَؤُلَاءِ هُمُ الَّذيْنَ لَا يَشْكُلُ عَلَيْهِمْ مِّنْهُ إِلَّا النَّادِرُ.

یہ علم علوم حدیث میں سے اہم ترین ہے، اس لیے کہ اس کے جاننے کی طرف تمام علماء مجبور ہیں اور اس میں کامل اور ماہر صرف وہ امام ہوتا ہے جو حدیث اور فقہ کو جمع کیے ہوئے ہو اور وہ اصولی جو باریک معانی پر دور اندیش ہو، اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر اس میں سے کوئی چیز مشکل نہیں مگر کوئی نادر مقام۔

وَتعَارُضُ الْأَدِلةِ قَدْ شَغَلَ الْعُلمَاءَ، وَفِيهِ ظَهَرتْ موهبتُهُم، ودقَّةُ فَهْمِهِم، وحسْنُ اخْتِيَارِهِم. كَمَا زَلَّتْ فِيْهِ أَقْدَامُ مَنْ خَاضَ غِمَارَهُ مِن بَعْضِ المُتَطَفِّلِيْنَ عَلَى مَوَائِدِ العُلَمَاءِ.

اور دلائل کا تعارض ہی علماء کی مشغولیت ہے اور اس میں ظاہر ہوئی ہے ان کی قابلیت، باریک سمجھ اور حسن انتخاب، جیسا اس میں پھسلے ہیں ان کے قدم جو اس کی گہرائیوں میں اترے ہیں بعض وہ طفلِ مکتب جنہوں نے علماء کے مواد کی تقلید کی۔

٧ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات

أ - «اخْتِلَافُ الْحَدِيْثِ» لِلْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ، وَهُوَ أَوَّلُ مَن تَكَلَّمَ وَصَنَّفَ فِيهِ.

"اختلاف الحديث" امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور سب سے پہلے اس بارے میں انھوں نے ہی کلام کیا اور کتاب تصنیف کی۔

ب - «تَأْوِيْلُ مُخْتَلِفِ الْحَدِيْثِ» لِابْنِ قُتَيْبَةَ الدِّينَورِيِّ.

"تأويل مختلف الحديث" ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ کی۔

ج - «مُشْكِلِ الْآثار» لِلطَّحَاوِيِّ، أَبِيْ جَعْفَرٍ أَحْمَدِ بنِ سَلَامَة.

"مشكل الآثار" إمام أبو جعفر أحمد بن سلامة کی تصنیف ہے۔

٢ - نَاسِخُ الْحَدِيْثِ وَمَنْسُوْخُهُ

ناسخ حدیث اور منسوخ حدیث

١ - تَعْرِيْفُ النَّسْخ:

نسخ کی تعریف:

أ - **لغةً**: لَهُ مَعْنَيَانِ: الْإِزَالَةُ. وَمِنْهُ: «نَسَخَتِ الشَّمْسُ الظِّلَّ»: أَيْ أَزَالَتْهُ. وَالنَّقلُ، وَمِنهُ: «نَسَخْتُ الْكِتَابَ»: إذا نقلتَ ما فِيهِ. فكأَنَّ الناسِخَ قد أَزَالَ المَنسُوخَ، أَو نَقَلَهُ إِلَى حُكْمٍ آخَرَ.

لغت میں: نسخ کے دو معنی ہیں "الإزالة" (زائل کرنا) اسی سے ہے "نسخت الشمس الظل" یعنی دھوپ نے سایہ زائل کردیا۔ اور "النقل" (نقل کرنا) اسی سے ہے "نسخت الكتاب" یعنی جب تو نقل کرے جو اس میں ہے۔ پس گویا کہ ناسخ منسوخ کو زائل کردیتا ہے یا اس کو دوسرے حکم کی طرف نقل کردیتا ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: رَفْعُ الشَّارِعِ حُكْمًا مِّنْهُ مُتَقَدِّمًا بِحُكْمٍ مِّنهُ مُتَأَخِّرٍ.

اصطلاح میں: شارع کا اپنی طرف سے کوئی پہلے والا حکم اٹھا دینا اپنے کسی بعد والے حکم کے ساتھ۔

٢ - أَهْمِيَّتُهُ وصُعُوْبَتُهُ، وأَشْهَرُ الْمُبَرِّزِيْنَ فِيْهِ:

اس کی اہمیت اور اس کی مشکلات اور اس میں مشہور ماہرین:

معرِفَةُ نَاسِخِ الْحَدِيْثِ مِن مَنْسُوخِهِ عِلْمٌ مُهِمٌّ صَعْبٌ، فَقَدْ قَالَ الزُّهْرِيُّ: «أَعْيَا الْفُقَهَاءَ وَأَعجْزَهُمْ أَن يَّعرِفُوْا نَاسِخَ الْحَدِيْثِ مِن مَّنْسُوخِهِ».

ناسخ حدیث کو منسوخ حدیث سے ممتاز کر کے جاننا ایک اہم اور مشکل علم ہے، زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں فقہاء کو تھکا دیا ہے اور عاجز کر دیا ہے اس بات نے کہ وہ ناسخ حدیث کو منسوخ حدیث سے ممتاز کر کے جانیں۔

وَأَشْهَرُ الْمُبرِّزِيْنَ فِيهِ هُوَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ. فَقَدْ كَانَتْ لَه فِيْهِ اليَدُ الطُّوْلٰى، وَالسَّابِقَةُ الْأُوْلٰى. قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لِابنِ وَارَةَ -وَقَدْ قَدِمَ مِن مِصْرَ-: كَتَبْتَ كُتُبَ الشَّافِعِيِّ؟ قَال: لَا، قَالَ: فَرَّطْتَ؛ مَا عَلِمْنَا الْمُجْمَلَ مِن الْمُفَسِّرِ، وَلَا نَاسِخَ الْحَدِيثِ مِن مَّنْسُوخِه حَتَّى جَالَسْنَا الشَّافِعِيَّ.

اس میں اپنے فن کا مظاہرہ کرنے والے مشہور ترین امام شافعی رحمہ اللہ ہیں انہوں نے اس میدان میں ید طولیٰ حاصل کیا تھا اور پیش قدمی کی تھی، امام احمد رحمہ اللہ نے ابن وارہ سے کہا: جو مصر سے آیا تھا، کیا تو نے شافعی رحمہ اللہ کی کتابیں لکھی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، تو امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: تجھ سے کوتاہی ہوئی ہے، (کیونکہ) ہم مجمل و مفسر اور ناسخ و منسوخ نہیں جانتے تھے، حتی کہ ہم امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے۔

٣ - بِمَ يُعْرَفُ النَّاسِخُ مِن الْمَنْسُوْخِ؟

ناسخ منسوخ کیسے معلوم ہوگا؟

يُعْرَفُ نَاسِخُ الْحديثِ مِن مَنْسُوخِه بِأَحدِ هَذهِ الْأُمُوْرِ:

ناسخ منسوخ حدیث ان امور میں سے کسی ایک سے پہچانی جائے گی:

أ - بِتَصْرِيحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَحَدِيْثِ بُرَيْدَةَ فِي «صَحِيحِ مُسلِمٍ»: «كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَن زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ، فَزُوْرُوْهَا؛ فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ».

رسول اللہ ﷺ تصریح کردیں، جیسے: حدیثِ بریدہ ''صحیح مسلم'' میں ہے کہ: ''میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت کرنے سے، پس اب زیارت کیا کرو؛ کیوں کہ وہ آخرت یاد دلاتی ہیں''۔

ب - بِقَوْلِ صَحَابِيٍّ: كَقَوْلِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: «كَانَ آخِرَ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ». أَخْرَجَهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ.

صحابی کے قول سے، جیسے: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: ''رسول اللہ ﷺ کے دو امروں میں سے آخری امر وضوء کا چھوڑنا تھا ان چیزوں کی وجہ سے جن کو آگ نے چھوا ہو (پکایا ہو)''، اس کو اصحابِ سنن رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

ج - بِمَعْرِفَةِ التَّارِيْخِ: كَحَدِيْثِ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ مَرْفُوعًا: «أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ»؛ نُسِخَ بِحَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، وَاحْتَجَمَ وَهُوَ صَائِمٌ»؛ فَقَدْ جَاءَ فِي بَعْضِ طُرُقِ حَدِيْثِ شَدَّادٍ: أَنَّ ذَلِكَ كَانَ زَمَنَ الْفَتْحِ، وَأَنَّ ابنَ عَبَّاسٍ صَحِبَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

تاریخ کے معلوم ہونے سے، جیسے: شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ''پچھنہ لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا''۔ یہ منسوخ ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے کہ ''نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا حالت احرام میں اور پچھنا لگوایا روزہ کی حالت میں''۔ پس تحقیق شداد رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعض طرق میں آیا ہے کہ یہ فتح مکہ کے وقت تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تھے۔

د - دَلَالَةُ الْإِجْمَاعِ: كَحَدِيْثِ: «مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوْهُ». قَالَ النَّوَوِيُّ: «دَلَّ الْإِجْمَاعُ عَلَى نَسْخِهِ». وَالْإِجْمَاعُ لَا يَنْسَخُ، وَلَا يُنْسَخُ، وَلٰكِن يَّدُلُّ عَلٰى نَاسِخٍ.

اجماع کی دلالت، جیسے: یہ حدیث: ''جس نے شراب پی اس کو کوڑے لگاؤ پس اگر وہ چوتھی بار پیے تو اس کو قتل کر دو''۔ نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اجماع دلالت کرتا ہے کہ یہ منسوخ ہے''، حالانکہ اجماع نہ نسخ کر سکتا ہے اور نہ منسوخ بن سکتا ہے لیکن ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔

٤ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس میں مشہور تصنیفات:

أ - «الْاعتِبارُ فِي النَّاسِخِ وَالْمَنْسُوْخِ مِنَ الْآثَارِ» لِأَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْحَازِمِي.

"الاعتبار في الناسخ والمَنسوخ من الآثار" أبو بكر محمد بن موسى الحازمي رحمہ اللہ کی تصنیف۔

ب - «النَّاسِخُ وَالْمَنْسُوخُ» لِلإِمَامِ أَحمدَ.

"الناسخ والمَنسوخ" امام احمد رحمہ اللہ کی تصنیف۔

ج - «تَجْرِيْدُ الأَحَادِيْثِ المَنْسُوْخَةِ» لِابنِ الجَوْزِيِّ.

"تجريد الأحاديث المنسوخة" ابن الجوزی رحمہ اللہ کی۔

المَطْلَبُ الثَّانِي: الخَبَرُ المَرْدُوْدُ

دوسرا مطلب: حدیثِ مردود

وفِيْهِ ثَلَاثَةُ مَقَاصِدَ:

اس میں تین مقاصد ہیں:

- المَقْصَدُ الْأَوَّلُ: الضَّعِيْفُ.
- پہلا مقصد: ضعیف حدیث۔
- المَقصدُ الثَّانِي: المَردُودُ بِسَبَبِ سَقْطٍ مِّن الإِسنَادِ.
- دوسرا مقصد: وہ حدیثِ مردود جو سند میں کسی راوی کے ساقط ہونے کی وجہ سے ہو۔
- المَقصدُ الثَّالثُ: المَردُودُ بسببِ طَعْنٍ فِي الرَّاوِي.
- تیسرا مقصد: وہ حدیثِ مردود جو راوی میں کسی طعن کے سبب سے ہو۔

الخَبَرُ الْمَرْدُوْدُ، وَأَسْبابُ رَدِّه

مردود حدیث اوراس کے مردود ہونے کے اسباب

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

هُوَ الْخَبَرُ الَّذِي لَم يُتَرَجَّحْ صِدْقُ الْمُخْبِرِ بِهِ. وَذٰلكَ بِفَقْدِ شَرْطٍ أَوْ أَكْثَرَ مِن شُرُوطِ الْقُبوْلِ الَّتِي مَرَّت بِنا فِي بَحْثِ الصَّحِيْحِ.

مردود وہ حدیث ہے جس میں مخبر بہ کا ''صدق'' راجح نہ ہو۔ اور یہ ہوگا قبولیت کی ان شرطوں میں سے ایک یا زیادہ کے مفقود ہونے کی وجہ سے، جو ''صحیح'' کی بحث میں گذر چکی ہیں۔

٢ - أَقْسَامُهُ، وَأَسْبَابُ رَدِّه:

اس کی اقسام اوراس کے مردود ہونے کے اسباب:

لَقَدْ قَسَّمَ الْعُلَمَاءُ الْخَبَرَ الْمَردُودَ إِلٰى أَقْسَامٍ كَثِيْرَةٍ، وَأَطْلَقُوْا عَلَى كَثِيْرٍ مِنْ تِلْكَ الْأَقْسَامِ أَسْمَاءً خَاصَّةً بِهَا، وَمِنْهَا مَا لَم يُطْلِقُوْا عَلَيهَا اسْمًا خَاصًّا بِهَا، بَلْ سَمُّوْهَا بِاسْمٍ عَامٍ، هُو «الضَّعِيْفُ». أَمَّا أَسْبَابُ رَدِّ الْحدِيْثِ فَكَثِيْرَةٌ، لٰكِنَّهَا تَرْجِعُ فِي الْجُمْلَةِ إِلَى أَحَدِ سَبَبيْنِ رَئِيسِيِّيْنَ، هما:

علماء نے مردود حدیث کی بہت سی اقسام بیان کی ہیں، اور ان میں بہت سی اقسام پر اطلاق کیا ہے ان کے خاص ناموں کا، اور بعض ان میں سے وہ ہیں جن پر خاص ناموں کا اطلاق نہیں کیا، بلکہ ان کا عام نام رکھا ہے، یہی ''ضعیف'' حدیث کہلاتی ہے۔ البتہ حدیث کو رد کرنے کے اسباب بہت زیادہ ہیں، لیکن خلاصہ میں دو بنیادی اسباب میں سے کسی ایک کی طرف لوٹتے ہیں، جو یہ ہیں:

أ - سَقْطٌ مِّنَ الإِسْنَادِ.

سند سے راوی کا ساقط ہونا۔

ب - طَعْنٌ فِي الرَّاوِي.

راوی میں طعن (عیب) ہونا۔

وَتَحْتَ كُلٍّ مِّنْ هَذَيْنِ السَّبَبَيْنِ أَنْوَاعٌ مُتَعَدِّدَةٌ، سَأَتَكَلَّمُ عَلَيْهَا بِثَلَاثَةِ مَقَاصِدَ مُسْتَقِلَّةٍ مُفَصَّلَةٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى، مُبْتَدِئًا بِمَقْصَدِ «الضَّعِيفِ» الَّذِي يُعَدُّ هُوَ الْاسْمُ الْعَامُ لِنَوْعِ الْمَرْدُودِ.

ان دو اسباب میں سے ہر ایک کے تحت متعدد اقسام ہیں، جن پر میں تین مستقل مفصل مقاصد کے ساتھ گفتگو کروں گا ان شاءاللہ تعالیٰ، ابتداء کرتے ہوئے ضعیف کے اس مقصد کے ساتھ جو مردود حدیث کی قسم کے لیے ایک عام نام شمار ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁

اَلْمَقْصَدُ الْأَوَّلُ: الضَّعِيْفُ

پہلا مقصد: ضعیف

۱ - تعريفه:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: ضِدُّ الْقَوِيِّ، وَالضَّعْفُ حِسِيٌّ وَمَعْنَوِيٌّ، وَالْمُرادُ بِهِ هُنا الضَّعْفُ الْمَعْنَوِيُّ.

لغت میں: قوی کی ضد ہے، اور "ضعف" حسی بھی ہوتا ہے اور معنوی بھی۔ اور یہاں اس سے مراد ضعف معنوی ہے۔

ب - اصطِلَاحًا: هُوَ مَا لَم يَجْمَعْ صِفَةَ الْحَسَنِ، بِفَقْدِ شَرْطٍ مِنْ شُرُوْطِهِ.

اصطلاح میں: ضعیف حدیث وہ ہے جس میں حسن کی صفات جمع نہ ہوں، "حسن" کی شرطوں میں سے کسی ایک کے مفقود ہونے کی وجہ سے۔

قَالَ الْبَيْقُوْنِيُّ فِي «مَنْظُوْمَتِهِ»:

بیقونی رحمہ اللہ اپنی "منظومہ" میں کہتے ہیں:

وَكُلُّ مَا عَن رُتْبَةِ الحُسْنِ قَصُرْ فَهُوَ الضَّعيفُ وَهُوَ أَقْسَامٌ كثُرْ

اور وہ حدیث جو حسن کے مرتبہ سے کم ہے وہ ضعیف ہے اور اس کی بہت سی اقسام ہیں

٢ - تَفَاوُتُه:

اس کا تفاوت:

وَيَتفاوَتُ ضَعْفُهُ بِحَسَبِ شدَّةِ ضَعْفِ رُوَاتِه وَخِفَّتِهِ، كَمَا يَتفاوَتُ الصَّحِيحُ. فَمِنْهُ الضَّعِيْفُ، وَمِنْهُ الضَّعِيْفُ جِدًّا، وَمِنْهُ الْوَاهِي، وَمِنْهُ الْمُنْكَرُ، وَشَرُّ أَنوَاعِهِ الْمَوْضُوْعُ.

خبر کا ضعف راویوں کے ضعف کے شدید اور ہلکے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہے، جیسا کہ صحیح میں تفاوت ہے، پس ان میں بعض ضعیف ہیں اور بعض انتہائی ضعیف ہیں اور بعض واہی ہیں اور بعض منکر ہیں، اور اس کی سب سے بدتر قسم ''موضوع'' ہے۔

٣ - أَوْهَى الْأَسَانِيْدِ:

سب سے کمزور سند:

وَبِنَاءً عَلَى مَا تَقَدَّمَ فِي «الصَّحيحِ» مِنْ ذِكْرِ أَصَحِّ الْأَسَانِيْدِ، فَقَدْ ذَكَرَ الْعلَمَاءُ فِيْ بَحْثِ «الضَّعِيْفِ» مَا يُسَمَّى بِـ«أَوْهَى الْأَسَانِيدِ». وَقَدْ ذَكَرَ الْحَاكِمُ النَّيْسَابُورِيُّ جُملةً كَبِيرَةً مِن «أَوْهَى الْأَسَانِيدِ» بِالنِّسْبَةِ إِلَى بَعْضِ الصَّحابَةِ، أَوْ بَعضِ الْجِهَاتِ وَالْبُلْدَانِ. وَأَذْكُرُ بعضَ الْأَمْثلَة مِن كِتابِ الْحَاكِمِ وَغيرِه، فمنها:

اس بناء پر جو صحیح کی بحث میں ''أصح الاسانيد'' کا ذکر گذر چکا، علماء نے ضعیف کی بحث میں ذکر کیا ہے وہ حدیث جو أوهى الأسانيد ہے، اور حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ نے بہت سی ''أوهى الأسانيد'' احادیث ذکر کی ہیں، بعض صحابہ یا بعض جہات اور شہروں کے اعتبار سے۔ اور میں بعض مثالیں ذکر کرتا ہوں حاکم کی کتاب سے اور اس کے علاوہ دیگر کتب سے، پس ان میں سے بعض یہ ہیں:

أ - أَوْهَى الْأَسَانِيْد بِالنِّسْبَةِ لِأَبِي بَكْرٍ الصَّدِيْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «صَدَقَةُ بنُ مُوسَى الدَّقِيْقِي، عَنْ فَرْقَدٍ السَّبخِيِّ، عَنْ مُرَّةِ الطَّيِّبِ، عَنْ أَبِي بَكرٍ».

اوہی الاسانید (ضعیف ترین سند) باعتبار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے، ''صدقة بن موسى الدقيقي عن فرقد السبخي، عن مرة الطيب، عن أبي بكر''۔

ب - أَوْهَى أَسَانِيْدِ الشَّامِيِّيْنَ: «مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسِ الْمَصْلُوبِ، عَنْ عُبِيدِ اللهِ بْنِ زحرَ، عَن عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ».

شامیوں کی اوہی الاسانید: ''محمد بن قيس المَصلوب، عن عبيد الله بن زحر، عن علي بن يزيد، عن القاسم، عن أبي أمامة''۔

ج - أَوْهَى أَسَانِيْدِ ابنِ عبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: «السُّدِّيُّ الصَّغيرُ محمَّدُ بنُ مَروانَ، عن الكَلْبِي، عَن أَبِي صَالِحٍ، عَن ابنِ عَبَّاسٍ». قالَ الحافظُ ابنُ حَجَرٍ: «هذِهِ سِلْسِلَةُ الكَذِبِ، لَا سِلْسِلَةُ الذَّهَبِ».

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اوھی الاسانید: ''السُّدِّيُّ الصغير محمد بن مروان، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن ابن عباس''۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: یہ ''سلسلة الكذب'' ہے نہ کہ ''سلسلة الذهب''۔

فائدہ: ''سلسلة الكذب'' کا مطلب یہ ہے کہ یہ سونے کی زنجیر نہیں، بلکہ جھوٹ کی کڑی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ صحیح سند نہیں، بلکہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمذِيُّ مِن طَرِيْقِ «حَكِيْمِ الْأَثْرَمِ» عَنْ أَبِيْ تَمِيْمَةَ الهُجَيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَن أَتَى حَائِضًا أَوِ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا أَوْ كَاهِنًا فَقدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ». ثُمَّ قَالَ التِّرْمذِيُّ بَعْدَ إِخْرَاجِه: «لَا نَعْرِفُ هَذَا الْحَدِيْثَ إِلَّا ....

وہ حدیث: جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے حکیم اثرم کے طریق سے ذکر کیا ہے: ''حكيم الأثرم عن أَبي تميمة الهجيمي، عن أبي هريرة عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص حائضہ عورت یا کسی عورت کے پاس پیچھے کی طرف سے آئے، یا کسی کاہن کے پاس آئے، تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا''۔

پھر ترمذی رحمہ اللہ نے اس کو ذکر کرنے کے بعد کہا: ''ہم اس حدیث کو نہیں جانتے مگر ....

مِنْ حَدِيْثِ حَكِيْمِ الْأَثْرَمِ عَنْ أَبِي تَمِيْمَةِ الهُجَيْمِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيرةَ»، ثُمَّ قَالَ: «وَضَعَّفَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيْثَ مِن قِبَلِ إِسْنَادِهِ». قُلْتُ: لِأَنَّ فِيْ إِسْنَادِه حَكِيمًا الْأَثْرَمَ، وَقَدْ ضَعَّفَهُ الْعُلَمَاءُ، فَقدْ قَالَ عَنْه الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي «تَقْرِيْبِ التَّهذِيْبِ»: «فِيْه لِيْنٌ».

''حكيم الأثرم عن أبي تميمة الهجيمي عن أبي هريرة'' کی سند سے، پھر کہا: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کو سند کی جانب سے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں: اس لیے کہ اس کی سند میں حکیم اثرم ہے اور اس کو علماء نے ضعیف قرار دیا ہے، اس کے بارے میں حافظ ابن حجر ''تقریب التهذیب'' میں کہتے ہیں: ''فيه لين'': اس میں ضعف ہے۔

٥ - حُكْمُ رِوَايَتِه:

اس کی روایت کا حکم:

يَجُوْزُ عِندَ أَهلِ الْحَدِيْثِ وَغَيْرِهِمْ رِوَايَةُ الْأَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ، وَالتَّسَاهُلِ فِيْ أَسَانِيدِهَا من غَيْر بيَانِ ضَعْفِهَا -بِخلَافِ الْأَحَاديْثِ الْمَوْضُوْعَةِ فَإِنَّهُ لَا يَجُوْزُ رِوَايَتُها إِلَّا مَعَ بَيان وَضْعِهَا- بِشَرْطَيْنِ، هُمَا:

محدثین وغیرہ کے نزدیک: ضعیف احادیث اور جن کی سندوں میں تساہل ہے ان کا ضعف بیان کیے بغیر روایت کرنا جائز ہے، بخلاف موضوع احادیث کے کہ ان کو روایت کرنا ان کے موضوع ہونے کی وضاحت کے بغیر جائز نہیں، مگر دو شرطوں کے ساتھ، جو یہ ہیں:

أ - أَنْ لَّا تَتعَلَّقُ بِالْعَقَائدِ، كَصِفَاتِ اللهِ تَعَالٰى.

یہ کہ وہ عقائد سے متعلق نہ ہو، جیسے: اللہ تعالی کی صفات۔

ب - أَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْ بَيَانِ الْأَحْكَامِ الشَّرعِيَّةِ مِمَّا يَتعَلَّقُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ.

یہ کہ ان احکام شرعیہ کے بیان میں نہ ہو، جن کا تعلق حلال و حرام سے ہے۔

يَعنِي تَجُوْزُ رِوايَتُهَا فِيْ مِثْلِ الْمَوَاعِظِ وَالتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَالْقِصَصِ وَما أَشْبَهَ ذَلِكَ. ......

یعنی ان کو روایت کرنا جائز ہے وعظ، ترغیب و ترہیب، قصّوں اور ان جیسی چیزوں میں۔ ....

وَمِمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ التَّسَاهُلُ فِيْ رِوَايَتِهَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، وَعَبدُ الرَّحْمنِ بْنُ مَهدِيٍّ، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنبَلٍ.

اور جن سے ان کی روایت میں تساہل مروی ہے، وہ یہ ہیں: "سفیان ثوری"، "عبد الرحمن بن مہدی" اور "امام احمد بن حنبل" رحمہم اللہ۔

وَينبَغِي التَّنَبُّهُ إلٰى أَنَّك إذَا رَوَيْتَها مِن غَيرِ إسْنَادٍ فَلا تَقُلْ فِيها: قَالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا، وَإنَّما تَقُوْلُ: رُوِيَ عَن رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا، أَوْ بَلَغَنَا عَنهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا، وَمَا أَشْبَه ذلك؛ لِئَلَّا تَجْزِمَ بِنِسْبَةِ ذَلكَ الحديثِ للرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ تَعْرِفُ ضُعْفَهُ.

اور اس بات پر تنبیہ مناسب ہے کہ، جب آپ بغیر سند کے "ضعیف حدیث" روایت کریں، تو یوں نہ کہیں کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے"، بلکہ آپ صرف اتنا کہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اس طرح" یا "ہمیں یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنچی ہے" اور جو اس کے مشابہ الفاظ ہیں، تاکہ آپ پر اس حدیث کو بالجزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کہنا لازم نہ آئے، جس کے ضعف کو آپ جانتے ہیں۔

٦ - حُكْمُ الْعَمَلُ بِه:

اس پر عمل کرنے کا حکم:

اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ، الَّذِيْ عليهِ جُمْهُوْرُ الْعُلمَاءِ أَنَّه يُسْتَحَبُّ العَمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ، لَكِنْ بِشُرُوْطٍ ثَلَاثَةٍ، أَوْضَحهَا الحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ، وَهِيَ:

علماء کا اختلاف ہے ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں، جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ: اس پر عمل کرنا مستحب ہے فضائل اعمال میں، لیکن تین شرطوں کے ساتھ، جن کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے واضح کیا ہے، جو یہ ہیں:

أ - أَن يَّكونَ الضَّعْفُ غَيرَ شَدِيْدٍ.

یہ کہ ضعف شدید نہ ہو۔

ب - أَنْ يَّنْدَرِجَ الْحَدِيْثُ تَحْتَ أَصْلٍ مَعْمُوْلٍ بِهِ.

یہ کہ وہ حدیث کسی معمول بہ اصل کے تحت داخل ہو۔

ج - أَنْ لَّا يُعْتَقَدَ عِندَ الْعَمَلِ بِهِ ثُبُوتُهُ، بَلْ يُعْتَقَدُ الاِحْتِيَاطُ.

یہ کہ اس پر عمل کے وقت اس کے ثبوت کا اعتقاد نہ کیا جائے بلکہ احتیاط کا اعتقاد رکھا جائے۔

۷ - أَشْهَرُ المُصنَّفَاتِ الَّتِيْ هِيَ مَظَنَّةُ الضَّعِيْفِ:

وہ مشہور تصنیفات جو ضعیف احادیث کا محل ہیں:

أ - الْكُتُبُ الَّتِي صُنِّفَتْ فِي بَيَانِ الضُّعَفاءِ: كـ«كِتَابِ الضُّعفَاءِ» لِابْنِ حَبَّانٍ، وَكِتَابِ «مِيْزَانِ الْاعْتِدَالِ» للذَّهبِي. فَإِنَّ مُؤَلِّفِيْهَا يَذْكُرُوْنَ أَمْثِلَةً لِلْأَحَادِيثِ الَّتِيْ صَارَتْ ضَعِيْفَةً بِسَبَبِ رِوَايَةِ أُولَئِكَ الضُّعَفَاءِ لَهَا.

وہ کتابیں: جو ضعیف رواۃ کے بیان میں تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: ''کتاب الضعفاء'' ابن حبان رحمہ اللہ کی اور کتاب ''میزان الاعتدال'' امام ذہبی رحمہ اللہ کی۔ پس بے شک ان کے مؤلفین نے وہ احادیث بطور مثال ذکر کی ہیں جو ضعیف ہیں ان ضعیف راویوں کی روایت کی وجہ سے۔

ب - الكُتُبُ الَّتِي صُنِّفَتْ فِي أَنْوَاعٍ مِّنَ الضَّعِيْفِ خَاصَةً: مِثْلُ كُتُبِ الْمَرَاسِيْلِ وَالْعِلَلِ وَالْمُدْرَجِ وَغَيْرِهَا. كـ«كتَابِ الْمَراسِيْلِ» لأَبِي داودَ، وَ«كِتَابِ الْعِلَلِ» لِلدَّارِقُطْنِي.

وہ کتابیں جو خاص کر ضعیف حدیثوں کی اقسام کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: مراسیل، علل، مدرج وغیرہ کی کتابیں، جیسے: ''کتاب المَراسیل'' ابوداود رحمہ اللہ کی اور ''کتاب العلل'' دارقطنی رحمہ اللہ کی۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

المَقْصَدُ الثَّانِيْ

دوسرا مقصد

المَرْدُوْدُ بِسَبَبِ سَقْطٍ مِّنَ الْإِسْنَادِ

مردود حدیث سند میں کسی راوی کے ساقط ہونے کی وجہ سے

١ - الْمُرَادُ بِالسَّقْطِ مِنَ الْإِسْنَادِ:

سند میں راوی کے ساقط ہونے سے مراد:

الْمُرَادُ بالسَّقْطِ مِنَ الْإِسْنَادِ انْقِطَاعُ سِلْسَلِةِ الْإِسْنَادِ بِسُقُوْطِ راوٍ أَوْ أَكْثَرَ، عَمَدًا مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ، أَوْ عَنْ غَيرِ عَمَدٍ، مِن أَوَّلِ السَّندِ أَوْ مِنْ آخِرِهِ أَوْ مِنْ أَثْنَائِهِ، سُقُوطًا ظَاهِرًا أَوْ خَفِيًّا.

سند میں کسی راوی کے سقوط سے مراد سند کے سلسلہ کا منقطع ہونا ہے ایک یا زیادہ راویوں کے سقوط کی وجہ سے، چاہے وہ بعض راویوں کی طرف سے جان بوجھ کر ہو یا سہواً، شروع سند سے ہو یا آخر سے، یا درمیان سے ہو، وہ ساقط ہونا ظاہر ہو یا مخفی۔

٢ - أَنْوَاعُ السَّقْطِ:

سقوط کی اقسام:

تَنَوَّعَ السَّقْطُ مِنَ الْإِسْنَادِ بِحَسْبِ ظُهُوْرِهِ وَخِفَائِه إِلَى نوعَيْن، هُمَا:

سند سے سقوط کی تقسیم اپنے ظاہر اور مخفی ہونے کے اعتبار سے دو قسم پر ہے، جو یہ ہیں:

أ - **سَقْطٌ ظَاهِرٌ**: وَهَذَا النَّوعُ مِن السَّقْطِ يَشْتَرِكُ فِي مَعْرِفَتِهِ الأَئِمَّةُ وَغَيْرُهُمْ مِّنَ الْمُشْتَغِلِيْنَ بِعُلومِ الْحدِيْثِ، وَيُعْرَفُ هَذَا السَّقْطُ مِنْ عَدَمِ التَّلَاقِيْ بَينَ الرَّاوِيْ وَشَيخِهِ؛ ....

سقوط ظاہر ہو: سقوط کی اس قسم کی معرفت میں مشترک ہیں ائمۂ حدیث اور ان کے علاوہ وہ لوگ جو مشغول ہیں علوم حدیث کے ساتھ، اور یہ سقوط معلوم ہوگا راوی اور اس کے شیخ کے درمیان عدم ملاقات سے، ....

إِمَّا لِأَنَّهُ لَم يُدرِكْ عَصْرَهُ، أَو أَدْرَكَ عصرَهُ، لٰكنَّهُ لَم يَجتَمِعْ بِه -ولَيْسَت لَهُ مِنهُ إجَازَةٌ وَلا وِجَادَةٌ- لذَلكَ يَحتاجُ البَاحث فِي الْأَسَانِيدِ إلَى مَعْرِفَة تَارِيْخِ الرُّوَاةِ؛ لِأَنَّهُ يَتضَمَّنُ بَيَانَ مَوَالِيْدِهِم، وَوَفِيَّاتِهِم، وأَوْقَاتِ طَلَبِهِم وارْتِحَالِهِمْ، وغَيْرِ ذٰلِكَ. وَقَدْ اصْطَلَحَ عُلَمَاءُ الحَدِيْثِ عَلَى تَسْمِيَةِ السَّقْطِ الظَّاهِرِ بِأَرْبَعَةِ أَسْمَاءٍ، بِحَسْبِ مَكانِ السَّقْطِ، أَوْ عَدَدِ الرُّوَاةِ الَّذِيْنَ أَسْقَطُوا. وَهَذِهِ الْأَسْمَاءُ هِيَ:

یا اس وجہ سے کہ اس نے شیخ کا زمانہ نہیں پایا، یا اس کا زمانہ پایا ہے لیکن اس کے ساتھ جمع نہیں ہوا، اور نہ اس کو اجازت حاصل ہے اور نہ وجادت، اسی لیے ضروری ہے اسناد میں تحقیق کرنے والوں کے لیے رواۃ کی تاریخ سے باخبر ہونا؛ کیوں کہ وہ متضمن ہے ان کی ولادت، وفات، حدیث طلب کرنے کے اوقات اور ان کے سفر وغیرہ کی وضاحت کو، اور علمائے حدیث نے اصطلاح قائم کی ہے ظاہری سقوط کے نام رکھنے پر ''چار ناموں'' کے ساتھ، محلِ انقطاع اور ان رواۃ کی تعداد کے اعتبار سے جو کہ ساقط ہیں، اور وہ نام یہ ہیں:

١ - المُعَلَّقُ. ٢ - المُرْسَلُ.

٣ - المُعْضَلُ. ٤ - المُنْقَطِعُ.

ب - **سَقْطٌ خَفِيٌّ**: وَهَذَا لَا يُدْرِكُهُ إلَّا الْأَئِمَّةُ الحُذَّاقُ المُطَّلِعُوْنَ عَلَى طُرُقِ الْحَدِيْثِ وَعِلَلِ الْأَسَانِيْدِ. وَلَهُ تَسْمِيَتَانِ، وَهُمَا:

١ - الْمُدَلَّسُ. ٢ - المُرْسَلُ الْخَفِيُّ.

سقوط خفی: اس کو نہیں جانتے، مگر وہی ائمہ جو ماہر ہوں، حدیث کے طرق اور سند کی علتوں پر مطلع ہوں۔ اور اس کے دو نام ہیں، جو کہ یہ ہیں: (١) مدلس۔ (٢) مرسل خفی۔

وَإِلَيْكَ الْبَحْث فِي هَذِهِ الْمُسَمَّيَاتِ السِّتَّةِ مُفَصَّلَةً عَلَى التَّوَالِيْ:

ان چھ ناموں کی مفصل بحث ترتیب سے حاضر ہے۔

أ - أَنْوَاعُ السَّقْطِ الظَّاهِرِ:

ظاہری سقوط کی اقسام:

١ - المُعَلَّقُ

معلق حدیث

١ - تِعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ اِسْمُ مَفْعُوْلٍ، مِنْ «عَلَّقَ الشَّيْءَ بِالشَّيْءِ»: أَيْ أَنَاطَهُ وَرَبَطَهُ بِهِ، وَجَعَلَهُ مُعَلَّقًا. وَسُمِّيَ هَذَا السَّنَدُ مُعَلَّقًا بِسَبَبِ اتِّصَالِهِ مِنَ الْجِهَةِ الْعُلْيَا فَقَطْ، وَانْقِطَاعِهِ مِن الْجِهَةِ الدُّنْيَا، فَصَارَ كَالشَّيْءِ الْمُعَلَّقِ بِالسَّقَفِ وَنَحْوِهِ.

لغت میں: یہ اسم مفعول ہے "علق الشيء بالشيء" سے: یعنی ایک چیز کو دوسری سے جوڑنا اور باندھنا اور اس کو معلق کردینا، اس سند کا نام "معلق" اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ صرف اوپر کی جانب سے متصل ہوتی ہے اور نیچے کی جانب سے منقطع ہوتی ہے، پس یہ اس چیز کی طرح ہوگئی جو معلق ہو چھت وغیرہ سے۔

ب - **اِصْطِلَاحًا**: مَا حُذِفَ مِنْ مَّبْدَأِ إِسْنَادِهِ رَاوٍ فَأَكْثَرَ عَلَى التَّوَالِيْ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جس کی سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی لگاتار حذف ہوں۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

وَمَبْدَأُ السَّنَدِ هُوَ طَرَفُهُ الْأَدْنَى الَّذيْ مِن جِهَتِنَا، وَهُو شَيْخُ الْمُؤَلِّفِ. ....

اور سند کا شروع: اس کا وہ نچلا کنارہ ہے جو ہماری طرف سے ہے اور وہ مؤلف کا شیخ ہے، ....

وَيُسَمَّى «أَوَّلُ السَّنَدِ» أَيْضًا. وَسُمِّيَ «مبدأُ السَّنَدِ»؛ لِأَنَّنَا نَبْدَأُ قِرَاءَةَ الْحَدِيثِ بِهِ.

اوراس کو ''أول السند'' بھی کہتے ہیں، اور ''مبدأ السند'' بھی؛ اس لیے کہ ہم حدیث پڑھنے کی ابتداء اسی سے کرتے ہیں۔

٣ - مِنْ صُوَرِهِ:

اس کی صورتیں۔

أ - أَنْ يُحْذَفَ جَمِيعِ الْإِسْنَادِ، ثُمَّ يُقَالُ مَثَلًا: «قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا».

یہ کہ پوری سند حذف ہو: پھر یوں کہا جائے، مثلا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح فرمایا''۔

ب - وَمِنْها: أَنْ يُحْذَفَ كُلُّ الْإِسْنَادِ إِلَّا الصَّحَابِيُّ، أَو إِلَّا الصَّحَابِيُّ وَالتَّابِعِيُّ.

اور ان میں سے ایک یہ کہ: پوری سند حذف ہو سوائے صحابی کے، یا سوائے صحابی اور تابعی کے۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي مُقَدَّمَةِ بَابِ مَا يُذْكَرُ فِيْ الْفَخِذِ: «وَقَالَ أَبُو مُوسَى: غَطَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُكْبَتَيهِ حِيْنَ دَخلَ عُثمانُ». فَهَذَا حَدِيْثٌ مُعَلَّقٌ؛ لِأَنَّ الْبُخَارِيَّ حَذَفَ جَمِيْعَ إِسْنَادِهِ إِلَّا الصَّحابِيَّ، وَهُو أَبُو مُوسَى الأَشْعَرِيُّ.

وہ حدیث جس کو بخاری رحمہ اللہ نے ''باب ما يذكر في الفخذ'' کے شروع میں ذکر کیا ہے: اور ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈھانپے اپنے گھٹنے جب عثمان داخل ہوئے''۔ پس یہ حدیث **معلق** ہے؛ اس لیے کہ بخاری نے اس کی ساری سند حذف کر دی ہے سوائے صحابی کے، اور وہ صحابی ''ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ'' ہیں۔

٥ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

الْحَدِيْثُ الْمُعَلَّقُ مَردُودٌ؛ لِأَنَّهُ فَقَدَ شَرْطًا مِنْ شُرُوْطِ الْقَبُوْلِ، ....

حدیثِ **معلق** مردود ہے؛ اس لیے کہ اس میں مقبول کی شرطوں میں سے ایک شرط اتصال سند مفقود ہیں، ....

وَهُوَ اِتِّصَالُ السَّنَدِ، وَذَلِك بِحَذْفِ راوٍ أَوْ أَكْثَرَ مِن إِسْنَادِهِ، مَعَ عَدَمِ عِلْمِنَا بِحَالِ ذَلِكَ الرَّاوِيْ الْمَحْذُوْفِ.

اور یہ اس لیے کہ اس کہ سند میں ایک یا زیادہ راوی حذف ہوتے ہیں، اور ہمیں ان محذوف راویوں کے حالات کا علم نہیں ہے کہ وہ کیسے ہیں۔

٦ - حُكْمُ الْمُعَلَّقَاتِ فِي «الصَّحِيْحَيْنِ»:

"صحیحین" کی معلقات کا حکم:

هَذَا الْحُكْمُ -وَهُو أَنَّ الْمُعلَّقَ مَردُودٌ- هُوَ لِلْحَدِيْثِ الْمُعلَّقِ مُطلقًا، لٰكن إِنْ وُجِدَ الْمُعَلَّقُ فِي كِتَابٍ الْتُزِمَتْ صِحَّتُهُ -كَـ«الصَّحِيْحَيْنِ»- فَهَذَا لَهُ حُكْمٌ خَاصٌّ، قَدْ مَرَّ بِنَا فِي بَحْثِ الصَّحِيْحِ، وَلَا بَأْسَ بِالتَّذْكِيرِ بِهِ هُنَا، وهُوَ أَنَّ:

یہ حکم یعنی معلق کا مردود ہونا، مطلقا معلق حدیث کے لیے ہے، لیکن اگر معلق حدیث پائی جائے ایسی کتاب میں جس میں صحت کا التزام ہو، جیسے: "صحیحین"، تو اس کا ایک خاص حکم ہے، جو صحیح کی بحث میں گذر چکا ہے اور کوئی حرج نہیں اس کو یہاں دوبارہ ذکر کرنے میں، اور وہ یہ ہے:

أ - مَا ذُكِرَ بِصِيْغَةِ الْجَزَمِ: كَـ«قَالَ»، وَ«ذَكَرَ»، و«حَكَى»، فَهُوَ حُكْمٌ بِصِحَّتِهِ عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ.

وہ جو صیغۂ جزم کے ساتھ مذکور ہو، جیسے: "قال" اور "ذکر" اور "حکی"، تو یہ اس کی صحت کا حکم ہے منسوب الیہ کی طرف سے۔

ب - وَمَا ذُكِرَ بِصِيْغَةِ التَّمْرِيْضِ: كَـ«قِيْلَ»، وَ«ذُكِرَ»، وَ«حُكِيَ»، فَلَيْسَ فِيْهِ حُكْمٌ بِصِحَّتِهِ عَنِ الْمُضَافِ إِلَيْهِ. بَلْ فِيْهِ الصَّحِيْحُ وَالْحَسَنُ وَالضَّعِيْفُ، لٰكِنْ لَيْسَ فِيْهِ حَدِيْثٌ واهٍ؛ ....

اور جو تمریض کے صیغہ کے ساتھ مذکور ہو، جیسے: "قیل" اور "ذُکر" اور "حُکِي"، پس اس میں اس کی صحت کا حکم نہیں ہے منسوب الیہ کی طرف سے، بلکہ اس میں صحیح، حسن اور ضعیف تینوں ہوں گی، لیکن اس میں کوئی واہی (سخت ضعیف) حدیث نہیں ہوگی؛ ....

لِوُجوْدِهِ فِي الْكِتَابِ الْمُسَمَّى بِـ«الصَّحِيْحِ». وَطَرِيْقُ مَعْرِفَةِ الصَّحِيْحِ مِنْ غَيرِهِ هُوَ الْبَحْثُ عَنْ إِسْنَادِ هَذَا الحَدِيْثِ، وَالْحُكْمُ عَلَيْهِ بِمَا يَلِيْقُ بِهِ.

کیوں کہ وہ موجود ہے ایسی کتاب میں جس کا نام "صحیح" ہے۔اور صحیح کو غیر صحیح سے پہچاننے کا طریقہ اس کی سند کے متعلق بحث سے ہے اور پھر اس پر وہ حکم لاگو ہو گا جو اس کے مناسب ہو۔

٢ - المُرْسَلُ

مرسل

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ اِسْمُ مَفْعُولٍ، مِنْ «أَرْسَلَ» بمَعْنَى: «أَطْلَقَ»، فَكأَنَّ الْمُرسِلَ أَطْلَقَ الْإِسْنَادَ وَلَمْ يُقَيِّدْهُ برَاوٍ مَعْرُوْفٍ.

لغت میں: یہ "أرسل" سے اسم مفعول ہے، جس کا معنی ہے: چھوڑنا، پس گویا کہ ارسال کرنے والا سند کو چھوڑ دیتا ہے اور اس کو مقید نہیں کرتا کسی مشہور راوی سے۔

ب - **اصطِلَاحًا**: هُوَ مَا سَقَطَ مِنْ آخرِ إسْنَادِهِ مَنْ بَعْدَ التَّابِعِيِّ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے تابعی کے بعد انقطاع ہو۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أَيْ هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِي سَقَطَ مِنْ إسْنَادِهِ الرَّاوِي الَّذي بَعْد التَّابِعِيِّ، وَالَّذِي بَعدَ التَّابِعِيِّ هُو الصَّحابِيُّ، وَآخِرُ الْإسْنَادِ هُو طَرفُه الَّذي فِيهِ الصَّحابِيُّ.

یعنی وہ حدیث: جس کی سند سے وہ راوی گرا ہو جو تابعی کے بعد ہے، اور تابعی کے بعد صحابی ہوتا ہے، اور سند کا آخر اس کا وہ کنارہ ہے جس میں صحابی ہے۔

٣ - صُوْرَتُه:

اس کی صورت:

وَصُورَتُه: أَن يَّقُولَ التَّابعيُّ -سَواءٌ كَانَ صَغيرًا أَوْ كَبِيْرًا-: «قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا»، أَوْ «فَعلَ كَذَا»، أَوْ «فُعِل بحضْرَتِه كَذَا»، وَهَذِهِ صورْةُ الْمُرْسِلِ عِندَ المُحَدِّثِيْنَ.

اس کی صورت: یہ ہے کہ تابعی کہے خواہ وہ صغیر ہو یا کبیر: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا'' یا ''یوں کیا'' یا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایسا کیا گیا''۔اور یہی مرسل کی صورت ہے محدثین کے نزدیک۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي «صَحِيْحِهِ»، فِي كِتاب الْبُيُوْعِ قَال: «حَدَّثَنِيْ محمدُ بنُ رافعٍ، ثنَا حُجَيْنٌ، ثنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَن سَعِيْدِ بنِ المُسيبِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ». فَسَعِيْدُ بنُ المُسَيَّبِ تَابعيٌّ كَبِيْرٌ، رَوى هَذَا الْحَدِيْثَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدُوْنِ أَنْ يَّذْكُرَ الوَاسِطَةَ بَيْنَهُ وَبينَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ أَسْقَطَ مِن إسْنادِ هَذا الْحَدِيْثِ آخِرَهُ، وَهُوَ مِن بَعْد التَّابعِيِّ، وَأَقلُّ هَذَا السَّقْطِ أَن يَّكُونَ قد سَقَطَ الصَّحابِيُّ، وَيُحْتَمَلُ أَن يَّكُوْنَ قَد سَقَطَ مَعَهُ غَيْرُه، كَتَابعيٍّ مَثَلًا.

وہ حدیث جس کو مسلم رحمہ اللہ نے اپنی ''صحیح'' میں ذکر کیا ہے''كتاب البيوع''میں،کہا: مجھے ''محمد بن رافع''نے بیان کیا ،اس کو''حجین''نے اس کو''لیث''نے''عقیل''سے، اس نے ''ابن شهاب'' سے، اس نے''سعید بن مسیب''سے کہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے بیع مزابنہ سے''۔پس سعید بن مسیب رحمہ اللہ کبیر تابعی ہیں،انھوں اس حدیث کو روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے،اپنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان واسطہ ذکر کیے بغیر، پس تحقیق اس حدیث کی سند سے منقطع ہے اس کا آخر اور وہ تابعی کے بعد والا ہے،اور یہ سقوط کم از کم ایک صحابی کے حذف ہونے سے ہے،اور یہ بھی احتمال ہے کہ صحابی کے ساتھ ساتھ کوئی اور راوی بھی محذوف ہو، مثلاً: تابعی۔

٥ - المُرْسَلُ عِنْدَ الفُقَهَاءِ وَالْأُصُوْلِيِّينَ:

مرسل فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک:

مَا ذَكَرْتُهُ مِنْ صُوْرَةِ الْمُرْسَلِ هُوَ الْمُرْسَلُ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ، أَمَّا الْمُرْسَلُ عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَالْأُصُوْلِيِّيْنَ فَأَعَمُّ مِن ذَلِكَ، فَعِنْدَهُم أَنَّ كُلَّ مُنْقَطِعٍ مرسَلٌ عَلَى أَيِّ وَجهٍ كَانَ انْقِطَاعُهُ، وَهَذا مَذْهبُ الخَطِيبِ أَيْضًا.

میں نے جو مرسل کی صورت ذکر کی ہے یہ مرسل ہے محدثین کے نزدیک، لیکن فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک مرسل عام ہے اس سے، پس ان کے نزدیک: ہر منقطع مرسل ہے، جس طریقہ پر بھی انقطاع ہو، اور یہی خطیب کا مذہب ہے۔

٦ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

الْمُرْسَلُ فِي الْأَصْلِ ضَعِيْفٌ مَرْدُوْدٌ؛ لِفَقْدِهِ شَرْطًا مِّن شُروْطِ الْمَقْبُولِ، وَهُو اتِّصَالُ السَّنَدِ، وَلِلْجَهلِ بِحَالِ الرَّاوِي الْمَحذُوفِ؛ لِاِحْتِمالِ أَنْ يَّكُونَ الْمَحذوفُ غَيرَ صَحَابِيٍّ، وَفِي هَذِهِ الْحَالِ يَحتَمِلُ أَنْ يَّكُوْنَ ضَعِيْفًا.

اصل میں مرسل ضعیف اور مردود ہے؛ کیونکہ مقبول کی شرطوں میں سے ایک شرط مفقود ہے اور وہ سند کا متصل ہونا ہے۔ اور محذوف راوی کی حالت کے مجہول ہونے کی وجہ سے؛ اس لیے کہ احتمال ہے کہ محذوف راوی صحابی کے علاوہ ہو اور اس حالت میں احتمال ہے کہ وہ راوی ضعیف ہو۔

لٰكِنَّ الْعُلَمَاءَ مِن الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ اخْتَلَفُوْا فِي حُكْمِ الْمُرسَلِ، وَالْاحْتِجَاجِ بِهِ؛ لِأَنَّ هَذَا النَّوعَ مِن الْانقِطَاعِ يَختَلِف عَنْ أَيِّ انْقَطَاعٍ آخَرَ فِي السَّنَدِ؛ ....

لیکن محدثین علماء کا اختلاف ہے مرسل کے حکم اور اس کو حجت بنانے میں، اس لیے کہ اس قسم کا انقطاع مختلف ہوتا ہے سند میں دوسرے کسی بھی انقطاع سے؛ ....

لِأَنَّ السَّاقِطَ مِنهُ غَالِبًا مَّا يَكُونُ صَحابيًّا، وَالصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عَدُوْلٌ، لَا يَضُرُّ عَدَمُ مَعْرِفَتِهِم. وَمُجْمَلُ أَقْوَالِ الْعُلَمَاءِ فِي الْمُرْسَلِ ثَلَاثَةُ أَقْوَالٍ، هِيَ:

اس لیے کہ اس سے ساقط شدہ راوی اکثر صحابی ہوتا ہے اور تمام صحابہ عادل ہیں، ان کی عدمِ معرفت مضر نہیں۔ اور اجمالی طور پر مرسل سے متعلق علماء کے تین قول ہیں، جو یہ ہیں:

أ - ضَعِيْفٌ مَرْدُودٌ: وَهَذَا عِنْد جَمْهُورِ الْمُحَدِّثِينَ، وَكَثِيرٍ مِنْ أَصْحَابِ الْأُصُولِ وَالْفُقَهَاءِ. وَحُجَّةُ هَؤُلَاءِ هُوَ الْجَهْلُ بِحَالِ الرَّاوِي الْمَحْذُوْفِ؛ لِاحْتِمَالِ أَن يَّكُوْنَ غَيرَ صَحَابِيٍّ.

ضعیف مردود ہے: اور یہ جمہور محدثین اور بہت سے اصولیین اور فقہاء کے نزدیک ہے اور ان کی حجت ہے محذوف راوی کی حالت کا مجہول ہونا اس احتمال سے کہ وہ صحابی کے علاوہ ہو۔

ب - صَحِيْحٌ يُحْتَجُّ بِهِ: وَهَذَا عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ -أَبي حنيفةَ، ومالكٍ، وأَحمدَ في المَشهورِ عنه- وَطَائِفَةٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ، بِشَرْطِ أَن يَّكُونَ الْمُرْسِلُ ثِقَةً، وَلَا يُرسِلُ إِلَّا عَن ثِقَةٍ. وَحُجَّتُهم أَن التَّابِعِيَّ الثِّقَةَ لَا يَستَحِلُّ أَن يَّقُولَ: قَال رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا إِذَا سَمِعَه مِنْ ثِقَةٍ.

صحیح ہے، اس کو حجت بنایا جائے گا: اور یہ ائمۂ ثلاثہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ، مالک رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے ان کے مشہور قول کے مطابق، اور علماء کی ایک جماعت کے نزدیک: اس شرط کے ساتھ صحیح ہے کہ ارسال کرنے والا ثقہ ہو اور صرف ثقہ سے ہی ارسال کرے، اور ان کی حجت یہ ہے کہ: ثقہ تابعی کے بارے میں محال ہے کہ وہ کہے: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"، مگر تبھی جب اس نے ثقہ سے ہی سنا ہو۔

ج - قُبُوْلُهُ بِشُرُوْطٍ: أَيْ يَصِحُّ بِشُرُوْطٍ، وَهذَا عِندَ الشَّافِعِي، وَبعْضِ أَهلِ الْعلْمِ. وَهذِهِ الشُّرُوْطُ أَربَعَةٌ؛ ثَلَاثَةٌ فِي الرَّاوِي الْمُرْسِلِ، ....

اس کا مقبول ہونا چند شرطوں کے ساتھ ہے: یعنی وہ صحیح ہے چند شرطوں کے ساتھ اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض دیگر علماء کے نزدیک ہے، اور یہ شرطیں چار ہیں، تین ارسال کرنے والے راوی سے متعلق ہیں ....

وَوَاحِدٌ فِي الْحَدِيْثِ المُرْسَلِ، وَإِلَيْكَ هَذِهِ الشُّرُوْط:

اور ایک مرسل حدیث سے، وہ شرطیں یہ ہیں:

١ - أَن يَّكُوْنَ الْمُرسِلُ مِنْ كِبَارِ التَّابِعِينَ.

یہ کہ ارسال کرنے والا کبار تابعین میں سے ہو۔

٢ - وَإِذَا سَمَّى مَن أَرْسَلَ عَنهُ سَمَّى ثِقَةً: أَي إِذَا سُئِلَ عَن اسْمِ الرَّاوِي الَّذيْ حَذَفَهُ، فَإِنَّهُ يَذكُر اسمَ شَخصٍ ثِقَةٍ.

اور جب مرسل عنہ کا نام لے تو ثقہ کا نام لے، یعنی جب اس سے راوی کے نام کے متعلق پوچھا جائے جو محذوف ہے تو وہ کسی ثقہ شخص کا نام لے۔

٣ - وَإِذَا شَارَكَهُ الْحُفَّاظُ الْمَأْمُوْنُونَ لَمْ يُخَالِفُوْهُ. أَيْ أَنَّ الرَّاوِيَ الْمُرْسِلَ ضَابِطٌ تَامُّ الضَّبْطِ، بِحَيْثُ إِذَا شَارَكَهُ الرُّوَاةُ الضَّابِطُوْنَ يُوافِقُوْنَ عَلَى رِوَايَتِه.

اور جب اس کے ساتھ مامون حفاظ راوی شریک ہوں تو اس کی مخالفت نہ کریں، یعنی ارسال کرنے والا راوی کامل الضبط ہو، اس طرح کہ جب اس کے ساتھ ضابط راوی شریک ہوں تو اس کی روایت کی موافقت کریں۔

٤ - وأَنْ يَّنضَمَّ إِلى هَذِه الشُّرُوْطِ الثَّلَاثَةِ وَاحدٌ مِمَّا يَلِيْ:

اور یہ کہ ان تین شرطوں کے ساتھ درج ذیل امور میں سے کوئی ایک ملا ہوا ہو۔

أ - أَنْ يُّروَى الْحَدِيثُ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ مُسْنَدًا.

وہ حدیث ایک دوسری مسند طریق سے مروی ہو۔

ب - أَوْ يُرْوَى مِن وَجْهٍ آخَرَ مُرسَلًا أَرْسَلَه مَنْ أَخَذَ الْعِلْمِ عَن غَيرِ رِجَالِ الْمُرسَلِ الْأَوَّلِ.

یا وہ حدیث ایک دوسری سند سے مرسلاً مروی ہو، اس کو ارسال کیا ہو ایسے شخص نے جس نے علم لیا ہو پہلی مرسل حدیث ارسال کرنے والے راویوں کے علاوہ سے۔

ج - أَوْ يُوَافِقَ قَولَ صَحَابِيٍّ.

یاوہ صحابی کے قول کے موافق ہو۔

د - أَوْ يُفْتِي بمُقتضَاهُ أَكثَرُ أَهلِ العلمِ.

یااس کے مقتضاپر اکثر اہل علم نے فتوی دیا ہو۔

فإذَا تَحَقَّقَتْ هَذِهِ الشُّروْط تَبَيَّنَ صِحَّةُ مَخْرَجِ المُرْسَلِ وَمَا عَضَدَهُ، وَأَنَّهما صَحِيْحَانِ، لَوْ عَارَضَهُمَا حَدِيثٌ صَحِيْحٌ مِنْ طَرِيْقٍ وَاحِدٍ رَجَّحْنَاهما عَليْه بِتعَدُّدِ الطُّرُقِ إِذَا تعَذَّرَ الْجَمْعُ بَيْنَهما. هَذَا وَيُمْكِنُ توْضِيْحُ هَذهِ الأَمْورِ الَّتِيْ يَنبَغِيْ أَن يَّنْضَمَّ وَاحدٌ مِنْهَا إِلَى الشُّروْطِ الثَّلَاثَةِ السَّابِقَةِ بِمَا يَلِي:

پس جب یہ شرطیں متحقق ہوں، تو مرسل کے مخرج کی اور اس کو قوی کرنے والے کی صحت واضح ہو گی، اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں صحیح ثابت ہیں، اگر ان دونوں کے معارض کوئی صحیح حدیث ہو ایک سند سے، تو ہم ان دونوں کو اس پر ترجیح دیں گے متعدد سندوں کی وجہ سے، بشرطیکہ ان میں تطبیق مشکل ہو، اس کو یاد کر لو اور ممکن ہے ان امور کی وضاحت جن میں سے ایک کا سابقہ تین شرطوں سے ملنا لائق ہے درج ذیل عبارت سے:

أ - حَدِيْثٌ مرسَلٌ + حديثٌ مسندٌ = صحيحٌ.

ب - حديثٌ مرسَلٌ + حديثٌ مرسلٌ = صحيحٌ.

ج - حديثٌ مرسَلٌ + قولُ صحابيٍّ = صحيحٌ.

د - حديثٌ مرسَلٌ + فتوَى أَكثرِ العلماءِ = صحيحٌ.

٧ - مُرسَلُ الصَّحَابِيِّ:

مرسلِ صحابی:

هُوَ مَا أَخْبَرَ بِه الصَّحَابِيُّ عَن قَولِ الرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَو فِعْلِه، ....

مرسلِ صحابی: وہ ہے جس کی صحابی خبر دے رسول اللہ ﷺ کے اس قول یا فعل کی، ....

وَلَم يَسْمَعْه أَو يُشَاهِدْهُ؛ إِمَّا لِصِغرِ سِنِّه، أَوْ تَأَخُّرِ إِسْلَامِهِ، أَو غِيَابِهِ، وَمِنْ هَذَا النَّوْعِ أَحَادِيْثُ لِصِغَارِ الصَّحَابَةِ؛ كَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ الزُّبَيرِ، وَغَيْرِهِما.

جسے اس نے سنا نہ ہو، یا مشاہدہ نہ کیا ہو، عمر کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے یا تاخیر سے اسلام لانے کی وجہ سے، یا غائب ہونے کی وجہ سے۔ اور اس قسم کی حدیث صغار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں، جیسے: ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

٨ - حُكْمُ مُرْسَلِ الصَّحَابِيِّ:

مرسلِ صحابی کا حکم:

الْقَوْلُ الصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ الَّذي قَطَعَ بِهِ الْجُمْهُورُ أَنَّه صَحيْحٌ مُحتَجٌّ بِه؛ لِأَنَّ رِوَايَة الصَّحَابَة عَن التَّابِعِيْنَ نَادِرَةٌ، وَإذَا رَوَوْا عَنْهُمْ بَيَّنُوْهَا، فَإِذَا لَم يُبَيِّنُوْا، وَقَالُوا: «قَالَ رَسولُ اللهِ»، فَالْأَصْلُ أَنَّهُمْ سَمِعُوْهَا مِن صَحَابِيٍّ آخَرَ، وَحَذْفُ الصَّحَابِيِّ لَا يُضَرُّ، كَمَا تَقَدَّمَ. وَقِيلَ: إِنَّ مُرسَلَ الصَّحَابِيِّ كَمُرْسَلِ غَيرِهِ فِي الْحُكْمِ، وَهَذَا الْقَوْلُ ضَعِيْفٌ مَرْدُوْدٌ.

صحیح اور مشہور قول جس کا جمہور نے فیصلہ کیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ صحیح اور قابلِ حجت ہے، اس لیے کہ صحابہ کی تابعین سے روایت نادر ہے، اور جب وہ تابعین سے روایت کرتے ہیں تو اس کو واضح کر دیتے ہیں، پس جب انھوں نے وضاحت نہ کی ہو اور کہیں: ''رسول اللہ نے فرمایا'' تو اصل یہ ہے کہ انھوں نے وہ روایت دوسرے صحابی سے ہی سنی ہوگی اور صحابی کو سند سے حذف کرنا مضر نہیں ہے، جیسا کہ گذر چکا۔ اور کہا گیا ہے کہ صحابی کی ''مرسل''، حکم میں دوسروں کی ''مرسل'' کی طرح ہے، اور یہ قول ضعیف و مردود ہے۔

٩ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس میں مشہور تصنیفات:

أ - «الْمَراسِيلُ» لِأَبِي دَاودَ.

''المَراسیل'' ابوداود رحمہ اللہ کی تصنیف۔

ب - «المَرَاسِيْلُ» لابنِ أَبِي حَاتِمٍ.

"المَراسيل" ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی تصنیف۔

ج - «جَامِعُ التَّحْصِيْلِ لِأَحْكَامِ الْمَرَاسِيْلِ» لِلْعَلَائِيِّ.

"جامع التحصيل لأحكام المراسيل" علائی رحمہ اللہ کی تصنیف۔

٣ - المُعْضَلُ

معضل

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: اسمُ مَفْعُوْلٍ، مِن «أَعْضَلَهُ» بِمَعْنى: أَعْيَاهُ.

لغت میں: یہ "أعضله" سے اسم مفعول ہے، جس کا معنی ہے: اس کو تھکادیا۔

ب - **اصطلاحًا**: مَا سَقَطَ مِن إسْنَادِهِ اثْنَانِ فَأَكْثَرَ عَلَى التَّوَالِيْ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جس کی سند سے دو یا زیادہ راوی لگاتار گرے ہوئے ہوں۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

«ما رَواهُ الحَاكِمُ فِي «مَعْرِفَةِ عُلُوْمِ الحَدِيْثِ» بِسَنَدِهِ إِلَى القَعْنَبِيِّ عَنْ مَالِكٍ أَنَّه بَلَغَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُهُ وَكِسْوَتُهُ بِالمَعْرُوْفِ، ....

"وہ حدیث: جس کو حاکم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے "معرفة علوم الحديث" میں اپنی سند کے ساتھ "قعنبي رحمہ اللہ" تک، اور وہ مالك رحمہ اللہ سے، اور وہ کہتے ہیں کہ ان کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غلام کے لیے اس کا کھانا، اس کے کپڑے ہیں معروف طریقہ سے، ....

وَلَا يُكَلَّفُ منَ الْعَملِ إِلَّا مَا يُطِيْقُ». قَال الْحَاكمُ: هَذَا مُعْضَلٌ عَنْ مَالِكٍ، أَعْضَلَه هَكَذَا فِي «المُوَطَّأ». فَهَذَا الْحَدِيْثُ مُعْضَلٌ؛ لِأَنَّهُ سَقَطَ مِنْهُ اثْنَانِ مُتَوالِيَانِ بَيْنَ مَالِكٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ. وَقَدْ عَرَفْنَا أَنهُ سَقَطَ مِنْهُ اثنانِ مُتَوَالِيَانِ مِن رِوايَةْ الْحَدِيثِ خَارِجَ «الْمُوَطَّأ» هكذا: «عَن مَالِكٍ عَن محمدٍ بن عَجْلَانَ عَنْ أَبِيْه عَن أَبِي هُرَيْرَةَ».

اور نہ مکلف بنایا جائے کسی کام کا، مگر اس کا جس کی وہ طاقت رکھتا ہے''۔ حاکم کہتے ہیں: یہ معضل ہے مالک کی طرف سے، ''موطأ'' میں اس کو اسی طرح معضل بیان کیا ہے''۔ پس یہ حدیث معضل ہے؛ کیوں کہ اس سے لگاتار دو راوی گرے ہوئے ہیں امام مالک رحمہ اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان اور اس میں مسلسل دو راویوں کا سقوط ہمیں ''موطا'' کے علاوہ دوسری دو سندوں سے معلوم ہوا، جو کہ اس طرح ہیں: ''عن مالك عن محمد بن عجلان عن أبيه عن أبي هريرة''۔

٣ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

المُعْضَلُ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ، وَهُوَ أَسْوَأُ حَالًا مِنَ الْمُرْسَلِ وَالْمُنْقَطِعِ، وَذَلِكَ لِكَثْرَة الْمَحْذُوْفِيْنَ مِنَ الْإِسْنَادِ، وهَذَا الْحُكْمُ عَلَى الْمُعْضَلِ بِإِجْمَاعِ الْعُلمَاء.

معضل: ضعیف حدیث ہے اور یہ مرسل اور منقطع سے زیادہ کمزور حالت والی ہے اس کی وجہ محذوفین کی زیادتی ہے سند میں، اور معضل کے ضعیف ہونے کا حکم تمام علماء کے نزدیک متفق ہے۔

٤ - اِجْتِمَاعُهُ مَع بَعْضِ صُوَرِ المُعَلَّقِ:

اس کا جمع ہونا معلق کی بعض صورتوں کے ساتھ:

إِنَّ بَيْنَ الْمُعْضَلِ وَبَيْنَ الْمُعلَّقِ عُموْمًا وَخُصُوصًا مِن وَجهٍ:

بیشک معضل اور معلق کے درمیان عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

أ - فَيَجتَمِعُ المُعْضَلُ مع المُعَلَّقِ في صورةٍ واحدةٍ، وَهي: إِذَا حُذِفَ مِن مَبْدَأِ إِسْنَادِه رَاوِيَانِ مُتَوَالِيَانِ. فَهُوَ مُعْضَلٌ وَمُعَلَّقٌ فِي آنٍ وَاحِدٍ.

پس معضل معلق کے ساتھ ایک صورت میں جمع ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جب سند کے شروع سے لگاتار دو راوی حذف ہوں، پس وہ (روایت) معضل اور معلق ہوگی، بیک وقت۔

ب - وَيُفَارِقُه فِي صُورَتَيْنِ:

اور اس (معلق) سے جدا ہوتی ہے دو صورتوں میں:

١ - إِذَا حُذِفَ مِنْ وَسْطِ الْإِسْنَادِ رَاوِيانِ مُتَوَالِيَانِ، فَهُو مُعْضَلٌ، وَلَيْسَ بِمُعَلَّقٍ.

جب سند کے درمیان سے لگاتار دو راوی حذف ہوں تو وہ معضل ہے، معلق نہیں۔

٢ - إِذَا حُذِفَ مِن مَبْدَأَ الْإِسْنَادِ رَاوٍ فَقَط، فَهوَ مُعَلَّقٌ، وَلَيْسَ بِمُعْضَلٍ.

جب سند کے شروع سے صرف ایک راوی حذف ہو، تو وہ معلق ہے، معضل نہیں۔

٥ - مِنْ مَظانِّ المُعْضَلِ:

معضل حدیث کے بعض مقام:

قَالَ السُّيوْطِيُّ: مِن مَظَانِّ الْمُعْضَلِ وَالمُنْقَطِعِ وَالمُرْسَلِ:

امام سیوطی کہتے ہیں معضل، منقطع اور مرسل کے مقامات میں (یہ دو کتابیں ہیں):

أ - «كِتَابُ السُنَنِ» لِسَعِيْدِ بنِ مِنْصُورٍ.

"كتاب السنن" سعید بن منصور رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

ب - «مؤلفاتُ ابنِ أَبِي الدُّنْيَا».

ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کی "مؤلفات"۔

* * * * * * *

٤ - اَلْمُنْقَطِعُ

منقطع

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: هو اسمُ فَاعِلٍ مِنَ «الْاِنْقِطَاعِ» ضِدُّ الْاِتِّصَالِ.

لغت میں: یہ اسم فاعل ہے "انقطاع" سے جو "اتصال" کی ضد ہے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: مَا لَم يَتَّصِل إسْنَادُهُ، عَلَى أيِّ وَجْهٍ كَانَ انْقِطَاعُهُ.

اصطلاح میں: وہ حدیث جس کی سند متصل نہ ہو، اس کا انقطاع چاہے جس طریقہ پر بھی ہو۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

يَعْنِي أَنَّ كُلَّ إِسْنَادٍ انْقَطَعَ مِنْ أيِّ مَكانٍ كَانَ؛ سَواءٌ كَانَ الْانْقِطَاعُ مِنْ أوَّلِ الْإسْنَادِ، أوْ مِنْ آخِرِهِ، أوْ مِنْ وَسْطِهِ، فَيَدْخُلُ فِيْهِ -عَلَى هَذَا- الْمُرْسَلُ وَالْمُعَلَّقُ وَالْمُعضَلُ، لٰكِنَّ عُلَمَاءَ الْمُصْطَلَحِ الْمُتَأَخِّرِيْنَ خَصُّوا الْمُنقَطِعَ بِما لَم تَنطَبقْ عَليه صُورةُ المُرْسِلِ، أوِ المُعلَّقِ، أوِ الْمُعْضِلِ، وَكَذَلِكَ كَانَ اِسْتِعْمَالُ الْمُتقَدِّمِيْنَ، فِي الْغَالِبِ. وَلِذَلِكَ قالَ النَّوَوِيُّ: «وَأَكْثَرُ مَا يُسْتَعْمَلُ فِي رِوَايَةٍ مَنْ دُوْنَ التَّابِعِيِّ عَنِ الصَّحَابِيِّ، كَمَالِكٍ عَن ابْنِ عُمَرَ».

یعنی ہر وہ سند جو منقطع ہو کسی بھی جگہ سے، خواہ وہ انقطاع سند کے شروع میں ہو یا اس کے آخر میں یا درمیان میں ہو، پس اس میں داخل ہیں اس تعریف کے مطابق مرسل، معلق اور معضل، لیکن اصولِ حدیث کے متاخرین علماء نے منقطع کو خاص کیا ہے اس کے ساتھ جس پر مرسل یا معلق یا معضل کی صورت منطبق نہ ہو، اور اسی طرح استعمال تھا متقدمین کا اکثر احوال میں، اسی وجہ سے نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "منقطع کا اکثر استعمال تابعی سے نیچے والے کی روایت میں ہوتا ہے، جو صحابی سے بیان کرے، جیسے: "مالک رحمہ اللہ" کی روایت "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما" سے۔

٣ - اَلْمُنْقَطِعُ عِنْدَ الْمُتَأَخِّرِيْن مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ:

متاخرین اہل حدیث کے نزدیک منقطع:

هُو مَا لَم يَتَّصِلْ إِسْنَادُه، مِمَّا لَا يَشْمَلُهُ اسْمُ الْمُرْسَلِ، أوِ الْمُعَلَّقِ، أوِ الْمُعْضَلِ. فَكَأَنَّ الْمُنْقَطِعَ اسمٌ عامٌّ لِكلِّ انْقِطَاعٍ فِي السَّنَدِ، مَا عَدا صُوَرًا ثَلَاثًا مِنْ صُوَرِ الْانْقِطَاعِ، وَهِي: حَذْفُ الْإِسْنَادِ، أَوْ حَذْفُ آخِرِه، أَوْ حَذْفُ اثْنَيْنِ مُتَوَالِيَيْنِ مِن أيِّ مَكانٍ كَان، وَهَذَا هوَ الَّذِي مَشَى عَليهِ الْحَافظُ ابنُ حَجَرٍ فِي «النُّخْبَةِ» وَشَرْحِهَا.

وہ (حدیث ہے) جس کی سند متصل نہ ہو، ایسے ہی جسے شامل نہ ہو مرسل یا معلق یا معضل کا نام، پس منقطع ایک عام نام ہے سند میں ہر قسم کے انقطاع کے واسطے، سوائے انقطاع کی تین صورتوں کے، اور وہ ہیں: سند کا حذف یا سند کے آخر کا حذف، یا لگاتار دو راویوں کا حذف کسی بھی جگہ سے، اور یہی وہ طریق ہے جس پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ چلے ہیں "النخبة" اور "شرح النخبة" میں۔

ثمَّ إِنَّه قَدْ يَكُونُ الْانْقِطَاعُ فِي مَكانٍ وَاحِدٍ مِنَ الْإِسْنَادِ، وَقَد يَكُوْنُ فِي أَكْثَرَ مِن مَكانٍ وَاحِدٍ، كَأَن يَكُوْنُ الْانْقِطَاعُ فِيْ مَكَانَيْنِ أَوْ ثَلاَثةٍ مَثَلًا.

پھر انقطاع کبھی سند کی ایک جگہ میں ہوتا ہے اور کبھی ایک سے زائد جگہ میں، جیسا کہ انقطاع دو یا تین جگہ میں ہو مثلا۔

٤ - مِثَالُه:

اس کی مثال:

مَا رَواهُ عَبْدُ الرَّزاقِ، عَن الثَّورِيِّ، عَن أَبِي إسْحَاقَ، عَن زَيْدِ بنِ يُثَيْعٍ، عَن حُذيْفَةَ مَرْفُوْعًا: «إنْ وَلَّيْتُمُوْهَا أبا بَكرٍ فَقَوِيٌّ أمِيْنٌ».

وہ حدیث: جس کو روایت کیا ہے "عبد الرزاق" نے: "ثوري عن أبي إسحاق عن زيد بن يثيع عن حذيفة" کی سند سے مرفوعا کہ: "اگر تم اس کا والی بناؤ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو تو وہ قوی اور امانت دار ہے"۔

فقَدْ سَقَطَ مِنْ هَذَا الْإِسْنَادِ رَجُلٌ مِنْ وَسْطِه، وَهُوَ «شَرِيْكٌ» سَقَطَ مِن بَينِ الثَّورِيِّ وَأَبِي إِسْحَاقَ؛ إِذْ إِنَّ الثَّوريَّ لَم يَسْمَعِ الْحَدِيْثَ مِن أَبِيْ إِسْحَاقَ مُبَاشَرَةً، وَإِنَّمَا سَمِعَه مِنْ شَرِيكٍ، وَشَرِيْكٌ سَمِعَه مِنْ أَبِي إِسْحَاقَ.

پس تحقیق اس سند کے درمیان سے ایک راوی ''شريك'' گراہوا ہے ثوری اور ابواسحاق کے درمیان سے، اس لیے کہ ثوری نے حدیث ابواسحاق سے براہ راست نہیں سنی، بلکہ شریک سے سنی ہے اور شریک نے ابواسحاق سے سنی ہے۔

فهَذَا الْانْقِطَاعُ لَا يَنطَبِقُ عَلَيْهِ اِسمُ الْمُرْسَلِ، وَلَا الْمُعَلَّقِ، وَلَا الْمُعْضَلِ، فَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

پس یہ ایسا انقطاع ہے جس پر مرسل، معلق اور معضل کا نام منطبق نہیں ہوتا، تو یہ منقطع ہے۔

٥ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم

اَلْمُنْقَطِعُ ضَعِيْفٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ لِفَقْدِهِ شِرْطًا مِنْ شُرُوْطِ الْقَبُوْلِ، وَهُوَ اتِّصَالُ السَّنَدِ، وَلِلْجَهْلِ بِحَالِ الرَّاوِي الْمَحْذُوْفِ.

علماء کا اجماع ہے کہ منقطع ضعیف ہے اس لئے کہ اس میں مقبول کے شرائط میں ایک شرط مفقود ہے اور شرط یہ ہے کہ اتصال سند اور محذوف راوی کی حالت مجہول ہے

❊❊❊❊

أ - اَنْوَاعُ السَّقْطِ الْخَفِيِّ:

سقوط خفی کی اقسام:

١ - اَلْمُدَلَّسُ

مدلس

١ - تَعْرِيْفُ التَّدْلِيْسِ:

تدلیس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: الْمُدَلَّسُ: اسمُ مَفْعُوْلٍ، مِنَ «التَّدْلِيْسِ»، وَالتدلِيْسُ فِي اللُّغَةِ: كِتْمَانُ عَيْبِ السِّلعَةِ عَن الْمُشْتَرِيْ، وَأَصْلُ التَّدلِيْسِ مُشْتَقٌّ مِنَ «الدَّلَسِ» وَهُوَ الظُّلْمَةُ، أَوِ اخْتِلَاطُ الظَّلَامِ، كَمَا في «القَامُوْسِ»، فَكَأَنَّ الْمُدَلِّسَ لِتَغْطِيَتِه عَلى الْوَاقِفِ عَلَى الْحَدِيْثِ أَظْلَمَ أَمْرَه، فَصَارَ الْحَدِيْثُ مُدَلَّسًا.

لغت میں: مدلس ''تدلیس'' سے اسم مفعول ہے، اور تدلیس لغت میں کہتے ہیں: سامان کے عیب کو مشتری سے چھپانا، اور تدلیس کی اصل مشتق ہے ''الدلس'' سے، جس کا معنی ہے: تاریکی یا تاریکی کا خلط ملط ہونا، جیسا کہ '' قاموس '' میں ہے، پس گویا کہ مدلس (تدلیس کرنے والا) حدیث کے واقف پر اپنے معاملہ کو تاریک رکھتا ہے، یعنی پردہ ڈالتا ہے؛ اس لیے اس کی حدیث ''مُدَلَّس'' کہلاتی ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: إِخْفَاءُ عَيْبٍ فِي الْإِسْنَادِ، وَتَحْسِيْنٌ لِظَاهِرِهِ.

اصطلاح میں: سند کے عیب کو چھپانا اور اس کے ظاہر کو اچھا پیش کرنا۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أيْ أن يَسْتُرَ المُدَلِّسُ الْعَيبَ الَّذيْ فِي الْإِسْناد، وَهوُ الْاِنقِطَاعُ فِي السَّند، ....

یعنی مدلس اس عیب کو چھپاتا ہے جو سند میں ہو اور وہ سند میں موجود ''انقطاع'' ہے، ....

فَيُسْقِطُ المُدَلِّسُ شَيْخَهُ، وَيَروي عَنْ شَيْخِ شَيْخِهِ ويَحْتَالُ في إخْفَاء هَذَا الْإسْقَاطِ، وَيُحَسِّنُ ظَاهِرَ الْإِسْنَادِ بِأن يُّوْهِمَ الَّذيْ يَرَاهُ بِأَنَّهُ مُتَّصِلٌ، لَا سَقْطَ فِيهِ.

پس مدلس اپنے شیخ کو گراتا ہے اور اپنے شیخ کے شیخ سے روایت کرتا ہے اور اس اسقاط کو پوشیدہ کرنے میں حیلہ کرتا ہے اور سند کے ظاہر کو اچھا پیش کرتا ہے، بایں طور کہ دیکھنے والے کو یہ وہم ہوتا ہے کہ یہ سند متصل ہے، اس میں کوئی سقوط نہیں۔

٣ - أَقْسَامُ التَّدْلِيْسِ:

تدلیس کی اقسام:

لِلتَّدْلِيْسِ قِسْمَانِ رَئِيْسِيَّانِ، هُمَا: تَدلِيْسُ الْإِسْنَادِ، وَتدلِيْسُ الشُّيُوْخِ.

تدلیس کی دو بنیادی اقسام ہیں، جو یہ ہیں: تدلیس اسناد۔ اور تدلیس شیوخ۔

٤ - تَدْلِيْسُ الْإِسْنَادِ:

تدلیسِ اسناد:

لَقَدْ عَرَّفَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ هَذَا النَّوْعَ مِنَ التَّدْلِيْسِ بِتَعْرِيْفَاتٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَسَأَخْتَارُ أَصَحَّهَا وَأَدَقَّهَا فِي نَظْرِيْ، وَهُوَ تَعْرِيْفُ الْإِمَامَيْنِ أبي بَكْرٍ أَحْمَدِ بْنِ عَمْرِو الْبَزَّارِ، وَأَبِي الْحَسَنِ بْنِ الْقَطَّانِ. وَهَذَا التَّعْرِيْفُ هُوَ:

تحقیق علمائے حدیث نے تدلیس کی اس قسم کی مختلف تعریفات کی ہیں، ان میں سے میں اپنی نظر کے مطابق صحیح اور عمدہ تعریف کو اختیار کرتا ہوں اور وہ تعریف دو اماموں "أبو بكر أحمد بن عمرو البزار" اور "أبو الحسن بن قطان" رَحِمَهُمَا اللَّهُ کی بیان کردہ ہیں، وہ تعریف یہ ہے:

أ - تَعرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أَنْ يَّرْوِيَ الرَّاوِيُّ عَمَّنْ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ مَا لَم يَسْمَعْ مِنْه، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّذْكُرَ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ.

راوی (حدیث کی) روایت کرے اس (استاذ) سے جس سے اس نے سماع نہیں کیا اس (راوی) کو ذکر کیے بغیر جس سے اس نے یہ حدیث سنی ہے۔

ب - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

وَمَعْنَى هَذَا التَّعْرِيْفِ أَنَّ تَدْلِيْسَ الْإِسْنَادِ: أَن يَّرْوِي الرَّاوِيُّ عَن شَيْخٍ قَدْ سَمِعَ مِنْهُ بَعْضَ الْأَحَادِيْثِ، لَكِنَّ هَذَا الْحَدِيْثَ الَّذِي دَلَّسَهُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ، وَإِنَّما سَمِعَه مِنْ شَيْخٍ آخَرَ عَنْهُ، فَيُسْقِطُ ذَلِكَ الشَّيْخَ، وَيَرْوِيهِ عنِ الشَّيخِ الْأَوَّلِ بِلَفْظٍ مُحْتَمِلٍ لِلسَّمَاعِ وَغَيْرِه، كَـ«قَالَ» أَوْ «عَنْ» لِيُوْهِمَ غَيْرَهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ. لَكِنْ لَا يُصَرِّحُ بِأَنَّهُ سَمِعَ مِنْهُ هَذَا الْحَدِيْثَ، فَلَا يَقُولُ: «سَمِعْتُ» أَوْ «حَدَّثَنِي»حَتَّى لَا يَصِيْرَ كَذَّابًا بِذَلِكَ، ثُمَّ قَدْ يَكُوْنُ الَّذِيْ أَسْقَطَهُ وَاحِدًا أَوْ أَكْثَرَ.

اس تعریف کے معنی یہ ہیں کہ: اسناد کی تدلیس یہ ہے کہ راوی نے اپنے جس شیخ سے بعض حدیث سماع کی ہے اس سے روایت کرے، لیکن جس حدیث میں تدلیس کر رہا ہے، اسے اس نے اس شیخ سے نہ سنا ہو، بلکہ تدلیس والی حدیث اس نے کسی اور شیخ سے سنی ہو، پھر اس شیخ کو حذف کر دیتا ہے اور شیخ اول سے اس کو روایت کرتا ہے، ایسے لفظ سے کہ جس میں سماع وغیرہ کا احتمال ہوتا ہے، مثلا: ''قال'' یا ''عن'' سے، تاکہ دوسروں کو یہ وہم ہو کہ اس نے یہ حدیث اس سے سنی ہے، لیکن (اس بات کی) صراحت نہیں کرتا کہ اس نے یہ حدیث اس شیخ سے سنی ہے، یہ نہیں کہتا: ''سمعت'' یا ''حدثني''، تاکہ اس کی وجہ سے وہ جھوٹا نہ بن جائے، پھر کبھی محذوف راوی ایک ہوتا ہے یا ایک سے زیادہ۔

ج - الْفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْإِرْسَالِ الْخَفِيِّ: قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ الْقَطَّانِ بَعدَ ذِكْرِه لِلتَّعَرِيْفِ السَّابِقِ: «وَالْفَرْقُ بَيْنَه وَبَيْنَ الْإِرْسَالِ هُوَ: أَنَّ الْإِرْسَالَ رِوَايَتُه عَمَّنْ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْهُ». وَإِيْضَاحُ ذِلِكَ: أَنَّ كُلًّا مِنَ الْمُدَلِّسِ وَالْمُرْسِلِ إِرْسَالًا خَفِيًّا يَرْوِيْ عَنْ شَيْخٍ شَيْئًا لَم يَسْمَعْهُ مِنه، بِلَفْظٍ يَحْتَمِلُ السَّمَاعَ وَغَيْرَه، لَكِنَّ الْمُدلِّسَ قَد سَمِعَ مِن ذَلكَ الشَّيْخِ أَحَادِيْثَ غَيْرَ الَّتي دَلَّسَها، ....

اس کے اور ارسال خفی کے درمیان فرق: ''أبو الحسن بن قطان رحمہ اللہ'' گذشتہ تعریف ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: ''اس کے اور ارسال کے درمیان فرق یہ ہے کہ ''إرسال'' اس سے روایت کرنا ہے، جس سے سنا نہیں''۔ اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ مدلس اور ارسال خفی کرنے والے مرسل میں سے ہر ایک شیخ سے ایسی چیز روایت کرتا ہے جو سنی نہیں، ایسے لفظ سے جو سماع اور غیر سماع کا احتمال رکھتا ہو، لیکن مدلس نے اس شیخ سے تدلیس شدہ حدیث کے علاوہ کئی احادیث سنی ہوتی ہیں، ....

عَلٰى حِينِ أَنَّ الْمُرْسِلَ إِرْسَالًا خَفِيًّا لَم يَسْمَعْ مِنْ ذَلكَ الشَّيخِ أبَدًا، لَا الْأَحَادِيْثَ الَّتِي أَرْسَلَهَا وَلَا غَيْرَهَا، لٰكِنَّه عَاصَرَهُ أَوْ لَقِيَهُ.

جبکہ ارسال خفی کرنے والے نے اس شیخ سے کچھ بھی نہیں سنا ہوتا، نہ وہ احادیث جن کا ارسال کیا اور نہ اس کے علاوہ، لیکن اس کا ہم عصر ہوتا ہے یا اس سے ملاقات کی ہوتی ہے۔

د - مِثَالُه: مَا أَخْرَجَه الحَاكِمُ، بِسَنَدِه إِلٰى عَلِيِّ بْنِ خَشْرَمٍ قَالَ: «قَالَ لَنَا ابنُ عُيَيْنَةَ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، فَقِيْلَ لَه: سَمِعْتَهُ مِنَ الزُّهرِيِّ؟ فَقَال: لَا، وَلَا مِمَّنْ سَمِعَه مِنَ الزُّهْرِيِّ. حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ». فَفِي هَذَا الْمِثَالِ أَسْقَطَ ابْنُ عُيَيْنَةَ اثْنَيْنِ بَيْنَه وَبَيْنَ الزُّهْرِيِّ.

اس کی مثال: وہ حدیث ہے جس کو حاکم نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے "علي بن خشرم" تک، اس نے کہا: ہمیں ابن عیینہ نے زہری سے روایت کیا، پس اس (ابن عیینہ) کو کہا گیا: کیا تو نے زہری سے سنا ہے؟ اس نے کہا: نہیں اور نہ ان سے جنھوں نے زہری سے سنا ہے، مجھے عبد الرزاق نے "معمر" سے بیان کیا، اور معمر نے زهري سے۔ پس اس مثال میں "ابن عيينة" نے اپنے اور "زہري" کے درمیان دو واسطوں کو گرایا ہے۔

٥ - تَدْلِيْسُ التَّسْوِيَةِ:

تدلیس تسویہ:

هَذا النَّوعُ مِنَ التَّدْلِيْسِ هُوَ فِي الْحَقِيْقَةِ نَوْعٌ مِن أَنْوَاعِ تَدْلِيْسِ الْإِسْنَادِ.

تدلیس کی یہ قسم حقیقت میں تدلیسِ اسناد کی ہی قسموں میں سے ہے۔

أ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

هُوَ رِوَايَةُ الرَّاوِي عَنْ شَيْخِه، ثُمَّ إِسْقَاطُ رَاوٍ ضَعِيفٍ بَين ثِقَتَيْنِ لَقِيَ أَحَدُهمَا الْآخَرَ.

راوی اپنے شیخ سے روایت کرے، پھر ضعیف راوی ایسے دو ثقہ کے درمیان سے گرادے، جن میں سے ایک نے دوسرے سے ملاقات کی ہو۔

وَصُوْرَةُ ذٰلِكَ: أَن يَّرْوِي الرَّاوِيُّ حَدِيْثًا عَنْ شَيْخٍ ثِقَةٍ، وَذٰلِكَ الثِّقَةُ يَرْوِيهِ عَن ضَعِيْفٍ، عَن ثِقَةٍ، وَيَكُوْنُ الثِّقَتَانِ قَدْ لَقِيَ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فيَأتِي الْمُدَلِّسُ الَّذِي سَمِعَ الْحَدِيثَ مِن الثِّقَةِ الْأَوَّلِ فَيُسْقِطُ الضَعِيْفَ الَّذِي فِي السَّنَدِ، وَيَجْعَلُ الْإِسْنَادَ عَنْ شَيْخِهِ الثِّقَةِ عَن الثِّقَةِ الثَّانِي بِلَفْظٍ مُحْتَمَلٍ، فَيُسَوِّي الْإِسْنَادَ كُلَّهُ ثِقَات.

اس کی صورت یہ ہے کہ: راوی ایک حدیث ثقہ شیخ سے روایت کرے اور وہ ثقہ شیخ اس کو ضعیف سے، اور وہ ضعیف ثقہ سے روایت کرے ا، ور یہ دو ثقہ راوی آپس میں مل چکے ہوں، پس مدلس جس نے پہلے ثقہ سے حدیث سنی ہے، وہ آکر سند سے ضعیف کا واسطہ حذف کر دیتا ہے، اور سند بناتا ہے اپنے ثقہ شیخ کو دوسرے ثقہ سے ملانے کے ساتھ، اور محتمل لفظ کے ذریعہ پوری سند کو ثقہ رواۃ سے بیان کرتا ہے۔

وَهَذا النَّوعُ مِنَ التَّدْلِيْسِ شَرُّ أنوَاعِ التَّدْلِيسِ؛ لِأَنَّ الثِّقَةَ الْأَوَّلُ قد لَا يَكُوْنُ مَعرُوْفًا بِالتَّدْلِيْسِ، وَيَجِدُهُ الْوَاقِفُ عَلَى السَّنَدِ كَذلِكَ بَعْدَ التَّسْوِية قَدْ رَوَاهُ عَن ثْقةٍ آخَرَ، فَيَحْكُمُ لَه بِالصِّحَّةِ. وَفِيْهِ غَرَرٌ شَدِيْدٌ.

تدلیس کی اقسام میں سے یہ قسم سب سے بری ہے، اس لیے کہ کبھی پہلا ثقہ تدلیس کی وجہ سے معروف نہیں ہوتا، اور سند کے تسویہ کے بعد سند پر واقف شخص کبھی اس سند کو دوسرے ثقہ سے بیان کر کے اس پر صحت کا حکم لگا دیتا ہے، اور اس میں سخت دھوکہ ہے۔

ب - أَشْهَرُ مَنْ كَانَ يَفْعَلُه، هُمَا:

ایسا کرنے والوں میں مشہور دو ہیں:

١ - بَقِيَّةُ بنُ الوَلِيْدِ: قَالَ أَبُوْ مُسْهِرٍ: «أَحَادِيْثُ بَقِيَّةٍ لَيْسَتْ نَقِيَّةٌ، فَكُنْ مِنهَا عَلى تَقِيَّةٍ».

بقية بن وليد: ابو مسہر کہتے ہیں: "بقیہ کی احادیث صاف نہیں ہیں، پس ان سے احتیاط کرو"۔

٢ - الوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ.

وليد بن مسلم۔

ج - مِثَالُه:

اس کی مثال:

مَا رَوَاهُ ابنُ أَبِي حَاتِمٍ فِي «الْعِلَلِ» قَالَ: «سَمِعْتُ أَبِيْ -وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بنُ رَاهوَيْهِ، عَنْ بَقِيَّةٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أُبُوْ وَهْبٍ الأَسَدِيُّ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، حَدِيْثٌ: «لَا تَحْمَدُوا إِسْلَامَ الْمَرءِ حَتّٰى تَعْرِفُوْا عُقْدَةَ رَأيِهِ»- قَالَ أَبِي: هَذَا الْحَدِيثَ لَه أمرٌ قَلَّ مَن يَّفْهَمُه. رَوَى هَذَا الْحَدِيْثَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو (ثِقَةٌ) عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ (ضَعِيفٌ) عَنْ نَافِعٍ (ثِقَةٌ) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ.

جس کو ''ابن ابی حاتم'' نے اپنی ''علل'' میں روایت کیا ہے، اس نے کہا: میں نے اپنے والد سے سنا- اور وہ حدیث ذکر کی جس کو ''اسحاق بن راہویہ'' نے ''بقیہ'' سے روایت کیا، اس نے کہا: مجھے ابو وہب اسدی نے نافع سے بیان کیا، وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں: ''تم آدمی کے اسلام کی تعریف نہ کرو، حتی کہ تم اس کی رائے کی پختگی جان لو''۔ میرے والد نے کہا: ''اس حدیث کی حقیقت بہت کم لوگ سمجھتے ہیں''۔ اس حدیث کو روایت کیا عبید اللہ بن عمرو (جو کہ ثقہ ہیں) نے اسحاق بن ابی فروہ (جو کہ ضعیف راوی ہیں) سے، اس نے نافع (جو کہ ثقہ ہیں) سے، {یعنی پہلے ثقہ ہے پھر ضعیف، پھر ثقہ ہے} وہ ابن عمر سے، اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

وَعُبَيْدُ اللهِ بنُ عَمْرٍو، كُنِيَّتُهُ أَبُوْ وَهْبٍ، وَهُوَ أَسَدِيٌّ، فَكَنَّاهُ بَقِيَّةُ وَنَسَبَهُ إِلٰى بَنِي أَسَدٍ؛ كَيْ لَا يُفْطَنَ لَه، حَتّٰى إِذَا تَرَكَ إسحَاقَ بنَ أَبِي فَرْوَةَ لَا يُهْتَدَى لَه».

عبید اللہ بن عمرو کی کنیت ابو وہب ہے اور وہ ''اسدی'' ہیں، پس بقیہ نے اس کی کنیت ذکر کی اور اس کی نسبت بنی اسد کی طرف کی، تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے، حتی کہ جب وہ درمیان سے ''إسحاق بن أبي فروة'' کو چھوڑے گا تو اس تک کوئی نہیں پہنچ پائے گا۔

٦ - تَدْلِيْسُ الشُّيُوْخ:

شیوخ کی تدلیس:

أ - **تَعْرِيْفُه**: هو أَن يَّرْوِيَ الرَّاوِيُّ عَنْ شَيْخٍ حَدِيْثًا سَمِعَه مِنْه، فَيُسَمِّيَه، أَوْ يَكْنِيَه أو يَنْسِبَهُ أَوْ يَصِفَه بِمَا لَا يُعْرَفُ بِه كَي لَا يُعْرَفَ.

اس کی تعریف: یہ ہے کہ راوی شیخ سے ایک حدیث روایت کرے جو اس سے سنی ہوئی ہے، لیکن پھر اسے ایسے نام یا کنیت یا نسب یا صفت سے بیان کرے، جس کے ساتھ وہ نہیں جانا جاتا ہو، تاکہ وہ پہچانا نہ جائے۔

ب - **مِثَالُهُ**: قَوْلُ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُجَاهِدٍ أَحَدِ أَئِمَّةِ القُرَّاءِ: «حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللهِ». يُرِيدُ بِهِ أَبَا بَكْرِ بنَ أَبِي داوُدَ السَّجِسْتَانِيَّ.

اس کی مثال: أبو بکر بن مجاهد رحمہ اللہ کا قول، جو کہ قراء کے ائمہ میں سے ہیں،: "حدَّثَنَا عبدُ اللهِ بنُ أَبِي عبدِ اللهِ"۔ اس سے ان کی مراد: أبو بکر بن أبو داود السجستاني رحمہ اللہ ہیں۔

٧ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أَيْ أَن يَّروِي الرَّاوِيُّ الْمُدَلِّسُ عَنْ شَيْخٍ حَدِيْثًا سَمِعَهُ مِنْهُ، يَعْنِي لَا يُوْجَدُ إِسْقَاطٌ وَلَا حَذْفٌ فِيْ تَدْلِيْسِ الشُّيُوْخِ، لٰكِنْ يُوْجَدُ تَموِيهٌ وَتَغْطِيَةٌ لِاِسْمِ الشَّيْخ، أَوْ كُنْيَتِهِ، أَوْ نِسْبَتِه، وَصِفَتِهِ.

یعنی یہ کہ مدلس راوی شیخ سے ایسی حدیث بیان کرے جو اس سے سنی ہے، یعنی تدلیس الشیوخ میں اسقاط اور حذف نہیں پایا جاتا، البتہ شیخ کے نام، یا کنیت یا اس کی نسبت یا اس کی صفت میں ملمع سازی اور تغطیہ پایا جاتا ہے۔

وَتَوْضِيحُ ذَلِكَ: أَن يَّكُوْنَ:

اس کی وضاحت یہ ہے کہ ہوگا:

١ - اسمُ الشَّيخِ: مَحمودُ بنُ أَحمدِ الطَّحَّانِ.

شیخ کا نام: محمود بن أحمد الطحان۔

٢ - وَكُنيَتُه: أبُو حَفصٍ.

اوراس کی کنیت: أبو حفص۔

٣ - وَنِسْبَتُه: الطَّحَّانُ.

اوراس کی نسبت: طحّان۔

٤ - وَمِنْ صِفَاتِه: أَنَّ لحْيَتَه بَيْضَاءُ.

اوراس کی صفات میں سے ہے کہ: اس کی داڑھی سفید ہے۔

فَيَأتِي الْمُدَلِّس فَيقُوْلُ: حَدَّثَنِي:

پس مدلس آتا ہے اور کہتا ہے کہ: مجھے بیان کیا:

١ - ابنُ أَحْمَدَ.

٢ - أَوْ «أَبُوْ سُهَيْل».

٣ - أَوْ «مَحْمُوْدُ الحَلبي».

٤ - أو «ذُو اللِّحْيَةِ البَيْضَاءِ».

فَهذِه الْأُمُوْرُ تَنْطَبِقُ عَلَى الشَّيخِ، وَذَلِكَ لِأَنَّه:

پس یہ امور شیخ پر منطبق ہیں، یہ اس لیے کہ وہ:

١ - بالنِّسْبَة لِلْاِسْمِ: هُوَ ابنُ أَحْمَدَ حَقيْقَةً.

نام کے اعتبار سے ''ابن أحمد'' ہے حقیقت میں۔

٢ - وَبِالنِّسْبَةِ لِلْكُنْيَةِ: فَهُوَ أَبُوْ سُهَيل؛ لِأَنَّ سُهَيْلًا ابنٌ مِنْ أَبْنَائِهِ.

اورکنیت کے اعتبار سے وہ ''أبو سهيل'' ہیں؛ کیونکہ سہیل ان کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔

٣ - وَبالنِّسْبَةِ لِلنِّسْبَةِ: فَهُوَ حَلْبِيٌّ؛ لِأَنَّه مِن مَدِيْنَةِ حَلب.

اورنسبت کے اعتبار سے وہ ''حلبي'' ہیں؛ کیونکہ وہ حلب شہر کے رہنے والے ہیں۔

٤ - وَبالنِّسْبَة لِصِفَتِه: فَهُوَ ذُوْ لِحْيَةٍ بَيْضَاءَ حَقِيْقَةً.

اور صفت کے اعتبار سے حقیقت میں سفید داڑھی والے ہیں۔

وَلٰكِنَّ الشَّيْخَ لَا يُعْرَفُ بَيْنَ النَّاسِ بِهذِه الْأَسْمَاءِ، فَتَسْمِيْتُه بِهَا نَوْعٌ مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالتَّدْلِيْسِ لِاِسْمِ الشَّيْخِ، وَهَذا هُوَ الَّذِي يُرِيْدُهُ الْمُدَلِّسُ؛ يَصِفُه بِمَا لَايُعْرَفُ بِه كَي لَا يُعْرَفُ؛ وَذَلِكَ لِوُجُوْدِ عَيْبٍ فِيْهِ؛ كَضُعْفٍ، أَوْ صِغْرِ سِنٍّ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ.

لیکن شیخ لوگوں میں ان ناموں سے مشہور نہیں ہوتا، تو ان کا ان اسماء کے ساتھ ذکر بھی شیخ کے نام کی ایک قسم کا اخفاء اور تدلیس ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کو مدلس چاہتا ہے کہ وہ ایسی صفت بیان کرے جس سے وہ مشہور نہیں ہے، تاکہ پہچانا نہ جائے اور یہ اس میں کسی عیب کے پائے جانے کی وجہ سے ہوتا ہے، جیسے: ضعف یا عمر کا چھوٹا ہونا وغیرہ۔

۸ - حُكْمُ التَّدْلِيْسِ:

تدلیس کا حکم:

أ - **أَمَّا تَدْلِيْسُ الْإِسْنَادِ**: فَمَكْرُوْهٌ جِدًّا. ذَمَّهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ، وَكَانَ شُعْبَةُ مِنْ أَشَدِّهِمْ ذَمًّا لَه، فَقَالَ فِيْهِ أَقْوَالًا، مِّنْهَا: «التَّدْلِيْسُ أَخُو الْكِذْبِ».

تدلیس اسناد: انتہائی مکروہ ہے، اکثر علماء نے اس کی مذمت کی ہے، اور "شعبة رحمہ اللہ" اس کی سب سے شدید مذمت کرتے تھے، پس اس بارے میں انہوں نے کئی اقوال کہے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ: تدلیس جھوٹ کا بھائی ہے۔ (یعنی جھوٹ کے مترادف ہے)۔

ب - **وَأَمَّا تَدْلِيْسُ التَسْوِيَةِ**: فَهُوَ أَشَدُّ كَرَاهَةً مِنْهُ، حَتّٰى قَالَ الْعِرَاقِيُّ: «إِنَّهُ قَادِحٌ فِيْمَنْ تَعَمَّدَ فِعْلَهُ».

اور تدلیس تسویہ: یہ تدلیس اسناد سے بھی زیادہ سخت کراہت والی ہے، حتی کہ عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "بیشک یہ اس شخص میں قادح (عیب) ہے، جو اسے جان بوجھ کر کرے"۔

ج - **وَأَمَّا تَدْلِيْسُ الشُّيُوْخِ**: فَكَرَاهَتُه أَخَفُّ مِن تَدْلِيْسِ الْإِسْنَادِ؛ لِأَنَّ التَّدْلِيْسَ لَمْ يُسْقِطْ أَحَدًا، وَإِنَّمَا الْكَرَاهَةُ بِسَبَبِ تَضْيِيْعِ الْمَرْوِيِّ عَنْهُ، وَتَوْعِيْرِ طَرِيْقِ مَعْرِفَتِه عَلَى السَّامِعِ، وَتَخْتَلِفُ الحَالُ فِيْ كَرَاهَتِه بِحَسْبِ الْغَرَضِ الْحَامِلِ عَلَيْهِ.

تدلیس شیوخ: اس کی کراہت تدلیس اسناد سے خفیف ہے؛ کیونکہ تدلیس کسی کو ساقط نہیں کرتی، البتہ اس میں کراہت مروی عنہ کے ضائع کرنے کے سبب اور سننے والے پر اس کی پہچان کے طریق کو دشوار بنانے کے سبب سے ہے ؛یہی وجہ ہے کہ اس پر ابھارنے والے سبب کے اختلاف سے اس کے مکروہ ہونے کی حالت بھی مختلف ہو جاتی ہے۔

٩ - اَلْأَغْرَاضُ الْحَامِلَةُ عَلٰى التَّدْلِيْسِ:

وہ اغراض جو تدلیس پر ابھارنے والے ہیں:

أ - الْأَغْرَاضُ الْحَامِلَةُ عَلَى تَدْلِيْسِ الشُّيُوْخِ أَرْبَعَةٌ، وَهِيَ:

تدلیس شیوخ پر برانگیختہ کرنے والے اغراض چار ہیں، اور وہ یہ ہیں:

١ - **ضُعْفُ الشَّيْخِ**، أَوْ كَوْنُه غَيْرَ ثِقَةٍ.

شیخ کا ضعیف ہونا یا اس کا ثقہ نہ ہونا۔

٢ - **تَأَخُّرُ وَفَاةِ الشَّيْخِ**، بِحَيْثُ شَارَكَ الطَّالِبَ فِي السِّمَاعِ مِنْهُ جَمَاعَةٌ جَاؤُوْا بَعْدَ هَذَا الطَّالِبِ.

شیخ کی وفات کا مؤخر ہونا اس طرح کہ اس سے سماع میں ایک جماعت طالب کے ساتھ شریک ہو، جو اس طالب کے بعد آئی۔ (یعنی: راوی کی مشارکت چھوٹی اور کم درجہ کی جماعت کر رہی ہو)

٣ - **صِغْرُ سِنِّ الشَّيْخِ**، بِحَيْثُ يَكُوْنُ أَصْغَرُ مِنَ الرَّاوِيْ عَنْه.

شیخ کی عمر کا چھوٹا ہونا، اس طرح کہ وہ اپنے راوی سے چھوٹا ہے۔

٤ - **كَثْرَةُ الرِّوَايَةِ عَنِ الشَّيْخِ**، فَلَا يُحِبُّ الْإِكْثَارَ مِن ذِكْرِ اسْمِ شَيْخِه عَلَى صُوْرَةٍ وَاحِدَةٍ.

شیخ سے روایت کی کثرت، پس اپنے شیخ کے نام کو کثرت سے ایک ہی صورت پر ذکر کرنا پسند نہیں کرتا۔

ب - الْأَغْرَاضُ الْحَامِلَةُ عَلَى تَدلِيْسِ الْإِسْنَادِ خَمْسَةٌ، وَهِيَ:

تدلیسِ اسناد پر برانگیختہ کرنے والی اغراض پانچ ہیں، اور وہ یہ ہیں:

١ - **تَوْهِيْمُ عُلُوِّ الْإِسْنَادِ**؛ أَيْ أَن يُوْهِمَ النَّاسَ أَنَّ إِسْنَادَهُ عَالٍ.

سند کے عالی ہونے کا وہم ڈالنا، یعنی (راوی) لوگوں کو یہ باور کرائے کہ اس کی سند عالی ہے۔

٢ - **فَوَاتُ شَيْءٍ مِنَ الْحَدِيْثِ** عَنْ شَيْخٍ سَمِعَ مِنْهُ الْكَثِيْرُ.

حدیث کے کچھ حصہ کا فوت ہونا، ایسے شیخ سے کہ جس سے لمبی حدیث سنی ہے۔

٣، ٤، ٥ - الأَغْرَاضُ الثَّلَاثَةُ الْأُوْلَى الْمَذْكُورَةُ فِيْ تَدْلِيْسِ الشُّيُوْخِ.

تدلیسِ شیوخ میں مذکور پہلے تین اغراض۔

فائدہ: وہ تین اغراض یہ ہیں: ا۔ شیخ کا ضعیف یا غیر ثقہ ہونا۔ ۲۔ اس کے ساتھ چھوٹی اور کم درجہ کی جماعت کا شریک روایت ہونا۔ ۳۔ شیخ کا کم عمر ہونا۔

١٠ - **أَسْبَابُ ذَمِّ الْمُدَلِّسِ**: ثَلَاثَةٌ، وَهِيَ:

مدلس کی مذمت کے اسباب: تین ہیں، اور وہ یہ ہیں:

أ - إِيْهَامُهُ السِّمَاعَ مِمَّنْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ.

جس سے سماع نہیں کیا، اس سے سماع کا وہم ڈالنا۔

ب - عُدُوْلُه عَنِ الْكَشْفِ إِلَى الْاحْتِمالِ.

اس کا وضاحت سے احتمال کی طرف عدول کرنا۔

فائدہ: یعنی مدلس کشف وبیان سے پھر کر احتمال کی راہ اختیار کرتا ہے۔

ج - عِلْمُهُ بِأَنَّهُ لَوْ ذَكَرَ الذي دَلَّسَ عَنْهُ لَمْ يَكُنْ مَرْضِيًّا.

اس کا جاننا کہ اگر اس نے مدلس عنہ (جس سے وہ تدلیس کر رہا ہے) کو ذکر کر دیا تو یہ پسندیدہ نہیں ہوگا۔

١١ - حُكْمُ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ:

مدلس کی روایت کا حکم:

اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ قُبُوْلِ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ عَلَى أَقْوَالٍ؛ أَشْهَرُهَا قَوْلَانِ، وَهُمَا:

مدلس کی روایت کے قبول کرنے میں علماء کا کئی اقوال پر اختلاف ہے، مشہور دو قول ہیں، جو یہ ہیں:

أ - رَدُّ رِوَايَةِ الْمُدَلِّسِ مُطْلَقًا، وَإِنْ بَيَّنَ السَّمَاعَ؛ لِأَنَّ التَّدْلِيْسَ نَفْسَهُ جَرْحٌ. «وَهٰذا الْقَوْلُ غَيرُ مُعْتَمد».

مدلس کی روایت کا مطلقا مردود ہونا، اگرچہ وہ سماع کی صراحت کردے؛ اس لیے کہ تدلیس بذات خود جرح ہے۔ اور یہ قول معتمد نہیں۔

ب - التَّفْصِيلُ: «وَهُوَ الْقَوْلُ الصَّحِيْحُ».

(اس میں) تفصیل ہے اور یہی قول صحیح ہے:

١ - إِنْ صَرَّحَ بِالسِّمَاعِ قُبِلَتْ رِوَايَتُه، أَيْ إِنْ قَالَ: «سَمِعْتُ» أَوْ نَحْوَهَا قُبِلَ حَدِيْثُهِ.

اگر سماع کی صراحت کردے تو اس کی روایت قبول کی جائے گی، یعنی اگر کہے: "سمعتُ" یا اس کے مثل کوئی اور لفظ، تو اس کی حدیث قبول کی جائے گی۔

٢ - وَإِنْ لَمْ يُصَرِّحْ بِالسِّمَاعِ لَمْ تُقْبَلْ رِوَايَتُهُ، أَيْ إِنْ قَالَ: «عَنْ» وَنَحْوَهَا لَمْ يُقْبَلْ حَدِيْثُهُ.

اور اگر سماع کی صراحت نہ کرے تو اس کی روایت مقبول نہیں ہوگی، یعنی اگر اس نے کہا: "عن" یا اس کے مثل کوئی اور لفظ، تو اس کی حدیث مقبول نہیں ہوگی۔

١٢ - بِمَ يُعْرَفُ التَّدْلِيْسُ؟

تدلیس کیسے معلوم ہوگی؟

يُعْرَفُ التَّدْلِيْسُ بِأَحَدِ أَمْرَيْنِ، هُمَا:

تدلیس دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ پہچانی جائے گی، جو کہ یہ ہیں:

أ - إِخْبَارُ الْمُدَلِّسِ نَفْسِه -إِذَا سُئِلَ- أَنَّهُ دَلَّسَ، كَمَا جَرَى لِابْنِ عُيَيْنَةَ.

مدلس کا خود خبر دینا، جب اس سے پوچھا جائے کہ اس نے تدلیس کی ہے، جیسا کہ ابن عیینہ رحمہ اللہ کی عادت تھی۔

ب - نَصُّ إِمَامٍ مِنْ أَئِمَّةِ هَذَا الشَّأْنِ؛ بِنَاءً عَلَى مَعْرِفَتِه ذَلِكَ مِن الْبَحْثِ وَالتَّتَبُّعِ.

اس فن کے ائمہ میں سے کسی امام کا نص بیان کرنا، اس بناء پر کہ وہ بحث وتتبع کی وجہ سے اس کی معرفت رکھتا ہو۔

١٣ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِي التَّدْلِيْسِ وَالْمُدَلِّسِيْنَ:

تدلیس اور مدلسین کے بارے میں مشہور تصنیفات:

هُنَاكَ مُصَنَّفَاتٌ فِي التَّدْلِيْسِ وَالْمُدَلِّسِيْنَ كَثِيْرَةٌ، أَشْهَرُهَا:

یہاں تدلیس اور مدلسین کے بارے میں بہت سی تصنیفات ہیں، ان میں سے مشہور یہ ہیں:

أ - ثَلَاثَةُ مُصَنَّفَاتٍ لِلْخَطِيْبِ الْبَغْدَادِيِّ، وَاحِدٌ فِيْ أَسْمَاءِ الْمُدَلِّسِيْنَ، واسْمُه «التَّبْيِيْنُ لِأَسْمَاءِ الْمُدَلِّسِيْنَ»، وَالْآخَرَانِ أَفْرَدَ كُلًّا مِّنْهُمَا لِبَيَانِ نَوْعٍ مِنْ أَنْوَاعِ التَّدْلِيْسِ۔

تین تصنیفات خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ہیں، ایک میں مدلسین کے ناموں کا بیان ہے، جس کا نام ہے "التبيين لأسماء المُدلسين" اور دوسری دو میں سے ہر ایک کو تدلیس کی اقسام میں سے ہر قسم کی وضاحت کیلئے علیحدہ کیا ہے۔

ب - «التَّبْيِيْنُ لِأَسْمَاءِ الْمُدَلِّسِيْنَ»: لِبُرْهَانِ الدِّيْنِ بنِ الْحَلَبِيِّ. (وَقَدْ طُبِعَتْ هَذِه الرِّسَالَةُ).

"التبيين لأسماء المُدلسين" برهان الدين ابن الحلبي رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، (اور یہ طبع ہو چکی ہے)۔

ج - «تَعْرِيْفُ أَهْلِ التَّقْدِيْسِ بِمَرَاتِبِ الْمَوْصُوْفِيْنَ بِالتَّدْلِيْسِ» لِلْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ. (وَقَدْ طُبِعَتْ أَيْضًا).

"تعريف أهل التقديس بمراتب المَوصُوفين بالتدليس" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، (اور یہ بھی طبع ہو چکی ہے)۔

٢ - المُرْسَلُ الخَفِيُّ

مرسل خفی

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: المُرْسَلُ لُغَةً: اسمُ مَفْعُوْلٍ مِنَ «الْإِرْسَالِ»، بِمَعْنَى الإِطْلَاقِ، كَأَنَّ المُرْسِلَ أَطْلَقَ الْإِسْنَادَ وَلَمْ يَصِلْهُ. وَالخَفِيُّ: ضِدُّ الجَلِيِّ؛ لِأَنَّ هَذَا النَّوْعَ مِنَ الْإِرْسَالِ غَيرُ ظَاهِرٍ، فَلَا يُدْرَكُ إِلَّا بِالْبَحْثِ.

لغت میں: مرسل اسم مفعول ہے ''إرسال'' سے، جس کا معنی ہے چھوڑ دینا، گویا کہ مرسل سند کو چھوڑ دیتا ہے، اس کو متصل نہیں کرتا۔ اور ''خفي''، ''جلي'' کی ضد ہے اس لیے کہ ارسال کی یہ قسم ظاہر نہیں ہوتی، پس اس کا ادراک بغیر بحث کے نہیں کیا جاسکتا۔

ب - **اصطلاحًا**: أَن يَّرْوِي الرَّاوِيُّ عَمَّنْ لَقِيَهُ، أَوْ عَاصَرَه، مَا لَم يَسْمَعْ مِنْه، بِلَفْظٍ يَحْتَملُ السِّمَاعَ وَغَيرَهُ كَـ «قَالَ».

اصطلاح میں: یہ ہے کہ راوی اس سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ہو یا اس کا ہم عصر ہو، لیکن جو حدیث بیان کر رہا ہے وہ اس سے سنی نہیں، ایسے لفظ کے ساتھ جو سماع اور غیر سماع کا احتمال رکھے، جیسے: ''قال''۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجه مِنْ طَرِيقِ عُمرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا: «رَحِمَ اللّٰهُ حَارِسَ الحَرْسِ». فَإِنَّ عُمَرَ لَم يَلْقَ عُقْبَةَ، كَمَا قَالَ الْمِزِّيُّ فِي «الْأَطْرَافِ».

وہ حدیث: جس کو'' ابن ماجہ ''نے'' عمر بن عبد العزيز عن عقبة بن عامر ''سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ: ''اللہ رحم کرے اسلام کے چوکیداروں کی پہرے داری کرنے والے پر''۔ یقیناً ''عمر بن عبد العزیز'' عقبہ سے نہیں ملا، جیسا کہ مزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الأطراف'' میں کہا ہے۔

٣ - بِمَ يُعْرَفُ الْإِرْسَالُ الخَفِيُّ؟

ارسال خفی کی پہچان کیسے ہو گی؟

يُعْرَفُ الْإِرْسَالُ الْخَفِيُّ بِأَحَدِ أُمُوْرٍ ثَلَاثَةٍ، وَهِيَ:

ارسال خفی کی پہچان تین امور میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو گی، جو یہ ہیں:

أ - نَصُّ بَعْضِ الْأَئِمَّةِ عَلَى أَنَّ هَذَا الرَّاوِيَ لَمْ يَلْقَ مَنْ حَدَّثَ عَنْهُ، أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ مُطْلَقًا.

بعض ائمہ کی نص: کہ یہ راوی اس سے نہیں ملا جس سے روایت بیان کی ہے، یا اس سے مطلقاً سماع نہیں کیا۔

ب - إِخْبَارُهُ عَنْ نَفْسِهِ بِأَنَّهُ لَمْ يَلْقَ مَنْ حَدَّثَ عَنْهُ، أَوْ لَمْ يَسْمَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

اپنے متعلق خود خبر دینا: کہ اس کی ملاقات نہیں ہوئی اس سے جس سے روایت کی ہے، یا اس سے کچھ نہیں سنا۔

ج - مَجِيْءُ الْحَدِيثِ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ، فِيْهِ زِيَادَةُ شَخْصٍ بَيْنَ هَذَا الرَّاوِي، وَبَيْنَ مَن رَوَى عَنْهُ.
وَهَذَا الْأَمْرُ الثَّالِثُ فِيهِ خِلَافٌ لِلْعُلَمَاءِ؛ لِأَنَّهُ قَدْ يَكُوْنُ مِنْ نَوْعِ «المَزِيد في مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْدِ».

یہی حدیث دوسری ایسی سند سے مروی ہو، جس میں اس راوی اور مروی عنہ کے درمیان ایک شخص کی زیادتی ہو، اس تیسرے امر میں علماء کا اختلاف ہے؛ اس لیے کہ کبھی وہ "المَزيد في متصل الأسانيد" سے متعلق ہوتی ہے۔

فائدہ: "المَزيد في متصل الأسانيد" کی بحث آگے آنے والی ہے۔

٤ - حُكْمُهُ:

اس کا حکم:

هُوَ ضَعِيْفٌ؛ لِأَنَّهُ مِنْ نَوْعِ الْمُنْقَطِعِ، فَإِذَا ظَهَرَ انْقِطَاعُهُ، فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُنقَطِعِ.

یہ ضعیف ہے، اس لیے کہ یہ منقطع کی قسم ہے، پس جب اس کا انقطاع ظاہر ہو جائے تو اس کا حکم منقطع والا ہو گا۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

كِتَابُ «التَّفْصِيْلِ لِمُبْهَمِ الْمَرَاسِيْلِ» لِلْخَطِيْبِ الْبَغْدَادِيِّ.

کتاب "التفصيل لمُبهم المَراسيل" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

مُلحقاتُ الحديثِ المُنْقَطِعِ: المُعَنْعَنُ، وَالْمُؤَنَّنُ

حدیث منقطع کی ملحقات: معنعن اور مؤنن

١ - تَمْهِيْدٌ:

تمہید:

لَقَدِ انْتَهَتْ أَنْوَاعُ الْمَرْدُوْدِ السِّتَّةُ الَّتِي سَبَبُ رَدِّهَا سَقْطٌ مِنَ الْإِسْنَادِ، لٰكِنْ لَمَّا كَانَ الْمُعَنْعَنُ وَالْمُؤَنَّنُ مُخْتَلَفًا فِيْهِمَا، هَلْ هُمَا مِنْ نَوْعِ الْمُنْقَطِعِ، أَوِ الْمُتَّصِلِ؛ لِذَا رَأَيْتُ إِلْحَاقَهُمَا بِأَنْوَاعِ الْمَرْدُودِ بِسَبَبِ سَقْطٍ مِنَ الْإِسْنَادِ.

تحقیق مردود کی چھ اقسام ختم ہوگئیں، جن کے مردود ہونے کا سبب سند سے راوی کا سقوط تھا، البتہ حدیث معنعن اور مؤنن مختلف فیہ اقسام ہیں کہ: کیا یہ "منقطع" کی قسم ہیں یا "متصل" کی؟ اس لیے میں نے مناسب سمجھا ان کو مردود کی اقسام سے لاحق کرنا؛ کیوں کہ ان کا سبب بھی سند سے راوی کا سقوط ہے۔

٢ - تعريفُ المُعَنْعَنِ:

معنعن کی تعریف:

أ - لغةً: المُعَنْعَنُ: اسمُ مَفْعُولٍ مِنْ «عَنْعَنَ» بِمَعْنى: «قَالَ: عَن، عَن».

لغت میں: معنعن اسم مفعول ہے "عنعن" سے جس کا معنی ہے: "اس نے عن عن کہا"۔

ب - اصْطِلَاحًا: قَوْلُ الرَّاوِيِّ: فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ.

اصطلاح میں: راوی کا یہ کہنا: "فلان عن فلان"۔

٣ - مِثَالُه:

اس کی مثال:

مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجه قَالَ: «حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بنُ أَبِي شَيْبَةَ، ....

وہ حدیث جس کو "ابن ماجہ رحمہ اللہ" نے روایت کیا، اس نے کہا: ہمیں بیان کیا "عثمان ابن ابی شیبہ" نے، ....

ثَنَا مُعَاوِيَةُ بنُ هِشَامٍ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ اللهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ».

اسے بیان کیا ''معاویہ بن ہشام'' نے، اسے بیان کیا ''سفیان'' نے، سفیان نے ''اسامہ بن زید'' سے، اس نے ''عثمان بن عروہ'' سے، اس نے ''عروہ'' سے، اس نے ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا'' سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں اطراف پر رحمت بھیجتے ہیں''۔

فائدہ: مذکورہ بالا حدیث میں ''سفیان'' سے لے کر آخر سند تک ہر راوی ''عن'' سے روایت بیان کر رہا ہے۔

٤ - هَلْ هُوَ مِن الْمُتَّصِلِ أَمْ الْمُنْقَطِعِ؟

کیا یہ متصل ہے یا منقطع؟

اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهِ عَلَى قَوْلَيْنِ:

اس میں علماء کا اختلاف ہے، دو قول ہیں:

أ - قِيْلَ: إِنَّه مُنْقَطِعٌ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ اتِّصَالُهُ. وَهٰذَا الْقَوْلُ غَيْرُ مُعْتَمَدٍ.

کہا گیا ہے کہ: یہ منقطع ہے، حتی کہ اس کا متصل ہونا واضح ہو جائے، یہ قول معتمد نہیں۔

ب - وَالْقَوْلُ الصَّحِيحُ الَّذي عَلَيْهِ الْعَمَلُ، وَقَالَه الْجَمَاهِيْرُ مِن أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْأُصُوْلِ: إِنَّهُ مُتَّصِلٌ بِشُرُوْطٍ، اتَّفَقُوْا عَلَى شَرْطَيْنِ مِنْهَا، وَاخْتَلَفُوْا فِي اشْتِرَاطِ مَا عَدَاهُمَا؛ أَمَّا الشَّرْطَانِ اللَّذَانِ اتَّفَقُوْا عَلَى أَنَّه لَا بُدَّ مِنْهُمَا -وَمَذْهَبُ مُسْلِمٍ الْاكْتِفَاءُ بِهِمَا-، فَهُمَا:

اور صحیح قول جس پر عمل ہے اور جس کے قائل جمہور محدثین، فقہاء اور اصولیین ہیں: بیشک وہ چند شرطوں کے ساتھ متصل ہے، ان میں سے دو شرطوں پر اتفاق ہے، اور باقی شرائط میں اختلاف ہے، وہ دو شرطیں جن پر اتفاق ہے کہ یہ دونوں ضروری ہیں، اور ان ہی دو پر اکتفاء کرنا ''امام مسلم'' کا مذہب ہے، وہ یہ ہیں:

١ - أَنْ لَّا يَكُوْنَ الْمُعَنْعِنُ مُدَلِّسًا.

عنعنہ سے روایت کرنے والا مدلس نہ ہو۔

٢ - أَن يُّمْكِنَ لِقَاءُ بَعْضِهِمْ بَعْضًا. أَيْ لِقَاءُ الْمُعَنْعِنِ بِمَنْ عَنْعَنَ عَنْهُ.

ان رُواۃ میں سے بعض کی بعض سے ملاقات ممکن ہو، یعنی "عن عن" کہنے والے کی ملاقات اس سے جس سے وہ "عن عن" سے بیان کررہا ہے (ممکن ہو)۔

وَأَمَّا الشُّرُوْطُ الَّتِي اخْتَلَفُوا عَلى اشْتِرَاطِهَا زِيَادَةً عَلَى الشَّرطَيْنِ السَّابِقَيْنِ، فَهِيَ:

البتہ وہ شرطیں جن کی موجودگی میں اختلاف ہے، وہ گذشتہ ان دو شرطوں پر زائد ہیں، جو یہ ہیں:

١ - **ثُبُوْتُ اللِّقَاءِ**: وَهُوَ قَوْلُ الْبُخَارِيِّ وَابنِ الْمَدِيْنِيِّ وَالمُحَقِّقِيْنَ.

ملاقات کاثابت ہونا: اور یہ قول ہے "بخاری"، "ابن المدینی" اور دیگر "محققین" رحمہم اللہ کا۔

٢ - **طُوْلُ الصُّحْبَةِ**: وَهُوَ قَوْلُ أَبِي الْمُظَفَّرِ السَّمْعَانِيِّ.

لمبی صحبت: اور یہ قول ہے " أبو المُظفر السمعاني" رحمہ اللہ کا۔

٣ - **مَعْرِفَتُهُ بِالرِّوَايَةِ عَنْهُ**: وَهُوَ قَوْلُ أَبِي عَمْرٍو الدَانِيِّ.

اس سے روایت کرنے میں مشہور ہو: اور یہ قول ہے "أبو عمرو الداني" رحمہ اللہ کا۔

٥ - تَعْرِيْفُ المُؤَنَّنِ:

مؤنن، کی تعریف

أ - **لُغَةً**: اسمُ مَفْعُوْلٍ مِنْ «أَنَّنَ» بِمَعْنى: «قَالَ: أَنَّ، أَنَّ».

لغت میں: اسم مفعول ہے "أنَّن" سے، جس کا معنی ہے: "أن، أن" کہنا۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: وَهُوَ قَوْلُ الرَّاوِيِّ: «حَدَّثَنا فُلَانٌ أَنَّ فُلَانًا قَالَ ...».

اصطلاح میں: راوی کا یہ کہنا: "حدثنا فلان أن فلانًا قال ..."

*****

٦ - حُكْمُ الْمُؤَنَّنِ:

مؤنن کا حکم:

أ - قَالَ أحْمَدُ وَجَمَاعَةٌ: هُو مُنْقَطِعٌ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ اتِّصَالُهُ، وَهَذَا الْقَوْلُ غَيْرُ مُعْتَمَدٍ.

امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت کہتی ہے: یہ منقطع ہے، حتی کہ اس کا متصل ہونا واضح ہو جائے۔ اور یہ قول معتمد نہیں ہے۔

ب - وَقَالَ الْجَمْهُوْرُ: «أنَّ» كـ«عن»، وَمُطْلَقُهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْإتِّصَالِ وَالسِّمَاعِ بِالشُّرُوْطِ الْمُتَقَدّمَةِ. أَيْ أَنَّ «الْمُؤَنَّنَ» كـ«المُعَنْعَنِ» فِي الْحُكْمِ، وَبِالشُّرُوْطِ نَفْسِها الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ نَوْعِ الْمُعَنْعَنِ.

اور جمہور کہتے ہیں کہ: "أَنَّ" عن کی طرح ہے اور اس کا مطلق آنا، گذشتہ شرطوں کے ساتھ اتصال اور سماع پر محمول ہوگا، یعنی "مؤنن" حکم میں "معنعن" کی طرح ہے اور ان ہی شرائط کے ساتھ جو "معنعن" کی قسم میں مذکور ہیں۔

* * * * *

المَقْصدُ الثَّالِثُ: الْمَرْدُوْدُ بِسَبَبِ طَعْنٍ فِي الرَّاوِي

تیسرا مقصد: وہ حدیث جو مردود ہے راوی میں طعن کی وجہ سے

١ - المُرَادُ بِالطَّعْنِ فِي الرَّاوِي:

راوی میں طعن سے مراد:

الْمُرَادُ بِالطعْنِ فِي الرَّاوِيْ جَرْحُهُ بِاللِّسَانِ، وَالتَّكَلُّمُ فِيْهِ مِنْ نَاحِيَةِ عَدَالَتِهِ وَدِيْنِه، أَوْ مِنْ نَاحِيَةِ ضَبْطِه وَحِفْظِهِ.

راوی میں طعن سے مراد: اس پر زبان سے جرح کرنا اور اس کی عدالت اور دین کے پہلو سے اس کے بارے میں کلام کرنا یا اس کے ضبط اور اس کے حفظ کے پہلو سے گفتگو کرنا۔

٢ - أَسْبَابُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي:

راوی میں طعن کے اسباب:

أَسْبَابُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي عَشَرَةُ أَشْيَاءٍ؛ خَمْسَةٌ مِنْهَا تَتعَلَّقُ بِالْعَدَالَةِ، وَخَمْسَةٌ مِنْهَا تَتعَلَّقُ بِالضَّبْطِ.

راوی میں طعن کے اسباب دس ہیں، پانچ کا تعلق راوی کی عدالت سے ہے اور پانچ کا تعلق ضبط سے ہے۔

أ - أَمَّا الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِالطَّعْنِ فِي الْعَدَالَةِ، فَهِيَ:

وہ اسباب جن کا تعلق عدالت میں طعن کے ساتھ ہے، وہ یہ ہیں:

١ - الْكِذبُ. جھوٹ۔

٢ - التُّهْمَةُ بِالْكِذبُ. جھوٹ کی تہمت۔

٣ - الفِسْقُ. فسق۔

٤ - البِدْعَةُ. بدعت۔

٥ - الجَهَالَةُ: «أي جهالة العين». جہالت: یعنی عین جہالت۔

ب - وَأَمَّا الَّتِي تَتَعلَّقُ بِالطَّعْنِ فِي الضَّبْطِ، فهي:

اور وہ اسباب جن کا تعلق ضبط میں طعن کے ساتھ ہے، وہ یہ ہیں:

۱ - فُحْشُ الْغَلَطِ. فحش غلطی۔

۲ - سُوْءُ الْحِفْظِ. حافظہ کی کمزوری۔

۳ - الْغَفْلَةُ. (روایت کرنے میں) غافل ہونا۔

٤ - كَثْرَةُ الأَوهامِ. وہم زیادہ کرتا ہو۔

٥ - مُخَالَفَةُ الثِّقَاتِ. ثقہ راویوں کی مخالفت۔

وَسَأَذْكُرُ أَنْوَاعَ الْحَدِيْثِ الْمَرْدُوْدِ بِكُلِّ بِسَبَبٍ مِنْ هَذهِ الْأَسْبَابِ عَلى التَّوَالِي، مُبْتَدِئًا بِالسَّبَبِ الْأَشَدِّ طَعْنًا، وَهُو الكِذْبُ.

میں ترتیب سے مردود حدیث کی اقسام ذکر کرتا ہوں، ان اسباب میں سے ہر سبب کے ساتھ، ابتداء اس سبب کے ساتھ ہوگی جو کہ طعن میں زیادہ سخت ہے، اور وہ ”جھوٹ“ ہے۔

* * * * *

الْمَوْضُوْعُ

موضوع

إذَا كَانَ سَبَبُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي هُوَ الْكِذبُ عَلى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَحَدِيثُهُ يُسَمَّى «الْمَوْضُوْعُ».

جب راوی میں طعن کا سبب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنا ہو تو اس کی حدیث کو ”موضوع“ کہتے ہے۔

۱ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - لُغَةً: هُوَ اسمُ مَفْعُوْلٍ، مِنْ «وَضَعَ الشَّيْءَ»: أَيْ حَطَّهُ؛ سُمِّيَ بِذَلِكَ لِانْحِطَاطِ رُتْبَتِه.

لغت میں: یہ اسم مفعول ہے ''وضع الشيء'' سے، بمعنی: ''اس نے اسے گرا دیا''، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ: یہ اپنے رتبہ سے گرنے کی وجہ سے ''موضوع'' کہلاتی ہے۔

ب - اصطِلَاحًا: هُو الْكِذْبُ، المُخْتَلَقُ، الْمَصْنُوْعُ، الْمَنْسُوْبُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اصطلاح میں: وہ من گھڑت، بنایا ہوا، جھوٹ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

۲ - رُتْبَتُهُ:

اس کا مرتبہ:

هُوَ شَرُّ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ، وَأَقْبَحُهَا، وَبَعْضُ الْعُلَمَاءِ يَعُدُّهُ قِسْمًا مُسْتَقِلًّا، وَلَيْسَ نَوْعًا مِنْ أَنْوَاعِ الْأَحَادِيْثِ الضَّعِيْفَةِ.

یہ ضعیف احادیث میں سے بد تر اور قبیح قسم ہے، اور بعض علماء نے اسے ایک مستقل قسم شمار کیا ہے، اور ضعیف احادیث کی اقسام میں شمار نہیں کیا۔

۳ - حُكْمُ رِوَايَتِهِ:

اس کی روایت کا حکم:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّهُ لَا تَحِلُّ رِوَايَتُهُ لِأَحَدٍ عَلِمَ حَالَهُ فِي أَيِّ مَعْنًى كَانَ، إِلَّا مَع بَيَانِ وَضْعِهِ؛ لِحَدِيْثِ مُسْلِمٍ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّه كَذِبٌ فَهُو أَحَدُ الْكَاذِبِيْنِ».

علماء کا اجماع ہے اس بات پر کہ ایسی روایت کی حالت کو جاننے والے کے لیے اس کا بیان کرنا جائز نہیں، چاہے وہ کسی بھی معنی میں ہو، البتہ اس کے موضوع ہونے کے بیان کو ذکر کر سکتا ہے؛ کیوں کہ ''صحیح مسلم'' کی حدیث ہے: ''جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی، حالاں کہ وہ جانتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ دو جھوٹوں میں سے ایک ہے''۔

٤ - طُرُقُ الوَضَّاعِيْنَ فِي صِيَاغَةِ الحَدِيْثِ:

حدیث وضع کرنے والوں کے حدیث بنانے کے طریقے:

لِلْوَضَّاعِيْنَ فِي صِيَاغَةِ الْحَدِيْثِ طَرِيْقَانِ:

وضاعین کے حدیث بنانے میں دو طریقے ہیں:

أ - إِمَّا أَن يُّنشِئَ الْوَضَّاعُ الْكَلَامَ مِنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ يَضَعُ لَهُ إِسْنَادًا وَيَرْوِيَه.

کبھی وضع کرنے والا اپنی طرف سے کلام بناتا ہے، پھر اس کے لیے سند وضع کرتا ہے اور اسے روایت کر دیتا ہے۔

ب - وَإِمَّا أَنْ يَّأْخُذَ كَلَامًا لِبَعْضِ الْحُكَمَاءِ، أَوْ غَيْرِهِمْ، وَيَضَعُ لَهُ إِسْنَادًا.

اور کبھی وہ کسی حکیم یا کسی اور کا کلام لیتا ہے اور اس کی سند بنا کر بیان کرتا ہے۔

٥ - كَيْفَ يُعْرَفُ الْحَدِيْثُ الْمَوْضُوعُ؟

موضوع حدیث کی پہچان کیسے ہو گی؟

يُعْرَفُ الْحَدِيْثُ الْمَوْضُوْعُ مِنْ دُوْنِ النَّظْرِ فِيْ إِسْنَادِهِ بِأُمُوْرٍ، مِنْهَا:

موضوع حدیث کی پہچان، سند کی طرف نظر کیے بغیر چند امور کے ساتھ ہے، جو کہ یہ ہیں:

أ - **إِقْرَارُ الْوَاضِعِ بِالْوَضْعِ**: كَإِقْرَارِ أَبِيْ عِصْمَةَ نوحِ بْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ بِأَنَّهُ وَضَعَ حَدِيْثَ فَضَائِلِ سُوَرِ الْقُرْآنِ سورةً سورةً، عَنِ ابنِ عَباسٍ.

وضع کرنے والا وضع کا اقرار کرے، جیسے: أبو عصمة نوح بن أبي مريم کا اقرار کہ اس نے قرآن کی سورتوں کے فضائل ایک ایک سورت کی خود حدیث وضع کی ہے، جو کہ "ابن عباس رضی اللہ عنہما" سے وہ روایت کرتا ہے۔

ب - **أَوْ مَا يَتَنَزَّلُ مَنْزِلَةَ إِقْرَارِهِ**: كَأَنْ يُّحَدِّثَ عَنْ شَيْخٍ، فَيَسْأَلُ عَنْ مَوْلِدِهِ هُوَ، فَيَذْكُرُ تَأْرِيْخًا تَكُوْنُ وَفاةُ ذَلِكَ الشَّيْخِ قَبلَ مَوْلِدِه هُوَ، وَلَا يُعْرَفُ ذَلِكَ الْحَدِيْثُ إِلَّا عِنْدَه.

یا ایسی بات کرے جو اقرار کے قائم مقام ہو، جیسے: کسی شیخ سے حدیث بیان کرے، جب اس شیخ کی ولادت کے بارے میں پوچھا جائے، تو وہ ایسی تاریخ ذکر کرے جو اس شیخ کی تاریخ وفات کے بعد ہو، اور وہ حدیث صرف اس سے مشہور ہو۔

ج - **أَو قَرِيْنَةٌ فِي الرَّاوِيْ**: مِثْلُ أَن يَّكُوْنَ الرَّاوِي رَافِضِيًّا، وَالْحَدِيْثُ فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ.

یا راوی میں کوئی قرینہ ہو، جیسے: راوی رافضی ہو اور حدیث اہلِ بیت کے فضائل میں ہو۔

د - **أَو قَرِيْنَةٌ فِي الْمَرْوِيِّ**: مِثْلُ كَوْنِ الْحَدِيثِ رَكِيْكَ اللَّفظِ، أَو مُخَالِفًا لِلْحِسِّ، أَوْ مُخَالِفًا لِصَرِيْحِ الْقُرآنِ.

یا مروی (حدیث) میں کوئی قرینہ ہو، جیسے: حدیث کے الفاظ رکیک (بدمزہ) ہوں یا وہ حس کے مخالف ہو (پھس پھسا کلام) یا صراحۃً قرآن کے مخالف ہو۔

٦ - دَوَاعِي الوَضْعِ، وَأَصْنَافُ الْوَضَّاعِيْنَ:

وضع کے دواعی اور وضع کرنے والوں کی اقسام:

لِوَضْعِ الْحَدِيثِ دَوَاعٍ كَثِيْرَةٍ تَدْعُو الْوَضَّاعَ لِوَضْعِهِ، فَمِنْ أَبْرَزِهَا مَا يَلِيْ:

وضعِ حدیث کے بہت سے اسباب ہیں، جو واضعین کو وضع کی دعوت دیتے ہیں، ان میں سے "ظاہر" درج ذیل ہیں:

أ - **التَّقَرُّبُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى**: وَذَلِكَ بِوَضْعِ أَحَادِيْثٍ تُرَغِّبُ النَّاسَ فِي الْخَيْرَاتِ، وَأَحَادِيْثٍ تُخَوِّفُهُمْ مِنْ فِعْلِ الْمُنْكَرَاتِ، وَهَؤُلَاءِ الْوَضَّاعُوْنَ قَوْمٌ يَنْتَسِبُوْنَ إِلَى الزُّهْدِ وَالصَّلاحِ، وَهُمْ شَرُّ الْوَضَّاعِيْنَ؛ لِأَنَّ النَّاسَ قَبِلَتْ مَوْضُوْعَاتِهِمْ ثِقَةً بِهِمْ. ومِنْ هَؤُلَاءِ: مَيْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّه، فَقَدْ رَوى ابنُ حَبَّانٍ فِي «الضُّعَفَاءِ» عَن ابنِ مَهْدِيٍّ قَالَ: «قُلْتُ لِمَيْسَرَةَ بْنِ عَبْدِ رَبِّه: مِنْ أَيْنَ جِئْتَ بِهذِهِ الْأَحَادِيْثِ، مَن قَرَأَ كذَا فَلَهُ كَذَا؟ قَالَ: وَضَعْتُها أُرَغِّبُ النَّاسَ».

اللہ تعالی کا تقرب: ایسی احادیث وضع کرنا، جو لوگوں کو نیکی کی ترغیب دلائیں اور ایسی احادیث جو ان کو برے کاموں سے ڈرائیں اور یہ وضع کرنے والے ایسے لوگ ہیں جو زہد اور نیکی کی طرف منسوب ہیں، اور یہ بدترین وضع کرنے والے ہیں، اس لیے کہ لوگوں نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی موضوع حدیثیں قبول کی ہیں، ان میں سے ایک "مَيْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّه" ہے، پس تحقیق ابن حبان نے اپنی کتاب "الضعفاء" میں ابن مہدی سے روایت کیا ہے، اس نے کہا: میں نے مَيْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّه کو کہا: آپ یہ حدیث کہاں سے لائے ہو؟ جس نے یہ پڑھا (سورت یا ورد) اس کے لے یہ فضیلت ہے، اس نے کہا: میں نے اس کو وضع کیا ہے، تاکہ لوگوں کو ترغیب دلاؤں۔

ب - **الْانْتِصَارُ لِلْمَذْهَبِ:** لَا سِيَّمَا مَذَاهِبُ الْفِرَقِ السَّيَاسِيَّةِ، وَذٰلكَ بَعْدَ ظُهُوْرِ الْفِتْنَةِ، وَظُهُوْرِ الْفِرَقِ السَّيَاسِيَّةِ، كَالخَوَارِجِ، وَالشِّيعَةِ، فَقَدْ وَضَعَتْ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ مَا يُؤَيِّد مَذْهَبَهَا، كَحَدِيْثٍ: «عَلِيٌّ خَيرُ الْبَشَرِ، مَنْ شَكَّ فِيهِ كفَرَ».

مذہب کی تائید ونصرت: خاص کر سیاسی فرقوں کے مذاہب کے لیے اور یہ سب خوارج اور شیعہ جیسے سیاسی جماعتوں کے ظہور اور دیگر فتنوں کے ظہور کے بعد ہوا، کہ ہر فرقہ نے وہ احادیث وضع کیں جن سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہو، جیسے: یہ حدیث: ”علی بشر میں سب سے بہتر ہیں، جس نے اس میں شک کیا اس نے کفر کیا“۔

ج - **الطَّعْنُ فِي الْإِسْلَامِ:** وَهٰؤُلَاءِ الْوَضَّاعُوْنَ قَوْمٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ لَمْ يَسْتَطِيْعُوْا أَن يَّكِيدُوْا لِلْإِسْلَامِ جِهَارًا، فَعَمَدُوْا إِلَى هٰذَا الطَّرِيْقِ الْخَبِيْثِ، فَوَضَعُوْا جُمْلَةً مِّنَ الْأَحَادِيْثِ بِقَصْدِ تَشْوِيْهِ الْإِسْلَامِ وَالطَّعْنِ فِيْهِ، وَمِنْ هٰؤُلَاءِ: محمدُ بنُ سَعِيْدِ الشَّامِيُّ، المَصْلُوْبُ فِي الزَّنْدقَةِ، فَقَدْ رَوَى عَن حُمِيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، مَرْفُوْعًا: «أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ، إِلَّا أَن يَّشَاءَ اللّٰهُ». وَلَقَدْ بَيَّنَ جَهَابِذَةُ الْحَدِيْثِ أَمْرَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ.

اسلام میں طعن: یہ ایک زندیق قسم کی قوم ہے جو کھلم کھلا اسلام کے خلاف مکر وفریب کی استطاعت نہیں رکھتی، پس انہوں نے اس خبیث طریقہ کا ارادہ کیا، پس اسلام کو بد شکل بنانے اور اس میں طعن کے ارادہ سے احادیث وضع کیں، ان میں سے ”محمد بن سعید شامي“ ہے، جس کو ”زندقہ“ کی وجہ سے سولی دی گئی، اس نے حمید سے انہوں نے ”حضرت انس“ سے مرفوعا روایت کی کہ: ”میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں، مگر یہ کہ اللہ چاہے“۔ اور تحقیق حدیث کے ماہرین نے ان احادیث کی حقیقت کو واضح کیا ہے، اور اللہ تعالی ہی کے لیے تعریف اور احسان ہے۔

د - **التَّزَلُّفُ إِلَى الْحُكَّامِ:** أَيْ تَقَرُّبُ بَعْضِ ضُعْفَاءِ الْإِيْمَانِ إِلَى بَعْضِ الْحُكَّامِ بِوَضْعِ أَحَادِيْثٍ تُنَاسِبُ مَا عَلَيْه الْحُكَّامُ مِن الْانْحِرَافِ، ....

حکام کا قرب حاصل کرنا: یعنی بعض کمزور ایمان والے حکام کا قرب حاصل کرنے کے لیے ایسی احادیث وضع کرتے ہیں جو ان (حکام) کے انحراف والے راستے سے مناسبت رکھتی ہیں، ....

مِثْلُ قِصَّةِ غِيَاثِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ الْكُوْفِيِّ مَعَ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمَهْدِيِّ، حِيْنَ دَخَلَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَلعَبُ بِالْحَمَّامِ، فَسَاقَ بِسَنَدِهِ عَلَى التوّ إِلَى النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «لَا سَبَقَ إِلَّا فِيْ نَصْلٍ، أَوْ خُفٍّ، أَوْ حَافِرٍ، أَوْ جَنَاحٍ». فَزَادَ كَلِمَةَ «أَوْ جَنَاحٍ» لِأَجْلِ الْمَهْدِيِّ، فَعَرَفَ الْمَهْدِيُّ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِذَبحِ الْحَمَّامِ، وَقَالَ: أَنَا حَمَلْتُهُ عَلَى ذٰلِكَ. وَطَرَدَ هَذَا الوَضَّاعَ الْمُتَزَلِّفَ، وَعَامَلَهُ بِعَكْسِ قَصْدِهِ.

جیسے: ''غياث بن إبراهيم نخعي كوفي'' کا قصہ، جو امیر المومنین مہدی کے ساتھ ہوا، جب وہ مہدی کے پاس آیا، تو وہ کبوتر کے ساتھ کھیل رہا تھا، تو (اس غیاث نے) تسلسل کے ساتھ اپنی سند سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف حدیث چلائی کہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: '' «لَا سَبَقَ إِلَّا فِيْ نَصْلٍ، أَوْ خُفٍّ، أَوْ حَافِرٍ، أَوْ جَنَاحٍ»۔ (کہ بازی لگانا صحیح نہیں مگر تیر اندازی یا اونٹ میں یا گھوڑے میں یا پرندے میں) تو اس (غیاث نے حدیث صحیح میں) ''أو جناح'' کے کلمہ کا اضافہ کیا، تاکہ مہدی خوش ہو جائے، مہدی اس بات کو جان گیا، کبوتر کے ذبح کا حکم دیا اور کہا: میں نے ہی اسے اس زیادتی پر ابھارا ہے، اس قرب حاصل کرنے والے واضع کو نکال دیا اور اس سے اس کے ارادے کے برعکس معاملہ کیا۔

ه - **التَّكَسُّبُ وَطَلبُ الرِّزْقِ**: كَبَعْضِ الْقُصَّاصِ الذِيْنِ يَتَكَسَّبُون بِالتَّحَدُّثِ إِلَى النَّاسِ، فَيُورِدُونَ بَعْضَ الْقِصَصِ المُسلِّيَةِ وَالْعَجِيْبَةِ، حَتَّى يَسْتَمِعَ إِلَيْهِمُ النَّاسُ وَيعْطُوْهُم، كَأَبِيْ سَعِيْدِ الْمَدائِنِيِّ.

کمائی اور طلبِ رزق کے لیے: جیسے بعض قصہ گو جو لوگوں سے اپنی باتیں بیان کر کے پیسے بٹورتے ہیں، پس وہ ایسے تسلی بخش اور عجیب واقعات لاتے ہیں تاکہ لوگ انہیں غور سے سنیں، اور ان کو (بطور داد کے) کچھ دیں، جیسے: أبو سعيد مدائني۔

ز - **قَصْدُ الشُّهْرَةِ**: وَذٰلِكَ بِإِيْرَادِ الْأَحَادِيْثِ الْغَرِيْبَةِ الَّتِي لَا تُوْجَدُ عِندَ أَحَدٍ مِنْ شُيُوْخِ الْحَدِيْثِ، فَيَقْلِبُوْنَ سَنَدَ الْحَدِيْثِ لِيَسْتَغْرِبَ، فَيُرْغَبُ فِي سِمَاعِه مِنْهُم، كَابنِ أَبِي دِحْيَةَ وَحَمَّادِ النَّصِيْبِيِّ.

شہرت کے ارادہ سے: اور یہ غریب احادیث لانے کے ساتھ ہوتا ہے، جو شیوخِ حدیث میں سے کسی کے پاس نہیں ملتیں، یہ لوگ حدیث کی سند کو بدل دیتے ہیں، تاکہ نادر بن جائے اور ان سے وہ حدیث سننے میں رغبت ہو، جیسے: ''ابن أبي دحية'' اور ''حماد نصيبي'' تھے۔

۷ - مَذَاهِبُ الكَرَّامِيَّةِ فِي وَضْعِ الْحَدِيْثِ:

حدیث کے وضع کرنے میں کرامیہ کے مذاہب:

زَعَمَتْ فِرقَةٌ مِنَ الْمُبْتَدِعَة، سَمُّوا بِالْكَرَّامِيَّةِ، جوازَ وَضْعِ الْأحَاديثِ فِيْ بَابِ التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ فَقَط، وَاسْتَدَلُّوْا عَلى ذَلك بِمَا رُوِيَ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِيْثٍ: «مَنْ كَذبَ عَلَيَّ متعمدًا» مِن زِيَادةِ جُمْلةٍ: «لِيُضِلَّ النَّاسَ». ولٰكِنَّ هَذِه الزِّيادةُ لم تَثْبُتْ عنْدَ حفَّاظِ الحَدِيْثِ.

اہل بدعت کا ایک فرقہ جس کا نام ’’کرامیہ‘‘ ہے، وہ صرف ترغیب وترہیب کے باب سے متعلق احادیث وضع کرنے کو جائز کہتا ہے، اور اس کا استدلال وہ الفاظ ہیں جو بعض طُرق حدیث سے مروی ہے: «مَنْ كَذِبَ عَلَيَّ متعمدًا» ’’جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا‘‘، زائد جملہ جو محل استدلال ہے: «لِيُضِلَّ النَّاسَ» ’’تاکہ وہ لوگوں کو گمراہ کرے‘‘، حالاں کہ حفاظِ حدیث کے ہاں یہ زیادتی صحیح ثابت نہیں ہو سکی۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: «نَحْنُ نُكَذِّبُ له، لَا عَلَيْه». وَهَذَا الْاسْتِدْلَالُ فِيْ غَايَةِ السُّخْفِ؛ فَإنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْتَاجُ شَرْعُهُ إلَى كَذَّابِيْنَ لِيُرَوِّجُوْهُ.

اور بعض کرامیہ کہتے ہیں: ’’ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جھوٹ بولتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہیں بولتے‘‘، اور یہ استدلال انتہائی گھٹیا ہے؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت جھوٹوں کی محتاج نہیں، کہ وہ اس کی ترویج کریں۔

وَهَذَا الزَّعْمُ خِلَافُ إِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ، حَتّٰى بَالَغَ الشَّيْخُ أَبُوْ مُحَمَّدِ الْجُوَيْنِيّ، فَجَزَمَ بِتَكْفِيرِ وَاضِعِ الْحَدِيْثِ.

اور یہ گمان مسلمانوں کے اجماع کے خلاف ہے، حتی کہ ’’شیخ أبو محمد جويني‘‘ نے اتنا مبالغہ کیا کہ ان کے نزدیک حدیث وضع کرنے والا بلاشبہ کافر ہے۔

٨ - خَطَأُ بَعْضِ الْمُفَسِّرِيْنَ فِي ذِكْرِ بَعْضِ الْأَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ فِيْ تَفَاسِيْرِهِمْ:

بعض مفسرین کی اپنی تفاسیر میں موضوع احادیث ذکر کرنے میں خطا:

لَقَدْ أَخْطَأَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِيْنَ فِيْ ذِكْرِهِمْ أَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً فِيْ تَفَاسِيرِهِمْ مِن غَيْرِ بَيَانِ وَضْعِهَا، لَا سِيَّمَا الْحَدِيْثُ الْمَرْوِيُّ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ سُوْرَةً سُوْرَةً، وَمِنْ هَؤُلَاءِ الْمُفَسِّرِيْن:

موضوع احادیث کے موضوع ہونے کو بیان کیے بغیر بعض مفسرین نے اپنی تفاسیر میں انہیں ذکر کر کے خطا کی ہے، خاص کر وہ حدیث جو قرآن کے فضائل میں ہر ہر سورت کی فضیلت سے متعلق "أبي بن کعب" سے مروی ہے، اور ان مفسرین میں سے بعض یہ ہیں:

أ - الثَّعْلَبِيُّ.	ثعلبی رحمہ اللہ۔
ب - الوَاحِدِيُّ.	واحدی رحمہ اللہ۔
ج - الزَّمَخْشَرِيُّ.	زمخشری رحمہ اللہ۔
د - البَيْضَاوِيُّ.	بیضاوی رحمہ اللہ۔
هـ - الشَّوْكَانِيُّ.	شوکانی رحمہ اللہ۔

٩ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - «كِتَابُ المَوْضُوْعَاتِ» لابنِ الجَوْزِيِّ، وَهُوَ مِن أَقْدَمَ مَا صُنِّفَ فِي هَذَا الْفَنِّ، لٰكِنه مُتَسَاهِلٌ فِي الْحُكْمِ عَلَى الْحَدِيْثِ بِالْوَضْعِ؛ لِذَا انْتَقَدَهُ العُلَمَاءُ وَتَعَقَّبُوْهُ.

کتاب "المَوضوعات" ابن الجوزی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اور سب سے پہلے انہوں نے اس فن میں تصنیف کی ہے لیکن وہ حدیث پر موضوع ہونے کا حکم لگانے میں متساہل ہیں؛ اسی لیے علماء نے ان پر تنقید کی ہے اور اس کا تعاقب کیا ہے۔

ب - «اللَّآلِئُ الْمَصْنُوْعَةُ فِي الْأَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ» لِلسُّيوْطِيِّ، وَهُوَ اخْتِصَارٌ لِكِتَابِ ابْنِ الْجَوْزِيِّ، وَتَعْقِيبٌ عَلَيْهِ، وَ زِيَادَاتٌ لَمْ يَذْكُرْهَا ابنُ الْجَوْزِيِّ.

"اللآلي المَصنوعة في الأحاديث المَوضوعة" امام سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اور یہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی کتاب کا اختصار ہے اور اس پر تعاقب ہے اور کچھ ایسی زیادتیاں ہیں جن کو ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا۔

ج - «تَنْزِيهُ الشَّرِيْعَةِ الْمَرْفُوْعَةِ عِنِ الْأَحَادِيْثِ الشَّنِيْعَةِ الْمَوْضُوْعَةِ» لابنِ عراقٍ الكِنَانِيِّ، وَهُوَ تَلْخِيْصٌ لِسَابِقَيْهِ، وَهُوَ كِتابٌ حَافِلٌ مُهَذَّب مُفِيْدٌ.

"تنزيه الشريعة المَرفوعة عن الأحاديث الشنيعة المَوضوعة" ابن عراق الکنانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، اور یہ کتاب سابقہ دونوں کتابوں کی تلخیص ہے، جو کہ جامع، مہذب اور مفید کتاب ہے۔

المَتْرُوْكُ

متروک

إِذَا كَانَ سَبَبُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِيْ هُوَ التُّهمَةُ بِالْكَذِبِ -وَهُوَ السَّبَبُ الثَّانِي- سُمِّيَ حَدِيْثُه: «الْمَتْرُوْكَ».

جب راوی میں طعن کا سبب جھوٹ کی تہمت ہو اور وہ دوسرا سبب ہے، تو اس حدیث کا نام "متروک" ہے۔

فائدہ: یہ قسم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "نخبة الفكر" میں ذکر کی ہے، اس سے پہلے "ابن صلاح رحمہ اللہ" اور "امام نووی رحمہ اللہ" نے اسے ذکر نہیں کیا۔

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: اسمُ مَفْعُوْلٍ مِن «التَّرْكِ» وَتُسَمِّي الْعَرَبُ البَيْضَةَ بَعْدَ أَنْ يَّخْرُجَ مِنْهَا الْفَرْخُ «التَّرِيْكَةَ» أَي مَتْرُوْكَةٌ، لَا فَائِدَةَ منها.

لغت میں: اسم مفعول ہے ''ترك'' سے اور عرب والے اس انڈے کا نام جس سے چوزہ نکل چکا ہو ''تريكة'' رکھتے ہیں، یعنی چھوڑا ہوا، جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

ب - **اصطِلَاحًا**: هُوَ الْحدِيثُ الَّذِي فِيْ إِسْنَادِهِ رَاوٍ مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جس کی سند میں متهم بالكذب راوی ہو۔

٢ - أَسْبَابُ اتِّهَامِ الرَّاوِيْ بِالْكِذْبِ:

راوی پر جھوٹ کی تہمت کے اسباب:

أَسْبَابُ اتِّهَامِ الرَّاوِي بِالْكِذْبِ أَحَدُ أَمْرَيْنِ؛ هُمَا:

راوی پر جھوٹ کی تہمت کے اسباب دو امروں میں سے ایک ہے، جو یہ ہیں:

أ - أَن لَّا يُرْوَى ذَلِكِ الْحَدِيْثُ إِلَّا مِنْ جِهَتِهِ، وَيَكُوْنُ مُخَالِفًا لِلْقَوَاعِدِ الْمَعْلُوْمَةِ.

یہ کہ وہ حدیث صرف اسی کے واسطہ سے مروی ہو اور وہ قواعد معلومہ کے مخالف ہو۔

فائدہ: ''قواعد معلومہ'': وہ عام اصول جنہیں علماء نے عام مشہور صحیح نصوص سے مستنبط کیا ہو، جیسے: یہ قاعدہ: ''الأصل براءة الذمة''۔

ب - أَن يُّعْرَفَ الرَّاوِي بِالْكِذْبِ فِيْ كَلَامِهِ العَادِيِّ، لٰكِنْ لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ الْكِذْبُ فِي الْحَدِيْثِ النَّبوِيِّ.

راوی اپنے عادی کلام میں جھوٹا مشہور ہو، لیکن اس سے حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ ظاہر نہ ہوا ہو۔

فائدہ: حدیث نبوی ﷺ میں جھوٹ ظاہر ہو تو اس کی حدیث کو "موضوع" کہتے ہیں۔

٣ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شَمِرٍ الْجُعفِيِّ الْكُوْفِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، عَنْ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ قَالَا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ، وَيُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ، وَيَقْطَعُ صَلَاةَ الْعَصرِ آخِرَ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ.

"عَمْرو بْن شَمِرٍ الْجُعفِي الْكُوْفِي" کی حدیث: جو وہ جابر سے، وہ ابو طفیل سے، وہ علی اور عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کرتا ہے کہ وہ دونوں فرماتے ہیں: "نبی ﷺ فجر میں قنوت پڑھتے تھے، اور عرفہ کے دن صبح کی نماز سے تکبیرات پڑھنا شروع کر دیتے، اور ایام تشریق کے آخری دن عصر کی نماز کے وقت ختم کرتے"۔

وَقَدْ قَالَ النَّسَائِيُّ وَالدَّارُقُطْنِي وَغَيرُهُمَا مِن عَمروِ بْنِ شَمِرٍ: «مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ».

اور امام نسائی رحمہ اللہ اور دار قطنی رحمہ اللہ وغیرہ "عمرو بن شمر" کے بارے میں کہتے ہیں کہ: وہ "متروک الحدیث" ہے۔

٤ - رُتْبَتُهُ:

اس کا مرتبہ:

مَرَّ بِنَا أَنَّ شَرَّ الضَّعِيفِ الْمَوْضُوْعُ، وَيَلِيهِ الْمَتْرُوكُ، ثُمَّ الْمُنْكَرُ، ثُمَّ الْمُعَلَّلُ، ثُمَّ الْمُدْرَجُ، ثُمَّ الْمَقْلُوْبُ، ثُمَّ الْمُضْطَرِبُ. كَذَا رَتَّبَهُ الْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ.

یہ بات گذر چکی ہے کہ ضعیف کی بد تر قسم موضوع ہے اور اس کے بعد متروک ہے، پھر منکر ہے، پھر معلل، پھر مدرج، پھر مقلوب ہے، پھر مضطرب، یہی ترتیب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کی ہے۔

الْمُنْكَرُ

منکر

إِذَا كَانَ سَبَبُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي فُحْشَ الْغَلَطِ، أَوْ كَثْرَةَ الْغَفَلَةِ، أَوِ الفِسْقَ -وَهُو السَّبَبُ الثَّالِثُ وَالرَّابِعُ وَالخَامِسُ- فَحَدِيْثُه يُسَمَّى «الْمُنْكَرُ».

جب راوی میں طعن کا سبب، فحش غلطی یا غفلت کی زیادتی یا فسق ہو، جو کہ تیسرا، چوتھا اور پانچواں سبب ہے، تو ایسی حدیث کا نام "منکر" ہے۔

١ - تعريفُه:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: هُوَ اسمُ مَفْعُوْلٍ مِنَ «الْإِنْكَارِ» ضِدُّ الْإِقْرَارِ.

لغت میں: یہ اسم مفعول ہے "انکار" سے، جو کہ "اقرار" کی ضد ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: عَرَّفَ عُلَمَاءُ الْحَديثِ الْمُنْكَرَ بِتعرِيْفَاتٍ مُتَعَدَّدَةٍ، أَشْهَرُهَا: تَعْرِيْفَان، وَهُمَا:

اصطلاح میں: علمائے حدیث نے منکر کی متعدد تعریفیں کی ہیں، جن میں مشہور دو تعریفیں ہیں، جو یہ ہیں:

١ - هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذي فِيْ إِسْنَادِهِ رَاوٍ فَحُشَ غَلَطُهُ، أَوْ كَثُرَتْ غَفْلَتُهُ، أَوْ ظَهَرَ فِسْقُه.

منکر: وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایسا راوی ہو جس کی غلطیاں فحش ہوں یا اس کی غفلت زیادہ ہو یا اس کا فسق ظاہر ہو۔

وَهَذَا التَّعرِيْفُ ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ، وَنَسَبَهُ لِغَيْرِهِ وَمَشَى عَلَى هَذَا التَّعْرِيْفِ الْبَيْقُوْنِيُّ فِيْ مَنْظُوْمَتِه، فَقَالَ:

اس تعریف کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور غیر کی طرف منسوب کیا ہے، اور اسی تعریف کو "بيقوني رحمہ اللہ" نے اپنی کتاب "المَنظومة" میں ذکر کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

وَمُنْكَرُ الْفَرْدِ بِه رَاوٍ غَدَا تَعْدِيْلُه لَا يَحْمِلُ التَّفَرُّدَا

اور منکر وہ حدیث ہے جس میں ایسا راوی منفرد ہو جس کی تعدیل اس کے تفرد کو نہ اٹھا سکے

۲ - هُوَ مَا رَوَاهُ الضَّعِيفُ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثِّقَةُ.

منکر: وہ حدیث ہے جس کو ضعیف اس کے خلاف روایت کرے، جسے ثقہ نے روایت کیا ہے۔

وَهَذا التَّعْرِيفُ هُوَ الَّذِيْ ذَكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حجرٍ، وَاعْتَمَدَهُ، وَفِيهِ زِيَادَةٌ عَلَى التَّعْرِيْفِ الْأَوَّلِ، وَهِيَ: قَيْدُ مُخَالَفَةِ الضَّعِيْفِ لِمَا رَوَاهُ الثِّقَةُ.

اور یہ تعریف وہی ہے، جسے حافظ ابن حجرؒ نے روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد بھی کیا ہے اور اس میں پہلی تعریف پر کچھ زیادتی ہے، وہ یہ قید ہے کہ ضعیف، ثقہ کی روایت کی مخالفت کرے۔

۲ - الفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الشَّاذِ:

اس کے اور شاذ کے درمیان فرق:

أ - أَنَّ الشَّاذَ مَا رَوَاهُ الْمَقْبُوْلُ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ مَنْ هُوَ أَوْلَى مِنْهُ.

شاذ: وہ ہے جس کو مقبول راوی روایت کرے، اس کے خلاف جسے اس سے بہتر اور اوثق نے روایت کیا ہے۔

فائدہ: مقبول سے مراد وہ حدیث ہے، جو کہ صحیح اور حسن کے راوی کو شامل ہو، یعنی عادل، تام الضبط اور وہ عادل جس کا ضبط خفیف ہو۔

ب - أَنَّ الْمُنْكَرَ مَا رَوَاهُ الضَّعِيْفُ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثِّقَةُ.

منکر: وہ ہے جسے ضعیف نے روایت کیا اس کے خلاف جسے ثقہ نے روایت کیا ہے۔

فَيُعْلَمُ مِنْ هَذَا أَنَّهُمَا يَشْتَرِكَانِ فِيْ اِشْتِرَاطِ الْمُخَالَفَةِ، وَيَفْتَرِقَانِ فِيْ أَنَّ الشَّاذَ رَاوِيْهِ مَقْبُوْلٌ، وَالْمُنْكَرَ رَاوِيْهِ ضَعِيْفٌ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: ....

پس اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں مخالفت کی شرط میں شریک ہیں، اور اس میں جدا ہو جاتے ہیں کہ شاذ کا راوی مقبول ہوتا ہے، جب کہ منکر کا راوی ضعیف ہوتا ہے، ابن حجرؒ کہتے ہیں: ....

«وَقَدْ غَفَلَ مَنْ سَوَّى بَيْنَهُمَا».

"جس نے ان دونوں کے درمیان برابری کی، اس نے غفلت سے کام لیا"۔

٣ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

أ - **مِثَالٌ لِلتَّعْرِيفِ الْأَوَّلِ**: مَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَابنُ مَاجه مِنْ رِوَايَةِ أَبِي زُكَيْرٍ يَحْيٰى بنِ محمدِ بنِ قَيْسٍ، عَنْ هِشَامِ بنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَن عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا: «كُلُوْا الْبَلَحَ بِالتَّمْرِ؛ فَإِنَّ ابْنَ آدَمَ إِذَا أَكَلَهُ غَضَبَ الشَّيْطَانُ».

پہلی تعریف کی مثال: وہ حدیث جسے امام نسائی رحمہ اللہ اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا، "أبو زكير يحيي بن محمد بن قيس عن هشام بن عروة" وہ اپنے والد سے، وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعًا روایت کرتے ہیں: "تم کچی کھجور کھاؤ خشک کھجور کے ساتھ؛ کیونکہ ابن آدم جب اس کو کھاتا ہے تو شیطان غصہ ہوتا ہے"۔

قَالَ النّسَائِيُّ: «هَذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ، تَفَرَّدَ بِه أَبُوْ زُكَيرٍ، وَهُوَ شَيْخٌ صَالِحٌ، أَخرَجَ لَه مُسْلِمٌ فِي الْمُتَابَعَاتِ، غَيْرَ أَنَّه لَم يَبْلُغْ مَبْلَغَ مَن يُحْتَمَلُ تَفَرُّدُهُ».

امام نسائی کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے، اس میں "أبو زكير" متفرد ہیں، جو کہ صالح شیخ ہیں، اس کی حدیث مسلم نے متابعات میں ذکر کی ہے، لیکن یہ راوی اس درجہ کا نہیں کہ اس کی متفرد حدیث قبول کی جائے۔

ب - **مِثَالٌ لِلتَّعْرِيْفِ الثَّانِيِّ**: مَا رَوَاهُ ابنُ أَبِي حَاتِمٍ مِنْ طَرِيْقِ حُبَيِّبِ بْنِ حَبِيْبٍ الزَّيَّاتِ، عَن أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْعَيْزَارِ بْنِ حُرَيْثٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَقَامَ الصَّلَاةَ، وَآتَى الزَّكَاةَ، وَحَجَّ البَيْتَ، وَصَامَ، وَقَرَى الضَّيْفَ دَخَلَ الجَنَّةَ».

دوسری تعریف کی مثال: وہ حدیث ہے جسے "ابن أبي حاتم" نے "حبيب بن حبيب زيات" سے روایت کیا، وہ ابو اسحاق سے، وہ "عيزار بن حريث" سے، وہ "ابن عباس رضی اللہ عنہما" سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی، اور بیت اللہ کا حج کیا، اور روزہ رکھا، اور مہمان کی میزبانی کی، وہ جنت میں داخل ہوگا"۔

قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ: «هُوَ مُنْكَرٌ؛ لِأَنَّ غَيْرَهُ مِنَ الثِّقَاتِ رَوَاهُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ مَوْقُوْفًا، وَهُوَ الْمَعْرُوْفُ».

ابو حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ منکر ہے؛ کیونکہ "حبيب بن حبيب زيات" کے علاوہ دوسرے ثقہ رواۃ نے اس حدیث کو "أبو إسحاق" سے موقوفاً روایت کیا ہے، اور یہی معروف ہے۔

٤ - رُتْبَتُهُ:

اس کا مرتبہ:

يَتَبَيَّنُ مِنْ تَعْرِيْفَي الْمَنْكَرِ الْمَذكُوْرَيْنِ آنِفًا أَنَّ الْمُنْكَرَ مِنْ أَنْوَاعِ الضَّعِيْفِ جِدًّا؛ لِأَنَّهُ إِمَّا رِوَايَةُ ضَعِيْفٍ مَوْصُوْفٍ بِفُحْشِ الْغَلَطِ، أَوْ كَثْرَةِ الْغَفْلَةِ، أَوِ الْفِسْقِ، وَإِمَّا رِوَايَةُ ضَعِيْفٍ مُخَالِفٍ فِي رِوَايَتِه تَلِكَ لِرِوَايَةِ الثِّقَةِ، وَكِلَا الْقِسْمَيْنِ فِيْهِ ضُعْفٌ شَدِيْدٌ؛ لِذَلِكَ مَرَّ بِنَا فِي بحثِ «الْمَتْرُوْكِ» أَنَّ الْمُنْكَرَ يَأْتِيْ فِيْ شِدَّةِ الضُّعْفِ بَعْدَ مَرْتَبَةِ الْمَتْرُوْكِ.

منکر کی ابھی مذکورہ دونوں تعریفوں سے واضح ہوتا ہے کہ منکر انتہائی ضعیف حدیث کی اقسام سے ہے، اس لیے کہ یہ یا تو ایسے ضعیف راوی کی روایت ہوگی جو فحش غلطی یا کثرتِ غفلت یا فسق کے ساتھ موصوف ہوگا اور یا ایسے ضعیف کی روایت ہوگی جو اپنی روایت میں ثقہ رواۃ کی مخالفت کرتا ہے اور دونوں قسموں میں شدید ضعف ہے؛ اسی لیے متروک کی بحث میں یہ گذر چکا ہے کہ منکر شدتِ ضعف میں متروک کے مرتبہ کے بعد ہے۔

المَعْرُوْفُ

معروف

١ - تعريفه:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةٍ:** هُوَ اسمُ مَفْعُوْلٍ، مَن «عَرَفَ».

لغت میں: یہ اسم مفعول ہے ”عرف“ سے

ب - **اصطِلَاحًا:** مَا رَوَاهُ الثِّقَةُ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الضَّعِيْفُ.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جسے ثقہ نے روایت کیا، اور وہ ضعیف کی روایت کے مخالف ہو۔

فَهُوَ بِهذَا الْمَعْنَى مُقَابِلٌ لِلْمُنْكَرِ، أو بِتَعْبِيْرٍ أَدَقَّ: هُوَ مُقَابِلٌ لِتَعْرِيْفِ الْمُنْكَرِ الَّذِيْ اعْتَمَدَهُ الْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ.

پس یہ اس معنی میں منکر کے مقابل ہے، یا دقیق تعبیر کے ساتھ یوں کہا جائے کہ: وہ روایت جو منکر کی اس تعریف کے مقابل ہو، جس پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

أَمَّا مِثَالُهُ فَهُوَ الْمِثَالُ الثَّانِي الَّذِي مَرَّ فِي نَوْعِ الْمُنْكَرِ، وَهُوَ: «مَن أَقَامَ الصَّلَاةَ، وَآتَى الزَّكَاةَ، وَحَجَّ الْبَيْتَ، وصَامَ، وَقَرَى الضَّيْفَ، دَخَلَ الْجَنَّةَ». لٰكِنْ مِنْ طَرِيْقِ الثِّقَاتِ الَّذِيْنَ رَوَوْهُ مَوْقُوْفًا عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، أَيْ أَنَّهُ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَلَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ عَكْسُ رِوَايَةِ حُبَيِّبٍ الذي رَوَاهُ مَرْفُوْعًا؛ لِأَنَّ ابْنَ أَبِيْ حَاتِمٍ قَالَ -بَعْدَ أَنْ سَاقَ حَدِيْثَ حُبَيِّبٍ الْمَرْفُوْعِ- : «هوَ مُنْكَرٌ؛ لِأَنَّ غَيْرَهُ مِن الثِّقَاتِ رَوَاهُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ مَوْقُوْفًا، وَهُوَ الْمَعْرُوْفُ».

اس کی مثال، وہ دوسری مثال ہے جو منکر کی قسم میں گذر چکی اور وہ یہ ہے: ”جس نے نماز قائم کی اور زکاۃ ادا کی اور بیت اللہ کا حج کیا اور روزہ رکھا اور مہمان کی میزبانی کی وہ جنت میں داخل ہوگا“۔ لیکن ان ثقہ راویوں کے طریق سے جنھوں نے اسے ”ابن عباس رضی اللہ عنہما“ سے موقوفا بیان کیا، یعنی یہ کہ یہ ”ابن عباس رضی اللہ عنہما“ کا کلام ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اور یہ حبیب کی اس روایت کا عکس ہے، جسے اس نے مرفوعا روایت کیا؛ کیونکہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حبیب کی مرفوع حدیث ذکر کرنے کے بعد کہا کہ: ”یہ منکر ہے، اس لیے کہ اس کے علاوہ ثقہ راویوں نے اس روایت کو أبي إسحاق سے موقوف روایت کیا ہے اور یہ معروف ہے“۔

فائدہ: ''معروف'' کا بیان یہاں اس وجہ سے نہیں کیا گیا کہ وہ مردود کی قسم ہے، بلکہ اسے اس کی قسم ''منکر'' کی مناسبت سے ذکر کیا گیا، ورنہ معروف ''مقبول'' کی اقسام میں سے ہے، جس سے حجت پکڑی جاتی ہے۔

الشَّاذُّ وَالْمَحْفُوْظُ

شاذ اور محفوظ

١ - تَعْرِيْفُ الشَّاذِّ:

شاذ کی تعریف:

أ - **لُغَةً:** اسمُ فَاعِلٍ، مِنْ «شَذَّ» بِمَعْنى «اِنْفَرَدَ»، فَالشَّاذُّ مَعْنَاهُ: «المُنْفَرِدُ عَنِ الْجُمْهُوْرِ».

لغت میں: اسم فاعل ہے ''شذ'' سے بمعنی ''اکیلا ہونا''، تو شاذ کے معنی ہوئے ''جو جمہور سے اکیلا ہو''۔

ب - **اصْطِلَاحًا:** مَا رَوَاهُ الْمَقْبُوْلُ مُخَالِفًا لِمَنْ هُوَ أَوْلٰى مِنْهُ.

اصطلاح میں: وہ حدیث جسے مقبول راوی روایت کرے اس کے خلاف جو اس سے اعلیٰ اور اوثق ہے۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

المَقبُوْلُ هو: العَدْلُ الَّذِي تَمَّ ضَبْطُهُ، أَوِ الْعَدْلُ الَّذِي خَفَّ ضَبْطُهُ، وَالَّذِيْ هُوَ أَوْلٰى مِنْهُ: هُوَ الرَّاوِي الذِيْ يَكُوْنُ أَرْجَحُ مِنْهُ؛ لِمَزِيْدِ ضَبْطٍ، أَوْ كَثْرَةِ عَدَدٍ، أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ وُجُوْهِ التَّرْجِيْحَاتِ.

مقبول: وہ عادل راوی جس کا ضبط کامل ہو، یا وہ عادل راوی جس کا ضبط خفیف ہو، اور وہ جو اس سے اولیٰ ہے یعنی جو اس سے زیادہ راجح ہو، اپنے زیادہ ضبط یا کثرتِ تعداد یا ترجیح کے اسباب میں سے کسی اور سبب کی وجہ سے۔

هَذَا وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي تَعرِيْفِه عَلَى أَقْوَالٍ متعَدَّدَةٍ، لٰكِنَّ هَذَا التَّعْرِيْفَ هُوَ الَّذِيْ اخْتَارَهُ الحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ، وَقَالَ: إِنَّهُ الْمُعْتَمَدُ فِيْ تَعْرِيْفِ الشَّاذِّ بِحَسْبِ الْاصْطِلَاحِ.

اور تحقیق علماء کا اس کی تعریف میں متعدد اقوال پر اختلاف ہے، لیکن مذکورہ تعریف وہ ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اختیار کیا، اور فرمایا: بیشک شاذ کی تعریف میں اصطلاح کے اعتبار سے یہی تعریف معتبر ہے۔

٣ - أَيْنَ يَقَعُ الشُذُوْذُ؟

شذوذ کہاں واقع ہوتا ہے؟

يَقَعُ الشُّذُوْذُ فِي السَّنَدِ، كَمَا يَقَعُ فِي الْمَتنِ أَيْضًا.

شذوذ: سند میں واقع ہوتا ہے، جیسا کہ وہ متن میں واقع ہوتا ہے۔

أ - **مِثَالُ الشُّذُوْذِ فِي السَّنَدِ**: مَا رَوَاهُ التِّرمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَه، مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَوْسَجَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: «أَنَّ رَجُلًا تُوُفِّيَ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَدَعْ وَارِثًا إِلَّا مَوْلىً هُوَ أَعْتَقَهُ». وَتَابَعَ ابْنَ عُيَيْنَةَ عَلَى وَصْلِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ، وَخَالَفَهُمْ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، فَرَوَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍعَنْ عَوْسَجَةَ، وَلَم يَذْكُرِ ابنَ عَبَّاسٍ.

سند میں شذوذ کی مثال: وہ حدیث جسے امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے اس سند سے روایت کیا: ''ابن عيينة عن عمرو بن دينار عن عوسجة عن ابن عباس'' کہ: ''ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں فوت ہو گیا، سوائے ایک غلام کے جسے اس نے آزاد کیا تھا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا''۔ اس کے متصل ہونے پر ابن عیینہ رحمہ اللہ کی متابعت ابن جریج رحمہ اللہ وغیرہ نے کی ہے، جبکہ حماد بن زید نے ان کی مخالفت کی ہے، اس نے اسے عمرو بن دینار سے، اور وہ عوسجہ سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔

وَلِذَا قَالَ أَبُوْ حَاتِمٍ: الْمَحْفُوْظُ حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ ....

اسی وجہ سے ابو حاتم رحمہ اللہ نے کہا: ابن عیینہ رحمہ اللہ کی حدیث ''محفوظ'' ہے، ....

فَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ مِنْ أَهْلِ الْعَدَالَةِ وَالضَّبْطِ، وَمَعَ ذَلكَ فَقدْ رَجَّحَ أَبُوْ حَاتِمٍ رِوَايَةَ مَنْ هُمْ أَكْثَرُ عَدَدًا مِنْهُ.

اگرچہ حماد بن زید رحمہ اللہ صاحبِ عدالت اور صاحبِ ضبط ہیں، اس کے باوجود ابو حاتم رحمہ اللہ نے ان کی روایت کو ترجیح دی، جو اس سے زیادہ تعداد میں ہیں۔

ب - **مِثَالُ الشُّذُوْذِ فِي الْمَتَنِ**: مَا رَوَاهُ أَبُوْ دَاودَ وَالتِّرمَذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا: «إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمُ الْفَجْرَ فَلْيَضْطَجِعْ عَنْ يَّمِيْنِه». قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: خَالَفَ عَبْدُ الْوَاحِدِ الْعَدَدَ الْكَثِيْرَ فِيْ هَذَا؛ فَإِنَّ النَّاسَ إِنَّمَا رَوَوْهُ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَا مِنْ قَوْلِهِ، وَانْفَرَدَ عَبْدُ الْوَاحِدِ مِن بَيْنِ ثِقَاتِ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا اللَّفْظِ.

متن میں شذوذ کی مثال: وہ حدیث جسے ابو داود اور ترمذی رحمہما اللہ نے "عبد الواحد بن زياد عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة" سے مرفوعا روایت کیا: "جب تم میں سے کوئی فجر کی نماز پڑھے تو اپنے دائیں جانب لیٹ جائے"۔ بیہقی کہتے ہیں: عبد الواحد نے اس میں ایک بڑی تعداد کی مخالفت کی ہے؛ کیونکہ دوسرے لوگ اس کو روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے نہ کہ قول سے، اور ان الفاظ میں عبد الواحد "اعمش" کے ثقہ ساتھیوں میں منفرد ہے۔

٤ - المَحْفُوْظُ:

محفوظ:

هَذَا وَيُقَابِلُ الشَّاذَّ «الْمَحْفُوْظُ»، وَهُوَ:

شاذ کے مدِ مقابل محفوظ ہے۔ اور وہ یہ ہے:

مَا رَوَاهُ الْأَوْثَقُ مُخَالِفًا لِرِوَايَةِ الثِّقَةِ.

وہ حدیث: جسے اوثق روایت کرے، ثقہ کی روایت کے خلاف۔

وَمِثالُه: هُوَ الْمِثَالَانِ الْمَذْكُوْرَانِ فِي نَوْعِ الشَّاذِّ، لٰكِنْ مِنْ طَرِيْقِ الْأَوْثَقِ.

اس کی مثال: وہ دونوں مثالیں جو شاذ کی قسم میں گذر چکیں، بشرطیکہ وہ اوثق کے طریق سے ہو۔

حُكْم الشَّاذِ وَالْمَحْفُوْظِ: مِنَ الْمَعْلُوْمِ أَنَّ الشَّاذَّ حَدِيْثٌ مَرْدُوْدٌ، أَمَّا الْمَحْفُوْظُ فَهُوْ حَدِيْثٌ مَقْبُوْلٌ.

شاذ اور محفوظ کا حکم: یہ معلوم ہے کہ شاذ مردود حدیث ہے، لیکن محفوظ مقبول حدیث ہے۔

الْمُعَلَّلُ

معلل

إذَا كَانَ سَبَبُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي هُو «الْوَهَمُ» فَحَدِيْثُهُ يُسَمَّى «الْمُعَلَّلُ»، وَهُوَ السَّبَبُ السَّادِسُ.

جب راوی میں طعن کا سبب ''وھم'' ہو تو اس کی حدیث کو ''معلل'' کہتے ہیں، اور یہ چھٹا سبب ہے۔

۱ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً:** اسمُ مَفْعُوْلٍ مِنْ «أَعَلَّهُ» بِكَذَا فَهُوَ «مُعَلٌّ»، وَهُوَ الْقِيَاسُ الصَّرْفِيُّ الْمَشْهُوْرُ، وَهُوَ اللُّغَةُ الْفَصِيْحَةُ، لٰكِنَّ التَّعْبِيْرَ بِـ«الْمُعَلَّلِ» مِن أَهْلِ الْحَدِيْثِ جَاءَ عَلَى غَيْرِ الْمَشْهُورِ فِي اللُّغَةِ، وَمِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مَنْ عَبَّرَ عَنْهُ بِـ«الْمَعْلُوْلِ»، وَهُوَ ضَعِيْفٌ مَرذُوْلٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعَرْبِيَّةِ وَاللُّغَةِ.

لغت میں: اسم مفعول ہے ''أَعَلَّه'' سے، مشہور صرفی قانون اور لغتِ فصیحہ کے مطابق یہ لفظ ''معلّ'' ہے، البتہ محدثین کی طرف سے ''معلَّل'' کے ساتھ تعبیر کرنا غیر مشہور لغت کے مطابق ہے، اور بعض محدثین اسے ''معلول'' کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں جو کہ ضعیف ہے، اہل لغت اور عربی دانوں کے نزدیک معیوب ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: هُوَ الْحَدِيْثُ الذي أُطُّلِعَ فِيْهِ عَلَى عِلَّةٍ تَقْدَحُ فِيْ صِحَّتِهِ، مَعَ أَنَّ الظَّاهِرَ السَّلَامَةُ مِنْهَا.

اصطلاح میں: وہ حدیث ہے جس میں کوئی ایسی علت ہو جو اس کی صحت میں ضعف کا سبب ہو، اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ عیب سے سلامت ہو۔

۲ - تَعْرِيْفُ الْعِلَّةِ:

علت کی تعریف:

هِيَ سَبَبٌ غَامِضٌ خَفِيٌّ قَادِحٌ فِي صِحَّةِ الْحَدِيْثِ. فَيُؤْخَذُ مِن تَعْرِيْفِ الْعِلَّةِ هَذَا أَنَّ الْعِلَّةَ عِنْدَ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ لَا بُدَّ أَن يَّتَحَقَّقَ فِيْهَا شَرْطَانِ، وَهُمَا:

علت: وہ پوشیدہ اور مخفی سبب جو حدیث کی صحت میں ضعف کا سبب بنے، پس علت کی تعریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ محدثین کے نزدیک علت کے لیے دو شرطوں کا تحقق ضروری ہے، جو کہ یہ ہیں:

أ - الغُمُوْضُ وَالْخِفَاءُ.

پوشیدہ اور مخفی ہونا۔

ب - الْقَدْحُ فِي صِحَّةِ الحَدِيْثِ.

حدیث کی صحت میں قادح (عیب) ہونا۔

فَإِنِ اخْتَلَّ وَاحِدٌ مِنْهُمَا -كَأَنْ تَكُوْنَ الْعِلَّةُ ظَاهِرَةً، أَوْ غَيْرَ قَادِحَةٍ- فَلَا تُسَمَّى عِنْدَئِذٍ عِلَّةٌ اصْطِلَاحًا.

پس اگر ان میں سے کسی ایک میں خلل ہو، جیسے: مثلاً علت ظاہر ہو یا قادح نہ ہو، اس وقت اصطلاح میں اس کا نام "علت" نہیں کہلائے گا۔

٣ - قَد تُطْلَقُ الْعِلَّةُ عَلَى غَيْرِ مَعْنَاهَا الاِصْطلَاحِيِّ:

کبھی علت کا اطلاق غیر اصطلاحی معنی پر بھی ہوتا ہے:

إِنَّ مَا ذَكَرْتُهُ مِنْ تَعْرِيفِ الْعِلَّةِ فِي الْفِقْرَةِ السَّابِقَةِ هُوَ الْمُرَادُ بِالْعِلَّةِ فِيْ اصْطِلَاحِ الْمُحَدِّثِيْنَ، لٰكِنْ قَد يُطْلِقُوْنَ الْعِلَّةَ أَحْيَانًا عَلَى أَيِّ طَعْنٍ مُوَجِّهٍ لِلْحَدِيْثِ، وَإِن لَّمْ يَكُنْ هَذَا الطَّعْنُ خَفِيًّا، أَوْ قَادِحًا.

بے شک گذشتہ فقرہ (پیرے) میں علت کی جو تعریف میں نے ذکر کی، اس سے مراد وہ تعریف ہے جو محدثین کی اصطلاح میں ہے، لیکن کبھی علت کا اطلاق حدیث میں کسی بھی قسم کے طعن پر کرتے ہیں، جو اسے درپیش ہو، اگرچہ وہ طعن مخفی یا قادح نہ ہو۔

أ - **فَمِنَ النَّوْعِ الْأَوَّلِ**: التَّعْلِيْلُ بِكَذِبِ الرَّاوِيِّ، أَوْ غَفْلَتِهِ، أَوْ سُوْءِ حِفْظِهِ، أَوْ نَحْوِ ذَلِكَ. حَتّٰى لَقَدْ سَمَّى التِّرْمِذِيُّ النَّسْخَ عِلَّةً.

پہلی قسم: راوی کے جھوٹا ہونے کے سبب کو علت سے بیان کرنا، یا اس کی غفلت یا اس کے سوءِ حفظ یا اس کے مثل طعن بیان کرنا، حتی کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے نسخ کا نام بھی علت رکھ دیا۔

ب - **وَمِنَ النَّوْعِ الثَّانِيِّ**: التَّعْلِيْلُ بِمخَالَفةٍ لَا تَقْدَحُ فِي صِحَّةِ الْحَدِيْثِ، كَإِرسَالِ مَا وَصَلَهُ الثِّقَةُ، وَبِنَاءً عَلَى ذَلِكَ فَقَدْ قَالَ بَعْضُهُمْ: «مِن حَدِيْثِ الصَّحِيْحِ مَا هُوَ صَحِيْحٌ مُعَلَّلٌ».

اور دوسری قسم: مخالفت کے ساتھ علت بیان کرنا، حدیث کی صحت میں قادح نہیں ہوتا۔ جیسے: ثقہ کی متصل روایت کو مرسل بیان کرنا، اور اس بناء پر بعض علماء نے کہا کہ: صحیح حدیث میں سے وہ بھی ہے جو "معلل صحیح" ہو۔

٤ - جلالَتُه، ودِقَّتُهُ، وَمَنْ يَّتَمَكَّنُ مِنْهُ:

اس کی جلالت، باریکی اور اس فن تک رسائی پانے والے:

مَعْرِفَةُ عِلَلِ الْحَدِيْثِ مِنْ أَجَلِّ عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ، وَأَدَقِّهَا؛ ....

تمام علوم حدیث میں حدیث کی علتوں کو پہچاننا عظیم اور دقیق علم ہے؛ ....

لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إِلٰى كَشْفِ الْعِلَلِ الْغَامِضَةِ الْخَفِيَّةِ الَّتِي لَا تَظْهَرُ إِلَّا لِلْجَهَابِذَةِ فِيْ عُلُومِ الْحَدِيْثِ. وَإِنَّمَا يَتَمَكَّنُ مِنْهُ وَيُقَوِّيْ عَلَى مَعْرِفَتِهِ أَهْلُ الْحِفْظِ وَالْخِبْرَةِ وَالْفَهْمِ الثَّاقِبِ، وَلِهٰذَا لَمْ يَخُضْ غِمَارَهُ إِلَّا الْقَلِيْلُ مِنَ الْأَئِمَّةِ، كَابْنِ الْمَدِيْنِيِّ، وَأَحْمَدَ، وَالْبُخَارِيِّ، وَأَبِي حَاتِمٍ، وَالدَّارَقُطْنِيِّ.

کیونکہ اس میں ان پوشیدہ، مخفی علتوں کو واضح کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف علوم حدیث کے ماہرین پر ظاہر ہوتی ہیں، اور اس تک حافظ، صاحبِ معرفت اور روشن سمجھ والا ہی رسائی پا سکتا ہے اور اس کی پہچان پر قدرت رکھ سکتا ہے، اسی لیے اس کی گہرائیوں میں غوطہ لگانے والے بہت تھوڑے ائمہ ہیں، جیسے: امام ابن المدینی، امام احمد، امام بخاری، امام ابو حاتم اور امام دار قطنی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔

٥ - إِلٰى أَيِّ إِسْنَادٍ يَتَطَرَّقُ التَّعْلِيْلُ؟

کس سند کی طرف تعلیل راہ لیتی ہے؟

يَتَطَرَّقُ التَّعْلِيْلُ إِلَى الْإِسْنَادِ الْجَامِعِ شُرُوْطَ الصِّحَّةِ ظَاهِرًا؛ لِأَنَّ الْحَدِيْثَ الضَّعِيْفَ لَا يَحْتَاجُ إِلَى الْبَحْثِ عَنْ عِلَلِهِ؛ إِذْ إِنَّه مَرْدُودٌ لَا يُعْمَلُ بِه.

تعلیل ایسی سند کی طرف راہ لیتی ہے جو صحت کی شرائط کو ظاہرًا جمع کرنے والی ہو؛ کیونکہ ضعیف حدیث میں اس کی علتوں کے متعلق بحث کی ضرورت نہیں؛ اس لیے کہ وہ مردود ہے، اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔

٦ - بِمَ يُسْتَعَانُ على إِدْرَاكِ الْعِلَّةِ؟

علت کے ادراک پر کیسے مدد طلب کی جائے؟

يُسْتَعَانُ عَلَى إِدْرَاكِ الْعِلَّةِ بِأُمُوْرٍ، مِنْهَا:

علت کے ادراک پر چند امور سے مدد طلب کی جائے گی، جو کہ یہ ہیں:

أ - تَفَرُّدُ الرَّاوِيْ. راوی کا متفرد ہونا۔

ب - مُخَالَفَةُ غَيْرِهِ لَهُ. غیر کا اس کی مخالفت کرنا۔

فائدہ: مطلب یہ کہ کوئی اور صاحب علم اس راویِ حدیث کی مخالفت کر رہا ہو۔

ج - قَرَائِنُ أُخْرى تَنْضَمُّ إِلىٰ مَا تَقَدَّمَ فِي الفِقْرَتَيْنِ «أ،وَ ب».

دوسرے قرائن جن پر گذشتہ دو (أ،ب) جملوں کے نکات مشتمل ہیں۔

هَذِهِ الْأُمُوْرُ تُنَبِّهُ الْعَارِفَ بِهَذَا الْفَنِّ إِلىٰ وَهْمٍ وَقَعَ مِنْ رَاوِي الْحَدِيْثِ، إِمَّا بِكَشْفِ إِرْسَالٍ فِيْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ مَوْصُوْلًا، وَإِمَّا بِكَشْفِ وَقْفٍ فِي حَدِيْثٍ رَوَاهُ مَرْفُوْعًا، وَإِمَّا بِكَشْفِ إِدْخَالِهِ حَدِيْثًا فِي حَدِيْثٍ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ مِن الْأَوْهَامِ، بِحَيْثُ يَغْلِبُ عَلَى ظَنِّه ذَلكَ، فَيُحْكَمُ بِعَدَمِ صِحَّةِ الْحَدِيْثِ.

یہ امور اس فن کے عارف کو اس وہم کی طرف متنبہ کرتے ہیں، جو حدیث کے راوی کی طرف سے واقع ہوا یا اس حدیث میں جو موصولاً مروی ہے ارسال کی وضاحت کے ساتھ، اور یا اس کی بیان کردہ مرفوع حدیث کے موقوف ہونے کے ساتھ اور یا ایک حدیث کو دوسری حدیث میں داخل کرنے کی وضاحت سے، یا اس کے علاوہ کسی اور وہم سے، اس طرح اس کے گمان پر یہ بات غالب آجاتی ہے، اور حدیث پر عدم صحت کا حکم لگادیا جاتا ہے۔

٧ - مَا هُوَ الطَّرِيْقُ إِلىٰ مَعْرِفَةِ المُعَلَّلِ؟

معلل کی پہچان کا کیا طریقہ ہے؟

الطَّرِيْقُ إِلىٰ مَعْرِفَتِهِ هُوَ جَمْعُ طُرُقِ الْحَدِيْثِ، وَالنَّظْرُ فِي اخْتِلَافِ رُوَاتِهِ، وَالمُوَازَنَةُ بَيْنَ ضَبْطِهِمْ وَإِتْقَانِهِمْ، ثُمَّ الْحُكْمُ عَلَى الرِّوَايَةِ الْمَعْلُوْلَةِ.

اس کی پہچان کا طریقہ: حدیث کی سندوں کو جمع کرنا اور اس کے راویوں کے اختلاف میں غور و فکر کرنا اور ان کے ضبط اور اتقان کے درمیان موازنہ کرنا، پھر معلول روایت پر حکم لگانا۔

٨ - أَيْنَ تَقَعُ الْعِلَّةُ؟

علت کہاں واقع ہوتی ہے؟

أ - تَقَعُ الْعِلَّةُ فِي الْإِسْنَادِ -وَهُوَ الْأَكْثَرُ- كَالتَّعْلِيْلِ بِالْوَقْفِ، وَالْإِرْسَالِ.

علت سند میں واقع ہوتی ہے اور یہی کثرت کے ساتھ ہے، جیسے: موقوف اور مرسل ہونے کی علت۔

ب - وَتَقَعُ فِي الْمَتْنِ -وَهُوَ الْأَقَلُّ- مِثْلُ حَدِيْثِ نَفْيِ قِرَاءَةِ الْبَسْمَلَةِ فِي الصَّلَاةِ.

اور متن میں واقع ہوتی ہے اور یہ کم ہے، جیسے: نماز میں "بسم اللہ" پڑھنے کی نفی والی حدیث۔

۹ - هَلِ الْعِلَّةُ فِي الْإِسْنَادِ تَقْدَحُ فِي الْمَتْنِ؟

کیا سند میں علت، متن میں قادح ہے؟

أ - قَدْ تَقْدَحُ فِي الْمَتْنِ مَعَ قَدْحِهَا فِي الْإِسْنَادِ، وَذَلِكَ مِثْلُ التَّعْلِيْلِ بِالْإِرْسَالِ.

کبھی سند میں علت کا واقع ہونا متن میں قادح ہوتا ہے، جیسے: مرسل ہونے کی علت۔

ب - وَقَدْ تَقْدَحُ فِي الْإِسْنَادِ خَاصَّةً، وَيَكُوْنُ الْمَتْنُ صَحِيْحًا، مِثْلُ: حَدِيْثِ يَعْلَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَمرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا: «البَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ». فَقَدْ وَهِمَ يَعْلَى عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيْ قَوْلِهِ: «عَمْرِو بنِ دِينَارٍ»؛ إِنَّمَا هُوَ عَبدُ اللهِ بنِ دِيْنَارٍ، فَهَذَا الْمَتْنُ صَحِيْحٌ، وَإِنْ كَانَ فِي الْإِسْنَادِ عِلَّةُ الْغَلَطِ؛ لِأَنَّ كُلًّا مِّن عَمرٍو وَعَبْدِ اللهِ بنِ دِيْنَارٍ ثِقَةٌ. فَإِبْدَالُ ثِقَةٍ بِثِقَةٍ لَا يَضُرُّ صِحَّةَ الْمَتْنِ، وَإِنْ كَانَ سِيَاقُ الإِسْنَادِ خَطَأً.

اور کبھی علت صرف سند میں واقع ہوتی ہے اور متن صحیح ہوتا ہے، جیسے: "حديث يعلى بن عبيد"، وہ ثوری سے، وہ عمرو بن دینار سے، وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ: "بائع اور مشتری کو خیار حاصل ہے"۔ پس تحقیق یعلی کو سفیان ثوری پر وہم ہوا اس کے قول: "عمرو بن دينار" میں؛ اس لیے کہ اصلا یہ: عبد اللہ بن دینار ہے، پس یہ متن صحیح ہے اگرچہ سند میں غلطی کرنے کی علت ہے؛ اس لیے کہ عمرو اور عبد اللہ بن دینار دونوں ثقہ ہیں، پس ثقہ کو ثقہ کے بدلے میں بیان کرنا متن کی صحت میں مضر نہیں، اگرچہ سند کے سیاق میں غلطی ہے۔

۱۰ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس میں مشہور تصنیفات:

أ - «كِتَابُ العِلَلِ» لِابنِ الْمَدِيْنِيِّ.

"كتابُ العِلَلِ" ابن المدینی رحمہ اللہ کی۔

ب - «عِلَلُ الْحَدِيْثِ» لابنِ أَبِيْ حَاتِمٍ.

"علل الحديث" ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی۔

ج - «العِلَلُ وَمَعْرِفَةُ الرِّجَالِ» لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ.

"العلل ومعرفة الرجال" احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی۔

د - «العِلَلُ الْكَبِيْرُ»، وَ«العِلَلُ الْصَغِيْرُ» لِلتِّرْمِذِيِّ.

"العلل الكبير" اور "العلل الصغير" امام ترمذی رحمہ اللہ کی۔

هـ - «العِلَلُ الْوَارِدَةُ فِي الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّةِ» لِلدارِقُطْنِيِّ، وَهُوَ أَجْمَعُهَا، وَأَوْسَعُهَا.

"العلل الواردة في الأحاديث النبوية" دار قطنی رحمہ اللہ کی، اور یہ زیادہ جامع اور مفصل کتاب ہے۔

المُخَالَفَةُ للثِّقَاتِ

ثقات کی مخالفت

إِذَا كَانَ سَبَبُ الطَّعْنِ فِي الرَّاوِي مُخَالَفَته لِلثِّقَاتِ -وَهُو السَّببُ السَّابِعُ- فَيَنْتَجُّ عَنْ مُخَالَفتِه لِلثِّقَاتِ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ مِنْ عُلُوْمِ الحَدِيْثِ، وَهِي: «الْمُدْرَجُ»، وَ«الْمَقلُوبُ»، وَ«الْمَزِيدُ فِي متَّصِلِ الْأَسَانِيدِ»، و«المُضْطرِبُ»، و«المُصَحَّفُ».

جب راوی میں طعن کا سبب ثقہ راویوں کی مخالفت ہو، جو کہ ساتواں سبب ہے، تو ثقہ راویوں کی مخالفت کے نتیجہ میں علوم حدیث کی پانچ اقسام نکلتی ہیں، جو کہ یہ ہیں: "مدرج"، "مقلوب"، "مزيد في متصل الأسانيد"، "مضطرب" اور "مصحف"۔

۱ - فَإِنْ كَانتِ الْمُخالَفَةُ بِتَغيِيرِ سِياقِ الْإسْنَادِ، أَوْ بدَمْجِ مَوْقَوفٍ بِمَرفوْعٍ، فَيُسَمَّى «الْمُدرَجُ».

پس اگر مخالفت سند کے سیاق کو بدلنے سے یا موقوف کو مرفوع کے ساتھ ملانے سے ہو تو اس کا نام "مدرج" ہے۔

۲ - وَإِنْ كَانتِ الْمُخَالَفَةُ بِتَقْدِيمٍ أَوْ تأخيرٍ، فَيُسَمَّى «الْمَقلُوبُ».

اور اگر مخالفت کسی لفظ کو مقدم، یا مؤخر کرنے سے ہو تو اس کا نام "مقلوب" ہے۔

۳ - وَإِنْ كَانَتِ الْمُخالَفَةُ بزِيَادةِ رَاوٍ، فَيُسَمَّى «المَزيدُ فِي مُتَّصلِ الأَسَانِيدِ».

اور اگر مخالفت کسی راوی کی زیادتی سے ہو، تو اس کا نام "المَزيد في متصل الأسانيد" ہے۔

٤ - وَإِنْ كَانَتِ الْمُخَالَفَةُ بِإبْدَالِ رَاوٍ بِرَاوٍ، أَوْ بِحُصُوْلِ التَّدافُعِ فِي المَتَنِ وَلَا مُرجِّحَ، فَيُسمَّى «الْمُضْطَرِبُ».

اور اگر مخالفت ایک راوی کو دوسرے راوی سے بدلنے یا متن میں الفاظ کا اختلاف حاصل ہونے کے ساتھ ہو اور ترجیح کا کوئی سبب نہ ہو تو اس کا نام "مضطرب" ہے۔

٥ - وَإِنْ كَانَتِ الْمُخَالَفَةُ بِتَغْيِيرِ اللَّفْظِ، مَع بَقاءِ السِّياقِ، فَيُسَمَّى «الْمُصْحَفُ».

اور اگر مخالفت سیاق کے باقی رہنے کے ساتھ لفظ کی تبدیلی سے ہو، تو اس کا نام "مصحف" ہے۔

وَإِلَيْكَ تفْصِيْلَ الْبَحثِ فِيهَا عَلَى التَّوالِي.

ان میں تفصیلی بحث اسی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیں:

۱ - المُدْرَجُ

مدرج

۱ - تَعْرِيفُه:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: اسمُ مفعولٍ مِنْ «أَدْرَجَتُ الشَّيْءَ فِي الشَّيْءِ»: إِذَا أَدْخَلْتُهُ فِيْهِ، وَضَمَنْتُه إِيَّاهُ.

لغت میں: اسم مفعول ہے "أدرجت الشيء في الشيء" سے، یعنی جب میں ایک چیز کو دوسری میں داخل کروں اور اسے اس میں شامل کروں۔

ب - **اصطِلاحًا**: مَا غُيِّرَ سِيَاقُ إِسْنَادِهِ، أو أُدْخِلَ فِي مَتْنِهِ مَا لَيْسَ مِنْهُ بِلَا فَصْلٍ.

اصطلاح میں: وہ حدیث جس کی سند کے سیاق کو تبدیل کر دیا گیا ہو یا اس کے متن میں بغیر فاصلے کے ایسی چیز داخل کی جائے جو اس کا حصہ نہیں۔

٢ - أقْسامُه:

اس کی اقسام:

المُدرَجُ قِسْمانِ: مدرَجُ الإسنادِ، ومدرَجُ المَتْنِ.

مدرج کی دو قسمیں ہیں: "مدرج الإسناد" اور "مدرج المَتن"۔

أ - مدْرَجُ الإسْنادِ:

مدرج الاسناد:

١ - **تَعْرِيْفُه**: هُوَ مَا غُيِّرَ سِياقُ إسْنَادِه.

اس کی تعریف: وہ حدیث جس کی سند کے سیاق کو تبدیل کیا گیا ہو۔

٢ - **مِنْ صُوَرِهِ**: أَنْ يَّسُوْقَ الرَّاوِي الإسْنَادَ، فَيَعْرِضُ لَهُ عَارِضٌ، فَيَقُوْلُ كَلامًا منْ قِبَل نفْسِه، فَيظُنُّ بعضُ مَن سَمِعَه أَنَّ ذَلكَ الكَلامَ هُوَ مَتْنُ ذَلك الْإِسْنَادِ، فَيَرْوِيْه عَنْهُ كَذَلكَ، فَيُتَغَيَّرُ سياقُ الْإِسْنادِ.

اس کی صورتوں میں سے یہ ہے کہ: راوی سند چلائے، پھر اسے کوئی عارض پیش آئے، پس وہ اپنی طرف سے کوئی کلام کہہ دے، پھر بعض سننے والے یہ گمان کر لیں کہ یہ کلام اس سند کا متن ہے، پس وہ اسی طرح ان سے آگے روایت کرتا ہے، تو سند کا سیاق تبدیل ہو گیا۔

٣ - مِثالُه:

اس کی مثال:

قِصَّةُ ثَابتِ بنِ مُوسَى الزَّاهدِ فِيْ رِوايَتِه: «مَنْ كَثُرَتْ صَلَاتُه بِاللَّيلِ حَسُنَ وَجْهُهُ بِالنَّهَارِ». وَأَصْلُ الْقِصَّةِ أَنَّ ثَابتَ بنَ موسَى، دَخَلَ على شَرِيكِ بْنِ عَبدِ الله الْقَاضِيْ وَهُوَ يُمْلِيْ وَيَقوْلُ: «حدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَن جابرٍ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صَلَّىٰٱللَّهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ ...»، وَسَكَتَ لِيَكْتُبَ الْمُسْتَمْلِيْ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَى ثَابِتٍ قَالَ: «مَنْ كَثُرَتْ صلاتُه باللَّيلِ حَسُنَ وجْهُهُ بِالنَّهَارِ». وَقَصَدَ بذَلكَ ثَابتًا؛ لِزُهْدِه وَورْعِه، فَظَنَّ ثابتٌ أَنَّه مَتْنُ ذَلكَ الْإِسنَادِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ به كَذَلِكَ.

ثابت بن موسی زاہد رحمہ اللہ کا قصہ، جو ان کی اس روایت میں ہے: ''جس کی رات کی نماز زیادہ ہو، اس کا چہرہ دن کو حسین ہوتا ہے''۔ اصل قصہ یوں ہے کہ: ثابت بن موسی، قاضی شریک بن عبد اللہ کے پاس آئے، اور وہ املاء کرا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ہمیں ''اعمش'' نے بیان کیا ''ابو سفیان'' سے، وہ ''حضرت جابر رضی اللہ عنہ'' سے روایت کرتے ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''، اور یہ کہہ کر خاموش ہو گئے تاکہ املاء کرنے والا لکھ لے، پس جب ثابت پر نظر پڑی تو کہا کہ: ''جس کی رات کی نماز زیادہ ہو اس کا چہرہ دن کو حسین ہوتا ہے''، مراد ثابت رحمہ اللہ کے زہد و تقوی کی وجہ سے ان کی طرف اشارہ کرنا تھا، تو ثابت نے گمان کیا کہ یہ اس سند کا متن ہے، پس وہ اس کو اسی طرح بیان کرتے تھے۔

ب - مُدْرَجُ المَتْنِ:

مدرج المتن:

١ - **تعْرِيفُه**: ما أُدخِلَ فِي مَتَنِه مَا لَيْسَ مِنْه بِلا فَصْلٍ.

اس کی تعریف: وہ حدیث جس کے متن میں فاصلہ کیے بغیر ایسی چیز داخل کی جائے جو اس کا حصہ نہیں۔

٢ - **أقسامُه ثَلَاثةٌ، وهيَ:**

اس کی اقسام تین ہیں، جو یہ ہیں:

أ - أَن يَّكونَ الْإدْرَاجُ فِي أوَّلِ الْحَدِيْثِ، وَهُوَ قَلِيْلٌ، لٰكِنَّه أكْثَرُ مِنْ وُقُوْعِه فِيْ وَسَطِهِ.

ادراج حدیث کے شروع میں ہو، اور یہ کم ہوتا ہے، لیکن درمیان میں واقع ہونے کی بنسبت زیادہ ہے۔

ب - أن يَّكُوْنَ الْإدْرَاجُ فِي وَسَطِ الْحديثِ، وَهُوَ أقَلُّ مِن الْأوَّلِ.

یہ کہ ادراج حدیث کے درمیان میں ہو اور یہ پہلی نوع سے کم ہے۔

ج - أن يَّكوْنَ الْإدْرَاجُ فِيْ آخِرِ الْحَديثِ، وَ هُو الْغَالِبُ.

یہ کہ ادراج حدیث کے آخر میں ہو، جو کہ اکثر ہوتا ہے۔

٣ - أمثِلَةٌ لَّهُ:

اس کی مثالیں:

أ - **مِثالٌ لِوُقُوْعِ الْإدْرَاجِ فِي أوَّلِ الحديثِ**: وَسَبَبُهُ أنَّ الراويَ يَقُولُ كَلَامًا يُرِيدُ أن يَّسْتَدِلَّ عَلَيهِ بِالْحدِيْثِ، فَيَأتِي بِه بِلَا فَصْلٍ، فيَتَوَهَّمُ السَّامِعُ أنَّ الْكُلَّ حَدِيثٌ، مِثْلُ: «مَا رَواهُ الخطيبُ من روايةِ أَبِي قَطَنٍ وَشَبَابَةَ -فَرَّقَهُمَا- عن شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ زيادٍ، عن أَبِي هُرَيْرَةَ، قالَ: قالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: «أَسبِغُوْا الْوُضُوءَ، وَيلٌ لِلْأَعقَابِ مِنَ النَّارِ».

حدیث کے شروع میں ادراج کے واقع ہونے کی مثال: اور اس کا سبب یہ ہے کہ راوی ایک کلام کرتا ہے، مقصد اس حدیث پر استدلال کرنا ہوتا ہے جو آنے والی ہے، راوی اپنا کلام فاصلہ کیے بغیر لے آتا ہے، سامع کو وہم ہوتا ہے کہ یہ سب حدیث ہے، جیسے: وہ حدیث جسے خطیب نے أبو قطن اور شبابة کی روایت سے بیان کیا، (ان کو جدا جدا بیان کیا ہے) شعبہ سے، وہ محمد بن زیاد سے، وہ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ" سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "تم وضوء مکمل کرو، خشک ایڑیوں کے لیے ہلاکت ہے آگ سے"۔

فَقَوْلُه: «أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ» مُدْرَجٌ منْ كَلَامِ أَبِيْ هُريرةَ، ....

پس اس کا یہ قول: "أسبغوا الوضوء" مدرج ہے، اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے، ....

كَمَا بُيِّنَ فِي رِوايةِ «الْبخَارِي»: عنْ آدمَ، عن شعبةَ، عنْ مُحمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عن أَبِي هُرَيرَةَ قَال: أسبِغُوا الوُضُوْءَ؛ فَإِنَّ أبَا القاسمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَيلٌ لِلْأعْقابِ منَ النَّارِ».

جیسا کہ: "بخاری" کی روایت سے واضح ہے، امام بخاری، آدم سے، وہ شعبہ سے، وہ محمد بن زیاد سے، اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: "تم وضوء مکمل کرو؛ کیونکہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خشک ایڑیوں کے لیے ہلاکت ہے آگ سے"۔

قَالَ الْخطيبُ: «وَهَمَ أبُو قَطنٍ وشبابةُ فِيْ رِوَايَتِهِمَا لَهُ عَنْ شُعْبَةَ عَلَى مَا سُقْنَاهُ، وَقدْ رَوَاهُ الجَمُّ الْغَفِيْرُ عنهُ كرِوَايةِ آدمَ».

خطیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ابو قطن اور شبابہ کو اپنی روایت میں وہم ہوا ہے، شعبہ سے مذکورہ روایت اسی طرح ہے جس پر ہم چل رہے ہیں، اور تحقیق ایک جم غفیر نے اس کو شعبہ سے یوں بیان کیا، جیسے آدم کی روایت ہے"۔

فائدہ: آدم کی روایت بخاری کے حوالہ سے پیچھے گزر چکی ہے، ملاحظہ فرمالیں۔

ب - **مثَالٌ لِوُقُوْعِ الْإِدْرَاجِ فِيْ وَسَطِ الْحَدِيْثِ:** حَديثُ عَائِشَةَ فِيْ بَدْءِ الْوَحْيِ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَنَّثُ فِيْ غَارِ حِراءَ -وَهُو التَّعبُّدُ- اللَّيالِيَ ذَوَاتِ الْعَددِ». فَقَوْلُه: «وَهُوَ التَّعَبُّدُ» مُدرَجٌ مِنْ كَلَامِ الزُّهْرِيِّ.

حدیث کے درمیان میں ادراج کے واقع ہونے کی مثال: (صحیح بخاری کے) "باب بدء الوحي" میں حدیثِ عائشہ ہے: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء میں مسلسل کئی راتیں عبادت کرتے تھے"، پس یہ قول "وهو التعبد" زہری رحمہ اللہ کا کلام ہے جو کہ مدرج ہے۔

ج - **مثَالٌ لِوُقُوْعِ الْإِدْرَاجِ فِيْ آخرِ الْحَدِيْثِ:** حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا: «لِلْعَبدِ الْمَمْلُوْكِ أَجْرَانِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ، لَوْلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَالْحَجُّ، وَبِرُّ أُمِّيْ، لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوْتَ وَأَنَا مَمْلُوْكٌ».

حدیث کے آخر میں ادراج کے واقع ہونے کی مثال: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے کہ: "غلام بندہ کے لئے دو اجر ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر اللہ کے راستہ میں جہاد، حج، اور اپنی ماں سے نیکی کرنا نہ ہوتا تو میں غلامی کی حالت میں موت کو پسند کرتا"۔

فقوله: «وَالَّذيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ ...» مِنْ كَلَامِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ؛ لِأَنَّه يَستَحِيْلُ أن يَّصْدُرَ ذٰلكَ مِنهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ لأَنَّه لَم يُمْكِن أن يَّتَمَنَّى الرِّقَّ، وَلِأَنَّ أمَّه لَم تَكُنْ مَوْجُوْدَةً حَتى يبرَّها.

تو یہ قول: ''والذي نفسي بيده إلخ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کلام ہے؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا کلام صادر ہونا محال ہے؛ اس لیے کہ یہ ممکن نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلامی کی تمنا کریں؛ اور اس لیے بھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ حیات نہیں تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے نیکی کرتے۔

۳ - دواعِي الإدراجِ:

ادراج کے دواعی:

دَواعِي الْإِدْرَاجِ مُتَعَدَّدَةٌ، أَشْهَرُهَا مَا يَلِيْ:

ادراج کے کئی دواعی (اسباب) ہیں، جن میں سے مشہور درج ذیل ہیں:

أ - بَيَانُ حُكْمٍ شَرْعِيٍّ.

شرعی حکم کی وضاحت:

ب - اسْتِنْبَاطُ حُكْمٍ شَرْعِيٍّ مِنَ الْحَدِيْثِ قَبْلَ أن يَّتِمَّ الْحَدِيْثَ.

حدیث کے پورا ہونے سے پہلے کسی شرعی حکم کا استنباط۔

ج - شَرْحُ لَفْظٍ غَرِيْبٍ فِي الْحَدِيثِ.

حدیث میں مشکل لفظ کی وضاحت۔

٤ - كيفَ يُدرَكُ الإدرَاجُ؟

ادراج کا ادراک کیسے ہوگا؟

يُدرَكُ الْإِدْرَاجُ بأمُورٍ، مِنْها:

ادراج کا ادراک چند امور سے ہوتا ہے، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

أ - وُرُودُ الْحديثِ مُنْفَصِلًا فِي رِوَايَةٍ أُخْرٰى.

حدیث کا دوسری روایت میں جدا وارد ہونا۔

ب - التَّنْصِيْصُ عَليهِ مِنْ بَعْضِ الْأئمَّةِ المُطَّلِعِيْنَ.

بعض باخبر ائمہ اس ادراج پر نص بیان کریں۔

ج - إِقْرَارُ الرَّاوِي نفسَه أنَّه أدْرَجَ هَذَا الْكَلَامَ.

خود راوی کا اقرار کہ اس نے یہ کلام درج کیا ہے۔

د - اسْتِحَالَةُ كَوْنِه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلكَ.

کلام کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر ہونا محال ہو۔

٥ - حكمُ الإدراجِ:

ادراج کا حکم:

الْإِدْرَاجُ حَرَامٌ بِإِجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ، مِنَ الْمُحدِّثِينَ، وَالْفقهَاءِ، وَغَيْرِهِمْ، وَيُسْتَثْنٰى مِنْ ذلكَ مَا كَانَ لِتفسيرٍ غَريبٍ؛ فَإِنَّه غيرُ ممْنوعٍ، وَ لِذلِك فَعَلَهُ الزُّهرِيُّ وَغيرُهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ.

علمائے محدثین، فقہاء وغیرہ کے اجماع کے مطابق ادراج حرام ہے، لیکن وہ حکم اس سے مستثنی ہو گیا جو غریب (مشکل) لفظ کی وضاحت کے لئے ہو؛ کیونکہ وہ ممنوع نہیں، اسی لیے زہری رحمہ اللہ و دیگر ائمہ نے ایسا کیا ہے۔

٦ - أشهرُ المُصنَّفَات فيه:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - «الفَصْلُ لِلْوَصْلِ المُدرَجِ في النَّقْلِ» للخطيب البغدادي.

"الفصل للوصل المُدرج في النقل" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

ب - «تَقْرِيْبُ المَنْهَجِ بِتَرتِيْبِ المُدْرَجِ» لابنِ حَجَرٍ، ....

"تقريب المَنهج بترتيب المُدرج" ابن حجر رحمہ اللہ کی تصنیف، ....

وَهُوَ تَلْخِيْصٌ لِكِتَابِ الْخَطِيْبِ، وَزِيَادَةٌ عَلَيْهِ.

اور یہ تلخیص ہے خطیب رحمہ اللہ کی کتاب کی اور اس پر اضافہ ہے۔

٢ - المَقْلوبُ

مقلوب

١ - تعريفُه:

اس کی تعریف:

أ - لُغَةً: هو اسمُ مفعولٍ، مِنَ «الْقَلْبِ» وَهُوَ: تَحْوِيْلُ الشَّيْءِ عَن وَجْهِهِ.

لغت میں: اسم مفعول ہے "قلب" سے بمعنی: "کسی چیز کو اس کے چہرے سے پلٹ دینا"۔

ب - اصطلاحًا: إِبْدَالُ لَفْظٍ بآخَرَ، فِيْ سَنَدِ الْحَدِيْثِ، أَوْ مَتْنِهِ، بِتَقْدِيْمٍ، أَوْ تَأْخِيْرٍ، وَنَحْوِهِ.

اصطلاح میں: حدیث کی سند میں یا متن میں تقدیم و تاخیر وغیرہ کرکے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدل دینا۔

٢ - أقسامُه:

اس کی اقسام:

يَنْقَسِمُ الْمَقْلُوْبُ إِلٰى قِسْمَينِ رَئِيْسَيَّيْنِ، هُمَا: مَقْلُوْبُ السَّنَدِ، وَمَقْلوبُ الْمَتْنِ.

مقلوب کی بنیادی دو قسمیں ہیں، جو یہ ہیں: "مقلوب السند" اور "مقلوب المَتن"۔

أ - مقلُوبُ السَّندِ: وَهُو مَا وَقعَ الْإِبدَالُ فِيْ سَنَدِهِ. وَلَه صُوْرَتَانِ:

مقلوب السند: وہ حدیث جس کی سند میں تبدیلی واقع ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں:

١ - أن يُّقَدِّمَ الرَّاوِيْ وَيُؤَخِّرَ فِي اسمِ أحدِ الرُّواةِ، وَاسمِ أَبِيْهِ؛ كَحديْثٍ مَرْوِيٍّ عَن «كَعْبِ بنِ مُرَّةَ»، فَيَروِيْه الرَّاوِي عَن «مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ».

راوی، رواۃ میں سے کسی راوی کے نام اور اس کے باپ کے نام میں تقدیم اور تاخیر کردے، جیسے: وہ حدیث جو مروی ہے "کعب بن مرۃ" سے، لیکن راوی اسے "مرۃ بن کعب" سے روایت کرے۔

٢ - أن يُبْدِلَ الرَّاوِيْ شَخْصًا بِآخَرَ، بِقَصدِ الْإِغْرَابِ: كَحدِيْثٍ مَشْهُورٍ عَن «سَالِمٍ» فَيَجْعَلُهُ الرَّاوِي عَن «نَافِعٍ».

راوی ایک شخص کو دوسرے شخص سے بدل دے، اجنبی بنانے کے ارادہ سے، جیسے: ایک مشہور حدیث مروی ہو "سالم" سے، لیکن راوی اسے "نافع" سے بیان کرے۔

وَمِمَّنْ كَانَ يَفْعَلُ ذَلكَ مِنَ الرُّواةِ «حَمادُ بنُ عَمرِو النَّصِيبِيُّ». وَمِثالُه: حَديْثٌ رَواهُ حَمَّادٌ النَّصِيبِيُّ، عَن الأعْمَشِ، عنْ أَبِي صَالحٍ، عن أَبِي هُريْرَةَ، مَرْفوْعًا: «إِذَا لَقِيتُمُ الْمُشْرِكِيْنَ فِي طَرِيقٍ فَلَا تُبْدِؤُوْهم بالسَّلَامِ». فَهذَا حَديْثٌ مَقْلُوبٌ، قَلَبَهُ حَمَّادٌ، فَجَعَلَهُ عَنِ الْأعْمشِ، وَإِنَّمَا هُوَ مَعْرُوفٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صالحٍ، عنْ أبيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُريرَةَ. هَكَذَا أَخْرَجَه مُسلمٌ فِيْ «صَحِيْحِه».-

ایسا کرنے والے رواۃ میں سے ایک "حماد بن عمرو نصیبي" ہیں، جس کی مثال وہ حدیث ہے جسے حماد نصیبی نے روایت کیا اعمش سے، وہ ابو صالح سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں: "جب تم راستہ میں مشرکین سے ملو تو ان سے سلام میں ابتداء نہ کرو"۔ یہ حدیث مقلوب ہے، حماد نے اس کا قلب کیا کہ اسے اعمش سے بنادیا ہے، حالانکہ مشہور یہ ہے کہ یہ روایت سہیل بن ابو صالح سے مروی ہے، وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، امام مسلم رحمہ اللہ نے اسے اپنے "صحیح" میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

وَهَذَا النَّوعُ من الْقَلبِ هُوَ الَّذِيْ يُطْلَقُ عَلَى رَاوِيْه أَنَّهُ يَسْرِقُ الْحدِيْثَ.

اور قلب کی یہ قسم وہ ہے جس کے راوی پر اس کلمہ کا اطلاق کیا گیا کہ: وہ حدیث چوری کرتا ہے۔

ب - مَقْلُوْبُ الْمَتْنِ: وَهُوَ مَا وَقع الْإِبْدَالُ فِيْ مَتْنِهِ، وَلهُ صُوْرتَانِ أيضًا:

مقلوب المتن: وہ حدیث ہے کہ جس کے متن میں تبدیلی واقع ہو، اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

١ - أن يُّقَدِّمَ الرَّاوِي وَيُؤَخِّرَ فِيْ بَعْضِ مَتَنِ الْحدِيْثِ.

راوی حدیث کے بعض متن میں تقدیم وتاخیر کر دے۔

وَمِثالُه: حَديثُ أَبِي هُرَيْرَةَ عِندَ مُسلمٍ، فِي السَّبعَةِ الَّذينَ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِيْ ظِلِّهِ يومَ لَا ظِلَّ إلا ظِلُّهُ. فَفِيهِ: «وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقةٍ، فَأَخْفَاهَا؛ حَتّٰى لَا تَعْلَمَ يَمِيْنُهُ مَا تُنْفِقُ شِمالُه». فَهٰذَا ممَّا انْقلبَ عَلَى بَعضِ الرُّواةِ، وَإِنَّما هُوَ: «حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمالُه مَا تُنْفِق يَمِيْنُهُ».

اور اس کی مثال: "مسلم" میں مذکور حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے: سات قسم کے آدمیوں کے بارے میں جن کو اللہ تعالیٰ اپنا سایہ دے گا، اس دن جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس (حدیثِ ابو ہریرہ) میں ہے: "وہ آدمی جو صدقہ کرے اور اتنا خفیہ کرے کہ اس کے دائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو، کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا"؟ تو یہ ان احادیث میں سے ہے جن میں بعض راویوں سے قلب ہوا، حالاں کہ درست یوں تھا: "حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا؟"۔

٢ - أن يَّجْعَلَ الرَّاوِي مَتْنَ هَذَا الْحدِيْثِ عَلٰى إسْنَادٍ آخَرَ، وَيَجْعَلَ إسْنادَه لِمَتْنٍ آخَرَ، وَذَلكَ بِقصْدِ الْامْتِحَانِ وَغَيرِهِ.

راوی ایک حدیث کا متن کسی دوسری سند کے ساتھ اور اس کی سند کسی دوسرے متن کے ساتھ لگا دے، اور یہ امتحان وغیرہ کے قصد سے ہوتا ہے۔

مثالُه: مَا فَعَلَ أهْلُ بَغدادَ مَعَ الْإمامِ الْبُخَارِيِّ؛ إِذْ قَلَبُوْا لَه مِائَةَ حَديثٍ، وَسَأَلُوْهُ عَنْهَا امْتِحَانًا لِحفْظِهِ، ....

اس کی مثال: وہ سلوک جو اہل بغداد نے امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ کیا، جب انھوں نے سو حدیثیں لیں، اور انہوں نے (ان میں اسی طرح کا قلب کرکے) امام بخاری رحمہ اللہ سے پوچھا، تاکہ ان کے حافظہ کا امتحان لیا جاسکے، ....

فَرَدَّهَا عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ قَبْلَ الْقَلْبِ، وَلَمْ يُخْطِئْ فِيْ وَاحِدٍ مِنْهَا.

توآپ نے انہیں پھیر دیا اسی شکل پر، جس پر وہ قلب سے پہلے تھیں، اور ان میں سے کسی میں بھی غلطی نہیں کی۔

٣ - الأَسْبَابُ الْحَامِلَةُ عَلَى الْقَلْبِ:

قلب پر برانگیختہ کرنے والے اسباب:

تَخْتَلِفُ الْأَسْبَابُ الَّتِيْ تَحْمِلُ بَعْضَ الرُّوَاةِ عَلَى الْقَلْبِ، وَهَذِهِ الْأَسْبَابُ هِيَ:

بعض رواۃ کو قلب پر ابھارنے والے اسباب مختلف ہیں، اور وہ اسباب یہ ہیں:

أ - قَصْدُ الْإِغْرَابِ؛ لِيَرْغَبَ النَّاسُ فِيْ رِوَايَةِ حَدِيْثِهِ، وَالْأَخْذِ عَنهُ.

اجنبی بنانے کا ارادہ: تاکہ لوگ اس کی حدیث روایت کرنے میں اور اس سے حدیث لینے میں رغبت کریں۔

ب - قَصْدُ الْإِمْتِحَانِ، وَالتَّأَكُّدِ مِنْ حِفْظِ الْمُحَدِّث، وَتَمَامِ ضَبْطِهِ.

امتحان لینے اور محدث کے حافظہ کو پختہ کرنے اور اس کے ضبط کو تام کرنے کے ارادہ سے قلب کرنا۔

ج - الْوُقُوعُ فِي الْخَطَأ وَالْغَلَطِ مِن غَيْرِ قَصْدٍ.

بغیر ارادہ کے خطا اور غلطی میں واقع ہونے سے قلب کرنا۔

٤ - حُكْمُ القَلْبِ:

قلب کا حکم:

يَخْتَلِفُ حُكْمُ الْقَلْبِ بِحَسْبِ السَّبَبِ الْحَامِلِ عَلَيْهِ:

قلب کا حکم اس پر برانگیختہ کرنے والے سبب کے اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے۔

أ - فَإِنْ كَانَ الْقَلْبُ بِقَصْدِ الْإِغْرَابِ، فَلَا شَكَّ فِيْ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ؛ لِأَنَّ فِيهِ تَغْيِيْرًا لِلْحَدِيْثِ، وَهَذَا مِنْ عَمَلِ الْوَضَّاعِيْنَ.

اگر قلب اجنبی بنانے کے ارادہ سے ہو تو اس کے عدمِ جواز میں کوئی شک نہیں؛ اس لیے کہ اس میں حدیث کو تبدیل کرنا ہے اور یہ حدیث وضع (گھڑنے) کرنے والوں کا عمل ہے۔

ب - وَإِنْ كَانَ بِقَصْدِ الْامْتِحَانِ، فَهُوَ جَائِزٌ؛ لِلتَّثَبُّتِ مِن حِفْظِ الْمُحَدِّثِ وَأَهْلِيَّتِهِ، وَهَذَا بِشَرْطِ أَن يُبَيَّنَ الصَّحِيْحُ قَبْلَ انْفِضَاضِ الْمَجْلِسِ.

اور اگر قلب امتحان کے ارادہ سے ہو تو جائز ہے، محدث کے حافظہ کے مضبوطی اور اس کی اہلیت کی وجہ سے، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مجلس ختم ہونے سے پہلے اس کی صحیح صورت کی وضاحت کر دی جائے۔

ج - وَإِنْ كَانَ عَنْ خَطَأٍ وَسَهْوٍ، فَلَا شَكَّ فِيْ أن فَاعِلَه مَعْذُوْرٌ فِي خَطَئِهِ، لٰكن إذَا كَثُرَ ذَلكَ مِنْهُ فَإِنَّه يُخِلُّ بِضَبْطِهِ، وَيَجْعَلُهُ ضَعِيْفًا.

اور اگر قلب غلطی اور بھول کر ہو تو اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی غلطی میں ایسا کرنے والا معذور ہے، لیکن جب اس کا صدور زیادہ ہو تو یہ راوی کے ضبط میں خلل ڈالے گا اور اسے ضعیف بنادے گا۔

٥ - حُكْمُ الْحَدِيْثِ الْمَقْلُوْبِ:

مقلوب حدیث کا حکم:

أَمَّا الْحَدِيْثُ الْمَقْلُوْبُ فَهُوَ مِن أَنْوَاعِ الضَّعِيْفِ الْمَرْدُوْدِ كَمَا هُوَ مَعْلُوْمٌ؛ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِرِوَايَةِ الثِّقَاتِ.

اصلًا: ''مقلوب'' حدیث ضعیف مردود کی اقسام میں سے ہے جو کہ واضح اور معلوم ہے؛ اس لیے کہ یہ ثقہ کی روایت کے خلاف ہے۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - كتابُ «رافعِ الارتيابِ، في المقلوبِ من الأسماءِ والأَلْقابِ» لِلْخطيبِ البَغْداديِّ، والظَّاهرُ من اسمِ الْكتابِ أنَّه خَاصٌّ بِقِسمِ الْمَقْلُوْبِ الْوَاقِعِ فِي السَّنَدِ فَقَطْ.

کتاب ''رافع الارتياب في المقلوب من الأسماء والألقاب'' خطیب بغدادی کی اور یہ مقلوب کی اس قسم کے ساتھ خاص ہے جو صرف سند میں واقع ہو، جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔

٣ - المَزِيْدُ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْدِ

مزید فی متصل الاسانید

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: الْمَزِيدُ: اسمُ مَفعُوْلٍ، مِن «الزِّيادَة». وَالمُتَّصِلُ: ضِدُّ الْمُنْقَطِعِ. وَالْأَسَانِيْدُ: جمعُ «إسنادٍ».

لغت میں: ''مزید'' اسم مفعول ہے ''زیادة'' سے، اور ''متصل'' ''منقطع کی ضد ہے، اور ''أسانید'' اسناد کی جمع ہے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: زِيَادَةُ راوٍ فِيْ أثْنَاءِ سَندٍ ظَاهِرُهُ الاتِّصالُ.

اصطلاح میں: کسی راوی کی زیادتی بیان ہو ایسی سند کے درمیان جو ظاہرا متصل ہے۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثنا سُفْيَانُ، عن عبد الرحمن بنِ يزيدَ، حدثني بُسْرُ بنُ عبيدِ اللهِ، قَالَ: سَمعْتُ أَبَا إدرِيْسَ، قالَ: سمعتُ واثِلَةَ يقُوْلُ: سَمعت أَبَا مَرْثَدٍ يَقُولُ: سمِعْتُ رسولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ، وَلَا تُصَلُّوْا إِلَيْهَا».

وہ حدیث ہے جسے ''ابن المُبارك'' نے بیان کیا، فرمایا: ہمیں سفیان نے عبد الرحمن بن یزید سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: مجھے بسر بن عبید اللہ نے بیان کیا، انہوں نے فرمایا: میں نے ابو ادریس سے سنا، انہوں نے فرمایا: میں نے ''واثلہ'' سے سنا، انہوں نے فرمایا: میں نے ''ابو مرثد'' کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''تم قبروں پر نہ بیٹھو اور نہ ان کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھو''۔

٣ - اَلزِّيَادَةُ فِي هَذَا المِثَالِ:

اس مثال میں زیادتی:

الزِّيَادَةُ في هَذَا المِثالِ فِيْ مَوْضِعَيْنِ:

اس مثال میں زیادتی دو جگہ میں ہے:

المَوضعُ الأوَّلُ: فِيْ لفظِ «سفيانَ». و**المَوضعُ الثانيْ**: في لفظِ «أبَا إدريْسَ». وَسَببُ الزيادةِ فِي المَوضعَينِ هُو الوهمُ.

پہلی جگہ "سفیان" کے لفظ کی اور دوسری جگہ "أبو إدریس" کے لفظ کی زیادتی ہے، اور دونوں جگہوں میں زیادتی کا سبب وہم ہی ہے۔

أ - أَمَّا زِيَادَةُ «سُفْيَانَ» فَوَهَمٌ مِمَّنْ دُونَ ابنِ الْمُبارَكِ؛ لِأَنَّ عَدَدًا مِن الثِّقَاتِ رَوَوْا الْحَدِيْثَ عَنِ ابنِ الْمُبَارَكِ، عَن عَبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ مُبَاشِرَةً، وَلَمْ يَذْكُرُوْا سُفْيَانَ، وَمِنْهُم مَنْ صَرَّحَ فِيْهِ بِالإِخْبَارِ.

سفیان کی زیادتی: "ابن المبارک" سے نیچے والے کسی راوی کا وہم ہے؛ اس لیے کہ یہ روایت ایک ثقہ جماعت نے عبد اللہ بن مبارک سے اور انہوں نے "عبد الرحمن بن يزيد" سے براہِ راست بیان کی ہے اور سفیان کا ذکر نہیں کیا، اور ان میں سے بعض نے اس میں اِخبار کی صراحت کی ہے۔

فائدہ: اخبار کی صراحت سے مراد یہ ہے کہ اس روایت کو لفظ "أخبرنا" سے بیان کیا ہے۔

ب - وَأَمَّا زِيَادَةُ «أَبَا إِدْرِيْسَ» فَوَهَمٌ مِن ابنِ المُبَارَكِ؛ لِأَنَّ عَدَدًا مِنَ الثِّقَاتِ رَوَوْا الْحَدِيْثَ عَن عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، فَلَمْ يَذْكُرُوْا أَبَا إِدْرِيْسَ، وَمِنْهُمْ مَّنْ صَرَّحَ بِسِمَاعِ بُسْرٍ مِنْ وَاثِلَةَ.

لیکن "ابو ادریس" کی زیادتی: وہ "ابن مبارک" کا وہم ہے؛ اس لیے کہ متعدد ثقہ رواۃ نے یہ حدیث روایت کی ہے "عبد الرحمن بن يزيد" سے، مگر ابوادریس والی زیادتی ذکر نہیں کی، اور بعض نے "بُسر" کے "واثلہ" سے سماع کی صراحت بھی کی ہے۔

٤ - شُرُوْط رَدِّ الزِّيَادَةِ:

زیادتی کے رد کی شرطیں:

يُشْتَرَطُ لِرَدِّ الزِّيَادَةِ وَعَدِّهَا وَهْمًا مِمَّنْ زَادَهَا شَرْطَانِ، وَهُمَا:

زیادتی کو رد کرنے اور اسے زیادتی کرنے والے کا وہم شمار کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں، جو یہ ہیں:

أ - أَن يَّكُوْنَ مَنْ لَم يَزِدْهَا أَتْقَنَ مِمَّنْ زَادَهَا.

جس نے زیادتی نہیں کی وہ زیادہ ''متقِن'' ہو اس سے جس نے زیادتی کی ہے۔

ب - أَن يَّقَعَ التَّصْرِيْحُ بِالسَّمَاعِ فِيْ مَوْضِعِ الزِّيَادَةِ.

یہ کہ زیادتی کی جگہ میں سماع کی صراحت واقع ہو۔

فَإِنِ اخْتَلَّ الشَّرْطَانِ، أَوْ أَحَدٌ مِنْهُما تُرُجِّحَتِ الزِّيَادَةُ وَقُبِلَتْ، وَعُدَّ الْإِسْنَادُ الْخَالِي مِنْ تِلْكَ الزِّيَادَةِ مُنْقَطِعًا، لٰكِنَّ انقِطَاعَهُ خَفِيٌّ، وَهُو الَّذِي يُسمَّى «المُرْسَلُ الخَفِيُّ».

پس اگر دونوں شرطیں یا کسی ایک شرط میں خلل ہو (مفقود ہو) تو زیادتی راجح ہوگی، اور مقبول ہوگی، اور وہ سند جو اس زیادتی سے خالی ہو، منقطع شمار ہوگی، لیکن اس کا انقطاع مخفی ہے، جس کا نام ''مرسل خفی'' رکھا جاتا ہے۔

٥ - الاعْتِرَاضَاتُ الْوَارِدَةُ عَلى ادِّعَاءِ وُقُوعِ الزِّيَادَةِ:

زیادتی کے واقع ہونے کے دعوی پر وارد ہونے والے اعتراضات:

يُعْتَرَضُ عَلى ادِّعَاءِ وُقُوْعِ الزِّيَادَةِ بِاعْتِرَاضَيْنِ، هُمَا:

زیادتی کے وقوع کے دعوی پر دو اعتراض ہوتے ہیں، جو یہ ہیں:

أ - إِنْ كَانَ الْإِسْنَادُ الْخَالِي عَنِ الزِّيَادَةِ بِحرفِ «عن» فِيْ مَوْضِعِ الزِّيادَةِ، فَيَنْبَغِيْ أن يُجْعَلَ مُنْقَطِعًا.

اگر زیادتی سے خالی سند، زیادتی کی جگہ حرف ''عن'' کے ساتھ ہو تو مناسب یہ ہے کہ وہ ''منقطع'' ہو۔

ب - وإنْ كَانَ مُصَرَّحًا فِيْهِ بِالسَّمَاعِ، احْتُمِلَ أن يَّكُوْنَ سَمِعَهُ مِنْ رَجُلٍ عَنْهُ أوَّلًا، ثُم سَمِعَه مِنْهُ مُبَاشَرَةً.

اور اگر اس میں سماع کی صراحت ہو تو احتمال ہے کہ اس راوی نے اپنے شیخ سے پہلے کسی آدمی کے واسطے سے سنا ہو، پھر اس سے براہ راست سنا ہو۔

وَيُمْكِنُ أَن يُّجَابَ عَنْ ذَلِك بِمَا يَلِي:

اور ممکن ہے کہ اس کا جواب درج ذیل ہو:

أ - أَمَّا الْاعْتِرَاضُ الْأَوَّلُ: فَهُوَ كَمَا قَالَ الْمُعْتَرِضُ.

پہلا اعتراض: وہ تو ویسے ہی ہے جیسے معترض نے کہا۔

ب - وَأَمَّا الْاعْتَرَاضُ الثَّانِي: فَالْاِحْتِمَالُ الْمَذْكُوْرُ فِيْهِ مُمْكِنٌ؛ لٰكِنَّ الْعُلَمَاءَ لَا يَحْكُمُوْنَ عَلَى الزِّيَادَةِ بِأَنَّهَا وَهْمٌ إلَّا مَعَ قَرِينَةٍ تَدُلُّ عَلَى ذَلكَ.

دوسرا اعتراض: پس اس میں مذکورہ احتمال ممکن ہے، لیکن علماء اس زیادتی پر وہم کا فیصلہ اس وقت کرتے ہیں، جب کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس کے وہم ہونے پر دلالت کرے۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

كِتَابُ «تَمْيِيْزِ الْمَزِيْدَ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْدِ» لِلخَطِيْبِ الْبَغْدَادِيِّ.

"تمييز المَزيد في متصل الأسانيد" خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

٤ - المُضْطَرِبُ:

مضطرب

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: هو اسمُ فاعلٍ، مِنَ «الْاضْطِرابِ» وَهُو اخْتِلالُ الْأمْرِ وَفَسَادُ نِظَامِه، وَأصْلُه مِن «اضْطِرابِ الْمَوْجِ»: إذَا كَثُرَتْ حَرْكَتُهُ، وَضَرَبَ بَعْضُهُ بَعضًا.

لغت میں: اسم فاعل ہے ''اضطراب'' سے، بمعنی ''معاملہ کا خلل پذیر ہونا'' اور ''نظام کا فاسد ہونا'' اور اس کی اصل ''اضطراب المَوج'' سے ہے، (یہ جملہ اس وقت کہا جاتا ہے): جب موج کی حرکت زیادہ ہو اور ایک دوسرے سے ٹکرائے۔

ب - **اصطلاحًا**: مَا رُوِيَ عَلَى أوْجُهٍ مُخْتَلفَةٍ مُتَسَاوِيَةٍ فِي الْقُوَّةِ.

اصطلاح میں: وہ حدیث جو ایسے مختلف طریقوں سے مروی ہو جو قوت میں برابر ہوں۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أي هُوَ الْحَدِيثُ الَّذيْ يُروَى عَلَى أشْكَالٍ مُّتَعارِضَةٍ مُتَدَافِعَةٍ، بِحَيْثُ لَا يُمكِنُ التَّوْفيقُ بَيْنَهَا أبَدًا، وَتَكُوْنُ جمِيعُ تِلْكَ الرِّوَايَاتِ مُتَسَاوِيَةً فِي الْقُوَّةِ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ، بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ تَرجيحُ إحْدَاهَا عَلَى الْأُخْرٰى بِوجْهٍ مِنْ وُجُوْهِ التَّرْجِيْحِ.

یعنی وہ حدیث: جو آپس میں ٹکرانے والی متعارض شکلوں سے مروی ہو، اس طرح کہ ان میں تطبیق دینا کبھی بھی ممکن نہ ہو، اور وہ تمام روایات ہر اعتبار سے قوت میں بھی برابر ہوں، اس طرح کہ ان میں سے ایک روایت کو دوسری پر ترجیح دینا کسی بھی صورت ممکن نہ ہو۔

٣ - شُرُوْطُ تَحَقُّقِ الاِضْطَرَابِ:

اضطراب کے متحقق ہونے کی شرطیں:

يَتَبَيَّنُ مِن النَّظَرِفِيْ تَعْرِيفِ الْمُضْطَرِبِ وَشَرْحِه أَنَّهُ لَا يُسَمَّى الْحديْثُ مُضْطَرِبًا إلَّا إذَا تَحَقَّقَ فِيهِ شَرْطَانِ، وَهُمَا:

مضطرب کی تعریف اور اس کی وضاحت میں غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کو ''مضطرب'' اس وقت تک نہیں کہیں گے، جب تک اس میں دو شرطیں متحقق نہ ہوں، جو یہ ہیں:

أ - اخْتلافُ رِوَايَاتِ الْحدِيثِ، بِحَيثُ لَا يُمْكِن الْجَمعُ بَيْنَها.

حدیث کی روایات کا ایسا اختلاف ہو کہ ان میں تطبیق ممکن نہ ہو۔

ب - تُسَاوِي الرِّوَايَاتُ فِي الْقُوَّةِ، بِحَيْثُ لَا يُمْكِنُ تَرْجِيْحُ رِوَايَةٍ عَلَى أُخْرٰى.

قوت میں روایات کا اس طرح برابر ہونا کہ ایک روایت کو دوسری پر ''ترجیح'' ممکن نہ ہو۔

أَمَّا إذَا تَرَجَّحَتْ إحْدَى الرِّوَايَاتِ عَلَى الْأُخْرٰى، أَوْ أَمْكَنَ الْجَمْعُ بَيْنَهَا بِشَكلٍ مَقْبوْلٍ، فَإنَّ صِفةَ الْاضْطِرابِ تَزُوْلُ عَنِ الْحديْثِ، وَنَعْمَلُ بِالرِّوَايَةِ الرَّاجِحَةِ فِيْ حَالَةِ التَّرْجِيْحِ، أَوْ نَعْمَلُ بجَمِيْعِ الرِّوَايَاتِ فِيْ حَالَةِ إمْكَانِ الْجَمْعِ بَيْنَها.

لیکن جب ایک روایت دوسری سے راجح ہو، یا ان میں مقبول طریقہ سے تطبیق ممکن ہو تو حدیث سے اضطراب والی صفت زائل ہو جائے گی، اور ہم اس روایت پر عمل کریں گے جو حالت ترجیح میں راجح ہو گی، یا ہم روایات کے جمع ہونے کی احتمالی صورت میں تمام روایات پر عمل کریں گے۔

٤ - أَقْسَامُهُ:

اس کی اقسام:

يَنْقَسِمُ الْمُضْطَرِبُ بِحَسْبِ مَوْقِعِ الْاضْطِرَابِ فِيْهِ إلٰى قِسْمَيْنِ؛ ....

محلِ اضطراب کے اعتبار سے مضطرب دو قسموں میں تقسیم ہوتی ہے: ....

مُضْطَربُ السَّندِ، ومضطربُ المَتْنِ، وَوُقُوعُ الْاضْطِرَابِ فِي السَّنَدِ أكثَرُ.

''مضطرب السند'' اور''مضطرب المَتن''۔ اور سند میں اضطراب کا وقوع زیادہ ہے۔

أ - **مُضْطَرِبُ السَّندِ**: وَمِثَالُهُ: حَدِيْثُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّه قَال: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَرَاكَ شِبْتَ، قَالَ: «شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَأَخْوَاتُهَا».

مضطرب السند: اور اس کی مثال: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حدیث، انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ''بوڑھا'' دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے ہود اور اس جیسی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا''۔

فائدہ: ان سورتوں سے مراد وہ ہیں جن میں قیامت کے احوال کا ذکر ہے، مثلاً: سورہ واقعہ، مرسلات، تکویر وغیرہ۔

قَالَ الدَّارُقُطْنِي: «هَذَا مُضْطَرِبٌ؛ فَإِنَّه لَم يُرْوَ إِلَّا من طريْقِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ عَلَى نَحْوِ عشَرَةِ أَوْجُهٍ، فَمِنْهُمْ مَن رَوَاهُ مُرْسَلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَاهُ مَوْصُوْلًا، وَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَه من مُسْنَدِ أبي بكْرٍ، ومنهم من جَعَلَهُ من مُسْنَدِ سعدٍ، ومنهم من جَعَلَهُ من مُسْنَدِ عائشَةَ، وغيرَ ذلك. وَرُوَاتُه ثِقَاتٌ لَا يُمْكِنُ تَرْجِيْحُ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ، وَالْجَمْعُ متعَذِّرٌ».

امام دار قطنی کہتے ہیں: یہ ''مضطرب'' ہے؛ کیوں کہ یہ صرف ابو اسحاق کی سند سے مروی ہے، اور ابو اسحاق پر دس وجوہات کی بدولت اختلاف کیا گیا، بعض نے اسے مرسل روایت کیا اور بعض نے اسے موصول روایت کیا اور بعض نے اسے مسندِ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بنایا اور بعض نے اسے مسندِ سعد رضی اللہ عنہ سے بنایا اور بعض نے اسے مسندِ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بنایا وغیر ذلک۔ اب اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، کسی روایت کو دوسری پر ترجیح دینا ممکن نہیں اور تطبیق بھی متعذر ہے۔

ب - **مضطربُ المَتْنِ**: وَمِثَالُهُ: مَا رَوَاهُ التِّرمِذي عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: سُئِلَ رسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الزَّكَاةِ، ....

مضطرب المتن: اور اس کی مثال: وہ حدیث جسے ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا، شریک سے، وہ ابو حمزہ سے، وہ شعبی سے، وہ فاطمہ بنت قیس سے، وہ فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زکوۃ کے بارے میں پوچھا گیا، ....

فَقَالَ: «إِنَّ فِي الْمَالِ لَحَقًّا سِوَى الزَّكَاةِ». ورَوَاهُ ابنُ مَاجَه مِنْ هَذَا الْوَجْهِ بِلفْظِ: «لَيْسَ فِي الْمَالِ حَقٌّ سِوَى الزَّكَاةِ». قَالَ العِرَاقِيُّ: «فَهَذَا اضطِرَابٌ لَا يَحْتَمِلُ التَّأْوِيْلَ».

آپ ﷺ نے فرمایا: "بے شک مال میں حق ہے زکوۃ کے علاوہ "۔ اور اسے ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اسی سند سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا: ''مال میں کوئی حق نہیں، زکاۃ کے علاوہ''۔ عراقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ایسا اضطراب ہے جو تاویل کا احتمال نہیں رکھتا۔

٥ - مِمَّنَ يَقَعُ الاِضْطَرَابُ؟

اضطراب کس سے واقع ہوتا ہے؟

أ - قَدْ يَقَعُ الْاضْطِرَابُ مِنْ رَاوٍ وَاحِدٍ، بِأن يَّروِي الْحَدِيْثَ عَلَى أوْجُهٍ مُخْتَلِفَةٍ.

کبھی اضطراب ایک راوی کی طرف سے واقع ہوتا ہے بایں طور کہ وہ حدیث کو مختلف وجوہات سے روایت کرے۔

ب - وَقَد يَقَعُ الْاِضْطِرَابُ مِنْ جَمَاعَةٍ، بِأَنْ يَّروِي كُلٌّ مِنْهُمُ الْحدِيْثَ عَلَى وَجْهٍ يُخَالِفُ رِوَايَةَ الآخرِينَ.

اور کبھی اضطراب واقع ہوتا ہے ایک جماعت کی طرف سے، بایں طور کہ ان میں سے ہر ایک اس حدیث کو ایسے طریقہ سے روایت کرے، جو دوسرے کی روایت کے مخالف ہو۔

٦ - سَبَبُ ضُعْفِ المُضْطَرِبِ:

مضطرب کے ضعف کا سبب:

وَ سَبَبُ ضُعْفِ الْمُضْطَرِبِ أن الْاِضْطِرَابَ يُشْعِرُ بِعَدْمِ ضَبْطِ رُوَاتِه.

اور مضطرب کے ضعیف ہونے کا سبب یہ ہے کہ اضطراب رواۃ کے ضابط نہ ہونے کی خبر دیتا ہے۔

٧ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

كِتَابُ «الْمُقْتَرِبِ فِي بَيَانِ الْمُضْطَّرِبِ» لِلحَافِظِ ابنِ حَجَرٍ.

''المُقترب في بيان المُضطرب'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

٥ - المُصَحَّفُ:

مصحف

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: اسمُ مفعولٍ، مِنَ «التَّصْحِيْفِ»: وهُوَ الخَطأُ في الصَّحِيفَةِ، ومنهُ «الصَّحَفِيُّ»: وهو من يُخطِئُ فِيْ قِرَاءَةِ الصَّحِيْفَةِ، فَيُغَيِّرُ بَعْضَ أَلْفَاظِهَا، بِسَبَبِ خَطَأِهِ فِيْ قِرَاءَتِهَا.

لغت میں: اسم مفعول ہے "تصحیف" سے، بمعنی: "صحیفہ میں غلطی کرنا" اور اسی سے "صحفي" ہے اور یہ وہ ہے: جو صحیفہ کے پڑھنے میں غلطی کرے، اور اس کے پڑھنے میں غلطی کی وجہ سے اس کے بعض الفاظ تبدیل کردے۔

ب - **اصطِلاحًا**: تَغْيِيرُ الْكَلِمَةِ فِي الْحَدِيْثِ إِلَى غَيْرِ مَا رَوَاهَا الثِّقَاتُ، لَفْظًا أَوْ مَعْنًى.

اصطلاح میں: حدیث کے اس کلمہ کو لفظًا یا معنًا بدلنا جسے ثقات نے روایت کیا ہے۔

٢ - أَهْمِيَّتُهُ وَدِقَّتُهُ:

اس کی اہمیت اور دقت:

هُوَ فَنٌّ جَلِيلٌ دَقِيْقٌ، وَتَكْمُنُ أَهْمِيَّتُهُ فِيْ كَشْفِ الأَخْطَاءِ التِيْ وَقَعَ فِيْهَا بَعْضُ الرُّوَاةِ، وَإِنَّما يَنْهَضُ بأَعبَاءِ هَذِهِ المُهِمَّةِ الحُذَّاقُ مِنَ الْحُفَّاظِ، كَالدَّارِقُطْنِي.

یہ ایک عظیم اور دقیق فن ہے، اس کی اہمیت ان غلطیوں کی وضاحت میں پوشیدہ ہے جو اس فن میں بعض راویوں سے واقع ہوئی ہیں، اور اس اہم فریضہ کی قُبالے کر دار قطنی رحمہ اللہ جیسے ماہر، حفاظ اور حاذق علماء ہی کھڑے ہوئے ہیں۔

٣ - تَقْسِيْمَاتُهُ:

اس کی تقسیمات:

قَسَّمَ الْعُلَمَاءُ المُصَحَّفَ إِلَى ثَلَاثَةِ تَقْسِيْمَاتٍ، كُلُّ تَقْسِيْمٍ بِاعْتِبَارٍ، وَإِلَيْكَ هَذِهِ التَّقْسِيْمَاتِ:

علماء نے مصحف کی تین تقسیمات کی ہیں، ہر تقسیم علیحدہ اعتبار سے ہے، وہ تقسیمات یہ ہیں:

أ - **بِاعْتِبَارِ مَوْقِعِه**: يَنْقَسِمُ الْمُصَحَّفُ بِاعْتِبَارِ مَوْقِعِهِ إِلَى قِسْمَيْنِ، وَهُمَا:

موقع کے اعتبار سے: "مصحف" کی تقسیم اپنے موقع کے اعتبار سے دو قسموں کی طرف ہوتی ہے، جو یہ ہیں:

١ - **تَصْحِيْفٌ فِي الْإِسْنَادِ**: وَمِثَالُهُ: حَديثُ شُعْبَةَ، عَنِ «الْعوَّامِ بنِ مُراجِمٍ». صَحَّفَهُ ابنُ معِينٍ، فَقَالَ: عَنِ «الْعوَّامِ بنِ مُزاحِمٍ».

تصحیف فی الاسناد اور اس کی مثال: شعبہ کی حدیث ہے، جو "عوام بن مراجم" سے روایت کرتے ہیں، ابن معین رحمہ اللہ نے اس میں تصحیف کی ہے، پس کہا: "عوام بن مزاحم"۔ (مراجم کی جگہ مزاحم کہا)

٢ - **تَصْحِيفٌ فِي الْمَتْنِ**: وَمِثَالُهُ: حَدِيثُ زَيْدِ بنِ ثَابتٍ «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَرَ فِي الْمَسْجِدِ». صَحَّفَهُ ابنُ لَهِيْعَةَ فَقَالَ: «احْتَجَمَ فِي الْمَسْجِدِ».

متن میں تصحیف اور اس کی مثال: زید بن ثابت کی حدیث کہ: "نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں پتھر لگائے"۔ ابن لهيعة نے اس میں تصحیف کی، پس کہا: "مسجد میں حجامہ لگوایا"۔ (احتجر کی جگہ احتجم کا استعمال کیا)

ب - **بِاعْتِبَارِ مَنْشَئِهِ**: وَيَنْقَسِمُ بِاعْتِبَارِ مَنْشَئِهِ إِلَى قِسْمَيْنِ أَيْضًا، وَهُمَا:

اپنی منشاء کے اعتبار سے: اپنی منشاء (ماخذ، جائے پیدائش) کے اعتبار سے بھی (تصحیف) دو قسموں کی طرف تقسیم ہوتی ہے، جو یہ ہیں:

١ - **تَصْحِيْفُ بَصَرٍ**: «وَهُوَ الْأَكْثَرُ»: أَيْ يَشْتَبِهُ الْخَطُّ عَلَى بَصَرِ الْقَارِئِ، ....

تصحیفِ بصر: اور یہی اکثر ہے، یعنی پڑھنے والے پر خط مشتبہ ہو جاتا ہے، ....

إمَّا لِردَاءَةِ الخَطِّ، أوْ عَدمِ نَقْطِهِ. وَمِثَالُه: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأتبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ ...». صَحَّفَهُ أبُوْ بَكرٍ الصُّولِيُّ فَقَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَأتْبَعَهُ شَيْئًا مِنْ شَوَالٍ ...». فَصَحَّفَ «سِتًّا» إلَى «شَيْئًا».

خط کے گھٹیا ہونے کی وجہ سے یا اس کے نقطہ اور اعراب نہ ہونے کی وجہ سے، اور اس کی مثال یہ حدیث ہے: "جس نے رمضان کے روزہ رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے"۔ اس میں "أبو بكر الصولي" نے تصحیف کی، پس کہا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے کچھ روزے رکھے"۔ یعنی "ستًّا" کو "شيئًا" سے تبدیل کر دیا۔

٢ - **تَصْحِيْفُ السَّمْعِ**: أي تَصْحِيْفٌ مَنْشَأُهُ رداءَةُ السَّمْعِ، أَوْ بُعْدُ السَّامِعِ، أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ. فَتَشْتَبِهُ عَلَيْهِ بَعْضُ الْكَلِمَاتِ؛ لِكَوْنِها عَلى وَزْنِ صَرْفِيٍّ وَاحدٍ. وَمثالُه: حَديثٌ مَرويٌّ عَن «عاصِمِ الأحولِ» صَحَّفَهُ بَعْضُهُمْ فَقَالَ: عَن «وَاصِلِ الأَحْدَبِ».

تصحیفِ سمع: یعنی ایسی تصحیف جس کا سبب سماعت کا کمزور ہونا یا سامع کا دور ہونا وغیرہ ہو، پس اس پر بعض کلمے جو کہ صرفی وزن پر ایک جیسے ہوں مشتبہ ہو جاتے ہیں، اس کی مثال: وہ حدیث جو عاصم احول سے مروی ہے، تو بعض رواۃ نے تصحیف کرتے ہوئے "واصل الأحدب" کہہ دیا۔

فائدہ: یعنی "عاصم" کو "واصل" سے اور "أحول" کو "أحدب" سے بدل دیا۔

ج - **بِاعْتِبَارِ لَفْظِهِ أوْ مَعْنَاهُ**: وَيَنْقَسِمُ بِاعْتِبَارِ لَفظِهِ أوْ مَعْنَاهُ إلَى قِسْمَيْنِ، وَهُمَا:

لفظ یا معنی کے اعتبار سے: تصحیف کی لفظ یا معنی کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں، اور وہ یہ ہیں:

١ - **تَصحِيفٌ فِي اللَّفْظِ**: «وَهُوَ الْأكْثَرُ»، وَذٰلكَ كَالْأمْثِلَةِ السَّابِقَةِ.

تصحیف لفظوں میں ہو: اور یہ بہت زیادہ ہوتی ہے، اور یہ سابقہ مثالوں کے مثل ہے۔

٢ - **تَصْحِيْفٌ فِي الْمَعْنَى**: أيْ أن يُّبْقِيَ الرَّاوِيُ الْمُصَحِّفُ اللَّفْظَ عَلى حَالِه، لَكِنْ يُّفَسِّرُهُ تَفسِيْرًا يَدلُّ عَلى أنّه فَهِمَ مَعْنَاهُ فَهْمًا غَيْرَ مُرادٍ. ....

تصحیف معنی میں ہو: یعنی تصحیف کرنے والا لفظ کو اس کی حالت پر باقی رکھے لیکن اس کی ایسی تفسیر کرے جو واضح کرے کہ راوی نے اس کی مراد نہیں سمجھی۔ ....

وَمثالُه: قَوْلُ أَبِي مُوسى الْعَنَزِيِّ: «نَحْنُ قَوْمٌ لَنَا شَرَفٌ، نَحْنُ مِن عَنَزَة، صَلَّى إِلَيْنا رَسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». يُرِيْد بِذلِك حديثَ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَى عَنَزَة»، فَتوَهَّمَ أَنَّه صَلَّى إِلٰى قَبِيْلَتِهِمْ، وَإِنَّمَا العَنَزَةُ هنا الْحَرْبَةُ تُنْصَبُ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

اوراس کی مثال: "أبو موسى عنزي" کا قول ہے کہ: «نَحْنُ قَوْمٌ لَنَا شَرَفٌ، نَحْنُ مِن عَنَزَة، صَلَّى إِلَيْنا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ». "ہماری قوم کا ایک شرف ہے، کہ ہم عنزة قبیلے سے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے"۔اس سے مراد یہ حدیث لینا ہے کہ: «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى إِلَى عَنَزَة». "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عنزہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی"۔ تو ابو موسی کو وہم ہوا کہ ان کے قبیلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، حالاں کہ عنزة سے مراد تو یہاں پھالا (برچھی/سترہ) ہے، جو مصلی کے سامنے نصب کیا جاتا ہے۔

٤ - تَقْسِيْمُ الْحَافِظِ ابْنِ حَجَرٍ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تقسیم:

هَذَا وَقَدْ قَسَّم الْحَافِظُ ابْنُ حجرٍ التَّصْحِيْفَ تَقْسِيْمًا آخَرَ، فَجَعَلَهُ قِسْمَيْنِ، وَهُمَا:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے تصحیف کو ایک اور اعتبار سے تقسیم کیا ہے، انہوں نے اس کی دو قسمیں بنائی ہیں: اور وہ یہ ہیں:

أ - **الْمُصَحَّفُ**: وَهُوَ مَا كَانَ التَّغْيِيْرُ فِيهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى نَقْطِ الْحُرُوْفِ، مَعَ بَقاءِ صُوْرَةِ الْخَطِّ.

مصحّف: وہ ہے جس میں خط کی صورت کے باقی رہتے ہوئے حروف کے نقطوں کے اعتبار سے تبدیلی ہو۔

فائدہ: مثلًا: "مراجم" کو "مزاحم" بنانا۔

ب - **الْمُحَرَّفُ**: وَهُوَ مَا كَانَ التَّغْيِيْرُ فِيهِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى شَكْلِ الْحُرُوْفِ، مَعَ بَقَاءِ صُوْرَةِ الْخَطِّ.

محرّف: وہ ہے جس میں خط کی صورت کو باقی رکھتے ہوئے حروف کی شکل کے اعتبار سے تبدیلی ہو۔

فائدہ: مثلًا: "عاصم" کو "واصل" کر کے لکھنا۔

٥ - هَل يَقْدَحُ التَّصْحِيْفُ فِي الرَّاوِيِّ؟

کیا تصحیف راوی میں عیب پیدا کرتی ہے؟

أ - إِذَا صَدَرَ التَّصْحِيفُ مِنَ الرَّاوِي نَادِرًا، فَإِنَّه لَا يَقْدَحُ فِيْ ضَبْطِه؛ لِأَنَّه لَا يَسْلِمُ مِنَ الْخَطَأِ وَالتَّصْحِيْفِ الْقَلِيْلِ أَحَدٌ.

جب راوی سے تصحیف کبھی شاذ ونادر صادر ہو تو راوی کے ضبط میں ضعف کا سبب نہیں بنتی؛ کیونکہ خطاء اور تھوڑی تصحیف سے تو کوئی ایک بھی محفوظ نہیں۔

ب - وَإِذَا كَثُرَ ذَلِكَ مِنْهُ، فَإِنَّه يَقْدَحُ فِيْ ضَبْطِهِ، وَيَدُلُّ عَلى خِفَّةِ ضَبْطِهِ، وَأَنَّه لَيْسَ مِنْ أَهْلِ هذا الشَّأنِ.

اور جب یہ تصحیف راوی سے بہت زیادہ واقع ہو تو یہ اس کے ضبط کے ضعف کا سبب بنتی ہے، اور اس کے خفیف الضبط ہونے پر دلالت کرتی ہے، کہ یہ راوی اس پائے کا نہیں۔

٦ - السَّبَبُ فِي وُقُوْعِ الرَّاوِي فِي التَّصْحِيْفِ الْكَثِيْرِ:

راوی کا بہت زیادہ تصحیف میں واقع ہونے کا سبب:

غَالِبًا مَا يَكُوْنُ السَّبَبُ في وُقُوْعِ الرَّاوِي فِي التَّصْحِيْفِ هُو أَخْذُ الْحَدِيْثِ مِنْ بُطُوْنِ الْكُتُبِ وَالصُّحُفِ، وَعَدْمَ تَلَقِّيْهِ عَنِ الشُّيوْخ وَالْمُدَرِّسِيْنَ، ولذَلكَ حَذَّرَ الْأَئِمَّةُ مِنْ أَخْذِ الْحَدِيثِ عَمَّنْ هَذا شَأنُهم، وَقَالُوْا: «لَا يُؤْخَذُ الْحَدِيْثُ مِن صَحَفِيٍّ»: أَيْ لَا يُؤْخَذُ عَمَّنْ أَخَذَهُ مِنَ الصُّحُفِ.

عموماً راوی کا تصحیف میں واقع ہونے کا سبب حدیث کو کتابوں اور صحیفوں سے لینا ہوتا ہے، اور اسے شیوخ اور اساتذہ سے حاصل نہ کرنا ہوتا ہے، اسی وجہ سے ائمۂ حدیث ایسے لوگوں سے حدیث لینے سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کہ "صحفي" سے حدیث نہ لی جائے، یعنی ایسے راوی سے حدیث نہ لی جائے جو صحیفوں سے حدیث لیتا ہے۔

٧ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فيه:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - «التَّصْحِيْفُ» للدارِقطني.

"التصحیف" امام دار قطنی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

ب - «إِصْلَاحُ خَطأ المُحَدِّثِينَ» لِلخَطَّابِيِّ.

امام خطابی رحمہ اللہ کی کتاب "إصلاح خطأ المُحدثين" ہے۔

ج - «تَصْحِيفَاتُ المُحَدِّثِيْنَ» لِأَبِيْ أَحْمَدَ العَسْكَرِيِّ.

ابواحمد عسکری رحمہ اللہ کی کتاب "تصحيفات المُحدثين" ہے۔

مُخَطَّطٌ تَوْضِيْحِيٌّ لِتَقْسِيْمَاتِ الْمُصَحَّفِ

تَقْسِيْمَاتُ الْحَدِيْثِ الْمُصَحَّفِ
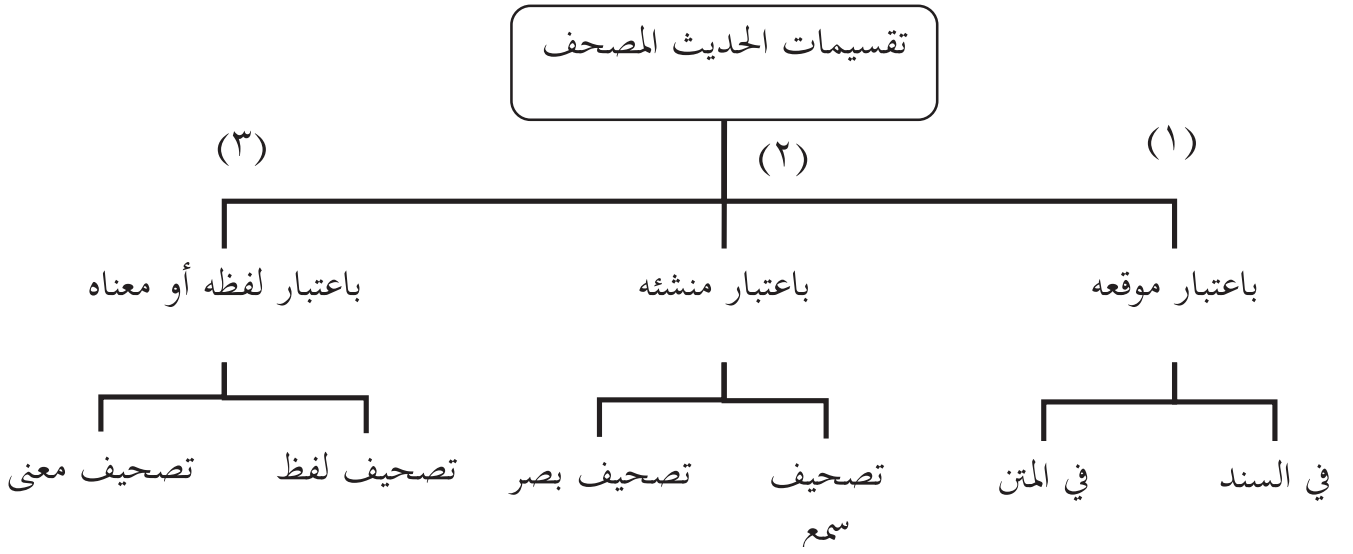
٩ - الجَهَالَةُ بِالرَّاوِيِّ

راوی کا مجہول ہونا

١ - تَعْرِيْفُهَا:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: مَصدرُ «جَهِلَ» ضِدُّ «عَلِمَ». وَالْجَهَالَةُ بِالرَّاوِي تَعْنِيْ عَدْمُ مَعْرِفَتِهِ.

لغت میں: ''جہل'' سے مصدر ہے، جو کہ ''علم'' کی ضد ہے، اور ''الجهالة بالراوي'' سے مراد اس کی عدمِ معرفت ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: عَدمُ مَعرفةِ عَيْنِ الرَّاوِي، أَوْ حَالِه.

اصطلاح میں: خود راوی یا اس کی حالت کی عدمِ معرفت (کا نام جہالت بالراوی ہے)۔

٢ - أَسْبَابُهَا:

اس کے اسباب:

وأسْبَابُ الْجَهَالَةِ بِالرَّاوِيْ ثَلَاثَةٌ، هِيَ:

راوی کے مجہول ہونے کے تین اسباب ہیں، جو یہ ہیں:

أ - **كَثْرَةُ نُعُوْتِ الرَّاوِي**: مِن اسمٍ، أَوْ كُنْيَةٍ، أو لَقَبٍ، أَوْ صِفَةٍ، أَوْ حِرْفَةٍ، أَوْ نَسَبٍ، فَيُشْتَهَرُ بِشَيْءٍ مِنْهَا. فَيُذْكَرُ بِغَيرِ مَا اشْتَهَرَ به لِغَرَضٍ منَ الْأَغْرَاضِ، فَيُظَنُّ أَنَّه راوٍ آخَرُ، فَيَحْصُل الْجهلُ بِحَالِهِ.

راوی کی صفات زیادہ ہوں: یعنی نام یا کنیت یا لقب یا صفت یا پیشہ یا نسب میں سے کسی کے ساتھ مشہور ہو، لیکن کسی غرض کی وجہ سے غیر مشہور صفت کے ساتھ اسے ذکر کیا جائے، تاکہ خیال ہو کہ وہ دوسرا کوئی راوی ہے، تو اس کی حالت سے جہالت حاصل ہوتی ہے۔

ب - قِلَّةُ رِوَايتِه: فَلاَ يَكْثُرُ الْأَخْذُ عَنْهُ بِسَبَبِ قِلَّةِ رِوَايَتِهِ، فَرُبَمَا لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا وَاحِدٌ.

اس کی روایات قلیل ہوں: تو اس کی روایت کے کم ہونے کی وجہ سے اس سے زیادہ تر لوگ روایت نہیں لیتے، بسا اوقات اس سے روایت کرنے والا صرف ایک ہی شخص ہوتا ہے۔

ج - عَدَمُ التَّصْرِيْحِ بِاسْمِهِ؛ لِأَجْلِ الْاخْتِصَارِ وَنَحْوِهِ، وَيُسَمَّى الرَّاوِيُ غَيرُ الْمُصَرَّحِ بِاسْمِهِ: «الْمُبْهَمَ».

اس کے نام کی صراحت نہ ہو: اختصار وغیرہ کی وجہ سے، راوی کے نام کی صراحت نہ ہونے کی وجہ سے اسے "مبہم" بھی کہا جاتا ہے۔

٣ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - مِثَالُ كَثْرَةِ نُعُوْتِ الرَّاوِيِّ: «محمدُّ بنُ السَائِبِ بنِ بِشْرِ الْكُلْبِيِّ». نَسَبَهُ بَعْضُهُمْ إلى جَدِّهِ، فَقَالَ: «محمدُ بنُ بِشرٍ». وَسَمَّاه بعضُهم «حَمَّادُ بنُ السَّائبِ». وَكَنَاه بعضُهم «أَبَا النَضْرِ». وَكَنَاهُ بعضُهم «أَبَا سَعِيْدٍ». وَكَنَاه بعضُهم «أَبَا هِشَامٍ». فَصَارَ يُظَنُّ أنهُ جَماعةٌ، وَهُو وَاحِدٌ.

زیادہ صفت والے راوی کی مثال: "محمد بن السائب بن بشر الكلبي" بعض حضرات نے اس کو دادا کی طرف منسوب کرتے ہوئے "محمد بن بشر" کہا ہے، اور بعض نے اس کا نام "حماد بن السائب" رکھا ہے، اور بعض نے اس کی کنیت "أبو النضر" اور بعض نے "أبو سعيد"، اور بعض نے "أبو هشام" بتائی ہے۔ یہ راوی یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک جماعت ہے، حالاں کہ وہ اکیلا ہے۔

ب - مثالُ قِلَّةِ رِوَايةِ الرَّاوِيْ، وَقِلَّةِ مَنْ رَوَى عَنْهُ: «أَبُو العُشَرَاءَ الدَّارِمِيُّ» من التَابعِيْنَ، لَمْ يَرْوِ عَنْهُ غَيْرُ حَمَّادِ بنِ سَلَمَةَ.

راوی کی روایت کا کم ہونا اور اس سے روایت لینے والوں کا کم ہونے کی مثال: "أبو العُشَراء الدارمي" جو تابعین میں سے ہیں، ان سے سوائے "حماد بن سلمة" کے کسی نے روایت نہیں کیا۔

ج - مِثَالُ عَدَمِ التَّصْرِيْحِ بِاسْمِهِ: قَوْلُ الرَّاوِيِّ: «أَخْبَرَنِي فُلَانٌ»، أو «شَيخٌ»، أو «رَجُلٌ»، أَو نَحْوُ ذلكَ.

نام کے صراحت نہ ہونے کی مثال: راوی کا قول کہ: "أخبرني فلان" یا "شیخ" یا "رجل" وغیر ذلک۔

٤ - تَعْرِيْفُ الْمَجْهُوْلِ:

مجہول کی تعریف:

هُوَ مَنْ لَم تُعْرَفْ عَيْنُه، أَوْ صِفَتُه.

وہ راوی جس کی ذات یا صفت معروف نہ ہو۔

وَمَعْنَى ذَلِكَ أنه الرَّاوِي الَّذيْ لَم تُعْرَفْ ذَاتُه أَوْ شَخْصِيَّتُه، أَوْ عُرِفَتْ شَخْصِيَّتُه، وَلٰكِنْ لَّمْ يُعْرَفْ عَنْ صِفَتِه شَيءٌ. أَيْ لَمْ يُعْرَفْ عَن عَدالتِه وَضَبْطِه شَيءٌ.

اور اس سے مراد یہ ہے کہ جس راوی کی ذات یا شخصیت معلوم نہ ہو یا اس کی شخصیت معروف ہو، لیکن اس کی صفت میں سے کوئی چیز معروف نہ ہو، یعنی اس کی عدالت اور ضبط میں سے کچھ معروف نہ ہو۔

٥ - أَنْوَاعُ المَجْهُوْلِ:

مجہول کی اقسام:

يُمْكِنُ أَنْ يُّقَالَ: إِنَّ أَنْوَاعَ الْمَجْهُوْلِ ثَلاثَةٌ، وَهِيَ:

ممکن ہے کہ یہ کہا جائے: مجہول کی تین قسمیں ہیں: اور وہ یہ ہیں:

أ - مَجْهُوْلُ العَيْنِ:

مجہول العین:

١ - **تَعْرِيْفُهُ:** هُوَ مَنْ ذُكِرَ اسْمُه، وَلَكِن لَمْ يَرْوِ عَنْهُ إِلَّا رَاوٍ وَاحِدٌ.

اس کی تعریف: وہ راوی جس کا نام ذکر کیا جائے لیکن اس سے روایت صرف ایک شخص کرے۔

٢ - **حُكْمُ رِوَايَتِهِ:** عَدَمُ القُبُوْلِ، إِلَّا إِذَا وُثِّقَ.

اس کی روایت کا حکم: یہ ہے کہ قبول نہیں، الّا یہ کہ جب توثیق بیان کی جائے۔

٣ - **كَيْفَ يُوَثَّقُ:** يُوَثَّقُ بِأَحَدِ أَمْرَيْنِ:

توثیق کیسے ہو؟ توثیق دو امروں میں سے ایک کے ساتھ ہو گی:

أ - إِمَّا أن يُّوَثِّقَهُ غَيْرُ مَنْ رَوَى عَنْهُ.

اس سے روایت کرنے والے کے علاوہ کوئی اور راوی اس کی توثیق کرے۔

ب - وَإِمَّا أَنْ يُّوَثِّقَه مَنْ رَوَى عَنْهُ، بِشَرْطِ أن يَّكُوْنَ مِنْ أَهْلِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ.

یا اس سے روایت کرنے والا ہی اس کی توثیق کرے بشرطیکہ وہ اہلِ جرح و تعدیل میں سے ہو۔

٤ - **هَلْ لِحَدِيْثِهِ اسْمٌ خَاصٌ؟** لَيْسَ لِحَدِيْثِهِ اسمٌ خَاصٌ، وَإِنَّمَا حَدِيْثُه مِنْ نَوْعِ الضَّعِيْفِ.

کیا اس کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟ اس کی حدیث کے لیے کوئی خاص نام نہیں، بلکہ اس کی حدیث ضعیف ہی کی ایک قسم ہے۔

ب - **مَجْهُوْلُ الْحَالِ:** (وَيُسَمَّى «الْمَسْتُوْرُ»).

مجہول الحال: (اور اسے مستور بھی کہتے ہیں)۔

١ - **تَعْرِيْفُه:** هُوَ مَنْ رَوَى عَنْهُ اثْنَانِ فَأَكْثَرُ، لَكِن لَمْ يُوَثَّقْ.

اس کی تعریف: وہ راوی جس سے روایت کرنے والے دو یا زیادہ ہوں، لیکن اس کی توثیق بیان نہ ہو۔

٢ - **حُكْمُ رِوَايَتِه:** الرَّدُّ، عَلَى الصَّحِيْحِ الَّذِيْ قَالَهُ الْجُمْهُوْرُ.

اس کی روایت کا حکم: جمہور کے صحیح قول کے مطابق: ایسے راوی کی روایت ''مردود'' ہے۔

٣ - **هَلْ لِحَدِيْثِهِ اسمٌ خَاصٌ؟**

کیا اس کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟

لَيْسَ لِحَدِيْثِهِ اسمٌ خاصٌ، وَإِنَّمَا حَدِيْثُهُ مِنْ نَوْعِ الضَّعِيْفِ.

اس کی حدیث کا کوئی خاص نام نہیں، ایسے راوی کی حدیث بھی ضعیف ہی کی ایک قسم ہے۔

ج - المُبْهَمُ:

مبہم:

وَيُمْكِنُ أن نَّعُدَّ الْمُبْهَمَ من أنْوَاعِ الْمَجْهُوْلِ، وَإِنْ كَانَ عُلَماءُ الْحَديثِ قَدْ أطْلَقُوْا عَلَيْه اِسمًا خَاصًا، لَكِنْ حَقيْقَتَه تُشْبِهُ حقِيْقَةَ الْمَجْهُوْلِ.

ہم مبہم کو مجہول کی انواع میں سے شمار کر سکتے ہیں، اگرچہ علمائے حدیث نے اس پر ایک خاص نام کا اطلاق کر دیا ہے، لیکن اس کی حقیقت مجہول کی حقیقت کے مشابہ ہے۔

١ - تَعْرِيْفُهُ: هُوَ مَنْ لَمْ يُصَرَّح بِاسْمِه فِي الْحَدِيْثِ.

اس کی تعریف: وہ راوی جس کے نام کی حدیث میں صراحت نہ ہو۔

٢ - حُكْمُ رِوايَتِه: عَدمُ الْقَبُوْلِ، حَتَّى يُصَرِّحَ الرَّاوِي عَنْهُ بِاسْمِهِ، أو يُعْرَفُ اسْمُهُ بِوُرُودِه مِنْ طَرِيْقٍ آخَرَ مُصَرَّحًا فِيْهِ بِاسْمِهِ.

اس کی روایت کا حکم: غیر مقبول ہے، یہاں تک کہ راوی اس کے نام کی تصریح کر دے، یا تب مقبول ہو گی جب اس کے نام کی معرفت کسی اور سند میں اس کے نام کو صراحت کے ساتھ ذکر کرنے سے حاصل ہو۔

وَسَبَبُ رَدِّ رِوَايَتِهِ جِهَالَةُ عَيْنِهِ؛ لِأَنَّ مَنْ أُبْهِمَ اسمُهُ جُهِلَتْ عَيْنُهُ، وَجُهِلَتْ عَدالَتُه مِنْ بَابِ أَوْلٰى، فَلَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ.

اور اس کی روایت کو ردّ کرنے کا سبب راوی کی ذات کا مجہول ہونا ہے، کیوں کہ جس راوی کا نام مجہول ہو تو اس کی ذات بھی مجہول ہو گی اور اس کی عدالت بطریق اولیٰ مجہول ہو گی، لہٰذا اس کی روایت غیر مقبول ہو گی۔

٣ - لَوْ أبْهَمَ بِلفظِ التَّعْدِيلِ، فَهَلْ تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ؟ وَذلِكَ مِثْلُ أن يَّقُوْلَ الرَّاوِي عَنْهُ: «أخْبَرَنِي الثِّقَةُ». وَالْجَوَابُ: أنَّه لَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ أيضًا عَلَى الْأصَحِّ؛ لِأنَّه قَدْ يَكُوْنُ ثِقَةً عِنْدَهُ، غَيْرَ ثِقَةٍ عِنْدَ غَيْرِهِ.

اگر تعدیل کے لفظ سے ”مبہم“ کرے تو کیا اس کی روایت مقبول ہے؟ اس کی مثال: راوی یوں کہے: ”مجھے ثقہ نے خبر دی“۔ جواب: صحیح قول کے مطابق ایسے راوی کی روایت بھی غیر مقبول ہے؛ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ راوی اس کے نزدیک ثقہ ہو، مگر دوسرے کے نزدیک ثقہ نہ ہو۔

٤ - هَلْ لِحَدِيْثِهِ اسمٌ خاصٌ؟ نَعَمْ، لِحديْثِهِ اسمٌ خاصٌ، هُوَ «الْمُبْهَم»، وَالْحَدِيْثُ الْمُبْهَمُ هُوَ الْحَديثُ الَّذي فيهِ راوٍ لَم يُصَرَّحْ بِاسْمِه، قَالَ الْبيقُوني فِيْ «منْظُومَتِه»:

وَمُبهَمٌ مَّا فِيهِ راوٍ لَمْ يُسَمَّ

کیا اس کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟ ہاں اس کی حدیث کا خاص نام ہے، وہ ”مبہم“ ہے، تو مبہم وہ حدیث ہے: جس میں ایسا راوی ہو جس کے نام کی تصریح نہ کی گئی ہو، بیقونی رحمہ اللہ اپنے ”منظومہ“ میں فرماتے ہیں:

”مبہم“ وہ ہے جس میں ایسا راوی ہو، جس کا نام معلوم نہ ہو

٦ - أشهَرُ المُصَنَّفَات فِي أَسْبَابِ الجَهَالَةِ:

اسباب جہالت کے بارے میں مشہور تصنیفات:

أ - كَثْرَةُ نُعُوْتِ الرَّاوِي: صَنَّفَ فِيْهَا الْخَطِيْبُ كِتَابَ «مُوْضِحِ أَوْهَامِ الْجَمْعِ والتَّفْرِيْقِ».

راوی کے صفات کی کثرت: اس بارے میں خطیب رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے ”موضح أوهام الجمع والتفريق“۔

ب - قِلَّةُ رِوَايَةِ الرَّاوِي: صُنِّفَ فيْهَا كُتُبٌ ....

راوی کی روایت کا کم ہونا: اس بارے میں بہت سی کتابیں تصنیف کی گئیں ہیں ....

سُمِّيَتْ «كُتُبُ الوُحدانِ»: أي الكُتُبُ المُشتَمِلةُ على مَن لمْ يَروِ عَنْه إلا وَاحِدٌ، وَمِنْ هذه الكُتُبِ «الْوُحْدَانُ» لِلإِمَام مُسْلِمٍ.

جو کہ ''وحدان'' کے نام سے موسوم ہیں، یعنی ایسی کتابیں جو ان روایات پر مشتمل ہوں، جن سے بیان کرنے والا صرف ایک راوی ہے، اوران کتب میں سے امام مسلم رحمہ اللہ کی ''الوُحدان'' ہے۔

ج - **عَدْمُ التَّصْرِيْح باسم الراوي**: وَصُنِّفَ فِيْهِ كُتُبُ «المُبهَمَاتِ»، مِثْلُ كِتَابِ «الأسمَاءِ المُبهَمَةِ فِي الأنباءِ المُحكَمَةِ» للخطيب البغدادي. وكتابِ «المُستفادِ من مبهماتِ المَتْنِ والإسنادِ» لوليِّ الدينِ العراقيِّ.

راوی کے نام کی تصریح کا نہ ہونا: اس بارے میں ''مبہمات'' نام کی کتابیں تصنیف کی گئی ہیں، جیسے: ''الأسماء المُبهمة في الأنباء المُحكمة'' علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی، اور ''المُستفاد من مبهمات المَتَن والإسناد'' ولي الدين عراقی رحمہ اللہ کی تصنیف۔

٩ - البِدْعَةُ

بدعت

١ - تَعْرِيْفُهَا:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: هِي مصدرٌ، مِن «بَدَعَ» بِمعْنَى «أنْشَأ» كَابتَدَعَ، كَمَا فِي «الْقَاموس».

لغت میں: یہ ''بدع'' سے مصدر ہے بمعنی ''أنشأ'' کے، ''ابتدع'' کی طرح، جیسا کہ ''قاموس'' میں ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: الحَدَثُ فِي الدِّيْنِ بَعْدَ الْإِكْمَالِ، أوْ مَا اسْتُحْدِثَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَهْوَاءِ وَالْأَعْمَالِ.

اصطلاحًا: دین کے کامل ہو جانے کے بعد نئی چیز پیدا کرنا، یا وہ نئے کام جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خواہشات اور اعمال میں جاری ہوئے۔

٢ - أَنْوَاعُهَا:

بدعت کی قسمیں:

البِدْعَةُ نَوْعَانِ:

بدعت کی دو قسمیں ہیں:

أ - **بِدْعَةٌ مُكَفِّرَةٌ**: أَي يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِسَببِها، كَأن يَّعْتَقِدَ مَا يَسْتَلزِمُ الْكُفْرَ. وَالمُعْتَمَدُ أنَّ الذِي تُرَدُّ روَايَتُه مَنْ أنْكَرَ أَمرًا مُتَوَاتِرًا مِنَ الشَّرْعِ مَعْلُوْمًا مِنَ الدِّيْنِ بِالضَّرُوْرَةِ، أوْ مَنِ اعْتَقَدَ عَكْسَهُ.

بدعت مکفّرہ: یعنی اس کے ارتکاب کے بسبب اس کا مرتکب کافر قرار دیا جائے، اس طرح کہ وہ ایسا عقیدہ رکھے جو کفر کو مستلزم ہو، اور معتمد بات یہ ہے کہ جس راوی کی روایت مردود ہوتی ہے، یہ وہ ہے جو دین کے بنیادی شرائع میں سے کسی امرِ متواتر کا انکار کرے یا اس کے برعکس اعتقاد رکھے۔

ب - **بِدْعَةٌ مُفَسِّقَةٌ**: أَي يُفَسَّقُ صَاحِبُهَا بِسَبَبِهَا، وَهُوَ مَنْ لَا تَقْتَضِيْ بِدْعَتُهُ التَّكْفِيْرَ أَصْلًا.

بدعت مفسّقہ: یعنی جس کے ارتکاب کے بسبب اس کا مرتکب فاسق قرار دیا جائے، وہ راوی جس کی بدعت تکفیر کی مقتضی نہ ہو۔

٣ - حُكْمُ رِوَايَةِ المُبْتَدِعِ:

مبتدع کی روایت کا حکم: ....

أ - إِنْ كَانَتْ بِدْعَتُه مُكَفِّرَةً: تُرَدُّ رِوَايَتُهُ.

اگراس کی بدعت مکفرہ ہے: تواس کی روایت مردود ہے۔

ب - وَإِنْ كَانَتْ بِدْعَتُه مُفَسِّقَةً: فَالصَّحِيْحُ الَّذيْ عَلَيْهِ الْجُمْهُوْرُ أَنَّ رِوَايَتَهُ تُقْبَلُ بِشَرْطَيْنِ:

اوراگراس کی بدعت مفسقہ ہو: توجمہور اور صحیح قول کے مطابق: اس کی روایت دو شرطوں کے ساتھ مقبول ہوگی:

١ - أَنْ لَّا يَكُوْنَ دَاعِيَةً إِلَى بِدْعَتِهِ.

وہ روایت اس کے بدعت کی طرف دعوت دینے والی نہ ہو۔

٢ - وأَنْ لَّا يَرْوِيْ مَا يُرَوِّجُ بِدْعَتَهُ.

اور راوی ایسی روایت نہ کرے، جس سے اس کی بدعت کو ترویج ہو۔

٤ - هَلْ لِحَدِيْثِ الْمُبْتَدِعِ اسمٌ خَاصٌ؟

کیا مبتدع کی حدیث کا کوئی خاص نام ہے؟

لَيْسَ لحديثِ الْمُبتدِعِ اسمٌ خاصٌ بهِ، وإِنَّمَا حَديثُهُ مِنْ نَوْعِ الْمَرْدُوْدِ، كَما عَرَفْتَ، وَلَا يُقْبَلُ إِلَّا بِالشُّرُوْطِ الَّتِيْ ذُكِرَتْ آنفًا.

مبتدع کی حدیث کا کوئی خاص نام نہیں، ایسے راوی کی حدیث مردود ہی کی ایک قسم ہے، جیسا کہ معلوم ہوا، تاہم مذکورہ بالا شرائط کی موجودگی میں مقبول کی جائے گی۔

۱۰ - سُوءُ الْحِفْظِ

حافظہ کی کمزوری

۱ - تَعْرِيْفُ سَيِّئِ الْحِفْظِ:

سُوءُ الْحِفْظ والے کی تعریف:

هُوَ مَنْ لَمْ يُرَجَّحْ جَانِبُ إصَابَتِهِ عَلَى جَانِبِ خَطَئِهِ.

وہ راوی جس کی جانبِ اصابت جانبِ خطا پر راجح نہ ہو۔

فائدہ: عام فہم الفاظ میں یوں سمجھیے کہ: وہ راوی جس سے خطا اور غلطی بہت زیادہ ہو، درست اور صحیح بات کبھی کبھی ہو۔

۲ - أَنْوَاعُهُ:

اس کی انواع:

سِيِّئُ الْحِفْظِ نَوْعَانِ، وَهُمَا:

سوء حافظ دو قسم کا ہوتا ہے، جو یہ ہیں:

أ - إمَّا أن يَنْشَأَ سُوْءُ الْحِفْظِ مَعَهُ مِنْ أوَّلِ حَيَاتِهِ، وَيُلَازِمُهُ فِيْ جَمِيْعِ حَالَاتِه، وَيُسَمَّى خَبْرُه «الشَّاذَّ» عَلى رَأيِ بَعْضِ أهْلِ الْحَدِيْثِ.

سوء حفظ ابتدائے حیات سے ہو اور اس کو تمام حالات میں لازم ہو، بعض محدثین کی رائے کے مطابق ایسے راوی کی روایت کو ''شاذ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

ب - وَإِمَّا أن يَكُوْنَ سُوْءُ الْحِفْظِ طَارِئًا عَلَيه، إمَّا لِكِبْرِهِ، أو لِذِهَابِ بَصَرِهِ، أوْ لِاحْتِرَاقِ كُتُبِهَ. فَهَذَا يُسَمَّى «المُخْتَلَطُ».

یا پھر حافظہ کی کمزوری حادثاتی ہو، بڑھاپے کی وجہ سے، یا بینائی کے چلے جانے کی وجہ سے، یا کتابوں کے جلنے کی وجہ سے، تو اس کا نام ''مختلط'' رکھا جاتا ہے۔

٣ - حُكْمُ رِوَايَتِهِ:

اس کی روایت کا حکم:

أ - أَمَّا الْأَوَّلُ: وَهُو مَنْ نَشَأَ عَلَى سُوْءِ الحِفْظِ، فَرِوَايَتُه مَرْدُوْدَةٌ.

پہلی قسم کہ: جس کا سوء حفظ پیدائشی ہو، تو اس کی روایت مردود ہے۔

ب - وأَمَّا الثَّانِيْ: أي المُخْتَلَطُ، فَالحُكْمُ فِيْ رِوَايَتِه التَّفْصِيْلُ الْآتِيْ:

دوسری قسم: یعنی مختلط راوی کی روایت کے حکم میں درج ذیل تفصیل ہے:

١ - فَمَا حَدَّثَ بِهِ قَبْلَ الْاخْتِلَاطِ، وَتَمَيَّزَ ذَلكَ: فَمَقْبُوْلٌ.

جو حدیث اس نے اختلاط سے پہلے روایت کی ہوں اور وہ واضح ہو، تو وہ مقبول ہیں۔

٢ - وَمَا حدَّثَ بِهِ بَعْدَ الْاخْتِلَاطِ: فَمَرْدُوْدٌ.

اور جس روایت کو اختلاط کے بعد اس نے روایت کیا، تو وہ مردود ہے۔

٣ - وَمَا لَمْ يَتَمَيَّزْ أَنَّه حَدَّثَ بِه قَبْلَ الْاخْتِلَاطِ أَوْ بَعْدَهُ: تُوُقِّفَ فِيْهِ حَتَّى يَتَمَيَّزَ.

جن روایات میں یہ فرق بیان نہ ہو کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہیں یا بعد کی؟ تو فرق کے واضح ہونے تک ان روایات میں توقف کیا جائے گا۔

مُخَطَّطُ الْخَبَرِ وَتَقْسِيْمَاتُهُ
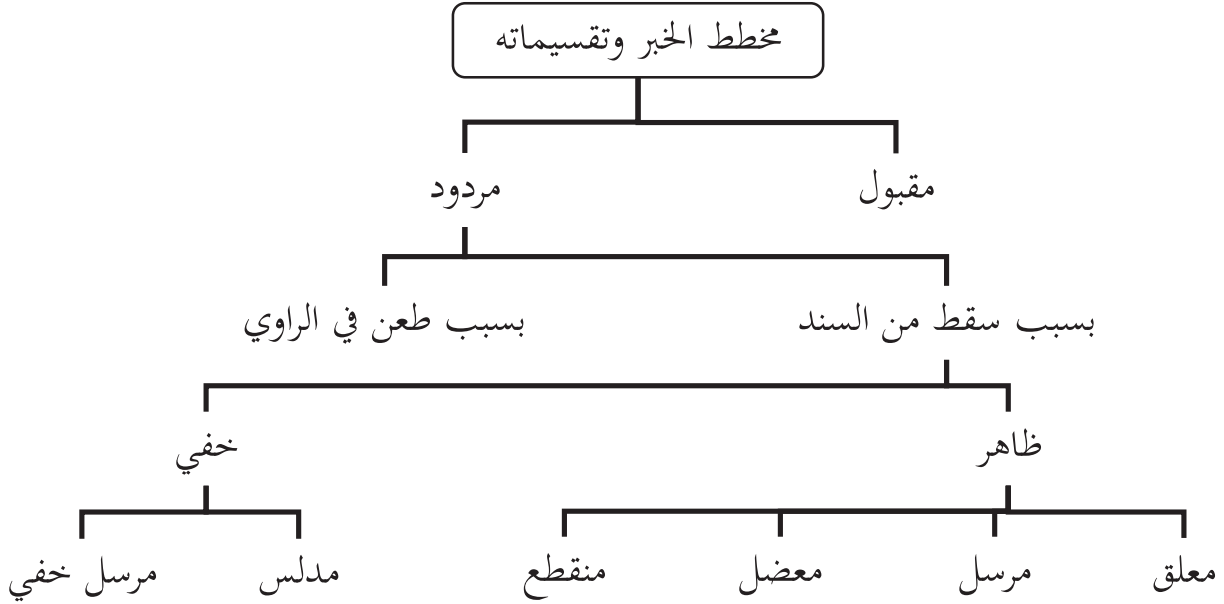
الفَصْلُ الثَّالِثُ

تیسری فصل

خَبَرُ الآحَادِ المُشْتَرَكُ بَيْنَ الْمَقْبُوْلِ وَالْمَرْدُوْدِ

مقبول اور مردود کے درمیان مشترک خبر

وَفِيْهِ مَبْحَثَانِ:

اور اس میں دو ابحاث ہیں:

- المَبْحَثُ الْأَوَّلُ: تَقْسِيْمُ الْخَبَرِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى مَنْ أُسْنِدَ إِلَيْهِ.
- پہلی بحث: خبر کی تقسیم مسند الیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔
- المَبْحَثُ الثَّانِيُّ: أَنْوَاعٌ أُخْرَى مُتَفَرِّقَةٌ مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ المَقْبُوْلِ وَالْمَرْدُوْدِ.
- دوسری بحث: مقبول اور مردود کے مابین مشترک دوسری متفرق اقسام۔

المَبحثُ الأَوَّلُ

پہلی بحث

تَقْسِيْمُ الْخَبَرِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى مَنْ أُسنِدَ إِليهِ

مسندالیہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے خبر کی تقسیم

وَفِيْهِ أَرْبَعَةُ مَطَالِبٍ.

اس میں چار مطالب ہیں۔

- ❖ ١ - المَطْلَبُ الْأَوَّلُ: الحَدِيْثُ القُدْسِيُّ.
- ❖ پہلا مطلب: حدیثِ قدسی۔
- ❖ ٢ - المَطلبُ الثَّانِيُّ: الحَدِيْثُ المَرْفُوْعُ.
- ❖ دوسرا مطلب: مرفوع حدیث۔
- ❖ ٣ - المَطلَبُ الثَّالثُ: الحَدِيْثُ الْمَوْقُوْفُ
- ❖ تیسرا مطلب: موقوف حدیث
- ❖ ٤ - المَطلَبُ الرَّابِعُ: الحَدِيْثُ الْمَقْطُوْعُ
- ❖ چوتھا مطلب: مقطوع حدیث۔

وَإِلَيْكَ بحث هذهِ الأَقْسَامِ تَفْصِيْلًا عَلَى التَّوالِي.

ان اقسام کی تقسیم بالترتیب ملاحظہ فرمائیں:

المَطلبُ الأوَّلُ

الـحَدِيْثُ الـقُدْسِـيُّ

حدیث قدسی

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: القُدْسِي: نِسْبَةً إلى «الْقُدْسِ»: أي الطُّهْرِ، كما في «القاموس»، أي الْحَدِيْثُ الْمَنْسُوْبُ إِلَى الذَّاتِ الْقُدْسِيَّةِ، وَهُوَ اللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ.

لغت میں: ''قدسي'' ''قدس''کی طرف منسوب ہے، بمعنی پاک، جیسا کہ ''قاموس'' میں ہے۔یعنی وہ حدیث جو منسوب ہو ذاتِ قدسیہ کی طرف،اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔

ب - **اصْطلاحا**: هُوَ مَا نُقِلَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مَعَ إسْنَادِهِ إيَّاه إلىٰ رَبِّه عزَّ وجلَّ.

اصطلاحًا: وہ روایت جو نبی کریم ﷺ سے نقل کی گئی ہو، اور آپ ﷺ اس کی سند اللہ تعالیٰ تک بیان کریں۔

٢ - الفَرْقُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ القُرآنِ:

حدیث قدسی اور قرآن کریم کے درمیان فرق:

هُنَاكَ فُرُوْقٌ كَثِيْرَةٌ، أَشْهَرُهَا مَا يَلِيْ:

ان میں بہت سے فرق ہے، ان میں سے مشہور درج ذیل ہیں:

أ - أنَّ الْقُرْآنَ لَفْظُهُ وَمَعْنَاهُ مِنَ اللهِ تَعَالَى. وَالْحَدِيثَ الْقُدْسِيَّ: مَعْنَاهُ مِنَ اللهِ، وَلَفْظُهُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قرآن کریم کا لفظ اور معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، جب کہ حدیثِ قدسی کا معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کے الفاظ نبی کریم ﷺ کی طرف سے ہیں۔

ب - أَنَّ الْقُرْآنَ يُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِه. وَالْحَدِيْثَ الْقُدْسِيَّ لَا يُتَعَبَّدُ بِتِلَاوَتِه.

قرآن کریم کی تلاوت بطور عبادت کے ہے، جب کہ حدیث قدسی کی تلاوت عبادت نہیں۔

ج - أَنَّ الْقُرْآنَ يُشْتَرَطُ فِيْ ثُبُوْتِه التَّوَاتُرُ. وَالْحَدِيثَ الْقُدْسِيَّ لَا يُشْتَرَطُ فِيْ ثُبُوْتِه التَّوَاتُرُ.

قرآن کریم کے ثبوت میں تواتر کی شرط لگائی گئی ہے، جب کہ حدیثِ قدسی کے ثبوت میں تواتر شرط نہیں۔

۳ - عَدَدُ الأَحَادِيْثِ القُدْسِيَّةِ:

احادیث قدسیہ کی تعداد:

وَالْأَحَادِيْثُ الْقُدْسِيَّةُ لَيْسَتْ بِكَثِيْرَةٍ بِالنِّسْبَةِ لِعَدَدِ الْأَحَادِيْثِ النَّبْوِيَّةِ. وَعدَدُهَا حَوَالَيْ مِائَتَيْ حَدِيْثٍ.

احادیثِ نبویہ ﷺ کی کل تعداد کی بنسبت احادیث قدسیہ کثیر نہیں، اوران کی تعداد ''دوسو'' کے لگ بھگ ہے۔

٤ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ «صَحِيْحِهِ» عَنْ أَبِي ذرٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْمَا رَوَى عَنِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: «يَا عِبَادِي إِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِيْ، وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا، فَلَا تَظَالَمُوْا».

وہ روایت جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ ﷺ اللہ تعالی سے روایت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنے آپ پر حرام کر دیا ہے، اور اسے تمہارے مابین بھی حرام قرار دیا ہے، لہذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو''۔

٥ - صِيَغُ رِوَايَتِهِ:

حدیث قدسی روایت کرنے کے الفاظ:

لِرَاوِيِّ الْحَدِيثِ الْقُدْسِيِّ صِيْغَتَانِ يَرْوِي الْحَدِيثَ بِأَيِّهِمَا شَاءَ، وَهُمَا:

حدیثِ قدسی کے راوی کے لیے دو طرح کے الفاظ ہیں، راوی ان دو میں سے جس کے ساتھ چاہے روایت کر سکتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

أ - قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْه عَنْ رَّبِّهِ عَزَّ وجَلَّ.

"قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما يرويه عَنْ رَّبِّهِ عزّ وجلّ" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے روایت کرتے ہوئے، فرمایا:)

ب - أَوْ: قَالَ اللهُ تَعَالٰى، فِيْمَا رَوَاهُ عَنْهُ رَسُوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

"قال الله تعالىٰ فيما رواه عنه رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" (اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جسے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا)۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

اس بارے میں مشہور تصانیف:

«الإِتْحَافَاتُ السَّنِيَّةُ بِالْأَحَادِيْثِ الْقُدْسِيَّةِ» لِعَبْدِ الرَّؤُوْفِ الْمُنَاوِيِّ. جَمَعَ فِيْهِ ٢٧٢ حَدِيْثًا.

"الإتحافات السنية بالأحاديث القدسية" عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ کی ہے، جس میں انہوں نے ٢٧٢ احادیث کو جمع کیا ہے۔

المَطلبُ الثانِي

الحَدِيْثُ المَرْفُوْعُ

مرفوع حدیث

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: اسمُ مَفْعُولٍ مِن فِعْلِ «رَفَعَ» ضِدُّ «وَضَعَ» كأنَّه سُمِّيَ بذَلِكَ؛ لِنِسْبَتِه إلَى صَاحِبِ الْمَقَامِ الرَّفِيْعِ، وَهُو النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

لغت میں: یہ فعل ''رَفَعَ'' سے اسم مفعول ہے، جو کہ ''وَضَعَ'' کی ضد ہے، گویا کہ اس کا نام ''مرفوع'' اس لیے رکھا گیا کہ اس کی نسبت بلند مرتبے والے کی طرف ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ب - **اصطلاحًا**: هُوَ مَا أُضِيْفَ إلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِن قَوْلٍ، أَوْ فِعْلٍ، أَوْ تَقْرِيْرٍ، أَوْ صِفَةٍ.

اصطلاحًا: وہ قول یا فعل یا تقریر یا صفت جس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أيْ هُو مَا نُسِبَ أوْ مَا أُسْنِدَ إلَى النَّبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَوَاءٌ كَانَ هَذا الْمُضَافُ قَوْلًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ فِعْلًا، أَوْ تَقْرِيْرًا، أَوْ صِفَةً، وَسَوَاءٌ كَانَ الْمُضِيْفُ هُوَ الصَّحَابِيَّ، أَوْ مَنْ دُوْنَهِ، مُتَّصِلًا كَانَ الْإِسْنَادُ، أَوْ مُنْقَطِعًا، ....

یعنی وہ چیز: جس کی نسبت کی گئی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف، خواہ وہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو یا فعل، تقریر ہو، یا صفت، اور خواہ منسوب کرنے والا صحابی ہو یا اس سے کم درجہ والا، اس کی سند متصل ہو یا منقطع۔ ....

فَيَدْخُلُ فِي الْمَرْفُوعِ: الْموصولُ، وَالمرسَلُ، وَالمُتَّصِلُ، والمُنقطِعُ، هَذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ فِيْ حقِيْقَتِه، وَهُنَاكَ أقوالٌ أُخْرَى فِيْ حَقِيقَتِه وَتَعْرِيْفِه.

پس مرفوع حدیث میں: موصول، مرسل، متّصل اور منقطع سب داخل ہیں، یہی بات اس کی حقیقت میں مشہور ہے، اگرچہ اس کی حقیقت اور تعریف میں دیگر اقوال بھی ہیں۔

٣ - أَنْوَاعُهُ:

اس کی اقسام:

يَتبَيَّنُ مِن التَّعريفِ أَنَّ أنواعَ المَرفُوعِ أربَعَةٌ، وَهِيَ:

تعریف سے واضح ہوتا ہے کہ مرفوع کی چار اقسام ہیں، اور وہ یہ ہیں:

أ - المَرفُوعُ القَوْلِيُّ. - مرفوع قولی۔

ب - المَرفُوعُ الفِعْلِيُّ. - مرفوع فعلی۔

ج - المَرفُوعُ التَّقرِيرِيُّ. - مرفوع تقریری۔

د - المَرفُوعُ الوَصفِيُّ. - مرفوع وصفی۔

٤ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - **مثالُ الْمَرْفوعِ القَوْلِي**: أَن يَّقُوْلَ الصَّحابِيُّ أَو غَيْرُه: «قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا».

مرفوع قولی کی مثال: صحابی یا اس کے علاوہ کوئی شخص کہے: ''قال رسول الله كذا''۔

ب - **مِثالُ المَرْفُوعِ الْفِعْلِيِّ**: أَن يَّقُولَ الصَّحَابِيُّ أَوْ غَيْرُهُ: «فَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كذا».

مرفوع فعلی کی مثال: صحابی یا کوئی اور شخص کہے: ''فعل رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كذا''۔

ج - مِثالُ الْمَرْفوعِ التقريرِيِّ: أن يَّقولَ الصَّحَابِيُّ أوْ غَيْرُهُ: «فُعِلَ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كذَا»، وَلَا يَرْوِي إنْكَارَهُ لِذلِك الْفِعْلِ.

مرفوع تقریری کی مثال: صحابی یا اس کے علاوہ کوئی شخص کہے: "فُعِلَ بحضرة النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كذا" کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ایسا کیا گیا"، اور اس فعل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار مروی نہ ہو۔

د - مِثالُ الْمَرْفُوْعِ الْوَصْفِيِّ: أن يقُولَ الصَّحابِيُّ أو غيرُهُ: «كَانَ رَسولُ اللّٰهِ أحْسنَ النَّاسِ خُلُقًا».

مرفوع وصفی کی مثال: صحابی یا کوئی اور شخص کہے: "كَانَ رَسولُ اللّٰهِ أحسنَ النَّاسِ خُلُقًا" کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے زیادہ اچھے تھے۔

المَطلَبُ الثَّالِثُ

المَوْقُوفُ

موقوف

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - لُغَةً: اسمُ مَفْعُوْلٍ، مِنَ «الوَقْفِ». كَأَنَّ الرَّاوِيُ وَقَفَ بِالْحَدِيْثِ عِند الصَّحَابِيِّ، وَلَم يُتَابِعْ سَرْدَ بَاقِيْ سِلْسِلَةِ الْإِسْنَادِ.

لغت میں: موقوف اسم مفعول ہے، "وقف" سے، گویا کہ راوی حدیث بیان کرتے وقت صحابی تک ٹھہر جاتا ہے اور باقی سلسلہ اسانید کو نہیں چلاتا۔

ب - **اصطلاحًا**: هُوَ مَا أُضِيْفَ إِلَى الصَّحَابِيِّ مِن قَوْلٍ، أَوْ فِعلٍ، أَوْ تَقْرِيْرٍ.

اصطلاحًا: وہ قول یا فعل یا تقریر، جس کی نسبت صحابی کی طرف کی گئی ہو۔

٢ - شَرْحُ التَّعْرِيْفِ:

تعریف کی وضاحت:

أَيْ هُوَ مَا نُسِبَ أَوْ أُسْنِدَ إِلَى صَحَابِيٍّ، أَوْ جَمْعٍ مِنَ الصَّحَابَةِ؛ سَوَاءٌ كَان هَذَا الْمَنْسُوبُ إِلَيْهِمْ قولًا، أَو فِعلًا، أَوْ تقريرًا، وَسَوَاءٌ كَانَ السَّنَدُ إِلَيْهِم مُتَّصِلًا، أَوْ مُنْقَطِعًا.

یعنی وہ چیز جس کی نسبت یا اضافت ایک صحابی کی طرف کی جائے یا صحابہ کی ایک جماعت کی طرف، خواہ ''منسوب إليهم'' (جس چیز کی ان کی طرف نسبت کی گئی ہے) قول ہو یا فعل، یا تقریر ہو، اور خواہ سند متصل ہو یا منقطع۔

٣ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - **مِثالُ الْمَوْقُوْفِ الْقَوْلِيِّ**: قَوْلُ الرَّاوِي: قَالَ عَلِيُّ بنُ أبي طالبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: «حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ، أَتُرِيْدُوْنَ أن يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ».

موقوف قولی کی مثال: راوی کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں کو وہی چیز بیان کرو جسے وہ جان سکیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے''۔

ب - **مِثالُ الْمَوْقُوْفِ الْفِعْلِيِّ**: قوْلُ الْبُخارِي: «وَأَمَّ ابنُ عباسٍ وَهُوَ مُتَيَمِّمٌ».

موقوف فعلی کی مثال: امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے: ''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ''تیمم'' کی حالت میں امامت کرائی''۔

ج - **مِثالُ الْمَوْقُوفِ التَّقْرِيرِيِّ**: قَوْلُ بَعْضِ التَّابِعِينَ: ....

موقوف تقریری کی مثال: بعض تابعین کا قول: ....

«فَعَلْتُ كَذَا أمامَ أَحَدِ الصَّحَابَةِ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيَّ».

"میں نے اس طرح ایک صحابی کے سامنے کیااور انہوں نے میری نکیر نہیں کی"۔

٤ - اِسْتِعْمَالٌ آخَرُ لَهُ:

موقوف کاایک اور استعمال:

يُسْتَعْمَلُ اسمُ المَوْقُوْفِ فِيْمَا جَاءَ عَنْ غَيْرِ الصَّحَابَة، لَكن مُقَيَّدًا. فَيُقَالُ مَثَلًا: «هَذَا حَدِيْثٌ وَقَفَهُ فُلَانٌ عَلَى الزُّهْرِيِّ، أَوْ عَلَى عَطَاءٍ» وَنَحْوِ ذَلِكَ.

موقوف کے نام کا استعمال کبھی صحابی کے علاوہ کسی اور سے منقول خبر پر بھی کیا جاتا ہے، لیکن ساتھ قید لگائی جاتی ہے، مثلاً کہا جائے: "اس حدیث کو فلان نے زہری رحمہ اللہ پر یا عطاء رحمہ اللہ وغیرہ پر موقوف بیان کیا ہے"۔

فائدہ: "زهري" اور "عطاء" دونوں تابعین ہیں۔

٥ - اِصْطِلَاحُ فُقَهَاءِ خُرَاسَانَ:

فقہائے خراسان کی اصطلاح:

يُسَمِّي فُقَهَاءُ خُرَاسَانَ:

فقہائے خراسان نام رکھتے ہیں:

أ - **المَرْفُوْعَ:** خَبَرًا. مرفوع کا "خبر" (نام رکھتے ہیں)۔

ب - **والْمَوْقُوْفَ:** أَثَرًا. موقوف کا "أثر" (نام رکھتے ہیں)۔

أَمَّا الْمُحَدِّثُوْنَ فَيُسَمُّوْنَ كُلَّ ذَلكَ «أثَرًا»؛ لِأَنَّه مأخوذٌ مِن «أثَرْتُ الشَّيءَ»: أي رَوَيْتُهُ.

لیکن محدثین ان میں سے ہر ایک کو "أثر" کا نام دیتے ہیں، کیونکہ یہ "أثرت الشيء" سے ماخوذ ہے، یعنی: "میں نے اسے روایت کیا"۔

٦ - فُرُوعٌ تَتَعَلَّقُ بالمَرفوعِ حكمًا:

وہ فروعات جو حکماً مرفوع سے متعلق رکھتی ہیں:

هنَاكَ صُوَرٌ مِن الْمَوْقُوْفِ فِيْ أَلْفَاظِهَا وَشَكْلِهَا، لَكِنَّ الْمُدَقِّقَ فِيْ حَقِيْقَتِهَا يَرَى أَنَّهَا بِمَعْنَى الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ؛ لذَا أَطْلَقَ عَلَيها الْعُلماءُ اسمَ «الْمَرْفُوْعِ حُكمًا»: أي أَنَّها مِنَ الْمَوْقُوْفِ لَفْظًا، الْمَرْفُوْعِ حُكمًا.

یہاں چند صورتیں ایسی ہیں جو اپنے الفاظ اور شکل کے اعتبار سے موقوف نظر آتی ہیں، لیکن مدقق جب ان کی حقیقت کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ وہ مرفوع حدیث کے معنی میں ہے، اسی وجہ سے علماء نے ان پر "مرفوعِ حکمی" کا اطلاق کیا ہے، یعنی وہ لفظاً موقوف ہیں اور حکماً مرفوع ہیں۔

ومِن تِلْكَ الصُّوَرِ:

اور اس کی صورتوں میں سے:

أ - أَن يَّقُوْلَ الصَّحَابِيُّ -الَّذِيْ لَمْ يُعْرَفْ بِالأَخْذِ عَنْ أَهْلِ الْكِتَابِ- قَولًا لَا مَجَالَ لِلْاِجْتِهَادِ فِيْهِ، وَلَا لَهُ تَعَلُّقٌ بِبَيَانِ لُغَةٍ، أَوْ شَرْحِ غَرِيْبٍ، مِثْلُ:

ایسا صحابی جو اہل کتاب سے روایت لینے میں مشہور نہ ہو ایسی بات کہے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو، اور نہ لغوی تحقیق کے بیان کرنے یا غریب لفظ کی تشریح سے اس کا تعلق ہو، مثلاً:

١ - الإِخْبَارُ عَنِ الْأُمُوْرِ الْمَاضِيَةِ؛ كَبَدْءِ الْخَلْقِ.

گزشتہ امور سے متعلق خبر دینا، جیسے: مخلوقات کی پیدائش سے متعلق خبریں۔

٢ - أَوِ الْإِخْبَارُ عَنِ الْأُمُوْرِ الْآتِيَةِ؛ كَالْمَلَاحِمِ، وَالْفِتَنِ، وَأَحْوَالِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

آنے والے امور کی خبریں: جیسے جنگیں، فتنے اور یوم قیامت کے احوال بیان کرنا۔

٣ - أوِ الْإخبَارُ عَمَّا يَحْصُلُ بِفِعْلِهِ ثَوابٌ مَخْصُوْصٌ، أوْ عِقَابٌ مَخْصُوْصٌ، كَقَوْلِه: «مَن فَعَلَ كذَا فَلَه مِنْ أجْرِكذَا».

یا ایسے عمل کی خبر دینا جس کے کرنے سے مخصوص ثواب حاصل ہو یا مخصوص عذاب کی وعید ہو، مثلاً: ''جس نے فلاں کام کیا، اس کے لیے فلاں اجر ہے''۔

ب - أَوْ يَفْعَلُ الصَّحَابِيُّ مَا لَا مَجَالَ لِلْاِجْتِهَادِ فِيْهِ؛ كَصَلاةِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلَاةَ الْكُسُوْفِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ أَكْثَرُ مِنْ رُكُوْعَيْنِ.

یا صحابی کوئی ایسا عمل کرے جس میں اجتہاد کی گنجائش نہ ہو، جیسے: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز کسوف میں ہر رکعت میں دو سے زیادہ رکوع کرنا''۔

ج - أو يخْبِرَ الصَّحَابِيُّ أَنَّهُمْ كَانُوْا يقُوْلُوْنَ أَوْ يَفْعَلُونَ كَذَا، أَوْ لَا يَرَوْنَ بَأْسًا بِكَذَا.

یا صحابی خبر دے کہ: وہ فلاں بات کہا کرتے تھے یا فلاں کام کیا کرتے تھے یا فلاں چیز میں حرج نہیں محسوس کرتے تھے۔

١ - فإِنْ أَضَافَه إلَى زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَالصَّحيحُ أَنَّه مَرْفوعٌ؛ كَقَوْلِ جَابرٍ: «كُنَّا نَعْزِلُ عَلى عَهْدِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ».

پس اگر وہ اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی طرف کرے تو صحیح قول کے مطابق وہ مرفوع ہے، جیسے: جابر رضی اللہ عنہ کا قول: ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عزل کرتے تھے''۔

٢ - وإن لَمْ يُضِفْهُ إلى زَمَنِه فَهُوَ مَوْقُوفٌ عِنْدَ الجُمْهُوْرِ؛ كَقَوْلِ جَابرٍ: «كُنَّا إذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإذَا نَزلْنَا سَبَّحْنَا».

اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی طرف اس کی نسبت نہ کرے تو وہ جمہور کے نزدیک: موقوف ہے، جیسے جابر رضی اللہ عنہ کا قول: ''ہم جب کسی چڑھائی پر چڑھتے تھے تو ''الله أكبر'' کہتے تھے اور جب ہم اترتے تھے تو ''سبحان الله'' کہتے تھے۔

د - أَوْ يَقُوْلَ الصَّحَابِيُّ: «أُمِرْنَا بِكذَا، أوْ نُهِيْنَا عَن كذَا، أوْ مِن السُّنَّةِ كَذا». مِثْلُ قولِ بعضِ الصَّحَابَةِ: «أُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأذَانَ، وَيُوْتِرَ الْإقَامَةَ». وَكَقَوْلِ أُمِّ عَطِيَّةَ: «نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا». وَكَقَوْلِ أَبِي قِلَابَةَ عن أَنَسٍ: «مِنَ السُّنة إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا».

یا صحابی کہے: ہمیں یہ کام کرنے کا حکم دیا گیا، یا فلاں کام سے منع کیا گیا، یا فلاں کام سنت ہے، جیسے: ایک صحابی کا قول: "بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات دوہرے کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں"۔ اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول: "ہمیں جنازے کے ساتھ جانے سے روکا گیا، مگر ہم پر واجب نہیں کیا گیا"۔ اور حضرت أبو قلابة کا قول جس کو وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: "سنت یہ ہے کہ جب ثیبہ کے بعد باکرہ سے نکاح کیا جائے تو، اس کے پاس سات دن ٹھہرا جائے"۔

ه- أَوْ يَقُولَ الرَّاوِي فِي الْحديثِ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّحابِيِّ بَعض هَذهِ الكلماتِ الْأَرْبَعِ، وَهِيَ: «يَرفَعُه»، أو «يَنْمِيْهِ»، أو «يَبْلُغُ بِه»، أو «رِوايةً»، كحديث الأعرجِ، عن أبي هريرةَ روايةً: «لَا تَقُومُ الساعةُ حتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ».

یا راوی حدیث میں صحابی کا ذکر کر کے ان چار کلمات میں سے کسی کو ذکر کرے، وہ یہ ہیں: "يرفعه" (مرفوع بیان کرتا ہے) یا "ينميه" (وہ اس کی نسبت کرتا ہے) یا "يبلغ به" (وہ اس کو پہنچاتا ہے) یا "رواية" (بیان کرتا ہے)، مثلاً: "حدیثِ اعرج"، جسے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم چھوٹی آنکھوں والوں سے قتال نہ کرو"۔

و - أو يُفسِّرَ الصَّحَابِيُّ تفسيرًا لَّه تعلُّقٌ بِسبَبِ نُزُوْلِ آيَةٍ: كقَوْلِ جَابرٍ: «كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ: مَنَ أَتَى امرَأتَهُ مِنْ دُبُرِهَا فِي قُبُلِهَا جَاءَ الولدُ أَحْوَلَ، فأنزل اللهُ تَعالَى: ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ ... الآية».

یا صحابی ایسی تفسیر بیان کرے جس کا تعلق آیت کے سببِ نزول سے ہو، جیسے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول: "یہود کہتے تھے: جو شخص کسی عورت کے پاس اس کے پیچھے کی جانب سے قبل میں دخول کرتا ہے تو بچہ "بھینگا" ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں"، الآیہ۔

٧ - هَلْ يُحْتَجُّ بالمَوقُوفِ؟

کیاموقوف سے حجت لی جائے گی؟

المَوْقُوْفُ -كَمَا عَرَفْتَ- قَدْ يَكُوْنُ صَحِيْحًا، أَوْ حَسَنًا، أَوْ ضَعِيفًا، لَكِنْ حَتَّى لَوْ ثَبَتَتْ صِحَّتُهُ فَهَلْ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ؟ وَالْجَوابُ عَنْ ذَلكَ: أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْمَوْقُوْفِ عَدَمُ وُجوْبِ الْعَمَلِ بِهِ؛ لِأَنَّهُ أقوالٌ وأفعالٌ لِصَحابةٍ، لَكِنَّها إنْ ثَبَتَتْ فَإِنَّها تُقَوِّيْ بَعْضَ الأَحَاديْثِ الضَّعِيْفَةِ -كَمَا مَرَّ فِي الْمُرْسَلِ-؛ لِأَنَّ حَالَ الصَّحابَةِ كَانَ هُوَ العَمَلُ بِالسُّنَّةِ، وَهَذَا إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ حُكْمُ الْمَرْفُوْعِ، أَمَّا إِذَا كَانَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ حُكْمُ الْمَرْفُوْعِ فَهُوَ حُجَّةٌ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ كَالْمَرْفُوْعِ.

جیسا کہ آپ نے جانا کہ: موقوف کبھی صحیح ہوتی ہے، کبھی حسن، اور کبھی ضعیف، لیکن اگر اس کا صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو کیا اس سے حجت لی جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ: موقوف میں اصل یہ ہے کہ اس سے حجت نہ لی جائے؛ کیوں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور افعال ہیں، اگر ان کا صحیح ہونا ثابت ہو تو بعض احادیثِ ضعیفہ کو قوی بناتے ہیں، جیسا کہ مرسل کی بحث میں گذر چکا ہے؛ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اصل حالت یہی ہے کہ وہ سنت پر عمل کرتے تھے، اور یہ تب ہے جب قولِ صحابی مرفوع کے حکم میں نہ ہو، لیکن جب وہ مرفوع کے حکم میں ہو تو وہ مرفوع کی طرح حجت ہے، اور اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

*****

المَطلبُ الرابعُ

المَقْطُوْعُ

مقطوع

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: اسمُ مفعولٍ، مِن «قَطَعَ» ضِدُّ «وَصَلَ».

لغت میں: اسم مفعول ہے "قطع" سے، جو کہ "وصل" کی ضد ہے۔

ب - **اصطلاحًا**: هُوَ مَا أُضِيْفَ إلى التَّابِعِيِّ أَوْ مَنْ دُوْنَهُ مِنْ قَولٍ أَوْ فِعْلٍ.

اصطلاحًا: وہ قول یا فعل جس کی نسبت تابعی کی طرف ہو یا اس سے نیچے والے طبقے کی طرف ہو۔

٢ - شرحُ التعريف:

تعریف کی وضاحت:

أي هُوَ ما نُسِبَ أَوْ أُسْنِدَ إلى التَّابِعِيِّ، أَوْ تَابعِ التَّابعيِّ، فَمَنْ دُوْنَهُ، مِن قولٍ أَوْ فِعْلٍ. والْمَقْطُوعُ غيرُ المُنْقَطِعِ؛ لِأَنَّ الْمَقْطُوْعَ مِنْ صِفَاتِ الْمَتْنِ، وَالمُنقَطِعَ مِنْ صِفَاتِ الْإِسْنَادِ، أيْ أَنَّ الْحَدِيْثَ الْمَقْطُوْعَ مِنْ كَلَامِ التَّابِعِيِّ فَمَنْ دُوْنَه، وَقَدْ يَكُوْنُ السَّنَدُ مُتَّصِلًا إِلَى ذلكَ التَّابعيِّ. عَلَى حِيْنِ أَنَّ الْمُنْقَطِعَ يعنِيْ أَنَّ إسنادَ ذلكَ الْحديثِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ، وَلَا تَعَلُّقَ لَهُ بِالمَتْنِ.

یعنی وہ قول یا فعل جو منسوب کیا گیا ہو یا اس کی اضافت کی گئی ہو تابعی یا تبع تابعی یا کسی نچلے طبقہ کے راوی کی طرف، اور "مقطوع"، منقطع کے علاوہ ہے؛ کیوں کہ مقطوع متن کی صفات میں سے ہے، اور منقطع اسناد کی صفات میں سے ہے، یعنی حدیثِ مقطوع تابعی یا اس سے نیچے والے کا کلام ہوتا ہے اور کبھی اس کی سند تابعی تک متصل ہوتی ہے، جب کہ منقطع میں اس حدیث کی سند متصل نہیں ہوتی اور اس کا متن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

٣ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - مثالُ المَقطُوعِ القَوْلِيِّ: قَولُ الحسَنِ البصريِّ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ الْمُبْتَدِعِ: «صَلِّ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُه».

مقطوع قولی کی مثال: بدعتی کی اقتداء سے متعلق حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اس کے پیچھے نماز پڑھو، اس کی بدعت کا وبال اسی پر ہے''۔

ب - مِثَالُ المَقطُوعِ الفِعلِيِّ: قولُ إبراهيمَ بن محمَّدِ بنِ المُنْتَشِرِ: «كان مسْروقٌ يُرخِي السَّتْرَ بيْنَه وَبَيْنَ أهلِهِ، وَيَقْبَلُ عَلَى صَلَاتِه، وَيُخَلِّيْهم وَدُنْيَاهُمْ».

مقطوع فعلی کی مثال: ''محمد بن المُنتَشِر'' رحمہ اللہ کا قول ہے: ''مسروق رحمہ اللہ نماز کے وقت اپنے اور گھر والوں کے درمیان پردہ ڈال لیتے تھے اور اپنی نماز میں متوجہ رہتے اور گھر والوں اور دنیا کو چھوڑ دیتے تھے''۔

٤ - حُكْمُ الْاِحْتِجَاجِ بِهِ:

اس سے حجت پکڑنے کا حکم:

الْمَقْطُوْعُ لَا يُحتَجُّ بِه فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَحْكَامِ الشَّرعِيَّةِ. أيْ وَلَوْ صَحَّتْ نِسْبَتُه لِقَائِلِهِ؛ لِأَنَّهُ كَلَامُ أحدِ المُسْلِمِيْنَ أوْ فِعْلُهِم، لَكِنْ إنْ كَانتْ هُنَاكَ قَرِينةٌ تَدُلُّ عَلَى رَفْعِهِ، كَقَوْلِ بَعضِ الرُّوَاةِ -عِنْدَ ذِكْرِ التَّابعِيِّ-: «يَرْفَعُهُ» مَثَلًا، فَيُعَدُّ عِندَئِذٍ لهُ حُكْمُ المَرْفُوْعِ المُرْسَلِ.

مقطوع روایات سے شرعی احکام میں سے کسی بھی حکم کے لیے حجت نہیں لی جاسکتی، اگرچہ اس کے کہنے والے کی نسبت صحیح ہو؛ کیوں کہ وہ ایک مسلمان کا قول یا فعل ہے، البتہ اگر کوئی قرینہ پایا جائے جو اس کے مرفوع ہونے پر دلالت کرے، جیسے: تابعی کے ذکر کے وقت راوی یوں کہے کہ: ''وہ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں''، مثلاً، تو اس وقت مرفوعِ مرسل کے حکم میں ہوگی۔

٥ - إِطْلَاقُهُ عَلَى المُنْقَطِعِ:

منقطع پر مقطوع کا اطلاق کرنا:

أَطْلَقَ بَعْضُ الْمُحدِّثينَ -كَالشَّافِعِيِّ والطَّبَرَانِيِّ- لفظَ «المَقْطُوعِ» وَأَرَادُوْا بِه «المُنقطِعَ»: أَيِ الَّذِيْ لَمْ يتَّصِلْ إِسْنَادُهُ، وَهُوَ اصطِلَاحٌ غَيْرُ مَشْهُوْرٍ.

بعض محدثین مقطوع کا لفظ بول کر "منقطع" مراد لیتے ہیں، جیساکہ: امام شافعی اور طبرانی رحمہما اللہ ہیں، یعنی ان کے نزدیک: منقطع وہ ہے جس کی سند متصل نہ ہو۔ اور یہ اصطلاح غیر مشہور ہے۔

وَقَد يُعْتَذَرُ للشافِعِيِّ بأَنَّه قَالَ ذَلِكَ قَبْلَ اسْتِقْرَارِ الْاصْطِلَاحِ، أَمَّا الطَّبَرَانِيُّ فَإِطلَاقُهُ ذَلِك يُعَدُّ تَجَوُّزًا عَنِ الاصطِلَاحِ.

امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس اصطلاح کے مقرر ہونے سے پہلے ایسا کہا تھا، لیکن طبرانی رحمہ اللہ نے اس کا اطلاق عام اصطلاح سے ہٹ کر کیا ہے۔

فائدہ: یعنی طبرانی رحمہ اللہ نے با تکلف جواز کا پہلو نکالا ہے۔

٦ - مِن مَظِنَّاتِ المَوقُوفِ والمَقطُوعِ:

موقوف اور مقطوع کے مراجع:

أ - «مُصنَّفُ ابنِ أَبي شَيبَةَ». "مصنف ابن أبي شيبة"۔

ب - «مُصنَّفُ عبدِ الرزَّاقِ». "مصنف عبد الرزاق"۔

ج - «تَفَاسِيْرُ ابنِ جَرِيْرٍ، وابنِ أَبِي حَاتِمٍ، وابنِ المُنْذِرِ».

"تفسیر ابن جَریر" و"تفسیر ابن أبي حاتم" و"تفسیر ابن المُنذر"۔

* * * * *

المَبحثُ الثَّانِيُّ

دوسری بحث

أَنْوَاعٌ أُخرَى مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ الْمَقْبُوْلِ وَالْمَرْدُوْدِ

مقبول اور غیر مقبول میں مشترک روایات کی دیگر انواع

وفَيْهِ أَرْبَعَةُ مَطَالِبٍ، وَهِيَ:

اور اس میں چار ابحاث ہیں اور وہ یہ ہیں

- ❖ المَطلَبُ الأَوَّلُ: المُسْنَدُ.
- ❖ پہلی بحث: مسند کی ہے
- ❖ المَطلبُ الثَّانِي: المُتَّصِلُ.
- ❖ دوسری بحث: متصل کی ہے
- ❖ المَطلَبُ الثَّالِثُ: زِيَادَاتُ الثِّقاتِ.
- ❖ تیسری بحث: زیادات الثقات کی ہے
- ❖ المَطلبُ الرَّابعُ: الاعتِبَارُ والمُتابِعُ والشَّاهِدُ.
- ❖ چوتھی بحث: اعتبار، متابع اور شاہد کی ہے

المَطْلَبُ الْأَوَّلُ

پہلی بحث

المُسْنَدُ

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: اسمُ مفعولٍ، مِنْ «أَسْنَدَ» بِمَعْنٰى أَضَافَ، أَوْ نَسَبَ.

لغت میں: مسند اسم مفعول ہے، ''أسند'' سے، بمعنی: اس نے منسوب کیا، یا اس نے اضافت کی۔

ب - **اصطلاحًا**: مَا اتَّصل سَندُه مرْفوْعًا إلَى النَّبيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اصطلاحاً: جس کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل مرفوع ہو۔

فائدہ: یہ وہ تعریف ہے جس کا امام حاکم رحمہ اللہ نے قطعی فیصلہ دیا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''نخبة الفكر'' میں اسے بالجزم بیان کیا ہے۔ مسند سے متعلق اور بھی تعریفات ہیں۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال:

مَا أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ قَالَ: «حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بنُ يُوْسَفَ، عَنْ مَالِكٍ، عَن أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا». فَهَذَا حَدِيْثٌ اِتَّصلَ سَنَدُهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى مُنْتَهَاهُ، وَهُوَ مَرْفُوْعٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

وہ روایت جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا: ''حدثنا عبد الله بن يوسف عن مالكٍ عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال: إن رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالَ: إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعًا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے برتن سے کتا پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیے''، یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اول تا آخر متصل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مرفوع بھی ہے۔

المَطْلَبُ الثَّانِيُّ

دوسری بحث

المُتَّصِلُ

١ - تَعْرِيْفُهُ:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: اسمُ فاعلٍ، مِن «اِتَّصَلَ» ضدُّ اِنْقَطَعَ، ويُسمَّى هذَا النوعُ بـ«المَوصُولِ» أيضًا.

لغت میں: اسم فاعل ہے ''اتّصل'' سے، جو کہ ''انقطع'' کی ضد ہے، اور اسے ''موصول'' کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: ما اتَّصَلَ سَنَدُهُ؛ مَرْفُوْعًا كَانَ أَوْ موْقُوْفًا عَلَى مَنْ كَانَ.

اصطلاحًا: جس روایت کی سند متصل ہو، خواہ وہ روایت مرفوع ہو یا موقوف۔

٢ - مِثَالُهُ:

اس کی مثال

أ - **مِثَالُ الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوْعِ**: «مَالكٌ، عنِ ابنِ شِهابٍ، عنْ سالمِ بنِ عبدِ اللهِ، عنْ أبِيهِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أنه قَالَ كَذا».

متصل مرفوع کی مثال: ''مالكٌ عن ابن شهابٍ عن سالم بن عبد الله عن أبيه عن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أنه قال كذا''۔

ب - **مثالُ المُتَّصِلِ الْمَوْقُوْفِ**: «مَالك، عن نافعٍ، عَن ابنِ عُمَرَ: أنَّه قَالَ كَذَا».

متصل موقوف کی مثال: ''مالك عن نافع عن ابن عمر أنه قال كذا''۔

٣ - هَل يُسَمَّى قَوْلُ التَّابِعِيِّ مُتَّصِلًا؟

کیاتابعی کے قول کانام متصل رکھاجاسکتاہے؟

قَالَ العِرَاقِيُّ: «وَأَمَّا أَقْوَالُ التَّابِعِيِّ -إِذَا اتَّصَلَتِ الْأَسَانِيْدُ إِلَيْهِم- فَلا يُسَمُّونَهَا مَتصِلةً فِي حَالَةِ الْإِطْلَاقِ؛ أَمَّا مَعَ التَّقْيِيْدِ فَجَائِزٌ وَوَاقِعٌ فِيْ كَلَامِهِمْ، كَقَوْلِهِمْ: هَذَا مُتَّصِلٌ إِلى سَعِيدِ بنِ الْمُسيَّبِ، أَوْ إِلَى الزُّهْرِيِّ، أو إلى مالكٍ، وَنحوِ ذلك. قِيلَ: وَالنُّكتَةُ فِي ذَلك أنها تُسَمَّى «مَقَاطِيْعُ»، فإِطْلاَقُ الْمُتَّصِلِ عَلَيهَا كَالوصفِ لِشَيْءٍ واحدٍ بِمُتَضَادَّيْنِ لُغَةً».

حافظ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ تابعین کے اقوال، جب ان کی سند متصل ہو، تواسے علی الاطلاق متصل کانام نہیں دیا جاسکتا، مگر مقید طورپر جائز ہے، (جیساکہ) علماء کے کلام میں موجود ہے، جیسے ان کاقول کہ: یہ روایت متصل ہے سعید بن المسیب تک، یازہری تک یامالک رحمہ اللہ وغیرہ تک۔ بعض حضرات کہتے ہیں: اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان کانام "مقاطیع" رکھا جاتاہے اور متصل کاان پر اطلاق کرناایساہے گویاایک ہی چیز کے لغوی اعتبار سے دومتضادوصف بیان کیے جائیں۔

المَطْلَبُ الثَّالِثُ

زِيَادَاتُ الثِّقَاتِ

زیاداتِ ثقات

١ - المُرَادُ بِزِيَادَاتِ الثِّقَاتِ:

زیادات ثقات کامفہوم:

الزِّيَادَاتُ: جَمْعُ «زِيَادَةٍ»، وَالثِّقَاتُ: جَمْعُ «ثقةٍ». وَالثِّقَةُ: هُو الْعَدْلُ الضَّابِطُ. ....

"زیادات" جمع ہے"زیادۃ" کی،اور"ثقات" جمع ہے"ثقۃ" کی۔ ....

وَالْمُرادُ بِـ«زِيَادَةِ الثِّقةِ»: مَا نَراهُ زَائِدًا مِنَ الْأَلْفَاظِ فِي رِوايَةِ بَعْضِ الثِّقَاتِ لِحَدِيْثٍ مَّا، عَمَّا رَواهُ الثقاتُ الآخَرُوْنَ لذَلِكَ الْحَدِيْثِ.

اور ثقہ سے مراد: عادل اور ضابط ہے، اور "ثقہ کی زیادتی" سے مراد: ثقہ راوی کی روایت میں موجود وہ الفاظ جنہیں ہم زائد دیکھتے ہیں، اور ان الفاظ کو دوسرے ثقات اس حدیث میں بیان نہیں کرتے۔

٢ - أَشْهَرُ مَن اعْتنَى بِهَا:

اس کا اہتمام کرنے والوں میں سے مشہور:

هَذهِ الزِّيادَاتُ مِن بَعضِ الثِّقَاتِ فِيْ بعْضِ الْأَحَادِيْثِ لَفَتَتْ أنظارَ بَعضِ الْعُلَمَاءِ، فَتَتَّبِعُوْهَا وَاعْتَنَوْا بِجَمْعِهَا وَمَعْرِفَتِها، وَمِمَّنِ اشْتَهَرَ بذَلِكَ هَؤُلَآءِ الْأَئِمَّةُ، وَهُمْ:

یہ زیادات جو بعض ثقہ راویوں کی جانب سے بعض احادیث میں ہیں، ان زیادات نے بعض علماء کی نظروں کو متوجہ کیا، تو انہوں نے اس کی تحقیق کی، اور انہیں جمع کرنے اور ان کی معرفت کا اہتمام کیا، اور اس کے متعلق مشہور ائمہ یہ ہیں:

أ - أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللهِ بنُ محمدِ بنِ زِيَادِ النَّيْسَابُوْرِيُّ.

أبو بكرٍ عبدُ الله بنُ محمدِ بنِ زياد النيسابوري رحمه الله۔

ب - أَبُوْ نُعَيْمٍ الْجُرْجَانِيُّ.

أبو نعيم الجرجاني رحمه الله۔

ج - أَبُوْ الْوَلِيْدِ حَسَّانُ بْنُ محمدٍ الْقُرَشِيُّ.

أبو الوليد حسان بن محمد القرشي رحمه الله۔

٣ - مَكَانُ وُقُوْعِهَا:

زیادت کا محل وقوع:

تَقَعُ الزِّيَادَةُ فِي الْمَتَنِ، كَمَا تَقَعُ فِي السَّنَدِ.

زیادتی متن میں واقع ہوتی ہے جیسا کہ سند میں واقع ہوتی ہے۔

أ - أَمَّا فِي الْمَتْنِ: فَتَكُوْنُ بِزِيَادَةِ كَلِمَةٍ أَوْ جُمْلَةٍ.

متن میں: پس وہ زیادتی ایک کلمہ کی ہوگی یا ایک جملہ کی ہوگی۔

ب - وَأَمَّا فِي الْإِسْنَادِ: فَتَكُوْنُ بِرَفْعِ مَوْقُوْفٍ، أَوْ وَصْلِ مُرسَلٍ.

اور سند میں: پس موقوف کو مرفوع یا مرسل کو متصل بیان کرنا۔

٤ - حُكْمُ الزِّيَادَةِ فِي الْمَتْنِ:

متن میں زیادتی کا حکم:

أَمَّا الزِّيَادَةُ فِي الْمَتْنِ فَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْ حُكْمِهَا عَلَى أَقْوَالٍ:

متنِ حدیث میں زیادتی کے حکم کے بارے میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں:

أ - فَمِنْهُمْ مَن قَبِلَهَا مُطْلَقًا.

بعض نے اس زیادتی کو مطلقاً قبول کیا ہے۔

ب - وَمِنْهُمْ مَنْ رَدَّهَا مُطْلَقًا.

اور بعض نے اس کو مطلقاً رد کیا ہے۔

ج - وَمِنْهُمْ مَنْ رَدَّ الزِّيَادَةَ مِنْ رَاوِي الْحَدِيْثِ الَّذِيْ رَوَاهُ أَوَّلًا بِغَيْرِ زِيَادَةٍ، وَقَبِلَهَا مِنْ غَيْرِهِ.

اور بعض: نے اس راوی سے زیادتی کو رد کیا، جس نے حدیث کو اوّلاً بغیر زیادتی کے بیان کیا اور اس کے علاوہ دیگر سے اسے قبول کیا۔

وَقَدْ قَسَّمَ ابنُ الصَّلَاحِ الزِّيَادَةَ بِحَسْبِ قُبُوْلِهَا وَرَدِّهَا إِلٰى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ، وَهُوَ تَقْسِيْمٌ حَسَنٌ، وَافَقَهُ عَلَيْهِ النَّوَوِيُّ وَغَيْرُهُ، وَهَذَا التَّقْسِيْمُ هُوَ:

ابن صلاح رحمہ اللہ نے قبول اور رد کے اعتبار سے اسے تین قسموں میں تقسیم کیا ہے، اور یہ بہترین تقسیم ہے، امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے اس کی موافقت کی ہے، اور وہ تقسیم یہ ہے:

أ - زِيادةٌ لَيْسَ فيْهَا مُنافَاةٌ لِمَا رَوَاهُ الثِّقَاتُ أوِ الْأوثَقُ، فَهَذِهِ حُكْمُهَا الْقبُولُ؛ لِأَنَّهَا كَحديْثٍ تَفرَّدَ بِرِوَايَةِ جُمْلَتِهِ ثقةٌ من الثِّقَاتِ.

ایسی زیادتی جو ثقات یااوثق کی روایت کردہ حدیث کے منافی نہ ہو، تواس کا حکم یہ ہے کہ وہ مقبول ہے کیوں کہ یہ مثل اس حدیث کے ہے جس میں ایک جملہ کے روایت کرنے میں ثقات میں سے ایک ثقہ راوی متفرد ہو۔

فائدہ: بالفاظِ دیگریوں سمجھیے کہ ایسی زیادتی ایک حدیث کی طرح ہے، جسے ایک ثقہ راوی نے بیان کیا ہے، جس کے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ب - زيادةٌ مُنافيةٌ لِمَا رَوَاه الثِّقَاتُ أوِ الْأوْثَقُ، فَهَذِهِ حُكْمُهَا الرَّدُّ، كمَا سَبَقَ فِيْ الشَّاذِ.

ایسی زیادتی جو ثقات یا اوثق کی روایت کے منافی ہو، تو یہ حکم کے اعتبار سے مردود ہوگی، جیساکہ ''شاذ'' میں گذر چکا۔

ج - زِيادَةٌ فِيْهَا نَوْعُ مُنَافاةٌ لما رَوَاهُ الثِّقَاتُ أوِ الْأوْثَقُ، وَتَنْحَصِرُ هَذِهِ الْمُنَافَاةُ فِيْ أمْرَيْنِ:

زیادتی کی ایسی کیفیت جس میں ثقات یا اوثق سے کچھ حد تک منافات اور مخالفت ہو، اور یہ منافات دو امروں میں منحصر ہے:

١ - تَقْيِيْدُ الْمُطْلَقِ. مطلق کی تقیید۔

٢ - تَخْصِيْصُ الْعَامِ. عام کی تخصیص۔

وهَذَا القِسْمُ سَكَتَ عَن حُكْمِهِ ابنُ الصَّلاحِ، وَقَالَ عَنْهُ النَّوَوِيُّ: «وَالصَّحِيحُ قَبُولُ هَذَا الْأَخِيْرُ».

اس نوعیت کا حکم بیان کرنے سے ''ابن صلاح رحمہ اللہ'' نے سکوت اختیار کیا ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں کہا: ''صحیح یہ ہے کہ زیادتی کی یہ دوسری قسم بھی مقبول ہے''۔

٥ - أَمْثِلَةٌ لِلزِّيَادَةِ فِي المَتْنِ:

متن میں زیادتی کی مثالیں:

أ - مِثَالُ الزِّيَادَةِ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا مُنَافَاةٌ:

ایسی زیادتی کی مثال جس میں منافات نہ ہو:

مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ طَرِيْقِ عَلِيِّ بنِ مُسهرٍ، عنِ الأَعْمَشِ، عنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، مِنْ زيادةِ كَلِمَةِ «فَلْيُرِقْهُ» فِيْ حَديْثِ وُلُوغِ الْكَلْبِ، وَلَمْ يَذْكُرْهَا سَائِرُ الْحُفَّاظِ مِن أَصْحَابِ الأَعْمَشِ، وَإِنَّمَا رَوَوْهُ هَكَذا: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ». فَتَكُوْنُ هَذِهِ الزِّيَادَةُ كَخَبَرٍ تَفَرَّدَ بِه عَلِيُّ بنُ مُسْهرٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ، فَتُقْبَلُ تِلْكَ الزِّيَادَةُ.

وہ حدیث: جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے "علي بن مسهر" کے طریق سے روایت کیا ہے، جس کو وہ اعمش سے، وہ ابورزین اور ابوصالح سے، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس کلمہ "فليرقه" کی زیادتی کے ساتھ، "ولوغ الكلب" والی حدیث میں، اور اعمش کے تمام تلامذہ اس کو ذکر نہیں کرتے، بلکہ وہ اس طرح روایت کرتے ہیں: "إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مرار"، پس یہ زیادتی مستقل روایت کی مانند ہے، جسے "علي بن مسهر" بیان کرنے میں متفرد ہے اور وہ ثقہ ہے، لہٰذا اس زیادتی کو قبول کیا جائے گا۔

ب - مِثَالٌ للزِّيَادَةِ الْمُنَافِيَةِ:

ایسی زیادتی جو منافات کی حامل ہو۔

زِيَادَةُ «يومِ عَرَفَةَ» فِيْ حَدِيْثٍ: «يَوْمُ عَرَفَةَ وَيومُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا أَهْلُ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ». فَإِنَّ الْحَدِيْثَ مِنْ جَمِيْعِ طُرُقِهِ بِدُوْنِهَا، وَإِنَّمَا جَاءَ بِهَا مُوسَى بنُ عَلِيِّ بنِ رَبَاحٍ، عَن أَبِيْهِ، عَن عُقْبَةَ بنِ عَامِرٍ، وَالْحَديثُ أَخْرَجَهُ التِّرمَذِيُّ وَأَبُوْ داودَ وَغَيرُهُما.

"يوم عرفة" لفظ کی زیادتی جو اس حدیث میں ہے: "يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام وهي أيام أكلٍ وشربٍ"۔ یہ حدیث اپنے تمام طرق میں یوم عرفہ کی زیادتی کے بغیر ہے، اس زیادتی کو موسیٰ بن علی نے بیان کیا ہے: "موسى بن علي بن رباح عن أبيه عن عقبة بن عامرٍ"۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ، امام ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

فائدہ: یہ زیادتی چوں کہ ثقات کی مخالفت میں ہے؛ اس لیے مقبول نہیں۔

ج - مِثَالٌ لِلزِّيَادَةِ الَّتِيْ فِيْهَا نَوْعُ مُنَافَاةٍ:

اس زیادتی کی مثال جس میں مخالفت اور نفی کی ایک نوع موجود ہے:

مَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ مِنْ طَرِيْقِ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «... وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا، وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طُهُوْرًا». فَقَدْ تَفَرَّدَ أَبُوْ مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ بِزِيَادَةِ «تُرْبَتُهَا» وَلَمْ يَذْكُرْهَا غَيْرُهُ مِنَ الرُّوَاةِ، وَإِنَّمَا رَوَوْا الْحَدِيْثَ هَكَذَا: «وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطُهُوْرًا».

وہ حدیث: جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: "أبو مالكٍ الأشجعي عن ربعي عن حذيفة قال: قال رسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "... وجعلت لنا الأرض كلها مسجدا، وجعلت تربتها لنا طهورا"۔ اس میں "تربتها" کی جو زیادتی ہے اسے صرف "مالك أشجعي" نے بیان کیا ہے اور اس کے علاوہ کسی راوی نے ذکر نہیں کیا، باقی راوی یوں بیان کرتے ہیں: "وجعلت لنا الأرض مسجدا وطهورا"۔

٦ - حُكْمُ الزِّيَادَةِ فِي الْإِسْنَادِ:

سند میں زیادتی کا حکم:

أَمَّا الزِّيَادَةُ فِي الْإِسنَادِ، فَتُنْصَبُ هُنَا عَلَى مَسْأَلَتَيْنِ رَئِيْسِيَّتَيْنِ يَكْثُرُ وُقُوْعُهُمَا، وَهُمَا: تَعَارُضُ الْوَصْلِ مِنَ الْإِرْسَالِ، وَتَعَارُضُ الرَّفْعِ مَعَ الْوَقْفِ، أَمَّا بَاقِيْ صُوَرِ الزِّيَادَةِ فِي الْإِسْنَادِ فَقَدْ أَفْرَدَ الْعُلَمَاءُ لَهَا أَبْحَاثًا خَاصَّةً، مِثْلُ: «الْمَزِيدِ فِيْ مُتَّصِلِ الْأَسَانِيْدِ».

سند میں زیادتی دو بنیادی مسئلوں پر موقوف ہے، جن کا وقوع اکثر ہوتا ہے، وہ دونوں یہ ہیں: وصل کا ارسال کے ساتھ تعارض، اور مرفوع کا موقوف کے متعارض ہونا، البتہ اسناد میں زیادتی کی باقی جتنی صورتیں بھی ہیں ان کے لئے علماء نے الگ بحثیں کی ہیں اور کتابیں لکھیں ہیں، جیسے: "المَزيد في متصل الأسانيد"۔

هَذَا وَقَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَماءُ فِيْ قُبُوْلِ الزِّيَادَةِ، وَرَدِّهَا عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْوَالٍ، وَهِيَ:

مذکورہ زیادتی کے قبول کرنے اور رد کرنے میں علماء نے چار اقوال پر اختلاف کیا ہے، وہ یہ ہے:

أ - الْحُكْمُ لِمَنْ وَصَلَهُ أَوْ رَفَعَهُ -أي: قُبُوْلُ الزِّيَادَةِ- وهُوَ قَوْلُ جَمْهُوْرِ الْفُقَهَاءِ وَالْأُصُوْلِيِّيْنَ.

حکم اور فیصلہ اس راوی کے حق میں جو اسے موصول یا مرفوع بیان کرے، یعنی زیادتی مقبول ہے، یہ جمہور فقہاء اور اصولیوں کا قول ہے۔

فائدہ: خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے "الكفاية" میں اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

ب - الْحُكْمُ لِمَنْ أَرْسَلَهُ أَوْ وَقَفَهُ -أي: رَدُّ الزِّيَادَةِ- وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ.

حکم اس راوی کے حق میں جو اسے مرسل یا موقوف بیان کرتا ہے، یعنی زیادتی مردود ہے، یہ اکثر محدثین کا قول ہے۔

ج - الْحُكْمُ لِلْأَكْثَرِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَصْحَابِ الْحديثِ.

فیصلہ اکثریت کے حق میں ہوگا، یہ بعض محدثین کا قول ہے۔

د - الْحُكْمُ لِلْأَحْفَظِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَصْحَابِ الْحَديثِ.

فیصلہ زیادہ حافظ اور ضابط راوی کے حق میں ہوگا۔ یہ بھی بعض محدثین کا قول ہے۔

وَمِثَالُهُ: حَديث: «لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ». فَقَدْ رَوَاهُ يُوْنُس بنُ أَبِي إسْحاقَ السَّبِيعيُّ، وَابنُه إسرَائيلُ وَقيسُ بنُ الربيعِ، عنْ أَبِي إسحاقَ مُسْنَدًا مُتَّصِلًا. وَرَوَاهُ سفيانُ الثوريُّ، وشعبةُ بنُ الحجاجِ، عن أَبِي إسحاقَ مُرسلًا.

اس کی مثال: "لا نكاح إلا بولي" والی حدیث، اس حدیث کو "يونس بن أبي إسحاق السبيعي" اور اس کے بیٹے اسرائیل اور قیس بن ربیع نے ابو اسحاق سے "مسند متّصل" بیان کیا ہے۔ اور اس کو سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے ابو اسحاق سے مرسل بیان کیا ہے۔

المَطلبُ الرابعُ

الاِعْتِبَارُ وَالمُتَابِعُ وَالشَّاهِدُ

اعتبار، متابع اور شاہد

١ - تَعْرِيْفُ كلٍّ مِّنْهَا:

ان میں سے ہر ایک کی تعریف:

أ - الاِعْتِبَارُ:

اعتبار:

١ - **لغةً**: مَصْدَرُ «اِعْتَبَرَ»، وَمَعْنَى الْاِعْتِبَارِ: النَّظْرُ فِي الْأُمُوْرِ؛ لِيُعْرَفَ بِها شَيْءٌ آخَرُ مِنْ جِنْسِهَا.

لغت میں: ''اعتبر'' سے مصدر ہے، اعتبار کے معنی ہیں: کئی امور میں غور کرنا، تاکہ ان کی جنس کی دوسری چیزیں معلوم کی جائیں۔

٢ - **اصطلاحًا**: هُوَ تَتَبُّعُ طُرُقِ حَدِيثٍ انْفَرَدَ بِرِوايَتِهِ راوٍ واحدٌ؛ لِيُعْرَفَ هَلْ شَارَكَهُ في رِوَايَتِه غيرهُ أَمْ لَا.

اصطلاح میں: منفرد راوی کی حدیث کے طرق کی تحقیق و تفتیش، تاکہ معلوم ہو کہ اس روایت میں کوئی اور بھی اس کے ساتھ شریک ہے یا نہیں۔

ب - المُتَابِعُ: (وَيُسَمَّى التَّابِعُ):

متابع: اسے تابع بھی کہا جاتا ہے۔

١ - **لُغَةً**: هُوَ اسمُ فَاعِلٍ، مِنْ «تَابَعَ» بِمَعْنى: وَافَقَ.

لغت میں: ''تابع'' سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، بمعنی ''وافق'' کے (اس کی موافقت کی)۔

۲ – **اصطلاحًا**: هُوَ الْحَدِيْثُ الذِي يُشارِكُ فِيْهِ رُواتُهُ رُواةَ الْحَدِيْثِ الْفَرْدِ لَفْظًا وَمَعْنًى، أَوْ مَعْنًى فَقَطْ، مَعَ الْاتِّحَادِ فِي الصَّحَابِيِّ.

اصطلاح میں: غریب اور منفرد حدیث کے راوی کی لفظ اور معنی میں یا صرف معنی میں دوسرے راوی موافقت اور مشارکت کریں، جب کہ صحابی ایک ہو۔

ج – الشاهد:

شاہد:

۱ – **لغةً**: اسمُ فَاعِلٍ مِنْ «الشَّهَادَةِ»، وَسُمِّيَ بِذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ لِلْحَدِيْثِ الْفَرْدِ أَصْلًا، وَيُقَوِّيْهِ، كَمَا يُقَوِّيْ الشَّاهِدُ قَوْلَ الْمُدَّعِيْ، وَيُدَعِّمُهُ.

لغت میں: ''الشهادة'' سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، اس کو ''شاہد'' نام اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ اس حدیث کی اصل کی گواہی دیتا ہے اور اسے قوی کرتا ہے، جس طرح کہ گواہ مدعی کی بات کو قوی کرتا اور اس کا سہارا بنتا ہے۔

۲ – **اصطلاحًا**: هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِي يُشَارِكُ فِيْهِ رُوَاتُه رُواةَ الْحَدِيْثِ الْفَرْدِ لَفْظًا وَمَعْنًى، أَوْ مَعْنًى فَقَط، مَعَ الْاخْتِلَافِ فِي الصَّحَابِيِّ.

اصطلاح میں: غریب اور منفرد حدیث کے راوی کی لفظ اور معنی میں یا صرف معنی میں دوسرے راوی موافقت اور مشارکت کریں، بشر طیکہ صحابی مختلف ہو۔

۲ – الاعتبارُ لَيْسَ قَسِيْمًا لِلتَّابِعِ وَالشَّاهِدِ:

اعتبار تابع اور شاہد کی قسیم نہیں:

رُبَمَا يَتوَهَّمُ شَخْصٌ أَنَّ الْاِعْتِبَارَ قَسِيْمٌ لِلتَّابِعِ وَالشَّاهِدِ، لَكِنَّ الْأَمْرَ لَيْسَ كَذَلكَ، وَإِنَّمَا الْاعْتِبَارُ هُوَ هَيْئَةُ التَّوَصُّلِ إِلَيْهِمَا، ....

بسا اوقات کوئی شخص وہم کر سکتا ہے کہ اعتبار، تابع اور شاہد کی قسیم ہے، لیکن معاملہ اس طرح نہیں، بلکہ اعتبار، تابع اور شاہد تک پہنچنے کی کیفیت اور حالت کو کہتے ہیں۔ ....

أَيْ هُوَ طَرِيْقَةُ الْبَحْثِ وَالتَّفْتِيْشِ عَنِ التَّابِعِ وَالشَّاهِدِ.

یعنی تابع اور شاہد کے متعلق بحث اور تفتیش کا طریقہ "اعتبار" ہے۔

٣ - اصطلاحٌ آخَرُ لِلتَّابِعِ وَالشَّاهِدِ:

تابع اور شاہد کے لیے ایک اور اصطلاح:

مَا ذُكِرَ مِنْ تَعْرِيْفِ التَّابِعِ وَالشَّاهِدِ هُوَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْأَكْثَرُ، وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ، لٰكِنْ هُنَاكَ تَعْرِيْفٌ آخَرُ لَهُمَا، وَهُوَ:

تابع اور شاہد کی گذشتہ تعریف اکثر علماء کی ہے اور یہی مشہور تعریف ہے۔ان دونوں کی کچھ اور تعریفیں بھی کی گئی ہیں، جو یہ ہیں:

أ - التَّابِعُ: أَن تَحْصُلَ الْمُشَارَكَةُ لِرُوَاةِ الْحَدِيْثِ الْفَرْدِ بِاللَّفْظِ، سَوَاءٌ اتَّحَدَ الصَّحَابِيُّ أَوِ اخْتَلَفَ.

تابع: یہ کہ غریب حدیث کے راویوں کو جب لفظی مشارکت حاصل ہو خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف۔

ب - الشَّاهِدُ: أَنْ تَحْصُلَ الْمُشَارَكَةُ لِرُوَاةِ الْحَدِيْثِ الْفَرْدِ بِالْمَعْنَى، سَوَاءٌ اتَّحَدَ الصَّحَابِيُّ أَوِ اخْتَلَفَ. هَذَا وَقَدْ يُطْلَقُ اسمُ أَحَدِهِمَا عَلَى الْآخَرِ، فَيُطْلَقُ اسمُ التَّابِعِ عَلَى الشَّاهِدِ، كَمَا يُطْلَقُ اسْمُ الشَّاهِدِ عَلَى التَّابِعِ، وَالْأَمْرُ سَهْلٌ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ؛ لِأَنَّ الْهَدَفَ مِنْهُمَا وَاحِدٌ، وَهُوَ تَقْوِيَةُ الْحَدِيثِ بِالْعُثُوْرِ عَلَى رِوَايَةٍ أُخْرَى لِلْحَدِيْثِ.

شاہد: غریب حدیث کے راویوں کو معنوی مشارکت حاصل ہو خواہ صحابی ایک ہو یا مختلف ہوں۔ بسا اوقات ان میں سے ایک کا دوسری پر اطلاق کرتے ہیں، اس طرح "شاھد" کا اطلاق "تابع" پر ہوتا ہے، اور "تابع" کا اطلاق "شاھد" پر کیا جاتا ہے، اور معاملہ سہل ہے، جیسا کہ: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛ کیونکہ ان دونوں سے مقصود ایک ہی بات ہے کہ: حدیث کی دوسری روایات پر اطلاع پا کر اسے قوت پہنچانا ہے۔

٤ - المُتَابَعَةُ:

أ - تَعْرِيْفُهَا:

اس کی تعریف:

١ - **لُغَةً**: المُتابعةُ لُغَةً: مَصْدَرُ «تَابَعَ» بِمَعْنى «وَافَقَ» فَالْمُتَابَعَةُ إِذَنْ: الْمُوَافَقَةُ.

لغت میں: "المُتابعة"تابَعَ کا مصدر ہے، بمعنی "وافق" کے ہے، اس وقت متابعت سے مراد "موافقت" ہے۔

٢ - **اصطلاحًا**: أَن يُّشَارِكَ الرَّاوِيَ غَيْرُهُ فِيْ رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ.

اصطلاحا: روایتِ حدیث میں کوئی اور اس راوی کی مشارکت کرے۔

ب - أَنْوَاعُهَا: وَالْمُتَابَعَةُ نَوْعَانِ.

اس کی انواع: متابعت کی دو انواع ہیں:

١ - **مُتَابَعَةٌ تَامَّةٌ**: وَهِيَ أَنْ تَحْصُلَ الْمُشَارَكَةُ لِلرَّاوِي مِنْ أَوَّلِ الْإِسْنَادِ.

متابعتِ تامہ: جب راوی کو مشارکت آغازِ سند سے حاصل ہو۔

٢ - **مُتَابَعَةٌ قَاصِرَةٌ**: وَهِيَ أَنْ تَحْصُلَ الْمُشَارَكَةُ لِلرَّاوِيْ فِيْ أَثْنَاءِ الْإِسْنَادِ.

متابعتِ قاصرہ: جب راوی کو مشارکت درمیانِ سند سے حاصل ہو۔

٥ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

سَأَذْكُرُ مِثَالًا وَاحِدًا مَثَّلَ بِهِ الْحَافِظُ ابنُ حَجَرٍ، ....

اب میں ایک مثال بیان کرتا ہوں جو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کی ہے، ....

فِيْهِ المُتَابَعَةُ التَّامَّةُ، والمُتَابَعَةُ القَاصِرَةُ، وَالشَّاهِدُ، وَهُوَ: مَا رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ فِي «الْأُمِّ» عَن مَالِكٍ، عَن عَبْدِ اللهِ بنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُوْنَ، فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ».

جس میں متابعتِ تامہ اور قاصرہ اور شاہد موجود ہے، وہ یہ ہے: وہ حدیث جسے امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الأم'' میں ذکر کیا ہے: ''عن مالك عن عبد الله بن دينارٍ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: ''الشهر تسع وعشرون فلا تصوموا حتّٰى تروا الهلالَ ولا تُفطروا حتى تروه، فإن غم عليكم فأكملوا العدَّة ثلاثين''۔

فَهَذَا الْحَدِيْثُ بهَذَا اللَّفظِ، ظَنَّ قَوْمٌ أَنَّ الشَّافعيَّ تَفَرَّدَ بِه عَن مَالِكٍ، فَعَدُّوْهُ فِيْ غَرَائِبِهِ؛ لِأَنَّ أَصْحَابَ مَالِكٍ رَوَوْهُ عَنْهُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ، وَبِلَفْظِ: «فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدِرُوْا لَه»، لَكِنْ بَعْدَ الْاعْتِبَارِ وَجَدْنَا لِلشَّافِعِيِّ مُتَابَعَةً تَامَّةً، وَمُتَابَعَةً قَاصِرَةً، وَشَاهِدًا.

اس حدیث کے متعلق ایک گروہ کا خیال ہے کہ: ان الفاظ کے ساتھ اسے بیان کرنے میں ''امام شافعی رحمہ اللہ'' متفرد ہیں۔ انہوں نے اسے ''غرائبِ الشافعي'' میں شمار کیا ہے؛ کیوں کہ امام مالک رحمہ اللہ کے دوسرے شاگردوں نے یہ حدیث اس سند سے ان الفاظ کے ساتھ بیان کی ہے: ''فإن غم عليكم فاقدروا له''، لیکن اعتبار (بحث وتفتیش) کے بعد ہم نے امام شافعی رحمہ اللہ کے لیے متابعتِ تامہ اور متابعتِ قاصرہ اور ایک شاہد پایا ہے۔

أ - **أَمَّا الْمُتَابَعَةُ التَّامَّةُ**: فَمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ عبدِ اللهِ بنِ مَسْلَمَةَ القَعْنَبِيِّ، عَن مالكٍ، بِالْإِسْنَادِ نَفسِه، وَفِيْهِ: «فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ».

متابعتِ تامہ: جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: ''عن عبد الله بن مسلمة القعنبي عن مالك'' اپنی سند سے، اور اس میں ہے: ''فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ''۔

ب - **وَأَمَّا الْمُتَابَعَةُ الْقَاصِرَةُ**: فَمَا رَوَاهُ ابنُ خُزَيْمَةَ مِنْ طَرِيْقِ عَاصِمِ بْنِ **مُحمدٍ**، عَنْ أَبِيهِ **محمدِ** بنِ زَيدٍ، عَنْ جدِّهِ عبدِ اللهِ بنِ عُمَرَ، بِلَفْظ: «فَكَمِّلوْا ثَلاثِيْنَ».

متابعتِ قاصرہ: جسے ابن خزیمہ نے عاصم بن محمد کے طریق سے روایت کیا ہے،عَنْ أَبِيه **محمد** بن زيد، عن جده عبد الله بن عُمر اس لفظ سے: ''فَكَمِّلُوْا ثَلاثِيْنَ''۔

ج - **وأَمَّا الشَّاهِدُ**: فَمَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ رِوَايَةِ **محمدِ** بنِ حُنَيْنَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَفِيهِ: «فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ».

شاہد: جس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے محمد بن حنین رحمہ اللہ سے،انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا، اوراس میں ہے: ''فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ''۔

البَابُ الثَّانِي

دوسراباب

صِفَةُ مَنْ تُقْبَلَ رِوَايَتُهُ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ مِنَ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ

اس شخص کی صفت کے بیان میں جس کی روایت قبول کی جائے گی اور جو اس کے متعلق جرح و تعدیل ہو

وفيه ثلاثة فُصُولٍ:

اور اس میں تین فصلیں ہیں:

- ❖ **الْفَصْلُ الْأَوَّلُ:** فِي الرَّاوِيْ وَشُرُوْطِ قُبُوْلِهِ.
- ❖ پہلی فصل: راوی اور اس کی قبولیت کی شرائط کے بیان میں۔
- ❖ **الفَصْلُ الثَّانِي:** فِكْرَةٌ عَامَّةٌ عَنْ كُتُبِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ.
- ❖ دوسری فصل: کتب جرح و تعدیل سے متعلق عام رائے۔
- ❖ **الفَصْلُ الثَّالِثُ:** مَرَاتِبُ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ.
- ❖ تیسری فصل: جرح و تعدیل کے مراتب کے بیان میں ہے۔

الْفَصلُ الْأَوَّلُ

فِي الرَّاوِيْ وَشُرُوْطِ قُبُوْلِهِ

راوی کے حالات اوراس کی قبولیت کے شروط کے بیان میں

١ - مُقَدَّمَةٌ تَمْهِيْدِيَّةٌ:

تمہید:

بِمَا أَنَّ حَدِيثَ رَسُوْلِ الله صَلَّىٰللهُعَلَيْهِوَسَلَّمَ يَصِلُنَا عَن طَرِيقِ الرُّوَاةِ، فَهُمُ الرَّكِيْزَةُ الأَوْلٰى فِي مَعرِفَةِ صِحَّةِ الحَدِيثِ أو عَدَمِ صِحَّتِهِ؛ لِذَلِكَ اهْتَمَّ عُلَمَاءُ الحَدِيثِ بِالرُّوَاةِ، وَشَرَطُوْا لِقُبُوْلِ رِوَايَتِهِم شُرُوطًا دَقِيقَةً مُحكَمَةً تَدُلُّ عَلَى بُعدِ نَظرِهِم، وَسَدَادِ تَفكِيرِهِم، وَجُودَةِ طَرِيقَتِهِم.

چوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تک راویوں کے ذریعے پہنچتی ہیں؛ اس لیے حدیث کی صحت اور عدم صحت کے پہچاننے میں پہلا ہدف یہی راوی ہوتے ہیں، اس لیے علمائے حدیث نے راویوں کے بارے میں اہتمام کیا ہے اور ان کی روایات کو قبول کرنے کے لیے ایسی شرطیں لگائی ہیں جو دقیق اور پختہ ہیں، جو ان کی دور اندیشی، سلامتِ فکر اور اسلوب کی عمدگی پر دال ہیں۔

وَهَذِهِ الشُّرُوْط الَّتِي اشتَرَطُوها فِي الرَّاوِي وَالشُّرُوْطُ الْأُخْرَى الَّتِي اشتَرَطُوْهَا لِقُبُوْلِ الحَدِيْثِ وَالْأَخْبَارِ، لَمْ تَتَوَصَّلْ إِلَيْهَا أَيُّ مِلَّةٍ مِنَ المِلَلِ حَتَّى فِي هَذَا العَصرِ الَّذِي يَصِفُهُ أَصْحَابُه بِالمَنهَجِيَّةِ وَالدِّقَّةِ؛ فَإِنَّهُم لَم يَشْتَرِطُوْا فِي نَقَلَةِ الأَخْبَارِ الشُّرُوْط الَّتِيْ اشْتَرَطَهَا علمَاءُ المُصطلحِ فِي الرَّاوِيْ، ....

اور یہ جو شرطیں انہوں نے راوی میں مقرر کی ہیں، اور دوسری شرطیں جو قبولِ حدیث اور خبر کے لئے مقرر کی ہیں ان تک کوئی امت بھی نہیں پہنچ سکی تھی حتی کہ اس زمانے کے لوگ بھی جسے لوگ باریک بینی کا زمانہ کہتے ہیں، کیوں کہ انہوں اخبار کے ناقلین میں ایسی شرطیں مقرر نہیں کی ہیں جو علمائے اصولِ حدیث نے راویوں کے بارے میں مقرر کی ہیں ....

بَلْ وَلَا أقَلَّ مِنْهَا، فَكَثِيْرٌ مِّنَ الْأَخْبَارِ الَّتِي تَتَنَاقَلُهَا وَكَالَاتُ الأَنْبَاءِ الرَّسْمِيَّةِ لَا يُوْثَقُ بِهَا وَلَا يَرْكَنُ إِلَى صِدْقِهَا. وَذَلِكَ بِسَببِ رُوَاتِها الْمَجهُولِينَ. وَمَا آفَةُ الْأَخبَارِ إِلَّا رُواتُها، وَكَثِيْرًا مَّا يَظْهَرُ عَدمُ صِحَّةِ تِلْكَ الْأَخْبَارِ بَعْدَ قَلِيلٍ.

بلکہ اس کے ادنی درجہ تک بھی (ان کی رسائی نہیں ہو سکی ہے)۔بہت سی باتیں خبر رساں ایجنسیاں نقل کرتی ہیں اور ان کی اشاعت کرتی ہیں لیکن ان کی توثیق نہیں کی جاتی ہے اور نہ ان کی تصدیق پر کلی اطمینان کیا جاسکتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ ان کے راوی مجہول ہوتے ہیں۔اور خبروں کی آفت اور ان کا فساد پذیر ہونا ان کی راویوں کی وجہ سے ہوتا ہے، عموماً کچھ ہی عرصے بعد ان کی خبروں کی عدم صحت اور ضعف کا اظہار ہو جاتا ہے۔

٢ - شُرُوْط قُبُوْلِ الرَّاوِيْ:

راوی کے قابل قبول ہونے کی شرطیں:

أَجْمَعَ الْجَمَاهِيرُ مِن أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَالفقهِ أَنَّه يُشتَرَطُ فِي الرَّاوِي شَرْطَانِ أَسَاسِيَانِ، هُمَا:

جمہور ائمۂ حدیث اور ائمۂ فقہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ راوی میں بنیادی شرطیں دو ہیں:

أ - **العَدَالَةُ**: وَيَعْنُونَ بِهَا أَنْ يَكُوْنَ الرَاوِي: مُسْلِمًا، بَالِغًا، عَاقلًا، سَلِيْمًا مِن أَسْبَابِ الفِسْقِ، سَلِيْمًا مِن خَوَارِمِ الْمَرُوْءَةِ.

عدالت: اور اس سے وہ یہ مراد لیتے ہیں کہ راوی مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، اسبابِ فسق سے محفوظ ہو، اخلاق رذیلہ سے سلامت ہو۔

ب - **الضَّبْطُ**: وَيَعنُونَ بِهِ أَنْ يَكُونَ الرَّاوِي، غَيْرَ مُخَالِفٍ لِلثِّقَاتِ وَلَا سَيِّءَ الْحِفْظِ، وَلَا فَاحِشَ الْغَلطِ، وَلَا مُغفَّلًا، وَلَا كَثِيرَ الْأَوْهَامِ.

ضبط: اس سے ائمۂ حدیث یہ مراد لیتے ہیں کہ راوی ثقات کی مخالفت کرنے والا نہ ہو، اور نہ حفظ میں کمزور ہو، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا، غافل طبیعت اور زیادہ وہم کرنے والا نہ ہو۔ (ایسے راوی کو ضابط کہتے ہیں)۔

٣ - بِمَ تَثْبُتُ الْعَدَالَةُ؟

عدالت کیسے ثابت ہو؟

تَثْبُتُ الْعَدَالَةُ بِأَحَدِ أَمْرَينِ:

عدالت دو امور میں سے ایک کے ساتھ ثابت ہوتی ہے:

أ - إِمَّا بِتَنْصِيْصِ مُعَدِّلَيْن عَلَيْهَا، أَيْ أَن يَّنُصَّ عُلَمَاءُ التَّعْدِيْلِ أَوْ وَاحِدٌ مِنْهُمْ عَلَيْهَا.

(عدالت پر) علمائے تعدیل نے نص بیان کی ہو اور اس کی صراحت کی ہو، یعنی تمام علمائے تعدیل یا ان میں سے کوئی ایک اس کی صراحت کرے۔

ب - وَإِمَّا بِالاسْتِفَاضَةِ وَالشُّهْرَةِ: فَمَنِ اشْتَهَرتْ عَدَالَتُهُ بَيْنَ أَهْلِ العِلْمِ، وَشَاعَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ كَفَى، وَلَا يَحْتَاجُ بَعْد ذَلِكَ إِلَى مُعَدِّلٍ يَّنُصُّ عَلَيْهَا، وَذَلِكَ مِثْلُ الْأَئِمَّةِ الْمَشْهُوْرِيْنَ كَالْأَئِمَّةِ الْأَربَعَةِ وَالسُّفْيَانَيْنِ وَالْأَوْزَاعِي وَغَيْرِهِمْ.

یا شہرت اور منظر عام پر آنے کی وجہ سے (عدالت ثابت ہو)، چناں چہ جس شخص کی اہل علم کے درمیان عدالت مشہور ہو اور اس کی اچھی تعریف کی جاتی ہو تو یہ کافی ہے، اس کے بعد اس کو مزید کسی معدِّل کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ اس کی عدالت کو بیان کرے، یہ اس طرح ہے جیسے مشہور ائمۂ حدیث، ائمۂ اربعہ، سفیان (ثوری)، سفیان (ابن عیینہ) اور اوزاعی رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔

٤ - مَذْهَبُ ابنِ عَبْدِ الْبَرِّ فِيْ ثُبُوْتِ الْعَدَالَةِ:

عدالت کے ثبوت میں علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کا مذہب:

رَأْيُ ابنِ عَبْدِ الْبَرِّ أَنَّ كُلَّ حَامِلِ عِلْمٍ مَعْرُوْفِ الْعِنَايَةِ بِهِ مَحْمُوْلٌ أَمْرُه عَلَى الْعَدَالَةِ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ جَرْحُهُ، وَاحْتَجَّ بِحَدِيْثٍ: ....

علامہ ابن عبد البرّ رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ ہر شخص جو حاملِ علم ہے اور اس کے اہتمام کرنے میں معروف ہے، اس کا معاملہ عدالت پر محمول ہوگا، حتی کہ اس کے بارے میں کوئی جرح واضح ہو جائے، ان (ابن عبد البر رحمہ اللہ) کی دلیل یہ حدیث ہے: ......

«يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ، يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ». وَقَوْلُهُ هَذَا غَيرُ مَرْضِيٍّ عِنْدَ العُلَمَاءِ؛ لِأَنَّ الحَدِيْثَ لَمْ يَصِحَّ، وَعَلى فَرضِ صِحَّتِهِ، فَإِنَّ مَعْنَاهُ: «لِيَحْمِلْ هَذَا العِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عدولُه» بِدلِيْلٍ أَنَّهُ يُوْجَدُ مَن يَّحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ وَهُوَ غَيْرُ عَدلٍ.

”اس علم کو ہر دور کے عادل افراد حاصل کرتے رہیں گے جو اس سے (حد سے) بڑھنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کے جھوٹ باندھنے اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کریں گے“۔ لیکن ان کا یہ قول علماء کے نزدیک پسندیدہ نہیں، کیونکہ حدیث مذکور غیر صحیح ہے، اور اگر اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی اس کا معنی (ترغیبی) ہے: ”چاہیے کہ ہر نسل سے اس کے عادل افراد اس علم کو حاصل کریں“؛ اس دلیل کی وجہ سے کہ کتنے ہی لوگوں نے اس علم کو حاصل کیا اور وہ غیر عادل ہیں۔

٥ - كَيْفَ يُعْرَفُ ضَبْطُ الرَّاوِي؟

راوی کا ضبط کیسے پہچانا جائے؟

يُعْرَفُ ضَبْطُ الرَاوِيْ بِمُوَافقَتِهِ الثِّقَاتَ المُتْقِنِيْنَ فِي الرِّاوِيَةِ، فَإِنْ وَافَقَهُم فِيْ رِوَايَتِهِمْ غَالِبًا فَهُوَ ضَابِطٌ، وَلَا تَضُرُّ مُخَالفتُهُ النَّادِرَةُ لَهُمْ، فَإِنْ كَثُرَتْ مُخَالَفَته لَهُم اِخْتَلَّ ضَبطُهُ، وَلَم يُحْتَجَّ بِهِ.

راوی کے ضبط کی پہچان، روایت میں اس کی ثقات، متقنین کی موافقت کے ساتھ ہے، پس اگر روایت میں ان ثقات کی اکثر اس کی موافقت کرے تو وہ ضابط ہے، اور معمولی اور شاذ و نادر مخالفت اس کے ضبط کے لئے نقصان دہ نہ ہوگی، پس اگر وہ ثقات کی مخالفت زیادہ کرے تو اس کا ضبط خلل پذیر شمار ہو جائے گا اور ایسا راوی قابل حجت نہیں رہے گا۔

٦ - هَلْ يُقْبلُ الْجَرْحُ وَالتَّعْدِيلُ مِنْ غَيرِ بَيَانٍ؟

کیا جرح و تعدیل سبب بیان کیے بغیر قبول ہوگی؟

أ - أَمَّا التَّعْدِيْلُ فَيُقْبَلُ مِن غَيْرِ ذِكرِ سَبَبِهِ عَلَى الصَّحِيحِ المَشْهُوْرِ؛ لِأَنَّ أَسْبَابَه كَثِيرةٌ يَصْعَبُ حَصْرُهَا؛ إِذْ يَحْتَاجُ المُعَدِّلُ أَنْ يَّقُوْلَ مَثلًا: ....

صحیح اور مشہور قول کے مطابق کسی راوی کی تعدیل کو سبب کے ذکر کیے بغیر بھی قبول کیا جائے گا، کیوں کہ اس کے اسباب بہت زیادہ ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے، کیوں کہ عدالت بیان کرنے والا اس چیز کا محتاج ہے کہ وہ کہے، مثلاً: ....

«لَم يَفْعَلْ كَذَا»، «لَمْ يَرْتَكِبْ كَذَا»، أو يقولَ: «هُو يَفْعَلُ كذا، وَيَفْعَل كَذَا»، وهكذا.

"اس نے یہ کام (برائی) نہیں کیا"، "فلاں چیز (معصیت) کاارتکاب اس نے نہیں کیا"۔ یامعدّل کہے کہ " وہ فلاں کام (عبادت واطاعت) کرتاہے"،اور"اس طرح،اس طرح کرتاہے" وغیرہ۔

ب - أَمَّا الْـجَرْحُ فَلَا يُقْبَلُ إِلَّا مُفَسَّرًا؛ لِأَنَّه لَا يَصْعَبُ ذِكْرُهُ؛ لِأَنَّ النَّاسَ يَخْتَلِفُوْنَ فِيْ أَسْبَابِ الجرحِ، فَقَد يَجْرَحُ أحدُهُم بِمَا لَيْسَ بِجارِحٍ.

لیکن جرح صرف مفسراور واضح ہی مقبول ہوگی؛کیوں کہ اس کاسبب بیان کرنامشکل نہیں ہوتا، اور جرح کے اسباب بھی لوگوں کی نظر میں کئی طرح کے ہوتے ہیں،بسااوقات کوئی شخص ایک ایسے سبب کی وجہ سے جرح بیان کرتاہے جو درحقیقت جرح نہیں ہوتی۔

قَالَ ابنُ الصَّلَاحِ: «وَهَذَا ظَاهِرٌ مُقَرَّرٌ فِي الْفِقْهِ وَأُصُولِهِ». وَذَكَرَ الْخَطِيْبُ الحَافِظُ: أَنَّهُ مَذْهَبُ الْأَئِمَّةِ مِنْ حُفَّاظِ الحَدِيثِ وَنقَّادِهِ، مِثْلُ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ وغيرهما، وَلِذَلِكَ احْتَجَّ البُخارِي بِجَمَاعَة سَبَقَ مِنْ غَيرِهِ الجَرْحُ لَهُم كَعِكْرَمَة وَعَمْرِو بْنِ مَرزُوْقٍ.

علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہی بات فقہ اور اصول فقہ میں واضح اور طے شدہ ہے۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ذکر کیاہے کہ یہی مذہب حفاظ اور ناقدین حدیث کاہے،مثلاً: بخاری و مسلم رحمہما اللہ وغیرہ،اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کچھ ایسے مجروح راویوں کی روایت کو قبول کیاہے جن پراوروں نے جرح کی ہے۔ جیسے:عکرمہ،عمرو بن مرزوق رحمہما اللہ ہیں۔

وَاحْتَجَّ مُسْلِمٌ بِسُوَيْدِ بن سَعيدٍ وَجَمَاعَةٍ اشْتَهَرَ الطَّعْنُ فِيهِم، وَهَكَذَا فَعَل أَبُو داودَ. وَذَلِك دَالٌّ عَلَى أَنَّهم ذَهَبُوا إِلَى أَنَّ الجَرْحَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا إِذَا فُسِّرَ سَبَبُهُ.

اورامام مسلم رحمہ اللہ نے سوید بن سعید رحمہ اللہ اور بعض دیگر ایسے راویوں کی روایت کو قبول کیاہے کہ جن پر طعن اور جرح مشہور ہے،اورایسا ہی امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے کیاہے۔اور یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کا مذہب یہ ہے کہ جرح اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کاسبب واضح نہ کردیاگیاہو۔

٧ - هَلْ يَثْبُتُ الجَرحُ وَالتَّعدِيْلُ بِوَاحِدٍ؟

کیا ایک آدمی کی جرح وتعدیل معتبر ہوگی؟

أ - الصَّحِيْحُ: أَنَّه يَثْبُتُ الْجَرْحُ وَالتَّعْديلُ بِوَاحِدٍ.

صحیح بات یہ ہے کہ ایک آدمی کی جرح وتعدیل بھی معتبر ہوگی۔

ب - وَقِيْلَ: لَا بُدَّ مِنْ اثْنَيْنِ.

اور بعض حضرات کہتے ہیں جرح وتعدیل کے ثبوت کے لئے دوآدمیوں کا ہونا ضروری ہے۔

٨ - اِجْتِمَاعُ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ فِيْ رَاوٍ وَاحِدٍ:

ایک ہی شخص میں جرح وتعدیل کا جمع ہونا:

إِذَا اجْتَمَعَ فِيْ رَاوٍ الْجَرْحُ وَالتَّعْدِيلُ:

جب ایک شخص میں جرح وتعدیل جمع ہوجائے تو:

أ - فَالْمُعْتَمَدُ أَنَّهُ يُقَدَّمُ الْجَرحُ إِذَا كَانَ مُفَسَّرًا.

معتمد قول کے مطابق جرح کو مقدم رکھا جائے گا بشرطے کہ وہ مفسر ہو۔

ب - وَقِيْلَ: إِنْ زَادَ عَدَدُ المُعَدِّلِيْنَ علَى الجَارِحِيْن قُدِّمَ التَّعْدِيلُ. وَهُوَ ضَعِيفٌ غَيرُ مُعْتَمدٍ.

اور بعض حضرات کہتے ہیں: اگر معدّلین کی تعداد زیادہ ہو جارحین سے تو تعدیل مقدم ہوگی۔اور یہ قول ضعیف اور غیر معتبر ہے۔

٩ - حُكْمُ رِوَايَةِ العَدْلِ عَنْ شَخْصٍ:

ایک شخص سے عادل کی روایت کا حکم:

أ - رِاوِيَةُ الْعَدلِ عَنْ شَخْصٍ لَا تُعَدُّ تَعْديلًا لَهُ عِندَ الْأَكْثَرِيْنَ، وَهُو الصَّحِيحُ، وَقِيلَ: هُوَ تَعْدِيْلٌ.

عادل راوی کا ایک ہی آدمی سے روایت کرنا، اکثر محدثین کے ہاں اسے اس شخص کی تعدیل نہیں سمجھا جائے گا اور یہی قول صحیح ہے، لیکن بعض کے نزدیک وہ تعدیل سمجھی جائے گی۔

ب - وَعَمَلُ العَالِمِ وَفُتْيَاهُ عَلى وَفْقِ حَدِيثٍ لَيْسَ حُكْمًا بِصِحْتِهِ، وَلَيْسَ مُخَالِفَتُه لَهُ قَدحًا فِيْ صِحْتِهِ، وَلَا فِيْ رِوَايَتِه. وَقِيْلَ: بَلْ هُوَ حُكْمٌ بِصِحَّتِهِ، وَصَحَّحَه الآمديُّ وغَيرُه مِن الأُصُولِيِّيْنَ، وَفِي الْمَسألَةِ كَلَامٌ طَوِيْلٌ.

اور عالم کا عمل اور حدیث کے موافق فتویٰ دینا حدیث کے صحیح ہونے کے حکم میں نہیں ہے، اور نہ ہی عالم کی مخالفت کرنا کسی حدیث کی صحت میں طعن کا سبب بن سکتا ہے اور نہ اس کی روایت میں۔ اور بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ اس کی صحت کی دلیل ہے اور بعض علماء جیسے آمدی رحمہ اللہ اور دیگر اصولیین نے اسے صحیح کہا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں طویل کلام ہے۔

١٠ - حُكْمُ رِوَايَةِ التَّائِبِ مِن الْفِسْقِ:

گناہ سے توبہ کرنے والے کی روایت کا حکم:

أ - تُقْبَلُ رِوَايَةُ التَّائِبِ مِن الْفِسْقِ.

ایک قول یہ ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کی والی کی روایت قبول کی جائے گی۔

ب - وَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ التَّائِبِ مِن الْكِذْبِ فِي حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور دوسرا قول یہ ہے کہ حدیثِ رسول میں جھوٹ بولنے سے توبہ کرنے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

١١ - حُكْمُ رِوَايَةِ مَنْ أَخَذَ عَلَى التَّحْدِيْثِ أَجْرًا:

حدیث بیان کرنے پر اُجرت لینے والے کی روایت کا حکم:

أ - لَا تُقْبَلُ عِنْدَ البَعْضِ، كَأَحْمَدَ وَإِسْحَاقَ وَأَبِي حَاتِمٍ.

بعض حضرات کے نزدیک حدیث بیان کرنے پر اجرت لینے والے کی روایت قبول نہیں کی جائے گی، مثلاً: احمد اور اسحاق اور ابی حاتم رحمہم اللہ ہیں۔

ب - تُقْبَلُ عِنْدَ الْبَعْضِ الْآخَرِ، كَأَبِي نُعَيمٍ الفَضْلِ بْنِ دُكَيْنٍ.

دوسرے بعض حضرات کے نزدیک قبول کی جائے گی، جیسے: أبو نعيم الفضل بن دكين رحمہ اللہ ہیں۔

ج - وَأَفْتٰى أَبُو إِسْحَاقَ الشّيرَازِيُّ لِمَنِ امْتَنَعَ عَلَيْهِ الْكَسْبُ لِعَيَالِهِ بِسببِ التَّحديثِ بِجَوازِ أخذِ الأَجْرِ.

اورابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص حدیث بیان کرنے کی وجہ سے اپنے عیال کے لیے روزی نہ کما سکے، تو اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے۔

١٢ - حُكْمُ رِوَايَةِ مَنْ عُرِفَ بِالتَّسَاهُلِ أَوْ بِقَبُولِ التَّلقِينِ أَوْ كَثْرَةِ السَّهْوِ:

ایسے شخص کی روایت کا حکم جو تساہل، قبولِ تلقین (لقمہ لینے) اور کثرتِ سہو میں معروف ہو:

أ - لَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ مَن عُرِفَ بِالتَّسَاهُلِ فِي سِمَاعِه أَوْ إِسْمَاعِه، كَمَنْ لَا يُبَالِي بِالنَّوْمِ وَقتَ السّمَاعِ، أَوْ يُحدّثُ مِن أَصلٍ غَيرِ مُقَابَلٍ.

ایسا شخص جو سماعِ حدیث یا تدریسِ حدیث کے دوران تساہل میں مشہور ہو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی، جیسے: کوئی شخص سماع حدیث کے وقت سوتا رہتا ہو یا حدیث بیان کرنے کے لئے اپنی کتاب کا اصل کے ساتھ مقابلہ نہ کرتا ہو، (ایسی اصل بیان کرے جو تصحیح شدہ نہ ہو)۔

ب - وَلَا تُقبَلُ رِوَايَةُ مَنْ عُرِفَ بِقَبُوْلِ التَّلْقِيْنِ فِي الْحَدِيْثِ، بِأَن يُلَقَّنَ الشَيْءُ فَيُحَدِّثُ بِه مِن غَيْرِ أَن يَعْلَمَ أَنَّه مِن حَدِيْثِه.

اور جو شخص تلقینِ قبول (لقمہ لینے) کرنے میں معروف ہو، یعنی اثنائے درس میں کسی نے لقمہ دیا تو یہ اس کو (لے لے اور) بیان کرے، اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ میری حدیث میں ہے (بھی یا نہیں)۔

ج - وَلَا تُقْبَلُ رِوَايَةُ مَن عُرِفَ بِكَثْرَةِ السَّهْوِ فِي رِوَايَتِه.

اس شخص کی روایت قبول نہیں کی جائے گی جو روایت کرنے میں کثرت سہو میں مشہور ہو۔

١٣ - حُكْمُ رِوَايَةِ مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ:

جو حدیث بیان کرے اور بھول جائے اس کی روایت کا حکم:

أ - **تَعْرِيْفُ «مَنْ حَدَّثَ وَنَسِيَ»**: هُو أَن لَّا يَذْكُرَ الشَّيْخُ رِوَايَةَ مَا حَدَّثَ بِه تِلْمِيْذُه عَنْه.

من حدَّثَ ونَسِيَ کی تعریف: استاد اس روایت کو یاد نہ رکھتا ہو، جسے اس کا شاگرد اس سے روایت کر کے بیان کرتا ہے۔

ب - **حُكْمُ رِوَايَتِه**:

اس کی روایت کا حکم:

۱ - **الردُّ**: إِن نَفَاهُ نَفيًا جَازِمًا، بِأَنْ قَالَ: «مَا رَوَيْتُه»، أَوْ «هُوَ يَكْذِبُ عَلَيَّ»، وَنَحْوَ ذَلِكَ.

ایک قول یہ ہے کہ اس قسم کی روایت مردود ہوگی، بشرطے کہ محدث حتمی طور پر انکار کردے، اس طرح کہے کہ: "میں نے اس کو روایت نہیں کیا"، یا کہے کہ "وہ مجھ پر جھوٹ بولتا ہے" وغیرہ۔

۲ - **اَلْقَبُوْلُ**: إِنْ تَرَدَّدَ فِيْ نَفْيِهِ، كَأَن يَّقُوْلَ: «لَا أَعْرِفُهُ» أَوْ «لَا أَذْكُرُهُ»، وَنَحْوَ ذٰلِكَ.

دوسرا قول یہ ہے کہ ایسی روایت قبول ہوگی، (بشرطے کہ) محدث انکار کرنے میں متردد ہو، مثلاً: کہے کہ میں نہیں جانتا یا مجھے یاد نہیں ہے وغیرہ۔

ج - **هَلْ يُعَدُّ رَدُّ الْحَدِيْثِ قَادِحًا فِي وَاحِدٍ مِّنْهُمَا**: لَا يُعَدُّ رِدُّ الْحَدِيْثِ قَادِحًا فِي وَاحِدٍ مِّنْهُمَا، لِأَنَّه لَيسَ أَحدُهُما أَوْلٰى بِالطَّعْنِ مِنَ الْآخَرِ.

کیا حدیث کے مردود ہونے کو کسی ایک میں ضعف اور طعن کا سبب شمار کیا جائے گا: حدیث کے رد کرنے کو کسی ایک میں بھی ضعف کا سبب شمار نہیں کیا جائے گا؛ کیونکہ ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی نسبت طعن کے زیادہ لائق نہیں۔

د - **مِثَالُه**: مَا رَوَاه أَبُو دَاود وَالتِّرْمِذِيُّ وَابنُ مَاجه مِن رِوَايَةِ رَبِيْعَةَ بنِ أَبِي عَبد الرَّحمٰنِ عَن سُهَيلِ بنِ أَبِي صَالحٍ عَن أَبِيْه عَن أَبِي هُريرةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ. قَالَ عَبدُ العَزِيزِ بنِ مُحَمَّدِ الدَّرَاوَرْدِي: ....

اس کی مثال: وہ روایت ہے جس کو امام ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے اور انہوں نے سہیل بن ابی صالح سے اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر فیصلہ فرمایا۔ عبدالعزیز بن محمد دراوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ....

حَدَّثَنِيْ رَبِيْعَةُ بنَ أَبِي عَبدِ الرَّحْمٰنِ عَن سُهَيْلٍ، فَلَقِيتُ سُهَيلًا فَسَألتُه عَنه، فَلَمْ يَعرِفْه، فَقُلتُ: حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ عَنْكَ بِكَذَا، فَصَارَ سُهَيلٌ بَعدَ ذٰلِكَ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبدُ العَزِيزِ عَن رَبِيعَةَ عَنِّي أَنِّي حَدَّثْتُه عَن أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِكَذَا ...

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے مجھے یہ روایت سہیل سے بیان کی، پھر میں سہیل سے ملا تو میں نے ان سے مذکورہ روایت دریافت کی تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، تو میں نے کہا مجھے تو آپ سے ربیعہ بن عبدالرحمن نے اس طرح بیان کیا ہے۔ تو اس کے بعد سہیل یوں کہتا تھا کہ مجھے عبدالعزیز نے ربیعہ سے بیان کیا، کہ وہ مجھ سے بیان کرتا ہے کہ میں نے اسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث اس طرح بیان کی ہے۔

هـ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع میں مشہور تصانیف:

كِتَابُ «أَخْبَارِ مَنْ حَدَّثَ ونَسِيَ»، لِلْخَطِيْبِ.

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ’’أخبار من حدَّث ونسي‘‘ ہے۔

الفَصْلُ الثَانِي

فِكْرةٌ عَامَّةٌ عَن كُتبِ الجَرحِ وَالتَّعديلِ

کتبِ جرح وتعدیل سے متعلق رائے عامہ

بِمَا أنَّ الحُكْمَ عَلَى الحَدِيثِ صِحَّةً وَضُعفًا مَبْنِيٌّ عَلى أُمُورٍ، مِنها: عَدالَةُ الرُّواةِ وَضَبْطُهم، أو الطعنُ في عَدالتِهم وَضَبْطِهِم؛ لِذَلكَ قَامَ العُلَمَاءُ بِتَصْنِيفِ الْكُتُبِ التِيْ فِيْهَا بَيانُ عَدالةِ الرواةِ وَضبطِهِم مَنقولةٍ عَنِ الْأَئِمَّةِ الْمُعَدِّلِيْنَ المَوْثُوْقِيْنَ، وَهَذَا مَا يُسَمى بِـ«التَّعديلِ» كَمَا أنَّ فِي تِلكَ الْكُتبِ بَيانُ الطُّعونِ المُوَجِّهةِ إلَى عَدَالَةِ بَعضِ الرُّواةِ أَو إلَى ضَبطِهِم وَحِفظِهِمْ كَذٰلِكَ مَنْقُولةٌ عَنِ الْأَئِمَّةِ غَيرِ المُتعصِّبِينَ، وَهذَا مَا يُسَمَّى بِـ«الجَرْحِ»، وَمِن هُنَا أُطْلِقَ عَلى تِلكَ الكُتُبِ «كُتُبُ الجَرحِ وَالتَّعدِيلِ».

چوں کہ حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگانا چند امور پر مبنی ہے، جن میں راویوں کی عدالت، ان کے ضبط یا ان کی عدالت اور ضبط میں طعن اور جرح ہے، اسی وجہ سے علماء نے اہتمام کیا، ایسی کتابوں کی تصنیف کا جن میں رواۃ کی عدالت اور ان کے حافظے کا بیان ہے جو کہ معتمد ائمہ سے منقول ہے، اس بات کا نام "تعدیل" رکھا گیا، ایسے ہی ان کتابوں میں طعن (عیوب) کا بھی ذکر ہے، جو بعض راویوں کی عدالت یا ان کے ضبط اور حفظ کی طرف متوجہ کرتا ہے اور یہ ائمہ غیر متعصبین سے منقول ہیں اور اس کا نام "جرح" رکھا گیا ہے، اسی بناء پر ان کتابوں پر " كتب الجرح والتعديل " کا اطلاق کیا گیا ہے۔

وَهَذَا الْكُتُبُ كَثِيْرَةٌ وَمُتَنَوّعَةٌ، فَمِنْهَا: المُفْرَدَةُ لِبَيَانِ الرُّوَاةِ الثِّقَاتِ، وَمِنْها: الْمُفردةُ لِبَيانِ الضُّعَفَاءِ وَالْمَجْرُوحِينَ، وَمِنهَا: كُتُبٌ لِبَيَانِ الرُّواةِ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفاءِ، وَمِنْ جِهَةٍ أُخْرَى: ....

اس نوع کی کتابیں بہت زیادہ اور مختلف قسم کی ہیں، بعض ان میں سے صرف ثقہ راویوں کے بیان کے لیے مختص ہیں اور بعض صرف ضعیف اور مجروح رواۃ کے بیان کے لیے مختص ہیں۔ اور بعض میں ثقہ اور ضعیف دونوں ہی قسم کے راویوں کا بیان ہے، اور دوسری جہت سے: ....

فَإِنَّ بَعْضَ هذهِ الكتبِ عَامٌ لِذِكرِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ بغَضِّ النظَرِ عَنْ رِجَالِ كِتَابٍ أَوْ كُتُبٍ خَاصَّةٍ مِنْ كُتُبِ الحَدِيْثِ، وَمِنهَا: مَا هُو خَاصٌ بِتَرَاجِمِ رُوَاةِ كِتَابٍ خَاصٍ أَوْ كُتُبٍ مُعينةٍ مِنْ كُتُبِ الحَدِيْثِ.

ان میں سے بعض کتابوں میں حدیث کے رواۃ کا عمومی تذکرہ ہے، قطع نظر اس بات کے کہ وہ کتبِ احادیث میں سے کسی خاص کتاب کے راویوں سے متعلق ہوں یا خاص کتابوں کے رواۃ سے متعلق نہ ہوں، اور ان میں بعض کتابیں ایسی ہیں کہ جن میں صرف مخصوص کتاب یا چند معین کتب حدیث کے راویوں کا تذکرہ ہے۔

هَذا وَيُعْتَبَرُ عَمَلُ عُلَمَاءِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ فِيْ تَصْنِيْفِ هَذِهِ الْكُتُبِ عَمَلًا رَائِعًا مُهِمًّا جُبَارًا إِذْ قَامُوْا بِمَسْحٍ دَقِيقٍ لِتَرَاجِمِ جَمِيْعِ رُوَاةِ الْحَدِيْثِ وَبَيَانِ الجَرْحِ أَوِ التَّعْدِيْلِ المُوَجَّهِ إِلَيْهِمْ أَوَّلًا ثُمَّ بيان مَن أَخَذُوْا عَنْهُ وَمَنْ أَخَذَ عَنْهُم، وَأَيْنَ رَحَلُوا، وَمَتَى التَقَوْا بِبَعضِ الشُّيُوْخِ.

ان کتب کی تصنیف میں علمائے جرح وتعدیل کا عمل بڑا عمدہ، اہم اور ٹھوس شمار کیا جاتا ہے جب کہ اولاً ان حضرات نے حدیث کے تمام راویوں کے احوال و تراجم جمع کرنے میں انتہائی دقت ریزی سے کام لیا، پھر کن لوگوں (تلامذہ) نے ان سے احادیث اخذ کیں؟ اور کن شیوخ سے اخذ کی ہیں؟ اور انہوں نے کہاں رحلت وسفر کیا؟ اور ان کی بعض شیوخ سے کب ملاقات ہوئی؟ اس کا بیان ہے۔

وَمَا إِلَى ذَلِكَ مِنْ تَحْدِيْدِ زَمَنِهِم الَّذِي عَاشُوْا فِيْهِ بِشَكلٍ لَمْ يُسْبَقُوا إِلَيهِ، بَلْ وَلَم تَصلِ الأممُ المُتَحَضِّرَةُ فِي هَذا العَصْرِ إِلَى الْقَرِيْبِ مِمَّا صَنَّفَهُ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ مِنْ وَضعِ هَذِه المَوْسُوعَاتِ الضَّخْمَةِ فِي تَرَاجِمِ الرِّجَالِ وَرُوَاةِ الْحَدِيثِ، فَحَفِظُوْا عَلَى مَدْي الْأَيَّامِ التَّعْرِيْفَ الْكَامِلَ بِرُوَاةِ الحدِيثِ وَنقَلَتِه، فَجَزَاهُم اللهُ عَنَّا خَيْرًا.

حتی کہ ان کے زمانہ کی حد مقرر کی جس میں انہوں نے زندگی بسر کی، (اور یہ سب کچھ) ایسی شکل (میں بیان کیا) کہ اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا، بلکہ آج کی ترقی یافتہ قومیں بھی اس کے قریب تک نہیں پہنچ سکیں جو کہ علمائے حدیث نے رجال حدیث اور اور رواۃ حدیث کے احوال سے متعلق بڑی ضخیم کتابیں وضع کیں اور ان کے کامل حالات اور تعارف کو لمبا عرصہ اور ایام گزرنے کے باوجود محفوظ رکھا، اللہ تعالی انہیں ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

وَإِلَيْكَ بَعْضُ الْأَسَمَاءِ لِهَذِهِ الْكُتُبِ:

ان میں سے بعض کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

١ - «التَّارِيْخُ الْكَبِيْرُ» لِلْبُخَارِي: وَهُوَ عَامٌ لِلرُّوَاةِ الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ.

"التاريخ الكبير": امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ کتاب ثقہ وضعیف ہر طرح کے راویوں سے متعلق ہے۔

٢ - «الجرحُ وَالتَّعديلُ» لِابنِ أَبِي حَاتِمٍ: كَذَلكَ هُو عَام لِلرُّوَاةِ الثِّقاتِ وَالضُّعَفَاءِ وَيُشْبِهُ الَّذِي قَبْلَهُ.

"الجرح والتعديل": ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ بھی عام کتاب ہے ثقہ اور ضعیف راویوں کے متعلق ہے اور پہلی کتاب کے مشابہ ہے۔

٣ - «الثِّقَاتُ» لِابنِ حَبَّان: كِتَابٌ خَاصٌّ بِالثِّقَاتِ.

"الثِّقاتُ": ابن حبان رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ کتاب ثقہ راویوں کے بیان کرنے میں خاص ہے۔

٤ - «الكَامِلُ فِي الضَّعْفَاءِ» لِابْنِ عَدِي: وَهُو خَاصٌّ بِتَرَاجِمٍ، كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ مِّن اسمِهِ.

"الكامل في الضعفاء": ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ کتاب ضعیف روایوں کے بیان میں خاص ہے، جیسا کہ یہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔

٥ - «الكمالُ فِي أَسْمَاءِ الرِّجَالِ» لِعَبدِ الْغَنِي المُقَدَّسِي: كِتَابٌ عَامٌّ فِي الثِّقَاتِ وَالضُّعَفَاءِ إِلَّا أَنَّه خَاصٌّ بِرِجَالِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ.

"الكمال في أسماء الرجال": یہ عبد الغنی المقدسی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ کتاب عام ہے مگر کتب ستہ کے راویوں کے حالات کے اعتبار سے خاص ہے۔

٦ - «مِيْزَانُ الاعْتِدَالِ» لِلذَّهبِي: كِتَابٌ خَاصٌ بِالضُّعَفَاءِ وَالْمَتْرُوْكِيْنَ (أَيْ كُلُّ مَن جُرِحَ وإِنْ لَم يُقْبَل الجَرْحُ فِيهِ).

"ميزان الاعتدال": علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ کتاب ضعیف اور متروک راویوں کے حالات کے ساتھ خاص ہے۔(یعنی ہر وہ شخص جس پر جرح کی گئی ہے اگرچہ اس میں جرح مقبول نہ ہو)۔

٧ - «تَهْذِيْبُ التَّهْذِيْبِ» لَابنِ حَجَرٍ، ويُعَدُّ مِن تَهْذِيْبَاتِ كتابِ «الكمالِ فِي أَسْمَاءِ الرِّجَالِ» وَمُخْتَصَرَاتِهِ.

"تهذيب التهذيب": ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ یہ "الكمال في أسماء الرجال" کے **تہذیبات ومختصرات** میں شمار کی جاتی ہے۔

٨ - «تقريبُ التَّهذِيبِ» للحَافِظِ ابنِ حجَرٍ، وَهُوَ اِختِصَارٌ لكِتَابِ «تهْذِيبِ التَّهْذِيْبِ» للمؤَلِّفِ نفسِهِ.

"تقريب التهذيب": یہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور یہ کتاب "تهذيب التهذيب" کا **اختصار** ہے، جو خود ابن حجر رحمہ اللہ کی تالیف ہے۔
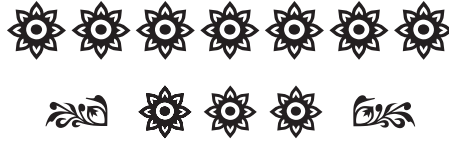
الفَصْلُ الثَّالِثُ

مَرَاتِبُ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ

جرح اور تعدیل کے مراتب کا بیان

لَقَدْ قَسَّمَ ابنُ أَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ مُقَدَّمَةِ كِتَابِهِ «الْجَرحِ وَالتَّعدِيلِ» كُلّاً مِن مَرَاتِبَ الجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ إِلَى أَرْبَعِ مَرَاتِب، وَبَيَّنَ حُكْمَ كُلِّ مَرْتَبَةٍ مِّنْهَا، ثُمَّ زَادَ الْعُلَمَاءُ عَلَى كُلٍّ مِنْ مَرَاتبِ الجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ مَرتَبَتَينِ، فَصَارتْ كُلُّ مِّن مَّراتبِ الجرْحِ والتَّعديلِ سِتّاً، وَإلَيْكَ هَذِهِ المَرَاتِبَ مَعَ أَلْفَاظِهَا:

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الجرح والتعدیل" کے مقدمہ میں جرح وتعدیل کے تمام مراتب کو چار مراتب میں تقسیم کیا ہے اور ان چار مراتب میں سے ہر مرتبہ کا حکم بھی بیان کیا ہے، پھر علمائے کرام نے ان جرح وتعدیل کے مراتب میں دو مراتب کا اضافہ کیا۔ پس کل جرح وتعدیل کے چھ مراتب ہوئے، جن کی تفصیل مع الفاظ کے درج ذیل ہے:

١ - مَرَاتِبُ التَّعْدِيْلِ وَأَلْفَاظُهَا:

تعدیل کے مراتب اور اس کے الفاظ:

أ - مَا دلَّ عَلَى الْمُبَالَغَةِ فِي التَّوْثِيْقِ أَوْ كَانَ عَلَى وَزْنِ أَفْعَل، وَهِيَ أَرْفَعُهَا، مِثْلُ: «فُلَان إِلَيْه المُنْتَهى فِي التَّثَبُّتِ»، أَو «فُلَان أَثْبَتَ النَّاس».

ایسے الفاظ کا استعمال ہو جو توثیق میں مبالغہ آرائی پر دلالت کریں یا وہ الفاظ "أفعل" کے وزن پر ہوں، اور یہ زیادہ ارفع ہے، مثلاً: "فلاں شخص پر حفظ وضبط کی انتہاء ہے"، یا "فلاں حفظ وضبط میں سب لوگوں پر فائق ہے"۔

ب - ثُمَّ مَا تُؤَكَّدُ بِصِفَةٍ أَوْ صِفَتَيْنِ مِن صِفَاتِ التَّوْثِيْقِ: كـ«ثِقَةٌ ثِقَةٌ»، أَوْ « ثِقَةٌ ثَبتٌ».

پھر وہ الفاظ ہیں جن میں توثیق کی صفات میں سے کسی ایک صفت یا دو صفتوں کو بیان کیا جائے، مثلاً: "ثقةٌ ثقةٌ" یا "ثقةٌ ثبتٌ"۔

ج - ثُمَّ مَا عُبِّرَ عَنْه بِصِفَةٍ دَالَّةٍ عَلى التَّوْثِيْقِ مِن غَيرِ تَوْكِيْدٍ كـ«ثِقَةٌ، أو حُجَّةٌ».

ایسے الفاظ کہ جن کو ایسی صفت کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہو، جو توثیق پر بغیر تاکید کے دال ہوں، جیسے: "ثقةٌ" یا "حُجَّةٌ"۔

د - ثُمَّ مَا دَلَّ عَلى التَّعْدِيْلِ مِن دُوْنِ إِشْعَارٍ بِالضَّبْطِ: كـ«صُدُوْق»، أو «مَحَلُّهُ الصِّدْقُ»، وَ«لَا بَأسَ بِه» عِنْدَ غَيْرِ ابن معين؛ فَإِنْ «لَا بَأسَ بِه» إِذَا قَالَهَا ابنُ معين فِي الرَّاوِي فَهُو عِندَه ثِقَةٌ.

پھر ایسے الفاظ جو تعدیل پر دال ہوں اور ان میں حفظ وضبط کی طرف اشارہ نہ ہو، جیسے: "بہت سچا ہے"، "اس کی حیثیت سچ کی ہے"، اور "لا بأس به" ابن معین رحمہ اللہ کے علاوہ دیگر کے نزدیک، کیوں کہ ابن معین رحمہ اللہ جب "لا بأس به" کسی راوی کے بارے میں کہتے ہیں تو وہ ان کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔

ه - ثُمَّ مَا لَيسَ فِيه دَلَالَةٌ عَلى التَّوثِيقِ أَوِ التَّجْرِيح، مِثْلُ: «فَلَانٌ شَيْخٌ»، أَو «رَوى عَنهُ النَّاس».

پھر ایسے الفاظ کہ جن میں توثیق یا تجریح پر کوئی چیز دال نہ ہو، مثلاً: "فلان شيخ" یا "روى عنه الناس"۔

و - ثُمَّ مَا أَشْعَر بِالقُربِ مِن التَجرِيحِ، مِثلُ: «فُلَانٌ صَالِحُ الْحدِيثِ»، أَو «يُكْتَبُ حديثُهُ».

ایسے الفاظ جو کہ جرح کے قریب تر ہوں۔ مثلاً: "فلان صالح الحديث" (فلان اچھی حدیث والا ہے) یا "يكتب حديثه" (اس کی حدیث کو لکھا گیا)۔

الْبَابُ الثَّالِثُ

اَلرِّوَايَةُ وَآدَابُهَا وَكَيْفِيَّةُ ضَبْطِهَا

روایت حدیث کے آداب اور کیفیت ضبط

وفِيهِ فَصْلَانِ:

اور اس میں دو فصلیں ہیں:

- **الفَصلُ الأولُ:** كَيْفِيَّةُ ضَبْطِ الرِّوَايَةِ، وَطُرُقُ تَحَمُّلِهَا.
- **پہلی فصل:** ضبطِ روایت کی کیفیت اور اس کے حاصل کرنے اور سننے کے طریقے۔
- **الفَصلُ الثَّانِي:** آدَابُ الرِّوَايَةِ.
- **دوسری فصل:** روایت کے آداب۔

الفَصلُ الأولُ

كَيْفِيَّةُ ضَبْطِ الرِّاوِيَةِ وَطُرُقُ تَحَمُّلِهَا

ضبطِ حدیث کی کیفیت اوراس کے حاصل کرنے اور سننے کے طریقے

وفِيْهِ أَرْبَعَةُ مَبَاحِثٍ:

اوراس میں چار بحثیں ہیں:

- ❖ **المَبْحَثُ الأولُ:** كَيْفِيَّةُ سِمَاعِ الْحَدِيثِ وَتحمله وصفة ضبطه.
- ❖ **پہلی بحث:** حدیث کے سماع کی کیفیت، اوراس کے حصول اوراس کے طریقے کے بیان میں۔
- ❖ **المَبحَثُ الثَّانِي:** طُرُقُ التَّحَمُّلِ وصِيَغُ الأَدَاءِ.
- ❖ **دوسری بحث:** حصولِ حدیث کے طریقے اوراس کی ادائیگی کے صیغوں کے بیان میں۔
- ❖ **المَبحَثُ الثَّالِثُ:** كِتَابَةُ الحَدِيثِ وَضَبْطُه وَالتَّصنِيفُ فِيه.
- ❖ **تیسری بحث:** کتابتِ حدیث، اوراس کے ضبط اور تصنیف حدیث کے بیان میں۔
- ❖ **المَبحَثُ الرَّابعُ:** صِفَةُ رِوَايَةِ الحَدِيثِ.
- ❖ **چوتھی بحث:** روایت حدیث کے مختلف اسباب کے بیان میں۔

المَبحَثُ الأولُ

كَيْفِيَّةُ سِمَاعِ الْحَدِيْثِ وَتَحَمُّله وَصِفَة ضَبْطِه

سماع حدیث کی کیفیت، اس کے حصول اور اس کے ضبط کے بیان میں ہے

١- تَمْهِيْدٌ:

تمہید:

الْمُرادُ بِـ«كيفِيَّة سِماعِ الحدِيثِ»: بَيَانُ مَا يَنبَغي وَمَا يُشتَرطُ فِيْمَن يُرِيْدُ سِماعَ الحديثِ مِن الشُّيوْخِ سِمَاعَ رِوَايَةٍ وَتَحَمُّلٍ؛ لِيُؤَدِّيه فِيمَا بَعدُ لِغيرِه، وَذَلِكَ مِثلُ اشتِرَاطِ سِنٍّ مُعَيَّنَةٍ وجُوبًا أو استحْبَابًا.

"كيفية سماع الحديث" سے مراد اس بات کا بیان کرنا ہے کہ جو شخص شیوخ سے حدیث سماع کرنا چاہتا ہو تو ایسے شخص کو کیا لائق ہے اور اس کے لئے کیا شرطیں ہیں تاکہ وہ اس کے بعد اس کو دوسروں کے لیے بیان کرسکے، مثلاً معیّن عمر کی شرط استحبابی ہے یا وجوبی۔

وَالمُرَادُ بـ«تَحَمُّلِهِ» بَيانُ طُرُقِ أَخْذِه وَتَلَقِّيهِ عَن الشُّيوخِ. وَالمُرادُ بِـ«بيانِ ضَبطِه» أيْ كَيفَ يَضبط الطَّالِبُ مَا تَلَقَّاهُ مِنَ الْحدِيْثِ ضَبطًا يُؤَهِّلُه لِأن يَّروِيه لِغيرِهِ عَلٰى شَكْلٍ يُطْمَأَنُّ إليه.

اور "تحمل" سے مراد یہ ہے کہ اس روایت کو حاصل کرنے کے طریقے اور شیوخ سے حاصل کرنے کے طریقے کیا ہیں؟ اور "ضبطِ حدیث کے بیان" سے مراد یہ ہے کہ طالب علم نے جو حدیث حاصل کی ہے اس کے ضبط کی کیفیت، ایسا ضبط جو اسے اس کا اہل بنادے کہ وہ دوسرے سے ایسی شکل میں روایت کرے کہ وہ مطمئن ہو جائے۔

وَقَدِ اعْتَنى عُلمَاءُ الْمُصْطَلَحِ بهذَا النَّوعِ مِنْ عُلُومِ الْحديثِ، وَوَضَعُوْا لَه الْقَواعِدَ وَالضَّوابِطَ وَالشُّرُوْطَ بشَكلٍ دَقيْقٍ رَائِعٍ. وَمَيَّزُوْا بَين طُرقِ تَحمُّلِ الْحدِيْثِ، ....

اور تحقیق علمائے مصطلح الحدیث نے علوم حدیث کی اس نوع کو اہتمام کے ساتھ مرتب کیا ہے، اور اس کے لئے قواعد وضوابط اور شرطیں بڑے دقیق اور عمدہ انداز میں بنائیں، اور انہوں نے امتیاز کیا ہے حدیث کو لینے کے طریقوں کے درمیان، .....

وَجعَلُوهَا عَلَى مَراتِبَ، بَعضُها أَقْوى مِن بَعضٍ، وَذَلكَ تأكِيْدًا مِّنهُمْ لِلْعنايَة بِحديثِ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحُسْنِ انْتِقَالِهِ مِن شخْصٍ إلٰى شَخْصٍ؛ كَيْ يَطْمَئِنَّ الْمُسلِمُ فِيْ طَرِيقَةِ وُصُولِ الْحَدِيثِ النَّبوِيِّ إلَيْهِ، وَيُوَقِّنُ أن هذه الطريقَةَ فِيْ مُنتَهَى السَّلامَةِ وَالدِّقَّةِ.

اور انہوں نے اس کے مراتب بنائے ہیں، جن میں سے بعض، بعض سے اقوی ہیں، اور یہ سب کچھ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہتمام کے لیے تاکید کے طور پر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین ایک دوسرے کو بہترین انداز میں منتقل ہوں، تاکہ ایک مسلمان کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تک پہنچنے میں اطمینان ہو اور اس بات کا یقین رکھے کہ یہ طریقہ انتہائی محفوظ اور دقیق ہے۔

٢ - هل يُشْتَرَطُ لِتَحَمُّلِ الْحَدِيْثِ الإسلامُ والبلوغُ؟

کیا تحملِ حدیث کے لئے اسلام اور بلوغت کی شرط ہے؟

لَا يُشْتَرطُ لِتَحمُّلِ الحديثِ الإسلامُ وَالبُلُوغُ عَلَى الصَّحيحِ لٰكِنْ يُشْتَرَطُ ذَلِك لِلْأَدَاءِ، كَمَا مَرَّ بِنَا فِيْ شُروطِ الرَّاوِيْ، وَبِناءً عَلَى ذَلكَ فَتُقْبَلَ رِوايةُ المُسلِمِ البَالِغِ مَا تَحَمَّلَه مِن الْحَدِيْثِ قَبْلَ إِسْلَامِه، أَوْ قَبْلَ بُلوْغِهِ، لٰكِن لَا بُدَّ مِنَ التَّمييْزِ بِالنِّسْبةِ لِغيرِ الْبالِغِ.

صحیح قول کے مطابق حدیث کے حاصل کرنے کے لئے اسلام اور بلوغت شرط نہیں ہے، لیکن دوسروں تک پہنچانے کے لیے یہ شرط ہے جیسا کہ راوی کے شروط کے ذیل میں اس کا تذکرہ ہو چکا ہے، اور اسی بناء پر مسلمان بالغ کی ہی روایت قبول کی جاتی ہے، خواہ اس نے اسلام سے پہلے اور بلوغت سے پہلے ہی حاصل کیا ہو، البتہ غیر بالغ کے لئے باشعور ہونا ضروری ہے۔

وَقَدْ قِيْلَ: إِنَّه يُشْتَرطُ لِتَحَمُّلِ الحَديثِ الْبُلُوغُ، وَلٰكنَّهُ قَولٌ خَطأٌ؛ لِأَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ قَبِلُوا رِوَايَةَ صِغَارِ الصَّحَابَةِ، كَالْحَسَن وَابنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهم وَغيرِهِمَا مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ مَا تَحَمَّلُوهُ قَبْلَ البُلُوْغِ أَوْ بَعْدَهُ.

اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ حصولِ حدیث (کے طالب علم) کے لئے بلوغت شرط ہے، لیکن یہ قول غلط ہے، کیوں کہ مسلمانوں نے صغار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت کو قبول کیا ہے، جیسے حسن اور ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہما، قطع نظر اس بات سے کہ انہوں نے بلوغت سے پہلے حاصل کی ہیں یا بعد میں۔

٣ - مَتٰى يُسْتَحَبُّ الْإِبْتِدَاءُ بِسِمَاعِ الْأَحَادِيثِ؟

سماع حدیث کی ابتداء کس عمر سے بہتر ہے؟

ا - قِيلَ: يُسْتَحَبُّ أَنْ يَبْتَدِئَ بِسِمَاعِ الحديثِ فِي سَنِّ الثَّلَاثِينَ، وَعَلَيهِ أَهْلُ الشَّامِ.

کہا گیا ہے سماعِ حدیث کی ابتداء تیس سال کی عمر میں کرنا بہتر ہے، اور اہل شام کا یہی مذہب ہے۔

ب - وَقِيلَ: فِي سَنِّ العِشْرِينَ، وَعَلَيهِ أَهلُ الكُوفَةِ.

کہا گیا ہے کہ بیس سال کی عمر میں ابتداء کی جائے، اور یہ اہل کوفہ کا مذہب ہے۔

ج - وَقِيلَ: فِي سَنِّ العَاشِرَة، وَعلَيهِ أَهْلُ الْبَصرةِ.

کہا گیا ہے کہ دس سال کی عمر میں ابتداء کرنا بہتر ہے، اور یہ اہل بصرہ کا مذہب ہے۔

د - وَالصَّوابُ فِي الْأعصَارِ الْمُتأَخِّرَةِ التَّبْكِيْرُ بسِمَاعِ الْحديثِ مِن حِيْنَ يَصِحُّ سِماعُه؛ لِأَنَّ الْحدِيْثَ مُنضَبِطٌ فِي الْكُتبِ.

اخیر زمانوں میں درست بات یہ ہے کہ وہ سماعِ حدیث میں جلدی کریں جب کہ ان میں سماع کی استعداد ہو کیوں کہ احادیث کتب میں مرتب ہو چکی ہیں۔

٤ - هَل لِصِحَّةِ سِمَاعِ الصَّغِيرِ سِنٌّ مُعَيَّنَةٌ؟

کیا سماع صغیر کے صحیح ہونے کے لئے کوئی عمر متعین ہے؟

أ - حَدَّدَ بَعْضُ العُلَمَاءِ ذَلكَ بِخمسِ سِنِيْنَ، وَعَلَيهِ اسْتَقرَّ العَمَلُ بَينَ أَهْلِ الْحدِيْثِ.

بعض علماء نے اس بارے میں پانچ سال کی عمر کو متعین کیا ہے، اور محدثین کے ہاں اسی پر عمل ہوتا ہے۔

ب - وَقَالَ بَعْضُهُم: الصَّوابُ اعْتَبَارُ التَّمييزِ، فَإِنْ فَهِمَ الخِطَابَ، وَرَدَّ الجوابَ: كَانَ مُمَيِّزًا صَحِيْحَ السَّمْعِ وَإِلَّا فَلَا.

بعض کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ تمیز کا اعتبار ہے، پس اگر بچہ بات کو سمجھ لے اور صحیح جواب دے تو وہ ممیّز (تمیز کرنے والا) شمار ہوگا اور اس کا سماع بھی صحیح ہوگا، ورنہ نہیں۔

المَبحَثُ الثَّانِيْ

دوسری بحث

طُرُقُ التَّحَمُّلِ وصِيَغُ الأداءِ

حدیث حاصل کرنے کے طریقے اور اسے بیان کرنے کے الفاظ

طُرُقُ تَحَمُّلِ الحَدِيثِ ثَمَانِيَةٌ، وَهِيَ: السَّمَاعُ مِنْ لَفْظِ الشَّيخِ، القِرَاءَةُ عَلَى الشَّيخِ، الإِجَازَةُ، المُنَاوَلةُ، الْكِتَابَةُ، الْإِعْلَامُ، الْوَصِيَّةُ، الْوِجَادَةُ. وَسَأَتَكَلَّمُ عَلى كُلٍّ مِنها تَبَاعًا بِاخْتِصَارٍ، مَعَ بَيَانِ أَلْفَاظِ الْأَدَاءِ لِكلٍّ مِنهَا بِاختْصارٍ أيضًا.

حدیث کے حاصل کرنے کے آٹھ طریقے ہیں، اور وہ یہ ہیں: شیخ سے براہ راست سننا۔ شیخ کو حدیث پڑھ کر سنانا۔ شیخ کا اجازت دینا۔ شیخ کا کوئی کتاب عطیہ کرنا۔ شیخ کا طالب علم کو کوئی تحریر لکھ کر دینا۔ اطلاع دینا۔ شیخ کا وصیت کرنا۔ شیخ کی کسی کتاب کا مل جانا۔ اور اب میں ہر ایک پر بالترتیب کلام کروں گا، ساتھ ساتھ ہر ایک کے الفاظِ اداء کا بیان بھی ہو گا اختصار کے ساتھ۔

١- اَلسَّمَاعُ مِنْ لَفظِ الشَّيْخِ:

شیخ سے براہ راست سننا:

أ - **صُوْرَتُه**: أَن يَّقرَأَ الشَّيخُ، وَيَسْمَعُ الطَّالبُ، سَواءٌ قَرَأَ الشَّيخُ مِن حِفْظِهِ أَوْ كِتابِهِ، وَسَواءٌ سَمِعَ الطَّالِبُ وَكَتَبَ مَا سَمِعَه، أَوْ سَمِعَ فَقَط وَلَم يَكْتُبْ.

اس کی صورت یہ ہے کہ: شیخ حدیث پڑھے اور طالب علم سنے، شیخ خواہ اپنے حافظے سے پڑھے یا کتاب سے، اور ایسے ہی طالب علم خواہ سنے اور جو کچھ سنے اسے لکھ لے، یا صرف سنے اور لکھے نہیں۔

ب - **رُتْبَتُه**: السَّمَاعُ أَعْلَى أَقْسَامِ طُرُقِ التَّحمُّلِ عِنْدَ الجَمَاهِيرِ.

اس کا مرتبہ: جمہور کے ہاں حدیث حاصل کرنے کے طریقوں میں سے سماع کا طریقہ سب سے اعلی ہے۔

ج - أَلْفَاظُ الْأَدَاءِ:

ادا کے الفاظ:

١ - قَبْلَ أَن يُّشيِّعَ تَخَصُّص بَعضِ الْأَلْفَاظِ لِكُلِّ قِسْمٍ مِن طُرُقِ التَّحمُّلِ، كَانَ يَجوْزُ لِلسَّامعِ مِنْ لَفظِ الشَّيْخِ أَن يَّقُولَ فِي الأَدَاءِ: «سَمِعْتُ» أَو «حَدَّثَنِيْ» أَو «أَخبَرَنِي» أَوْ «أَنْبَأَنِي» أَوْ «قَالَ لِيْ» أَو «ذَكَرَ لِيْ».

طرق تحمل میں سے ہر ایک قسم کے لیے مخصوص الفاظ کے عام ہونے سے پہلے سامع کے لیے یہ جائز تھا کہ شیخ کے الفاظ میں سے وہ حدیث بیان کرتے وقت یوں کہے: سمعتُ (میں نے سنا)، حدَّثني (اس نے مجھے حدیث بیان کی)، أَخبرني (اس نے مجھے خبر دی)، أَنبأني (اس نے مجھے خبر دی)، قال لي (اس نے مجھے کہا)، ذکر لي (اس نے مجھے بیان کیا)۔

٢ - وَبَعدَ أَنْ شَاعَ تَخْصِيْصُ بَعْضِ الْألفَاظِ لِكُلِّ قِسْمٍ مِنْ طُرُقِ التَّحمُّلِ، صَارتْ أَلفَاظُ الْأَدَاءِ عَلى النَّحوِ التَّالِيْ:

بعد میں جب حدیث کے حاصل کرنے کے طرق کی ہر قسم کے لیے مخصوص الفاظ عام ہو گئے تو پھر ادائیگی کے الفاظ کی ترتیب درج ذیل ہو گئی:

لِلسِّماعِ: سمِعْتُ أو حَدَّثَنِي.

سماع کے لئے: سمِعْتُ یا حَدَّثَنِي۔

لِلقِرَاءَة: أَخْبَرَنِيْ.

قراءۃ کے لیے: أخبرَنِيْ۔

لِلْإِجَازَةِ: أَنْبَأَنِيْ.

اجازت کے لیے: أنْبأنِي۔

لَسِمَاعِ الْمُذَاكَرَةِ: قَالَ لِي - أَوْ ذَكَرَ لِي.

مذاکرہ کے سماع کے لیے: قَالَ لِي، یا ذَكَرَ لِي۔

فائدہ: سماعِ مذاکرہ اور سماعِ تحدیث میں فرق ہے؛ کیوں کہ سماعِ تحدیث کے لیے شیخ اور طالب علم مجلس میں حاضر ہونے سے پہلے تیار ہوتے ہیں، جب کہ مذاکرہ میں ایسا نہیں ہوتا۔

٢ - اَلْقِرَاءَةُ عَلَى الشَّيْخِ.

شیخ کو حدیث پڑھ کر سنانا۔

وَيُسَمِّيْهَا أَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ «عَرْضًا».

اس کا نام اکثر محدثین نے "عرضا" رکھا ہے۔

صُوْرَتُهَا: أَن يَّقْرَأَ الطَّالِبُ والشَّيخُ يَسْمَعُ، سَوَاءٌ قَرَأَ الطَّالبُ، أَو قَرَأَ غَيْرُه وَهُوَ يَسْمَعُ، وَسواءٌ كَانتِ القِرَاءَةُ مِن حِفْظٍ أَو مِنْ كِتَابٍ، وَسَوَاءٌ كَانَ الشَّيْخُ يُتَبِّعُ لِلْقَارِئِ مِن حِفْظِه أَو أَمْسَكَ كِتَابَه هُوَ، أو ثِقةٌ غَيْرُه.

اس کی صورت یہ ہے کہ طالب علم حدیث پڑھے اور شیخ سنے، خواہ طالب علم خود پڑھے، یا کوئی اور پڑھے اور وہ سننے والا ہو۔ اور برابر ہے کہ قراءت حافظہ کے ذریعہ ہو یا کتاب کے ذریعہ، نیز شیخ سماع کے لئے اپنے حفظ پر اعتماد کرے یا کتاب سے دیکھے یا اس کا کوئی معتمد کتاب دیکھتا جائے۔

فائدہ: اس سے مراد یہ ہے کہ طالب علم وہ احادیث پڑھے جو شیخ کی روایات میں سے ہیں، یہ نہیں کہ وہ جو چاہے پڑھے، مقصد یہ ہوتا ہے کہ شیخ سنے اور وہ محفوظ ہو جائیں اور ان کی تصحیح ہو جائے۔

ب - **حُكْمُ الرِّوَايَةِ بِهَا:** اَلرِّوَايَةُ بِطَرِيْقِ الْقِرَاءَةِ عَلَى الشَّيخِ رِوَايةٌ صَحِيْحَةٌ بِلا خِلافٍ فِيْ جَمِيعِ الصُّوَرِ الْمَذْكورَةِ إِلَّا مَا حُكِيَ عَن بعضِ مَن لا يُعْتَدُّ به مِن الْمُتَشَدِّدِيْنَ.

اس روایت کا حکم: قراءت علی الشیخ کے ساتھ روایت کرنا بلا خلاف صحیح ہے مذکورہ تمام صورتوں میں، مگر چند متشدّد لوگ اس کے خلاف ہیں، جن کا کوئی اعتبار نہیں۔

ج - رُتْبَتُهَا: اخْتُلِفَ فِي رُتْبَتِهَا عَلٰى ثَلاثَةِ أَقْوالٍ.

اس کا مرتبہ: اس کے مرتبہ میں تین اقوال پر اختلاف کیا گیا ہے:

١ - مُسَاوِيَةٌ لِلسَّمَاعِ: رُوِيَ عَن مَالِكٍ وَالْبُخَارِيّ، وَمُعَظَّمِ عُلَماءِ الحِجَازِ وَالكُوفَةِ.

سماع کے مساوی ہے، امام مالک رحمہ اللہ اور امام بخاری رحمہ اللہ اور عظیم علمائے حجاز اور کوفہ کا یہی قول ہے۔

٢ - أَدْنٰى مِنَ السَّمَاعِ: رُوِيَ عَن جَمهُورِ أَهْلِ المَشرقِ، وَهُو الصَّحِيحُ.

سماع سے کم تر: جمہور علمائے مشرق سے یہی منقول ہے، اور یہی قول صحیح ہے۔

٣ - أَعْلٰى مِن السَّمَاعِ: رُوِيَ عَن أَبِي حَنِيْفَةَ وَ ابنِ أَبِي ذئبٍ، وَرِوَايَة عَن مَالِكٍ رحمہ اللہ.

سماع سے برتر ہے: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابن ابی ذئب رحمہ اللہ ایسے ہی کہتے ہیں، اور ایک روایت امام مالک رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے۔

د - أَلْفَاظُ الْأَدَاءِ:

ادائے حدیث کے الفاظ:

١ - الْأَحْوطُ: «قرأتُ عَلى فُلَانٍ» أو «قُرِئَ عَليه وأنَا أسمع فَأقَرَّ به».

أحوط: ''میں نے فلاں پر پڑھا''، یا ''اس پر پڑھا گیا اور میں سن رہا تھا، پس اس نے اقرار کر لیا''۔

٢ - ويَجوزُ: بِعِبَارَاتِ السَّمَاعِ مُقَيَّدَةٍ بِلَفْظِ الْقِرَاءَةِ كـ«حدّثَنَا قِرَاءَةً عَلَيْهِ».

يَجوزُ: سماع کی ایسی عبارات جو لفظِ قراءت کے ساتھ مقید ہوں، جیسے ''حدَّثَنا قِراءةً عليه'' اس نے حدیث بیان کی در آں حالیکہ اس پر قراءت کی گئی۔

٣ - اَلشَّائِعُ الَّذِيْ عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ: إِطْلَاقُ لَفظِ «أَخْبَرَنَا» فَقَط دُوْنَ غَيْرِهَا.

(سماع کے بارے میں) عام طریقہ جس پر اکثر محدثین ہیں، صرف لفظ ''أخبرنا'' کا اطلاق کرنا۔

٣ - اَلْإِجَازَةُ:

اجازت دینا:

أ - **تَعْرِيْفُهَا**: اَلْإِذْنُ بِالرِّوَايَةِ لَفْظًا أَوْ كِتَابَةً.

(الإجازة کی) تعریف: اس سے مراد حدیث کی اجازت دینا ہے خواہ لفظاً ہو یا کتابۃً۔

ب - **صُورتُهَا**: أَن يَّقُوْلَ الشَّيْخُ لِأَحَدِ طُلَّابِهِ: «أَجَزْتُ لَكَ أَن تُرْوِيْ عَنِّي صَحِيحَ البُخَارِي».

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنے طالب علموں میں سے کسی ایک سے کہے کہ میں تمھیں اجازت دیتا ہوں کہ تم مجھ سے "صحیح بخاری" روایت کر سکتے ہو۔

ج - **أَنْوَاعُها**: لِلإِجَازِة أَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ، سَأَذْكُرُ مِنْهَا خَمسَةَ أَنْوَاعٍ، هِيَ:

اس کی انواع: اجازت کی بہت ساری انواع ہیں، ان میں سے پانچ درج ذیل ہیں:

١ - أن يُجِيْزَ الشَّيخُ مُعَيَّنًا لِمُعَيَّنٍ: كـ«أجزْتُكَ صَحيحَ البخَارِي»، وَهَذَا النَّوعُ أَعْلَى أَنْواعِ الْإِجَازَةِ الْمُجَرَّدَة عَن الْمُنَاوَلَة.

شیخ کسی معین کتاب کی اجازت معین طالب علم کو دے، جیسے (یوں کہے کہ): "میں نے تجھے صحیح بخاری کی اجازت دی"۔ "الْإِجَازَة الْمُجَرَّدَة عَن الْمُنَاوَلَة" (مناولت سے خالی اجازت کی انواع میں سے) یہ نوع سب سے اعلی ہے، (یعنی وہ اجازت جس میں کتاب ساتھ نہیں دی گئی ہوتی)۔

٢ - أنْ يُجِيْزَ مُعَيَّنًا بِغير مُعَيَّنٍ: كـ«أَجَزْتُكَ رِوايةَ مَسْمُوْعَاتِيْ».

شیخ کسی معین طالب کو غیر متعین چیز کی اجازت دے۔ مثلاً یوں کہے: "میں تمہیں اپنی مسموعات کی اجازت دیتا ہوں" (تم تمام روایات بیان کر سکتے ہو)۔

٣ - أَنْ يُجِيْزَ غَيْرَ مُعَيَّنٍ بِغَيْرِ مُعَيَّنٍ: كـ«أَجَزْتُكَ أَهْلَ زَمَانِيْ رِوَايَةَ مَسْمُوْعَاتِيْ».

غیر معین طالب کو غیر معین چیز کی اجازت دے، جیسے: "میں اپنے اہلِ زماں کو اپنی مسموعات (سنی ہوئی تمام روایات) کی اجازت دیتا ہوں"۔

٤ - أَن يُجِيزَ بِمَجْهُولٍ أَوْ لِمَجْهُوْلٍ: كـ«أجزْتُكَ كِتَابَ السُّنَنِ»، وَهُو يَرْوِي عَددًا من السُّنَنِ، أو «أجزْتُ لمُحمدِ بنِ خالدِ الدِّمشقِيِّ»، وَهُناكَ جماعةٌ مُشترَكُونَ في هَذا الْاِسْمِ.

شیخ کسی مجہول چیز کی یا کسی مجہول فرد کو اجازت دے۔ مثلاً: "کتاب السنن کی اجازت دیتاہوں" جب کہ اس نے سنن کی بڑی تعداد روایت کی ہو۔ یایوں کہے: "محمد بن خالد الدمشقی کو اجازت دیتاہوں" حالانکہ ایک جماعت اس نام میں مشترک ہو۔

٥ - اَلْإِجَازَةُ لِلمَعْدُومِ: فَإِمَّا أَنْ تَكونَ تبَعًا لِمَوْجُوْدٍ، كـ«أجزْتُ لِفُلَانٍ وَلِمَنْ يُوْلَدُ له»، وَإِمَّا أَنْ تَكُونَ لِمَعدُومٍ اسْتِقْلَالًا، كـ«أَجزتُ لِمَنْ يُّولَد لِفُلَانٍ».

معدوم کو اجازت دے: پس یا تووہ غیر موجود، موجود کے تابع ہوگا، مثلاً: "میں فلاں کو اجازت دیتاہوں اور اس کی جو اولاد پیدا ہوگی" (اسے بھی اجازت دیتا ہوں)۔ اور یا کلیۃً وہ غیر معدوم کو اجازت دے، مثلاً: "میں فلاں کی جو اولاد پیدا ہوگی اسے اجازت دیتاہوں"۔

د - حُكْمُها:

اس کا حکم:

١ - أَمَّا النَّوعُ الْأَوَّل مِنهَا: فَالصَّحِيحُ الذِي عَليهِ الجُمهُورُ وَاسْتقَرَّ عَليهِ العَمَلُ جَوازُ الرِّوايةِ وَالعَمَلِ بهَا، وَأَبْطَلَهَا جَماعَاتٌ مِن العُلمَاءِ، وَهُوَ إِحدى الرِّوايَتين عَن الشَّافعي رحمه الله.

ان میں سے جو پہلی نوع ہے صحیح قول کے مطابق جس پر جمہور ہیں اور اسی پر عمل بھی ہے، وہ یہ کہ اس طریقہ سے روایت جائز ہے اور اس پر عمل بھی، تاہم علماء کی کئی جماعتوں نے اس کو باطل قرار دیا ہے، اور یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی دو روایتوں میں سے ایک روایت ہے۔

٢ - وَأَمَّا بقِيةُ الْأَنْوَاعِ: فَالْخِلَافُ فِي جَوَازِهَا أَشَدُّ وَأَكْثَرُ، وَعَلىٰ كُلِّ حَالٍ فَالتَّحمُّلُ وَالرِّوَايَةُ بِهذَا الطَّرِيْقِ (أَي الإِجَازة) تَحَمُّلٌ هَزِيْلٌ مَا يَنبَغِي التَّسَاهُلُ فِيْهِ.

البتہ باقی اقسام کے جواز میں بہت زیادہ اور سخت اختلاف ہے۔ بہر حال اس اجازت کے طریق کے ساتھ حدیث کو حاصل کرنا اور روایت کرنا حقیر اور مضحکہ خیز ہے، جس میں تساہل نامناسب ہے۔

هـ - أَلْفَاظُ الْأَدَاءِ:

الفاظِ اداء:

١ - الأَوْلى: أَن يَّقُوْلَ: «أَجَازَ لِيْ فُلَانٌ».

بہتر یہ ہے کہ یوں کہیں (اجازت کی صورت میں): ”مجھے فلاں نے اجازت دی“۔

٢ - وَيَجُوْزُ بِعِبَارَاتِ السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ مُقَيَّدَةٍ، مِثل: «حَدَّثَنَا إِجَازَةً» أَوْ «أَخبَرَنَا إِجَازَةً».

اور سماع اور قراءت کی عبارات کے ساتھ جو کہ اجازت کے ساتھ مقید ہوں، جائز ہے، مثلاً: ”فلاں نے ہمیں بصورتِ اجازت بیان کیا“، ”فلاں نے ہمیں بصورتِ اجازت خبر دی“۔

٣ - إِصْطِلَاحُ الْمُتَأَخِّرِيْن: «أَنْبَأَنَا»، وَاخْتَارَه صَاحِبُ كِتَابِ «الْوِجَازَةِ».

متاخرین کی اصطلاح: ”أَنْبَأَنَا“، کتاب ”اَلْوِجَازَة“ کے مصنف نے اسے پسند فرمایا ہے۔

فائدہ: کتاب کا پورا نام ”اَلوِجازة في تجويز الإجازة“ ہے، مصنف کا نام ”أبو العباس الوليد بن بكر المعمري رحمه الله“ ہے۔

٤ - اَلْمُنَاوَلَةُ:

طالب علم کو کوئی کتاب دینا:

أ - **أَنْوَاعُهَا:** الْمُنَاوَلَةُ نَوْعَانِ.

مناولہ کی دو قسمیں ہیں:

١ - **مَقرُونَةٌ بالإِجَازةِ:** وَهِيَ أَعلىٰ أَنوَاعِ الْإِجَازَةِ مُطْلَقًا. وَمِنْ صُوَرِهَا: أَنْ يَّدْفَعَ الشَّيخُ إِلَى الطَّالِبِ كِتَابَه وَيَقُوْلَ لَه: «هٰذَا رِوَايَتِيْ عَنْ فُلَانٍ فَارْوِهِ عَنِيْ»، ثُمَّ يُبقِيهِ مَعَه تَمْلِيْكًا أَوْ إِعَارَةً لِيَنْسَخَه.

مَقرُونَةٌ بِالْإِجَازَةِ: یہ مطلقاً اجازت کی قسموں میں سے اعلیٰ قسم ہے، اور اس کی صورتوں میں سے ایک یہ ہے کہ شیخ طالب علم کو اپنی کتاب دے، اور اس کو کہے: ”یہ میری روایات ہیں فلاں سے تو ان کو مجھ سے روایت کیا کر“، پھر وہ طالب علم کے پاس باقی رکھے اس کتاب کو ملکیۃً یا عاریۃً، تاکہ وہ اس کو لکھ لے۔

٢ - **مُجَرَّدَةٌ عَنِ الْإِجَازَةِ**: وَصُوْرَتُهَا أَن يَّدفعَ الشَّيخُ إِلى الطَّالِبِ كِتَابَه مُقْتصرًا عَلى قَوله: «هَذا سمَاعِيْ».

مجرد عن الإجازة: اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ طالب علم کو کتاب دے صرف اتنا کہے کہ "یہ میری روایات ہیں جو میں نے سماع کیا ہے"۔

ب - **حُكْمُ الرِّوَايَةِ بِهَا**:

اس کے ساتھ روایت کرنے کا حکم:

١ - **أمَّا الْمَقْرونَةُ بالإِجَازةِ**: فَتجُوزُ الرِّوايَة بِها، وَهِيَ أَدْنٰى مَرْتَبَةٍ مِن السَّمَاع وَالقِراءَةِ عَلى الشَّيخ.

مقرونةٌ بالإجازة کی صورت میں روایت کرنا جائز ہے اور یہ سماع اور قراءت علی الشیخ سے کم درجے کا ہے۔

٢ - **وَأمَّا الْمُجرَّدَةُ عَن الْإجَازَةِ**: فَلاَ تَجوزُ الرِّوَايَة بِها عَلى الصَّحيح .

لیکن الْمُجرَّدَةُ عَن الْإجَازَةِ کو صحیح قول کے مطابق روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

ج - **أَلْفَاظ الأدِاءِ**:

الفاظِ اداء:

١ - اَلْأَحْسَنُ أَن يَّقُوْلَ: «نَاوَلَنِي»، أَو «نَاوَلَنِي وَ أَجَازَ لِيْ» إِنْ كَانَتِ الْمُنَاوَلَةُ مَقْرُوْنَةً بِالْإِجَازَة.

اَلْأَحْسَنُ، بہتر ہے کہ یوں کہے: "شیخ نے مجھے کتاب دی" یا "شیخ نے مجھے کتاب بھی دی اور اجازت بھی" جب کہ مناولت اجازت کے ساتھ ملی ہو۔

٢ - وَيَجُوْزُ: بِعِبَارَاتِ السَّمَاعِ وَالقِرَاءَةِ مُقيَّدَةً، مثلُ: «حَدَّثَنَا مُنَاوَلَةً» أو «أَخْبَرَنَا مُنَاوَلَةً وَإِجَازَةً».

يَجُوْزُ: الفاظ سماع اور الفاظ قراءة کے ساتھ جب (مناولت) مقید ہو تو جائز ہے۔ مثلاً: "حدَّثنا مناولة" (اس نے ہمیں مناولت کی صورت میں بیان کیا) یا "أخبرنا مناولة وإجازة" (اس نے ہمیں مناولت اور اجازت کی شکل میں بیان کیا)۔

٥ - اَلْكِتَابَةُ:

کتابت:

أ - صُوْرَتُها: أن يَّكتبَ الشَّيخُ مَسْمُوْعَهُ لِحَاضِرٍ أَو غَائِبٍ بِخَطِّهِ أَو أَمْرِهِ.

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ اپنی سنی ہوئی کتاب یا روایات کسی موجود یا غیر موجود کو لکھ کر دے، یا اپنے حکم سے لکھوادے۔

ب - أَنْوَاعُهَا:

وَهِيَ نَوْعَانِ:

اس کی دو قسمیں ہیں:

١ - **مَقْرُوْنَةٌ بِالْإِجَازَةِ**: كَـ«أجزتُك مَا كَتَبْتُ لَكَ أَوْ إِلَيْكَ»، ونَحْوِ ذلِكَ .

مقرونة بالإجازة: مثلاً: "جو تحریر میں نے تیرے لئے لکھی ہے یا تیری طرف لکھ کر بھجوائی ہے ،اس کی میں تجھے اجازت دیتاہوں"۔

٢ - **مُجَرَّدَةٌ عَنِ الْإِجَازَةِ**: كَأَن يَّكْتُبَ لَهُ بِعْضَ الْأَحَادِيثِ وَيُرْسِلَهَا لَه، وَلَا يُجِيْزُه بِرِوَايَتِهَا.

اجازت کے بغیر لکھ دینا: مثلا: اس کی طرف کچھ احادیث لکھ کر بھیجے اور روایت کرنے کی اجازت درج نہ کرے۔

ج - حُكْمُ الرِّوَايَةِ بِهَا:

اس کے ساتھ روایت کرنے کا حکم:

١ - **أَمَّا المَقْرُونَةُ بِالإِجَازةِ**: فَالرِّوايَة بها صَحِيحةٌ، وَهِيَ فِي الصِّحةِ وَالقُوَّةِ كَالمُنَاوَلةِ الْمَقْرُوْنَة.

اجازت کی صورت میں روایت کرنا صحیح ہے، اور یہ صحت اور قوت میں "مناولة مقرونة بالإجازة" کی طرح ہے۔

٢ - **وَأَمَّا المُجَرَّدَة عن الإجَازَة**: فَمنَعَ الرِّوايَةَ بِهَا قَومٌ، وأَجَازَهَا آخَرُونَ، وَالصَّحِيحُ الْجوازُ عِندَ أهلِ الحديثِ؛ لإشهَارِهَا بِمعني الْإِجَازةِ.

مجرد عن الإجازة کی صورت میں روایت کرناایک جماعت کے نزدیک ممنوع ہے، اور بعض حضرات نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔ اور صحیح قول جواز کا ہے محدثین کے نزدیک بوجہ (تحریر حوالہ کرنے کا) اجازت کے معنی میں مشہور ہونے کے۔

د - هَلْ تُشْتَرَطُ البَيِّنَةُ لِاعْتِمَادِ الخَطِّ؟

کیا خط کی توثیق کے لئے دلیل شرط ہے؟

١ - اشْتَرَطَ بَعْضُهُمُ الْبَيِّنَةَ عَلى الخَطِّ، وَادَّعُوْا أَنَّ الْخَطَّ يُشبِهُ الخَطَّ، وَهُوَ قولٌ ضعيفٌ.

بعض حضرات خط کی توثیق کے لئے بینہ (دلیل) کو شرط قرار دیتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ خط، خط کے مشابہ ہو سکتا ہے، اور یہ قول ضعیف ہے۔

٢ - وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: يَكْفِي مَعْرِفَةُ المَكْتُوْبِ إِلَيْهِ خَطَّ الْكَاتِبِ؛ لِأَنَّ خَطَّ الإنسَانِ لَا يَشتبِهُ بغَيْرِهِ، وَهُوَ الصَّحيحُ.

دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں: مکتوب الیہ کو کاتب کے خط کی پہچان ہونا کافی ہے، کیوں کہ ایک انسان کا خط دوسرے انسان کے خط کے مشابہ نہیں ہوتا، اور یہی قول صحیح ہے۔

هـ- أَلْفَاظُ الْأَدَاءِ:

الفاظِ اداء:

١ - اَلتَّصْرِيْحُ بِلَفْظِ الْكِتَابَةِ: كَقَوْلِهِ: «كَتب إليَّ فلانٌ».

کتابت کے لفظ کو صراحۃً ذکر کرنا: مثلاً یوں کہے: ”فلاں نے میری طرف لکھا“۔

٢ - أوِ الإتيانُ بألفَاظِ السِّماعِ وَالقِراءَةِ مُقَيَّدَةً: كقولِه: «حَدَّثَني فلانٌ» أو «أخبرَني كتابةً».

یا سماع اور قراءت کے الفاظ مقید طور پر آئیں: مثلاً یوں کہنا: ”فلاں نے مجھے لکھ کر بیان کیا“ یا ”فلاں نے مجھے لکھ کر خبر دی“۔

٦ - الإِعْلَامُ:

خبر دینا:

أ - صُورَتُه: أَنْ يُخْبِرَ الشَّيْخُ الطَّالبَ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ أَوْ هَذَا الكِتَابَ سِمَاعُه.

اس(اعلام) کی صورت: اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ طالب کو اس بات کی خبر دے کہ اس حدیث یا کتاب کا سماع اسے حاصل ہے۔

ب - **حُكْمُ الرِّوَايَةِ بِهِ:** اخْتَلَفَ العُلَمَاءُ فِي حُكْمِ الرِّوايَةِ بِالْإِعْلَامِ عَلٰى قَولَيْنِ:

اس(اعلام کے ذریعے) روایت کا حکم: علمائے حدیث نے روایت بالاِعلام کے حکم میں اختلاف کیا ہے، جو کہ دو قولوں پر ہے:

۱ - **اَلْجَوَازُ:** كَثِيْرٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَالفِقهِ وَالْأُصُوْلِ.

پہلا قول جواز کا ہے، جو کہ کثیر محدثین، فقہاء اور اصولیین رحمہم اللہ کا قول ہے۔

۲ - **عَدْمُ الْجَوَازِ:** غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْمُحَدِّثِينِ وغيرِهم، وَهوَ الصَّحِيحُ؛ لِأَنَّه قَد يَعْلَمُ الشَّيخُ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ رِوايَتُه لٰكِن لَا تَجُوْزُ رِوَايَتُه لِخَلَلٍ فيه، نَعَمْ لَوْ أَجَازَهُ بِرِوَايَتِه جَازَتْ رِوايَتُه.

دوسرا قول عدمِ جواز کا ہے، یہ کئی ایک محدثین رحمہم اللہ وغیرہ کا قول ہے، اور یہی قول صحیح ہے، کیوں کہ کبھی کبھار شیخ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ یہ حدیث اس کی روایت ہے، لیکن اس کو روایت کرنا جائز نہیں ہوتا خلل اور خرابی کی وجہ سے، ہاں اگر شیخ اس روایت کی اجازت دے دے تو اسے روایت کرنا جائز ہے۔

ج - **أَلْفَاظُ الأَدَاءِ:**

الفاظ اداء:

يَقُوْلُ فِي الْأَدَاءِ: «أَعْلَمَنِي شَيْخِي بِكَذَا».

حدیث کو روایت کرتے وقت یوں کہنا چاہیے: "میرے شیخ نے مجھے فلاں چیز معلوم کرائی"۔

۷ - اَلْوَصِيَّةُ:

وصیت:

أ - **صُوْرَتُهَا:** أَنْ يُوصِي الشَّيخُ عِندَ مَوتِه أوْ سَفَرِه لِشَخْصٍ بِكِتَابٍ مِنْ كُتُبِهِ الَّتي يَرْوِيْهَا.

اس کی صورت یہ ہے کہ شیخ موت کے وقت یا سفر کے موقع پر کسی شخص کو اپنی کسی کتاب کے ساتھ وصیت کرے، جسے وہ روایت کرتا ہے۔

ب - حُكْمُ الرِّوَايَةِ بِهَا:

اس کے ساتھ روایت کرنے کا حکم:

١ - اَلْجَوَازُ: لِبَعْضِ السَّلَفِ، وَهُو غَلَطٌ؛ لِأَنَّه أَوْصَى لَه بالْكتابِ وَلَمْ يُوصِ لَه بِرِوَايَتِهِ.

بعض سلف حضرات نے اس کے جواز کا قول کیا ہے اور یہ غلط ہے، کیوں کہ اس نے کتاب کی وصیت کی ہے، (یعنی لینے کی یا محفوظ کرنے کی)، روایت کی وصیت نہیں کی۔

٢ - عَدمُ الجوَازِ: وَهُو الصَّوابُ.

دوسرا قول عدمِ جواز کا ہے، اور یہ قول درست ہے۔

ج - ألفاظُ الأدَاءِ:

الفاظ اداء:

يَقُولُ: «أوصٰى إلَيَّ فلانٌ بكذا» أو «حدَّثني فُلان وصيةً».

روایت کرتے وقت یوں کہے: ''فلاں نے مجھے اس کی وصیت کی ہے'' یا'' فلاں نے مجھے وصیت کرتے ہوئے بیان کیا''۔

٨ - الوِجَادَةُ:

وجادت:

بِكَسرِ الْوَاوِ، مِصْدَرُ «وَجَدَ»، وَهَذَا المَصْدَرُ مُوَلَّدٌ غَيْرُ مَسْمُوْعٍ مِنَ الْعَرَبِ.

واؤ کے کسرہ کے ساتھ ''وَجَدَ'' کا مصدر ہے، اور یہ مصدر نیا ایجاد کردہ ہے، اہل عرب سے مسموع نہیں (غیر سماعی) ہے۔

فائدہ: الوِجَادَة: اصطلاح محدثین میں اس علم کا نام ہے جو کسی سے سماع یا اجازت کے بغیر حاصل کیا جائے۔

صُورتُهَا: أَن يَجِدَ الطَّالبُ أَحَادِيثَ بِخَطِ شَيخٍ يَروِيها، يَعْرِفُه الطَّالِبُ، ولَيْسَ لَهُ سِمَاعٌ مِّنْهُ وَلَا إِجَازَةٌ.

اس کی صورت یہ ہے کہ طالب علم شیخ کے خط سے لکھی ہوئی احادیث پالے، جنہیں وہ روایت کرتا تھا، ....

طالب علم اس خط کو پہچانتا ہو، لیکن شیخ سے نہ تو سماع کیا ہے اور نہ اجازت ہے۔

حُكمُ الرِّوايَةِ بهَا: الرِّوايَةُ بِالْوِجَادةِ مِن بَابِ المُنقطِعِ، لٰكن فِيْها نوعُ اتصالٍ.

اس (وجادت کے ذریعے) روایت کا حکم: "الرواية بالوجادة" کی سند میں انقطاع کی صورت ہے، لیکن اس میں اتصال کی نوع بھی موجود ہے۔

أَلْفَاظُ الْأَدَاءِ: يَقُولُ الوَاجِدُ: «وَجَدْتُ بخطِّ فلانٍ» أوْ «قَرأتُ بِخَطِّ فُلَانٍ كَذَا»، ثُم يَسُوْقُ الْإِسْنَادَ والمَتنَ .

الفاظ اداء: واجد یوں کہے: "میں نے فلاں کے خط سے فلاں روایات پائیں"، یا "میں نے فلاں کے خط میں پڑھا ہے"، پھر سند اور متن ذکر کرے۔

المَبْحثُ الثَّالِثُ

تیسری بحث

كِتَابَةُ الحَدِيثِ وَضَبطُه وَالتَّصنِيفُ فيهِ

کتابتِ حدیث، ضبطِ حدیث اور تصنیفات کا بیان

١ - حُكْمُ كِتَابَةِ الحَدِيثِ:

کتابتِ حدیث کا حکم:

اخْتَلَفَ السَّلَفُ مِن الصَّحابَةِ ﷺ والتَّابعِينَ ﷺ فِيْ كِتابَةِ الْحديثِ عَلى أقْوالٍ:

صحابہ ﷺ اور تابعین ﷺ نے کتابتِ حدیث میں اختلاف کیا ہے اس میں کئی اقوال ہیں:

أ - فَكَرِهَهَا بَعضُهُمْ: مِنهمُ ابنُ عُمرَ، وابنُ مَسْعُودٍ، وَزيْدُ بنِ ثَابتٍ ﷺ.

کچھ صحابہ نے اسے مکروہ قرار دیا ہے، ابن عمر اور ابن مسعود اور زید بن ثابت ﷺ کا یہی قول ہے۔

ب - وَأبَاحَها بَعضُهم: مِنهمْ عَبدُ اللهِ بن عمرٍو وَأنسٌ وعُمرُ بنُ عبدِ العزِيزِ وأكثرُ الصَّحَابَةِ.

اور بعض حضرات نے کتابتِ حدیث کو مباح قرار دیا ہے، ان میں سے عبد اللہ بن عمرو، انس رضی اللہ عنہ، عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔

ج - ثُم أَجْمعُوا بَعدَ ذَلك عَلى جَوازِها: وَزَالَ الخِلَافُ. وَلَوْ لَم يُدوَّنِ الحَدِيْثُ فِي الكُتُبِ لضَاع فِي الأَعصَارِ المُتأَخِّرَةِ، لَا سِيَّمَا فِي عَصرِنَا.

پھر بعد میں اس کے جواز پر اجماع ہو گیا، اور اختلاف ختم ہو گیا، اور اگر حدیث کو کتابوں میں مدوّن نہ کیا جاتا تو بعد کے زمانہ میں فرامین رسول صلی اللہ علیہ وسلم ضائع ہو گئے ہوتے، خصوصاً ہمارے زمانے میں۔

۲ - سَبَبُ الْاِخْتِلَافِ فِي حُكْمِ كِتَابَتِهِ:

کتابتِ حدیث کے حکم میں اختلاف کا سبب:

وَسببُ الخِلَافِ فِي حُكم كِتابَتِهِ أنَّه وَرَدَتْ أَحاديثُ مُتعَارِضَةٌ فِي الْإبَاحَةِ وَالنَّهيِ، فَمنْها:

کتابتِ احادیث میں اختلاف کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ احادیث متعارضہ ہیں اباحت اور منع میں، پس بعض ان میں سے (وہ ہیں جن کا تعلق ممانعت سے ہے، جیسا کہ یہ ہے ان میں سے) وہ یہ ہیں:

أ - **حَديثُ النَّهْيِ**: مَا رَواهُ مسلمٌ: أنَّ رسولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال: «لَا تَكْتُبُوْا عَنِّي، وَمنْ كَتَبَ عَنِّي غَيرَ الْقرْآنِ فَلْيَمْحه».

حدیثِ نہی: جس کو مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم مجھ سے کچھ بھی نہ لکھا کرو (قرآن کے علاوہ)، اور جس نے مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے تو وہ اس کو مٹا دے“۔

ب - **حدِيثُ الْإبَاحَةِ**: مَا أخْرجَه الشَّيخَانِ: أنَّ رَسوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَال: «اكتُبُوْا لِأَبِي شَاهِ»، وَهُناكَ أحاديثُ أُخْرَى فِي إباحَةِ الْكتابَة، مِنها الْإذْنُ لعبدِ الله بنِ عمرٍو رضي الله عنه.

اباحت کی حدیث: جس کی بخاری و مسلم نے تخریج کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم ابو شاہ کے لیے لکھو“۔ اور اس کے علاوہ دوسری احادیث بھی ہیں جن میں کتابت کی اجازت ہے، ان میں سے ایک حدیث وہ بھی ہے.....

جس میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو لکھنے کی اجازت دی گئی۔

٣ - اَلْجَمْعُ بَيْنَ أَحَادِيْثِ الْإِبَاحَةِ وَالنَّهْيِ:

اباحت اور نہی کی احادیث میں تطبیق:

لَقَدْ جَمَعَ الْعُلَمَاءُ بَيْنَ أَحَادِيْثِ النَّهْيِ وَالْإِبَاحَةِ عَلى وُجُوْهٍ، مِّنْهَا:

البتہ تحقیق علماء نے احادیثِ نہی اور اباحت کے درمیان کئی طریقوں سے جمع کیا اور ان میں تطبیق دی ہے ان میں سے بعض:

أ - قَال بَعضُهم: الْإِذْنُ بِالْكتَابَةِ لِمَنْ خِيْفَ نِسيَانُه لِلحَديْثِ. وَالنَّهيُ لِمَنْ أَمِنَ النِّسْيَانَ وَخِيفَ عَلَيه اتكَالُه عَلى الْـخَطِّ إذَا كَتبَ.

بعض کہتے ہیں: کتابت کی اجازت اس شخص کے لئے ہے جو حدیث کے بھول جانے کا خوف رکھتا ہو۔ اور منع اس کے لئے ہے جو نسیان سے محفوظ ہو جب کہ لکھنے کی صورت میں خط پر اعتماد کا خوف تھا۔

ب - وَقَالَ بعضُهمْ: جَاءَ النَّهيُ حِينَ خِيف اخْتلاَطُه بِالْقُرآنِ، ثُمَّ جاءَ الْإِذْنُ بِالكِتَابَة حِينَ أُمِنَ ذَلك، وَعَلى هَذا يَكونُ النَّهيُ مَنسُوخًا.

اور بعض حضرات کہتے ہیں: نہی کا حکم اس وقت تھا جب یہ خطرہ تھا کہ احادیثِ پیغمبر (ﷺ) قرآن کریم کے ساتھ خلط ملط ہو جائیں گی، پھر کتابت کی اجازت دی گئی، جب اس بات سے امن ہو گیا۔ اس بناء پر گویا کہ نہی منسوخ ہو گئی۔

٤ - مَا ذَا يَجِبُ عَلى كَاتِبِ الْحَدِيثِ؟

حدیث کے لکھنے والے پر کیا ضروری ہے؟

يَنْبَغِيْ عَلَى كَاتِبِ الْحَدِيْثِ أَنْ يَّصْرِفَ هِمَّتَه إلٰى ضَبْطِه وَتحقِيْقِه، شَكْلًا ونِقطًا يُؤْمَنُ معهُما اللَّبسَ، ويُشْكِلُ المُشْكِلَ لَا سِيَّما أَسْمَاءُ الأَعْلَامِ؛ لِأَنَّهَا لَا تُدْرَكُ بِما قَبْلَهَا ولَا بِمَا بَعْدَهَا. ....

حدیث کے لکھنے والے کے لئے مناسب ہے کہ اپنی ہمت کو التباس سے محفوظ ہوتے ہوئے، حدیث کے حفظ، شکل اور نقطوں کی صورت میں اس کی تحقیق میں خرچ کر دے۔ اور مشکل الفاظ پر اعراب بھی لگائے، خصوصاً مشہور ناموں پر؛ کیوں کہ ان کا اعراب ماقبل اور مابعد (سیاق وسباق) سے نہیں سمجھا جاتا ہے، ....

وَأَن يَّكُونَ خَطُّهُ وَاضِحًا عَلى قَوَاعِدِ الْخَطِّ الْمَشْهُوْرَةِ، وَأَن لَّا يَصْطلحَ لِنَفْسِهِ اصْطِلَاحًا خَاصًّا بِرَمْزٍ لَا يَعْرِفُهُ النَّاسُ.

اور یہ کہ ہو اس کا خط واضح، خط کے مشہور قواعد کے مطابق، اور یہ کہ اس کی اپنی کوئی اصطلاح خاص نہ ہو کہ لوگ اس کا اشارہ نہ سمجھ سکیں۔

وَيَنْبَغِي أَن يُّحَافِظَ عَلى كِتَابةِ الصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيْمِ عَلى النَّبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كلَّمَا جَاءَ ذِكْرُه، وَلَا يَسْأَمُ مِن تَكْرَارِ ذَلِكَ، وَلَا يَتقَيَّدُ فِي ذَلكَ بِما فِي الْأَصْلِ إنْ كَانَ نَاقِصًا، وَكَذَلكَ الثَّنَاءُ عَلى اللهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى كَـ«عَزَّ وجَلَّ».

اور حدیث لکھنے والے کو چاہئے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے نام پر صلاۃ و سلام لکھنے کا اہتمام کرے جب بھی آپ ﷺ کے نام (مبارک) کا تذکرہ آئے، اور اس کے تکرار کی وجہ سے اکتائے نہیں۔ اور نہ اصل میں موجود کے ساتھ کوئی قید وغیرہ لگائے، اگرچہ وہ ناقص ہو۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کرے، جیسے: "عَزَّ وجَلَّ"۔

وَكَذَلكَ الترَضِّي وَالتَّرَحُّم عَلى الصَّحَابَةِ وَالعُلَماءِ، وَيكْرَه الْاقْتصَارُ عَلَى الصَّلَاةِ وَحْدَهَا أَوِ التَّسلِيمِ وَحْدَه، كَمَا يَكْرَهُ الرمزُ إِلَيْهِمَا بِـ«ص» وَنحوِه، مِثل: «صلعم»، وَعَلَيه أَنْ يَّكْتُبَهُما كَامِلَتَينِ.

اور ایسے ہی رضی اللہ عنہ، رحمہ اللہ کا اہتمام کرے صحابہ اور علماء پر، اور مکروہ ہے اکتفاء کرنا صرف صلاۃ یا صرف سلام کے ذکر کرنے پر، جیسا کہ مکروہ ہے ان دونوں کی طرف اشارہ کرنا: "ص" اور اس جیسے دیگر الفاظ سے، جیسے "صلعم"۔ اور حدیث لکھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ انہیں مکمل صورت میں لکھے۔

٥ - اَلْمُقَابَلَةُ وَكَيْفِيَّتُهَا:

مقابلہ اور اس کی کیفیت:

يَجِبُ عَلى كَاتِبِ الْحَدِيثِ بَعْدَ الفَرَاغِ مِنْ كِتَابَتِه مُقَابلَةُ كِتَابِه بِأَصْلِ شَيْخِه، ....

حدیث لکھنے والے پر کتابتِ حدیث سے فراغت کے بعد اس کی کتابت کا اپنے اصل شیخ کی کتاب کے ساتھ مقابلہ ....

وَلَوْ أَخَذهُ عَنْهُ بِطَرِيقِ الْإِجَازَةِ.

مقابلہ کرنا ضروری ہے، اگرچہ اس کتاب کو اس نے بطریقِ اجازت ہی لیا ہو۔

وَكَيْفِيَّةُ الْمُقَابَلَةِ: أَنْ يُّمْسِكَ هُوَ وَشَيْخُه كِتابَيْهِمَا حَال التَّسميْعِ، وَيَكْفِي أَن يُّقَابَلَ لَه ثِقَةٌ آخَرُ فِي أيِّ وَقْتٍ حَالَ الْقِرَاءَةِ أَوْ بَعدَهَا، كَمَا يَكْفِي مُقَابَلتُه بِفَرْعٍ مُقَابَلٍ بَأصلِ الشَّيخِ.

اور مقابلہ و موازنہ کی کیفیت یہ ہے کہ شاگرد اور شیخ دونوں اپنی اپنی کتابوں کا نسخے سماع کے وقت سامنے رکھیں، بلکہ کسی بھی وقت میں کسی اور ثقہ کا مقابلہ کرنا بھی درست ہے، خواہ قراءت کی حالت میں یہ عمل کرے یا اس کے بعد۔ ایسے ہی اس فرع سے مقابلہ کرنا بھی درست ہے جس کا شیخ کی اصل سے مقابلہ ہو چکا ہے۔

٦ - اِصْطَلَاحَاتٌ فِي كِتَابَةِ أَلْفَاظِ الْأَدَاءِ وَغَيْرِهَا:

اداء وغیرہ کے الفاظ کی کتابت سے متعلق اصطلاحات:

غَلَبَ عَلى كَثِيْرٍ مِنْ كُتَّابِ الحدِيثِ الْإِقْتِصَارُ عَلى الرَّمزِ فِي أَلْفَاظِ الأدَاءِ، فَمنْ ذَلِكَ أَنَّهُم يَكْتُبُوْنَ:

اکثر اور غالب طور پر حدیث کے لکھنے والے اداء کے الفاظ میں اشارہ پر اکتفاء کرتے ہیں، پس وہ لکھتے ہیں:

أ - حَدَّثَنَا: «ثنا» أو «نا».

”حدثنا“ کو ”ثنا“ یا ”نا“ لکھتے ہیں۔

ب - أَخْبَرَنَا «أَنَا» أو «أَرَنَا».

”أخبرنا“ کو ”أنا“ یا ”أرنا“ لکھتے ہیں۔

وَلٰكِنْ يَنْبَغِي لِلقَارِئِ أَن يَّتَلَفَّظَ بِها كَامِلَةً عِنْدَ قِرَاءَتِها، وَلَا يَجُوْزُ لَه أَن يَّنْطقَ بِها كَمَا هِيَ مَرْسُوْمَةٌ.

لیکن پڑھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ پڑھتے وقت ان الفاظ کا تلفظ کامل طور سے اداء کرے، اور اس کے لیے جائز نہیں اس انداز سے پڑھنا جیسا کہ وہ لکھے ہوئے ہیں۔

ج - **تَحوِيلُ الْإسْنَادِ إلىٰ إسْنَادٍ آخَرَ**: يَرْمُزُوْنَ لَه بـ«ح»، وَيَنطِقُ القَارِئُ بِهَا هَكَذَا: «حَا».

ایک سند سے دوسری سند کی طرف منتقل ہوتے ہوئے وہ ''ح'' کا رمز (اشارہ) استعمال کرتے ہیں، اور اس موقع پر قاری (پڑھنے والا) ''حاء'' کہہ کر ادا کرتا ہے۔

د - جَرَتِ العَادَةُ بِحذْفِ كَلمةِ «قالَ» وَنحوِها بَينَ رِجَالِ الْإسنَادِ خَطًّا، وَذلِكَ لِأجلِ الْاختِصَارِ، لَكن يِنْبغي لِلقَارِئِ التلَفظُ بِها، مِثل: «حَدَّثنا عَبدُ اللهِ بنُ يوسُفَ أَخْبرَنا مَالكٌ»، فَينْبَغِي عَلَى القارِئِ أن يَّقُولَ: «قَال: أَخبرَنَا مَالكٌ»، كَمَا جَرتِ الْعَادةُ بحذْفِ «أنَّهُ» فِي أَوَاخِرِ الْإسْنَادِ اخْتِصَارًا.

سند کے راویوں میں ''قال'' کا کلمہ وغیرہ سند کے درمیان حذف کرنے کی عادت بن چکی ہے، اور یہ محض اختصار کی وجہ سے کرتے ہیں، لیکن قاری کو چاہیے کہ وہ ان کو تلفظاً پڑھے، مثلاً: ''حدثنا عبد الله بن يوسف أخبرنا مالك'' تو قاری کو چاہیے کہ وہ یوں کہے: ''قال: أخبرنا مالك''۔ ایسے ہی اختصار کی غرض سے ''أنَّه'' حذف کرنے کی عادت کو سند کے آخر میں معمول بنالیا گیا ہے۔

مِثلُ: «عَن أَبِي هُرَيرَةَ قَالَ» فَينبَغي لِلْقَارِئِ النُّطقُ بـ«أنَّه»، فَيقُولُ: «أَنَّه قَالَ»، وَذلِكَ تَصْحِيحًا لِلكَلَامِ مِن حَيثُ الْإعْرَابِ.

مثلاً: ''عن أبي هريرة قال'' تو مناسب ہے قاری کے لئے کہ وہ ''أنَّه'' کو ذکر کر کے، یوں کہے: ''أنَّه قال''، تاکہ اعراب کے اعتبار سے کلام درست اور صحیح ہو جائے۔

٧ - اَلرِّحْلَةُ فِي طَلَبِ الْحَدِيْثِ:

طلبِ حدیث کے لئے سفر کرنا:

لَقدِ اعْتَنىٰ سَلَفُنَا بِالْحَدِيْثِ عِنَايَةً لَيْسَ لَهَا نَظيرٌ، وَصَرَفُوْا فِي جَمعِه وَضَبْطِه مِنَ الْاهْتِمامِ وَالْجَهْدِ وَالوَقْتِ مَا لَا يَكَادُ يُصدِّقُهُ الْعقْلُ، ....

تحقیق ہمارے اسلاف رحمہم اللہ نے حفاظتِ حدیث کا ایسا اہتمام کیا ہے، جس کی کوئی نظیر نہیں ہے، اور انہوں نے اس کے جمع کرنے اور اس کے ضبط کے اہتمام میں اس قدر مشقتیں اٹھائیں اور اتنا وقت خرچ کیا ہے کہ جس کی عقل بھی تصدیق نہیں کرتی،....

فَبَعْدَ أن يَجمَعَ أحَدُهُم الحَديثَ مِن شُيوْخِ بَلدِه يَرحلُ إلىٰ بِلادٍ وَأَقْطارٍ أُخْرَى قَرِيْبَةٍ أَوْ بَعِيْدَةٍ لِيَأْخُذَ الْحديْثَ مِن شُيُوْخِ تِلكَ الْبِلاَدِ، وَيَتجَشَّمُ مشَاقَ السَّفرِ وَشَظف الْعَيشَ بِنَفْسٍ رَاضِيةٍ.

پس اپنے شہر کے اساتذہ کی احادیث جمع کر لینے کے بعد، وہ دوسرے شہروں کی طرف سفر کرتے، قطع نظر اس سے کہ وہ قریب ہوں یا بعید، تاکہ حاصل کرے حدیث کو ان بلاد کے شیوخ سے، اور وہ سفر کی صعوبتیں اور زندگی کی مشکلات کو نہایت خوشی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔

وَقدْ صَنَّفَ الخَطِيبُ الْبغْدَادِيُّ كِتَاباً سَمَّاهُ «الرِّحْلَةُ فِي طَلَبِ الْحدِيثِ»، جَمَعَ فِيه مِن أَخْبارِ الصَّحابَةِ وَالتَّابعِينَ فَمَنْ بَعدَهم فِي الرَّحلَةِ فِي طَلبِ الْحدِيثِ مَا يُعجبُ الْإنْسانُ لِسِمَاعِه، فَمَنْ أَحَبَّ سِمَاعَ تِلكَ الأَخْبَارِ الشَّيقةِ فَعلَيْهِ بِذلك الْكتِابِ؛ فَانَّه مُنَشِّطٌ لِطُلَّابِ الْعِلْمِ، شَاحذٌ لِهِمَمِهِمْ مُقوٍّ لِعَزَائِمِهِم.

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اس کا نام "الرحلة في طلب الحديث" رکھا ہے، جس میں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والے لوگوں کے طلبِ حدیث کے اسفار کا ذکر کیا ہے، جن پر انسان کو تعجب ہوتا ہے، پس جو شخص ان دلچسپ واقعات کو سننا پسند کرتا ہے، تو اس پر لازم ہے اس کتاب کا مطالعہ کرنا، کیوں کہ وہ طلباء کو چست کرنے والی ہے، ان کی ہمتوں کو اجاگر کرنے والی ہے اور ان کے عزائم کو پختہ کرنے والی ہے۔

٨ - أَنْوَاعُ التَّصْنِيْفِ فِي الْحَدِيْثِ:

حدیث کی مختلف تصنیفات:

يَجبُ عَلى مَن يَجِّدُ فِي نَفسهِ الْمَقْدِرَةِ عَلى التَّصْنيْفِ فِي الْحديْثِ -وَغيرِه- أَن يَّقُوْمَ بِالتَّصْنِيفِ، وَذلِكَ لِجَمعِ الْمُتفرِّق، وَتوْضِيحِ المُشكلِ، وَترْتيْبِ غَيرِ المُرتَّب، ....

واجب ہے اس شخص پر جو اپنے اندر تصنیف فی الحدیث وغیرہ کا ملکہ پاتا ہو کہ وہ تصنیف کا اہتمام کرے، اور اسی طرح متفرق کو جمع کرنے، اور مشکل کو واضح کرنے، غیر مرتب کو مرتب کرنے، ....

وَفَهْرِسةِ غيرِ المُفَهْرَسِ مِمَّا يسهُلُ عَلَى طَلَبَةِ الْحَدِيثِ الاستفادةُ منهُ بِأَيْسرِ طَرِيقٍ وَأَقْرَبِ وقتٍ، وَلْيَحْذِرْ إِخْرَاجَ كتَابه قَبلَ تَهذيْبِهِ وَتحرِيرِه وضَبطِه، وَليكُن تَصنِيفُه فِيمَا يَعمُّ نَفعُه وَتَكْثُرُ فَائدتُه. هَذَا وَقدْ صَنَّف الْعلَماءُ الحديثَ عَلَى أَشْكَالٍ مُتنوعَةٍ، فَمِن أَشْهرِ أَنْواعِ التَّصنِيف فِي الْحَديثِ مَا يَلِي:

غیر مفہرس کی فہرست بنانے کے ساتھ تاکہ آسان ہو جائے طالبِ حدیث کے لئے اس سے استفادہ کرنا آسان طریقہ اور تھوڑے وقت میں۔ اور اپنی کتاب کو منظر عام پر لانے سے بچنا چاہیے اس کی تزیین اور اس کی تحریر وضبط کے کامل سے ہونے سے پہلے، اور اس کی تصنیف ایسی ہو جس کا نفع عام ہو، فائدہ زیادہ ہو۔ علمائے حدیث نے اس فن کو مختلف انداز میں تصنیف کیا ہے، پس حدیث میں تصنیف کی مشہور انواع درج ذیل ہیں:

أ - **الْجَوَامِعُ**: جَمْعُ «جَامِعٍ»، وَالجَامِعُ: كُلُّ كِتَابٍ يَجمَعُ فِيْهِ مُؤَلِّفُه جَمِيعَ الْأَبْوَابِ مِنَ الْعقَائِد وَالْعِبَادَاتِ وَالْمُعَامَلَاتِ وَالسِّيرِ وَالمَناقِبِ وَالرقَاقِ وَالْفتَنِ وَأَخبَارِ يومِ الْقِيَامَةِ، مِثْلُ: «الجَامِعِ الصَّحيح لِلبُخَارِيِّ».

الْجَوَامِع: "جامع" کی جمع ہے، اور جامع ہر وہ کتاب ہے جس میں اس کا مؤلف تمام ابواب کو جمع کرے عقائد، عبادات، معاملات، سیَر، مناقب، رِقاق، فِتَن، قیامت کے دن کے احوال، جیسے "الجامع الصحيح للبخاري"۔

ب - **اَلْمَسَانِيْدُ**: المُسْنَدُ: كُلُّ كتابٍ جُمِعَ فيهِ مَروِيَّاتُ كُلِّ صَحابِيٍّ عَلَى حِدَة مِن غَيرِ النَّظَرِ إِلَى الْمَوضُوعِ الذِيْ يَتعَلَّقُ فِيهِ الْحَدِيثُ، مِثلُ: «مُسندُ الْإمامِ أَحمد بِنِ حَنبَل».

اَلْمَسَانِيْدُ: مسند ہر وہ کتاب ہے جس میں ہر ہر صحابی کی احادیث علیحدہ علیحدہ جمع کی گئی ہوں، قطع نظر اس موضوع اور عنوان کے جس سے متعلق حدیث ہو، جیسے "مسند الإمام أحمد بن حنبل"۔

ج - **اَلسُّنَنُ**: وَهِيَ الْكُتُبُ الْمُصَنَّفَةُ عَلَى أَبْوَابِ الْفِقْهِ؛ لِتَكُوْنَ مَصْدَرًا لِلْفُقَهَاءِ فِي اسْتِنْبَاطِ الْأَحْكَامِ، وَتَخْتَلفُ عَن الجْوَامِعِ بِأَنَّهَا لَا يُوجَدُ فِيهَا ....

اَلسُّنَنُ: وہ کتابیں ہیں جن کو فقہی ابواب کے مطابق تصنیف کیا گیا ہو، تاکہ فقہاء کے لئے احکام کے استنباط میں مصدر اور مرجع بن سکیں اور سنن، جوامع سے مختلف ہیں؛ کیوں کہ ان میں وہ احادیث اخذ نہیں پائی جاتی............

مَا يَتعلَّق بِالعَقائِدِ وَالسِّيَرِ وَالْمَناقِبِ وَمَا إِلٰى ذٰلكَ، بَلْ هِي مَقْصُوْرَةٌ عَلى أبْوابِ الفِقْهِ وَأَحَاديْثِ الْأَحْكَامِ، مِثْلُ: «سُنَن أَبِي دَاود».

جو عقائد، سیر اور مناقب وغیرہ سے متعلق ہیں، بلکہ وہ فقہی ابواب اور احکام کی حدیثوں تک محدود ہوتی ہیں، جیسے: "سنن أبي داود"۔

د - **المَعَاجِمُ**: اَلْمُعْجَمُ: كُلُّ كِتَابٍ جَمَعَ فِيهِ مُؤَلِّفُه الحَدِيثَ مرتَّبًا عَلى أَسْمَاءِ شُيوخِه عَلى تَرتِيبِ حُروفِ الْهِجَاءِ غَالِباً، مِثْلُ: «الْمَعاجِمِ الثَّلاثَة» للطَّبرَانِي، وَهِي: «المُعجَم الْكَبِيرُ» وَ«الأوسَطُ» وَ«الصَّغيرُ».

المَعاجم: معجم ہر وہ کتاب ہے جس میں اس کے مؤلف نے احادیث کو اپنے مشائخ کے اسماء پر مرتب کیا ہو، اور ان کی ترتیب عموماً حروف تہجی کے مطابق ہوتی ہے، جیسے امام طبرانی رحمہ اللہ کی "معاجم ثلاثہ" یعنی "معجم کبیر"، "معجم اوسط"، "معجم صغیر"۔

ه - **العِلَلُ**: كُتُبُ العِلَلِ: هِي الْكتُبُ الْمُشتَمِلةُ عَلى الْأَحاديثِ المَعلُولَةِ مَع بَيانِ عِلَلِهَا، وَذلكَ مِثلُ: «الْعلل» لابنِ أبي حاتِمٍ، وَ«العِلَل» لِلدَّارقُطْنِي.

العِلَلُ: کتبِ علل وہ کتابیں کہلاتی ہیں جو معلول احادیث (جن احادیث میں فنی عیب ہو) پر مشتمل ہوتی ہیں اور اس کی علتوں کا بھی بیان ہوتا ہے، اور اس کی مثال امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی "العلل" امام دار قطنی رحمہ اللہ کی "العلل" ہے۔

و - **اَلْأَجْزَاءُ**: الجُزْءُ: كُلُّ كِتَابٍ صَغِيرٍ جُمِعَ فِيْهِ مَرْوِيَّاتُ رَاوٍ وَاحِدٍ مِن رُوَاةِ الْحَدِيثِ، أو جُمِعَ فيْهِ مَا يَتعلَّقُ بِموْضُوْعٍ واحِدٍ عَلى سَبيْلِ الْاسْتِقْصَاء، مِثلُ: «جُزءُ رَفعِ الْيَدَينِ فِي الصَّلاةِ» للبخاري.

اَلْأَجْزَاءُ: جزء وہ مختصر کتابچہ ہے جس میں حدیث کے راویوں میں سے ایک راوی کی مرویات کو جمع کیا گیا ہو، یا اس میں ایک موضوع سے متعلق احادیث کو علی وجہ الکمال جمع کیا گیا ہو تا کہ اس کا احاطہ ہو جائے، جیسے: "جزء رفع اليدين في الصلاة" امام بخاری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

ز - **الْأَطْرَافُ**: كُلُّ كِتَابٍ ذَكَرَ فِيهِ مُصَنِّفُه طَرفَ كُلِّ حِديثِ الَّذِيْ يَدُلُّ عَلى بَقيَّتِه، ثُمَّ يَذْكُر أَسَانيدَ كُلِّ مَتنٍ مِن الْمُتُوْنِ إمَّا مُستَوْعِبًا أَوْ مُقَيِّدًا لَهَا بِبَعْضِ الْكُتُبِ، ....

الْأَطْرَافُ: ہر وہ کتاب جس میں مصنف نے ہر حدیث کا ایک جزء ذکر کیا ہو جس سے باقی حدیث کی طرف اشارہ ہو جاتا ہو، پھر ہر ایک متن کی سند بیان کر دے، یا تو علی وجہ الکمال یا ایک کتاب سے مقید کر کے، ....

مِثلُ: «تحفَةِ الْأَشْرَافِ بمَعرِفةِ الْأَطْرَافِ» لِلمزِّيِّ.

جیسے"تحفة الأشراف بمعرفة الأطرف" المزّي رحمه الله کی تصنیف۔

ح - **الْمُسْتَدَرَكَاتُ:**

الْمُسْتَدْرِكُ: كُلُّ كِتَابٍ جَمَعَ فِيهِ مُؤَلِّفُهُ الْأَحَادِيثَ الَّتِيْ اسْتَدْرَكَهَا عَلٰى كِتَابٍ آخَرَ مِمَّا فَاتَتْه عَلى شَرْطِه، مِثلُ: «الْمُستَدرَكِ عَلَى الصَّحِيْحَينِ» لِأَبِيْ عَبدِ اللهِ الحَاكِم.

الْمُسْتَدَرَكَاتُ: مستدرک ہر وہ کتاب ہے جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی ترک کردہ احادیث کو جمع کیاہو جو اس کتاب کی شرط کے مطابق ہوں اور اس سے رہ گئی ہوں، جیسے: امام ابو عبداللہ رحمه الله کی"مستدرك على الصحيحين"ہے۔

ط - **المُسْتَخرجَاتِ:**

الْمُسْتخرَجُ: كُلُّ كِتَابٍ خَرَّجَ فِيهِ مُؤَلِّفُه أحاديث كِتابٍ لِغيرِهِ مِنَ الْمُؤَلِّفِينَ بِأَسَانِيدَ لِنفسِه مِنْ غَير طَرِيقِ الْمُؤَلِّفِ الأَوَّل، وَرُبَما اجْتَمَعَ مَعهُ فِي شَيخِه أَوْ مَن فَوقِه، مثل: «الْمُستخرج على الصحيحين» لأبي نُعَيْم الأصبهاني.

المُسْتَخرجَاتِ: مستخرج ہر وہ کتاب ہے جس میں اس کے مؤلف نے کسی دوسرے مؤلف کی احادیث کواپنی سند کے ساتھ ذکر کیاہو، جو پہلے مؤلف کے طریق پر نہ ہو،اور بسااوقات اپنے شیخ میں یااوپر کسی طبقہ میں اس سے مل جاتاہے، جیسے: أمام أبي نعيم أصبهاني رحمه الله کی"مستخرج على الصحيحين"۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

المَبْحَثُ الرَّابِعُ

چوتھی بحث

صِفَةُ رِوَايَةِ الْحَدِيْثِ

روایتِ حدیث کی صفات

١ - اَلْمُرَادُ بِهَذه التَّسْمِيَةِ:

اس نام سے مراد:

الْمُرَاد بِهَذَا العُنْوانِ بَيانُ الكَيْفِيَّةِ الَّتِي يُرْوَى بِهَا الْحدِيْثُ وَالآدَابُ الَّتِي يَنبغِي التَّحلِّي بها، وَمَا يَتعلَّق بِذلكَ، وَقد تَقَدَّم شَيْءٌ مِن ذَلِكَ فِي المَباحِث السَّابقَة، وَإِلَيكَ مَا بَقِيَ:

اس عنوان سے مراد اس کیفیت کا بیان کرنا جس کے ساتھ حدیث روایت کی جاتی ہے اور ان آداب کا بیان کرنا ہے جن کے ساتھ وہ مزین ہو اور جو اس کے متعلق ہوں، اور اس میں سے کچھ تو پچھلی مباحث میں گذر چکے ہیں، اور باقی درج ذیل ہیں:

٢ - هَلْ تَجُوْزُ رِوَايَةُ الرَّاوِيْ مِن كِتَابِه إِذَا لَمْ يَحْفَظْ مَا فِيْهِ؟

کیا اس راوی کے لئے اپنی کتاب سے روایت کرنا جائز ہے جسے اس میں سے کچھ بھی یاد نہیں؟

هَذَا أَمْرٌ اخْتلَفَ فِيهِ الْعلَماءُ، فَمنْهُم مَنْ شَدَّدَ فَأَفْرَطَ، وَمِنْهُمْ مَن تَسَاهَلَ فَفرَّطَ، وَمِنْهُمْ مَنِ اعْتَدلَ فَتوَسَّطَ.

اس بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے، بعض ان میں سے متشدد ہیں جنہوں نے افراط سے کام لیا، اور بعض سہولت پسند ہیں اور تفریط سے کام لیا، اور بعض نے اعتدال کی راہ اختیار کی اور میانہ روی سے چلے۔

أ - **فَأَمَّا الْمُتَشَدِّدوْنَ**: فَقَالُوْا: «لَا حُجَّةَ إلاَّ فِيما رَواهُ الرَّاوِي مِن حِفظِه»، رُوِيَ ذَلك عَن مَالكٍ وَأَبِي حَنيفَة وَأَبِي بَكر الصَّيدَلَانِي الشَّافِعِي.

پس متشددین کا قول یہ ہے کہ ”جس کو راوی اپنے حفظ سے روایت کرے صرف وہی روایت حجت ہے“ ....

یہ قول امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو بکر صیدلانی شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

ب - **وَأَمَّا الْمُتَسَاهِلُوْنَ**: فَقَوْمٌ رَوَوْا مِن نُسَخٍ غَيرِ مُقَابلَةٍ بِأُصُوْلِهَا، مِنْهُمْ ابنُ لَهِيْعَةَ.

اور متساہلین ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ایسی کتابوں سے روایات لی ہیں جن کا اصل سے مقابلہ نہیں کیا گیا تھا،

ان میں سے ایک ابن لہیعہ رحمہ اللہ بھی ہیں۔

ج - **وَأَمَّا الْمُعْتَدِلُوْنَ الْمُتَوَسِّطُوْنَ**: -وَهُمُ الْجُمْهُورُ- فَقَالُوْا: إِذَا قَامَ الرَّاوِيُّ فِي التَّحَمُّلِ وَالمُقَابَلَةِ بِمَا تَقَدَّم مِنَ الشُّرُوْطِ جَازَتِ الرِّوايَةُ مِن الْكِتَابِ، وَإِنْ غَابَ عَنْهُ الْكِتَابُ، إِذَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الظَّنِ سَلَامَتَهُ مِن التَّغْيِيْرِ وَالتَّبْدِيْلِ، لَا سِيَّمَا إِنْ كَانَ مِمَّن لَا يَخْفٰى عَلَيهِ التَّغْيِير غَالبًا.

اور معتدل اور متوسط (جمہور) کا قول یہ ہے کہ جب راوی تحمل اور مقابلہ میں ذکر کی گئی سابقہ شروط کا اہتمام کرتا ہے تو اس کا کتاب سے روایت کرنا جائز ہے، اگرچہ اس سے کتاب غائب ہو جب کہ اس کا غالب گمان یہ ہو کہ کتاب تغییر و تبدیلی سے محفوظ ہو گی، خصوصاً ایسا راوی جس پر کسی بھی قسم کا تغییر و تبدیلی مخفی نہ رہتی ہو۔

۳ - حُكْمُ رِوَايَةِ الضَّرِيْرِ الذِي لَا يَحْفَظُ مَا سَمِعَه:

نابینے کی روایت کا حکم جو اپنے سماع سے کچھ بھی یاد نہیں رکھتا:

إِذَا اسْتَعَانَ الضَّرِيْرُ الَّذي لَا يَحْفَظُ مَا سَمِعَه بِثقَةٍ فِي كِتابةِ الحديثِ الذِيْ سَمِعَهُ، وَضَبْطِهُ وَالْمُحَافظَةِ عَلى الْكِتَابِ، وَاحْتَاطَ عِندَ الْقِرَاءَةِ عَليهِ بِحيثُ يَغْلِبُ عَلى ظَنِّهِ سَلامَتَهُ مِنَ التَّغْيير: صَحَّتْ روايتُه عِندَ الْأَكثَرِ، وَيكُونُ كَالْبصِيرِ الْأُمِّيِّ الذِي لَا يَحْفَظُ.

ایسا نابینا شخص جسے اپنے سامع سے کچھ بھی یاد نہیں، ایسی حدیث کے لکھنے میں جسے وہ سن چکا ہے، اور اس کے ضبط کے لیے ثقہ سے مدد لے اور اس پر قراءت کے وقت وہ محتاط رہے اس حیثیت سے کہ تغیر و تبدل سے سلامتی کا غالب گمان ہو، تو اس کا روایت کرنا اکثر کے نزدیک صحیح ہے، اور یہ ایسے ہے جیسے ایک بینا اُمّی ہے، جسے کچھ یاد نہیں ہوتا۔

٤ - رِوَايَةُ الْحَدِيْثِ بِالْمَعْنى وَشُرُوْطُهَا:

حدیث کی روایت بالمعنی اور اس کی شرائط:

اِخْتَلَفَ السَّلَفُ فِي رِوَايَةِ الْحَدِيثِ بِالْمَعْنِي، فَمِنهُم مَن مَنَعَهَا وَمِنْهُم مَن جَوَّزَهَا.

اسلاف نے حدیث کی روایت بالمعنی میں اختلاف کیا ہے، پس بعض نے اس کو ممنوع کہا ہے اور بعض نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

أ - فمَنَعَهَا طَائفَةٌ مِن أَصْحابِ الْحديثِ والْفقْهِ وَالْأُصُوْلِ، مِنهم ابنُ سِيرينَ وأبُو بكرٍ الرَّازِيِّ.

چناں چہ اصحابِ حدیث اور اصحابِ فقہ اور اصولیین کی ایک جماعت نے اسے ناجائز قرار دیا ہے، جن میں امام ابن سیرین، اور ابو بکر رازی رحمہما اللہ بھی ہیں۔

ب - وَأجَازَها جمهورُ السَّلَفِ والخَلَفِ مِن الْمُحَدِّثِينَ وَأَصْحَابِ الْفقْهِ وَالْأُصُوْلِ، مِنْهُم الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ لٰكِنْ إِذَا قَطع الرَّاوِي بِأداءِ الْمَعْنٰي.

محدثین اور اصحابِ فقہ اور اصولین میں سے جمہور سلف اور خلف نے اس کو جائز قرار دیا ہے، ان میں سے ائمۂ اربعہ رحمہم اللہ ہیں، بشرطیکہ راوی معنی کی ادائیگی کی قطعیت بیان کرے۔

ثُمَّ إن مَن أجَازَ الرِّوَايَةَ بِالمَعْنَى اشْتَرَطَ لَهَا شُرُوطًا، وَهي:

پھر مجوّزینِ روایت بالمعنی نے چند شرطیں مقرر کی ہیں اور وہ یہ ہیں:

أ - أن يَّكونَ الرَّاويْ عَالمًا بالْألْفَاظِ وَمَقاصِدِهَا.

کہ راوی الفاظ اور ان کے مقاصد کو جاننے والا ہو۔

ب - أَنْ يَّكُوْنَ خَبَيْرًا بِمَا يُحِيْلُ مَعَانِيْهَا.

اور یہ کہ جو عوارض معانی کو پھیرتے اور محال بناتے ہیں، ان سے خبر دار ہو۔

هَذَا كُلُّه فِي غَيرِ الْمُصَنَّفَاتِ، أَمَّا الْكُتُبُ الْمُصَنَّفَةُ فَلَا يَجُوْزُ رِوَايَةُ شَيْءٍ مِّنْهَا بِالْمَعْنى، .....

وَتغْيِيْر الْأَلْفَاظِ التِي فِيهَا، وَإنْ كَان بِمعْناهَا؛ لِأنَّ جوازَ الرِّوايَةِ بِالْمَعْنَى كَانَ للضَّرورَة إذَا غابَتْ عَنِ الرَّاوِي كَلِمَةٌ مِن الْكَلِمَاتِ، أَمَّا بَعد تَثْبِيْتِ الْأَحَادِيْثِ فِي الْكُتُبِ فَلَيْسَ هُنَاكَ ضَرُوْرَةٌ لِرِوَايةٍ مَا فِيهَا بِالمَعْنَى.

هَذَا ويَنْبَغِي لِلرَّاوِيْ بِالمَعنَى أن يَقولَ بعْد رِوايَتِه الْحَدِيْثَ: «أَو كَمَا قَالَ » أَو «أَو نَحْوَه» أَو «أَو شِبْهَه».

یہ تمام شرطیں وہاں ہیں جو احادیث تصانیف میں نہیں آئیں۔ البتہ کتبِ مُصَنَّفَہ میں سے کسی میں بھی ذرہ برابر روایت بالمعنی کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی الفاظ کا تغیر اس میں جائز ہے، اگرچہ اس کے ہم معنی ہوں، کیوں کہ روایت بالمعنی کا جواز ضرورت کی وجہ سے ہے کہ جہاں کہیں راوی سے کوئی کلمہ غائب ہو جائے اور مخفی ہو جائے۔ لیکن احادیث کو کتب میں ثبت (محفوظ) کرنے کے بعد روایت بالمعنی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ نیز! روایت بالمعنی کرنے والے راوی کے لئے ضروری ہے کہ حدیث کو روایت کرنے کے بعد کہے: "أو كَمَا قَال" یا" أو نحوه" اور" أو شبهه" الفاظ کہے۔

٥ - اَلْلَحْنُ فِي الْحَدِيْثِ وَسَبَبُه:

لحن فی الحدیث اور اس کا سبب:

اللَّحنُ فِي الْحدِيْثِ: أَيْ اَلْخَطَأُ فِي قِرَاءَتِهِ.

لحن فی الحدیث سے مراد اس کی قراءت میں غلطی کرنا ہے۔

وَأبْرَزُ أسْبَابِ اللَّحْنِ:

ظاہر اور واضح ترین اسبابِ لحن:

أ - **عَدمُ تعلُّمِ النَّحْوِ وَاللُّغةِ**: فَعلَى طَالبِ الحديثِ أنْ يَّتعَلَّم مِن النَّحوِ وَاللُّغةِ مَا يَسْلَمُ بِه من اللَّحْنِ والتَّصْحِيْفِ، فقد رَوَى الخَطِيبُ عن حمادِ بنِ سلمَةَ قال: «مَثَلُ الذي يَطْلُبُ الْحَدِيْثَ وَ لَا يَعْرِفُ النَّحْوَ مَثَلُ الْحِمَارِ عَلَيْهِ مِخْلَاةٌ لَا شَعيرَ فِيها».

نحو اور لغت کے علم سے ناواقف ہونا: لهذا طالبِ حدیث کے ذمہ ضروری ہے کہ وہ نحو اور لغت کا علم سیکھے جس کی وجہ سے وہ لحن اور غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، علامہ خطیب رحمہ اللہ حماد بن سلمہ سے نقل کرتے ہیں کہ "اس شخص کی مثال جو حدیث حاصل کرنا چاہتا ہے نحو وصرف کے علم کے بغیر مثل گدھے کے ہے کہ جس کے منہ پر توبرا (چھٹ) ......

چڑھاہوا ہو، لیکن اس میں ''جو'' نہ ہو۔

ب - **اَلْأخْذُ مِن الْكُتُبِ وَالصُّحُفِ، وَعَدمُ التَّلَقِي عَن الشُّيُوْخِ:** مَرَّ بِنَا أَن لِتَلَقِّي الحدِيثِ وتحمُّلِهِ عَن الشُيُوْخِ طُرُقًا بَعْضُهَا أَقْوَى مِن بَعضٍ، وَأَنَّ أَقْوَى تِلكَ الطُّرُقِ السَّمَاعُ مِن لَفظِ الشَيْخِ أَو القِرَاءَةُ عَليْه.

کتابوں اور صحیفوں سے براہِ راست حاصل کرنا اور شیوخ سے حدیث نہ لینا: یہ بات گذر چکی ہے کہ حدیث کو حاصل کرنا اور اس کا تحمل کرنا شیوخ سے کئی طریقوں پر ہوتا ہے، بعض بعض سے اقوی ہوتے ہیں، سب سے اقویٰ شیخ کے الفاظ سے سماع ہے یا اس پر قرات کرنا ہے۔

فَعلَى الْمُشْتَغِل بِالْحدِيْثِ أنْ يتَلَقّى حَديثَ رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، من أفْوَاهِ أهلِ المَعْرِفَةِ وَالتحْقِيقِ حَتّى يَسْلَمَ مِن التَّصحِيْفِ وَالْخَطأِ، وَلَا يَلِيقُ بِطَالِبِ الْحدِيثِ أن يَّعْمِدَ إلَى الكُتبِ والصُّحفِ فَيأخُذ مِنها وَيَرْوِي عَنهَا وَيجعَلُهَا شُيُوخَهُ، فَانَّه تُكْثِرُ أخْطاءَهُ وَتصحيفَاتِهِ؛ لِذَا قَالَ الْعلَماءُ قدِيمًا: «لَا تَأخُذِ القرْآنَ من مُصْحَفِيٍّ ولَا الحديثَ مِن صَحَفِيٍّ».

لہذا حدیث میں مشغولیت اختیار کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہلِ معرفت اور اہلِ تحقیق سے حاصل کرے، تاکہ تصحیف اور غلطیوں سے محفوظ رہے، طالب حدیث کے لیے لائق نہیں کہ وہ کتابوں اور صحیفوں کا قصد کرے اور ان سے احادیث لے اور روایت کرے، اور انہی کتابوں کو اپنا شیخ بنالے، کیونکہ پھر اس کی خطائیں اور تصحیفات زیادہ ہوں گی۔ یہی وجہ ہے کہ قدیم علماء کہا کرتے تھے: ''کسی مصحفی (جو قرآن کو اخذ کرتا ہے صحیفہ سے) سے قرآن یا کسی صحفی (جو کتابوں سے اخذ کرے) سے حدیث ہر گز نہ لی جائے''۔

غَرِيْبُ الْحَدِيْثِ

١ - تَعْرِيْفُه:

تعریف لغوی واصطلاحی:

أ - **لُغَةً**: اَلْغَرِيْبُ فِي اللُّغَةِ: هُو الْبَعِيْدُ عَن أَقَارِبِه، وَالمُرَادُ بِه هُنا الْأَلْفاظُ الَّتي خَفِيَ معنَاهَا، قَالَ صَاحبُ «الْقامُوس»: «غَرُبَ كَكَرُمَ: غَمُضَ وخَفِيَ».

غریب لغت میں اسے کہتے ہیں جو اپنے عزیز واقارب سے دور ہو، اور اس سے مراد یہاں وہ الفاظ ہیں جن کا معنی مخفی ہوتا ہے۔ صاحب "القاموس" کہتے ہیں: غَرُبَ مثل كَرُمَ کے ہے: یعنی غَمَضَ وَخَفِيَ۔ یعنی گہرا، پوشیدہ اور مخفی۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: هُو مَا وَقَعَ فِي مَتَنِ الحَديثِ من لفظةٍ غَامضَةٍ بعيدةٍ مِن الْفَهمِ؛ لِقلَّةِ استعْمالِهَا.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ حدیث کے متن میں جو دقیق اور پوشیدہ لفظ واقع ہو، اور اپنے قلّتِ استعمال کی وجہ سے سمجھ اور فہم سے دور ہو۔

٢ - أَهْمِيَّتُه وَصُعُوْبَتُه:

اہمیت اور دشواری:

هوَ فنٌّ مُهِمٌّ جِدًّا، يَقْبُحُ جَهْلُهُ بِأَهْلِ الْحَدِيثِ، لٰكِن الخَوضَ فِيْه صَعبٌ، فَلْيَتَحَرَّ خَائضُهُ، وَليتَّقِ اللّٰهَ أن يُقْدِمَ عَلى تَفسيرِ كَلامِ نبيِّه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بمجَرَّدِ الظُّنونِ، وَكَانَ السَّلفُ يَتثَبَّتُونَ فِيهِ أَشدَّ التَّثَبُّتِ.

یہ فن انتہائی اہمیت کا حامل ہے، محدثین کے ہاں اس سے مجہول رہنا (ناواقفی) عیب ہے، اگرچہ اس کی گہرائی میں جانا مشکل ہے اور اس میں غوطہ لگانے والے کو چاہئے کہ کوشش کرے اور درست راہ تلاش کرے، اور اللہ سے ڈرنا چاہیے محض ظن اور گمان کے ذریعہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تفسیر کے درپے ہونے اور اس کا اقدام کرنے سے۔ اور سلف رحمہم اللہ اس باب میں نہایت رسوخ اور ثبوت سے کام لیتے تھے۔

٣ - أَجْوَدُ تَفْسِيْرِه:

اس کی عمدہ ترین تفسیر:

وَأَجْوَدُ تفسيرِهِ مَا جَاءَ مُفسَّرًا فِي رِوَايَةٍ أُخْرَىٰ، مِثلُ حَدِيْثِ عِمْرَانَ بن حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي صَلَاةِ المَرِيْضِ: «صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَّم تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ».

مشکل الفاظ کی بہترین تفسیر وہ ہے جس کی دوسری روایت میں تفسیر کی گئی ہو، جیسے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے مریض کی نماز کے بارے میں: "نماز کھڑے ہو کر پڑھ، پس اگر تو طاقت نہ رکھے تو بیٹھ کر، پس اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر پڑھ"۔

وَقدْ فَسَّرَ قَولَهُ: «عَلَى جَنْبٍ» حَديثُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَلفظُه: «عَلَىٰ جَنْبِه الْأيمَنِ مُستَقبِلَ القِبْلَة بِوَجْهِهِ».

"علی جنبٍ" کے قول کی تفسیر حدیثِ علی رضی اللہ عنہ میں موجود ہے، اور اس کے الفاظ ہیں: "اَلْأَيْمَن مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بِوَجْهِهِ" ترجمہ: یعنی اپنے دائیں کروٹ پر قبلہ رخ ہو کر۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس میں مشہور تصنیفات:

أ - «غَرِيبُ الحْدِيث»، لأبي عبيدِ القاسمِ بنِ سَلَّامٍ.

أبو عبيد القاسم بن سلّام کی "غريب الحديث" ہے۔

ب - «النِّهاية فِي غريبِ الحديثِ وَالأثرِ»، لابنِ الأثيرِ، وَهُو أجْودُ كتبِ الغريبِ.

ابن اثیر رحمہ اللہ کی "النهاية في غريب الحديث والأثر" ہے اور یہ سب سے عمدہ کتاب ہے۔

ج - «الدُّرُّ النَّثِير»، للسيُوطِيِّ، وَهو تلخيصٌ لـ«النهاية».

امام سیوطی رحمہ اللہ کی "الدُّرُّ النَّثِير" ہے، اور یہ "النهاية" کی تلخیص ہے۔

د - «الفائق»، لِلزِّمَخْشَرِيِّ.

امام زمخشری رحمہ اللہ کی "الفائق" ہے۔

اَلْفَصلُ الثَّانِي

دوسری فصل

آدَابُ الرِّوايَةِ

روایت کے آداب

وفيهِ مَبْحَثَانِ:

اس میں دو بحثیں ہیں:

- ❖ المَبْحَثُ الأولُ: آدَابُ الْمُحَدِّثِ.
- ❖ پہلی بحث: آدابِ محدث۔
- ❖ المَبْحَثُ الثَّانِي: آدابُ طَالِبِ الحَدِيْثِ.
- ❖ دوسری بحث: طالبِ حدیث کے آداب۔

المَبْحَثُ الأَوَّلُ

آدَابُ المُحدِّثِ

محدّث کے آداب

١ - مُقَدَّمَةٌ:

مقدمہ:

بِمَا أَنَّ الاِشْتِغَالَ بِالحدِيْثِ مِن أَفْضَلِ الْقُرُبَاتِ إِلَى اللهِ تَعالٰى وَأَشرَفِ الصَّنَاعاتِ، فَينبغِي عَلٰى مَن يَشتغِلُ بهِ وَينشُرُهُ بَيْنَ النَّاس أن يَّتحلَّى بِمكارِمِ الأخلاقِ وَمحَاسِن الشِّيَمِ، وَيكُونُ مِثالًا صَادِقًا لِمَا يُعْلِمُهُ النَّاسُ، مُطْبِقًا لَهُ عَلى نَفسِهِ قَبلَ أن يأمُرَ بِهِ غيرَهُ.

حدیث کے ساتھ مشغول ہونا اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کا افضل ترین ذریعہ اور بہترین ہنر ہے، لہذا اس شخص پر ضروری ہے جو اس میں مشغول ہو اور اس کو لوگوں کے درمیان نشر کر رہا ہو، کہ وہ بہترین اخلاق اور اچھی عادات کے ساتھ مزین ہو، اور لوگوں سکھائی جانے والی چیز کے لئے سچی مثال ہو۔ اور اسے اپنے نفس پر نافذ کرنے والا ہو کسی دوسرے کو اس کا حکم دینے سے پہلے۔

٢ - أَبْرَزُ مَا يَنبغِي أن يَّتَحَلَّى بِه الْمُحَدِّثُ:

وہ مشہور امور جنہیں محدث اپنائے:

أ - تَصْحِيحُ النِيَّةِ وَإِخْلاَصُهَا، وَتَطهيرُ الْقَلبِ مِن أَغْرَاضِ الدُّنيَا، كَحُبِّ الرِّئَاسَةِ أَوِ الشُّهْرَةِ.

اپنی نیت کو صحیح اور اسے خالص رکھنا، اور دل کو دنیا کی اغراض سے پاک کرنا، مثلاً: ریاست اور سرداری کی محبت اور شہرت (کا طالب نہ ہو)۔

ب - أن يَّكونَ أكبَرُ هَمِّه نَشرَ الحدِيثِ، وَالتَّبليغَ عَن رسولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُبْتَغيًا جَزيْلَ الْأَجْرِ.

سب سے بڑا مقصد یہی ہو کہ حدیث کو پھیلایا جائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے احادیث کی تبلیغ (پہنچانا) .....

مقصود ہو، زیادہ اور بہترین اجر وثواب کی نیت سے۔

ج - أَنْ لَّا يُحَدِّثَ بِحَضرَةِ مَنْ هُوَ أَولٰى مِنهُ، لِسِنِّه أو عِلْمِهِ.

اپنے سے عمر یا علم میں بہتر کی موجودگی میں حدیث بیان نہ کرے۔

د - أَنْ يُرْشِدَ مَن سَأَلَهُ عَن شَيءٍ مِن الحديثِ، وَهُو يَعْلَمُ أَنَّهُ مَوجُودٌ عِندَ غيرِه، إلى ذٰلكَ الغيرِ.

جو اس سے کسی حدیث کے متعلق سوال کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ چیز اس کے غیر کے پاس موجود ہے، تو اس غیر کی طرف اس کی رہنمائی کرے۔

ه - أَنْ لَّا يَمتَنِعَ مِن تَحدِيثِ أَحَدٍ لِكَونِه غَير صَحيحِ النِّيةِ، فَإِنَّه يُرجَى لهُ صحتُهَا.

کسی کی نیت کے صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اس کو حدیث حاصل کرنے سے نہ روکے کیوں کہ نیت کے صحیح ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

و - أَنْ يَّعْقِدَ مَجلِسًا لِإِملَاءِ الحدِيثِ وتَعْلِيمِهِ إِذَا كَانَ أَهْلًا لِّذَلِكَ؛ فَإِنَّ ذَلكَ أَعلٰى مَرَاتِبِ الرِّوَايَةِ.

باقاعدہ مجلسِ حدیث اور املائے حدیث کا اہتمام کرے اگر وہ روایتِ حدیث (لکھوانے اور سکھانے) کا اہل ہو، کیوں کہ روایتِ حدیث کا یہی اسلوب اعلی ہے۔

۳ - مَا يُستَحَبُّ فِعلُه إِذَا أَرَادَ حُضُورَ مَجْلِسِ الْإِمْلَاءِ:

جب املاء کی مجلس میں حاضر ہونے کا ارادہ ہو تو کون سے اعمال مستحب ہیں؟

أ - أَن يَّتَطَهَّرَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَسْرَحَ لِحْيَتَهُ.

وضو کرے، خوشبو لگائے، اور اپنی داڑھی کو چمکائے۔

ب - أَنْ يَّجْلِسَ مُتَمَكِّنًا بِوَقَارٍ وَهَيْبَةٍ؛ تَعظِيمًا لِحَدِيْثِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ.

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مجلس کے اندر باوقار اور بارعب ہو کر بیٹھے۔

ج - أَن يُّقْبِلَ عَلَى الْحَاضِرِينَ كلِّهِم، وَلَا يخصُّ بِعِنَايَتِهِ أَحَدًا دُونَ أَحَدٍ.

ج۔ تمام حاضرین پر متوجہ رہے، اپنی توجہ کو دوسروں کو چھوڑ کر کسی ایک کے ساتھ خاص نہ کرے۔

د- أن يَّفْتَتِحَ مجْلِسَهُ وَيَخْتِمَهُ بِتَحمِيدِ الله تعالى وَالصَّلاَةِ عَلَى النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدُعَاءٍ يَلِيقُ بِالحَالِ.

اپنی مجلس کا افتتاح اور اختتام اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام سے کرے، اور مناسب حال دعاء بھی کرے۔

ه - أنْ يَّتَجَنَّبَ مَا لَا تَحتَمِلُهُ عُقُولُ الحَاضِرينَ أو مَا لَا يَفْهَمُونَهُ مِن الحديثِ.

ایسی بات بیان نہ کرے جس تک حاضرین کی عقل کی رسائی ممکن نہ ہو، یا یہ کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں۔

و - أن يَّخْتِمَ الإِمْلَاءَ بِحَكَايَاتٍ وَنَوَادِرَ؛ لِتَرْوِيْحِ الْقُلُوْبِ وَطردِ السَّأمِ.

حدیث کے لکھوانے کو حکایات اور نوادرات پر ختم کرے، تاکہ (سامعین کے) دلوں کو راحت پہنچے، اور تھکاوٹ دور ہو جائے۔

٤ - مَا هِيَ السِّنُّ التِي يَنْبَغِي لِلمُحَدِّثِ أَنْ يَّتَصدَّى لِلتَّحديثِ فِيهَا؟

محدث کو کس عمر میں حدیث بیان کرنی چاہیے:

اُخْتُلِفَ فِي ذٰلِك عَلى أَقْوَالٍ.

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں۔

فَقِيْلَ: خَمْسُوْن، وَقِيل: أرْبَعونَ، وَقِيلَ غَيرَ ذلك. وَالصَّحِيحُ: أنه مَتَى تَأَهَّلَ وَاحْتِيجَ إِلَى مَا عِندَهُ جَلسَ للتَّحديثِ فِي أيِّ سَنٍّ كَانَ.

ایک قول پچاس سال کا اور دوسرا قول چالیس سال کا اور اس کے علاوہ بھی کئی اقوال ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ جب وہ واقعۃً حدیث بیان کرنے کا اہل ہو اور لوگ اس کے علم کے ضرورت مند بھی ہوں تو وہ حدیث کی مجلس قائم کرے، چاہے عمر کچھ بھی ہو۔

٥ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيهِ:

اس میں مشہور تصنیفات:

أ - «الجَامِع لِأَخْلاقِ الرَّاوِي وَآدَابِ السَّامِعِ» لِلْخَطِيْبِ الْبَغْدادِيِّ.

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی "الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع".

ب - «جَامِع بَيانِ العلمِ وَفَضلِه، وَما يَنبَغي فِي رِوَايَتِهِ وَحَملِهِ» لابنِ عَبدِ الْبَرِّ.

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی "جامع بيان العلم وفضله، وما ينبغي في روايته وحمله" ہے۔

المَبْحَثُ الثَاني

آدَابُ طَالبِ الحديثِ

طالبِ حدیث کے آداب

١ - مُقَدَّمَةٌ:

مقدمہ:

الْمُرادُ بِآدَابِ طَالِبِ الحديثِ: مَا يَنبَغِي أن يَتَّصِفَ به الطالبُ مِنَ الْآدَابِ الْعَاليةِ وَالْأَخْلَاقِ الكَرِيمةِ الَّتي تُنَاسِبُ شَرَفَ الْعلْمِ الَّذِي يَطْلُبُه، وَهُو حَديثُ رسولِ الله صلَّى الله عليه وسلم، فَمِنْ هذِه الْآدَابِ مَا يشْتَرِكُ فِيها مَعَ الْمُحَدِّثِ، وَمنهَا مَا يَنْفَرِدُ بِها عنه.

طالبِ حدیث کے آداب سے مراد: وہ بلند و عالی آداب اور اپنے مطلوب علم یعنی حدیثِ نبوی ﷺ کے شرف و مقام کے مناسب عمدہ اخلاق ہیں، جن کے ساتھ اس طالب علم کو متصف ہونا چاہیے، پس ان میں سے بعض تو وہ آداب ہیں جن میں یہ محدث کا شریک ہے اور کچھ اس طالب حدیث کے لیے خاص ہیں۔

٢ - الآدَابُ التِي يشترك فِيهَا مَعَ المُحَدِّثِ:

وہ آداب جن میں طالب علم، محدث کے ساتھ شریک ہے:

أ - تَصْحِيْحُ النِّيَّةِ وَالإِخلَاصُ للهِ تَعَالَى فِي طَلَبِهِ.

نیت کی تصحیح اور حدیث کے حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہونا۔

ب - الحَذَرُ مِنْ أَنْ تَكونَ الغَايَةُ مِن طَلَبِه التَوَصُّلَ إِلى أغرَاضِ الدُّنيَا، فَقدْ أخرَجَ أَبُو داودُ وابنُ مَاجَه مِن حَديثِ أَبي هُريرةَ قَال: قَال رَسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ تَعَلَّم عِلمًا مِمَّا يُبْتَغَى به وجهُ اللهِ تَعَالَى، لَا يَتعَلَّمُه إِلَّا لِيُصِيبَ بِه عَرَضًا مِّن الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الجنَّةِ يومَ القِيامَةِ».

اس بات سے اجتناب کرنا کہ اس کا مقصد حدیث کے طلب کرنے سے دنیاوی اغراض ہوں، امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے ایسا علم سیکھا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو تلاش کیا جاتا ہے، جو اسے دنیا کے کسی فائدہ کے لیے سیکھے گا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا“۔

ج - العَمَلُ بِمَا يَسْمَعُهُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ.

جن احادیث کو وہ سنے ان پر عمل بھی کرے۔

٣ - الْآدابُ التِي يَنْفَرِدُ بها عَنِ الْمُحَدث:

وہ آداب جن میں طالبِ حدیث، محدث سے منفرد ہے:

أ - أن يَّسْأَلَ اللهَ تَعَالَى التَّوفِيقَ والتَّسْدِيدَ وَالتَّيسِيرَ وَالإِعَانَةَ عَلى ضَبطِهِ الحديثَ وَفَهْمِهِ.

اللہ تعالیٰ سے توفیق اور حالات کی درستگی اور آسانی اور مدد کی دعا مانگتا رہے ضبطِ حدیث اور فہمِ حدیث کے لیے۔

ب - أَنْ يَّنْصَرِفَ إِليهِ بِكُلِّيَتِهِ، وَيفْرُغُ جُهْدَهُ فِي تَحْصِيلِهِ .

اپنے آپ کو مکمل طور پر حدیث کی طرف متوجہ کرے، اور اس علم کی تحصیل کے لئے اپنی کوشش اور محنت کو خرچ کرے۔

ج - أَنْ يَّبْدَأَ بِالسِّمَاعِ مِن أَرْجَحِ شُيُوخِ بَلَدِه إسنَادًا وَعلمًا ودِيْنًا.

سماع حدیث کی ابتداء اپنے شہر کے ایسے شیوخ سے کرے جو سند، علم اور دین میں ممتاز درجہ رکھتے ہوں۔

د - أن يُّعَظِّمَ شَيْخَه وَمَنْ يَّسمَعُ مِنهُ، وَيُوَقِّره، فَذلِك مِن إِجْلاَلِ العِلمِ وَأَسْبَابِ الانتِفَاعِ، وَأن يَّتحَرَّى رِضَاهُ، وَيَصْبرُ عَلى جفَائِه لَوْ حَصَلَ.

اپنے استاذ اور جس سے حدیث کا سماع کرے اس کی عزت و تعظیم کرے، یہ بات علم کے اجلال و بزرگی اور نفع کے حصول کے اسباب میں سے ہے اور اپنے استاذ کی رضا کو تلاش کرے، اگر کبھی درشتی (سزا اور سختی) ہو بھی جائے تو برداشت (صبر) کرے۔

ه - أن يُّرْشِدَ زُملاءَهُ وَإخوَانَه فِي الطلبِ إلٰى مَا ظَفِرَ بِه مِن فَوَائِدَ، وَلَا يَكْتُمُهَا عَنهُم؛ فَإنَّ كِتْمَانَ الفَوَائِدِ العلميةِ عَلى الطَّلَبةِ لُؤْمٌ يَقَع فِيهِ جَهلَةُ الطَّلبةِ الْوُضَعاءُ؛ لِأن الغَايَةَ مِن طَلَبِ العلْمِ نَشْرُهُ.

جن فوائد کو حاصل کر چکا ہو، ان پر اپنے دوسرے ساتھی اور علمی بھائیوں کو آگاہ کرے، اور فوائد کو ان سے نہ چھپائے، کیونکہ فوائد علمیہ کو طالب علموں سے چھپانا نحوست ہے جس میں گھٹیا طلباء کے جہل کو دخل ہوتا ہے، کیونکہ علم حاصل کرنے کا مقصد اس کو پھیلانا ہے۔

و - أن لَّا يمنَعُه الحْيَاءُ أوِ الكِبْرُ مِنَ السَّعيِ في السِّماعِ وَالتَّحصيلِ وَأخذِ العِلمِ وَلَوْ مِمَّنْ دُونَه في السِّنِّ أوِ المَنْزِلةِ.

اخذ علم اور تحصیل و سماع میں کوشش کرنے سے حیاء اور اور بڑی عمر کو رکاوٹ نہ بنائے، اگرچہ استاذ اس سے عمر یا مرتبے میں کم ہی کیوں نہ ہو۔

ز - عَدمُ الاقتصَارِ عَلى سِمَاعِ الحديثِ وَكِتَابَتِهِ دُونَ مَعرِفَتِه وَفهمِهِ، فَيكونُ قد أَتْعَبَ نَفسَه دُونَ أن يَّظفِرَ بِطَائِلٍ.

بغیر معرفت اور سمجھ کے محض سماعِ حدیث اور کتابتِ حدیث پر اکتفاء نہ کرے، کیوں کہ بسا اوقات لمبے چوڑے فوائد حاصل کیے بغیر اپنے نفس کو تھکا دے گا۔

ح - أَن يُّقَدِّمَ فِي السَّمَاعِ وَالضَّبطِ وَالتَّفَهمِ «الصحيحين»، ثُمَّ «سنن» أبي داودَ والترمذيِّ والنسائِيِّ، ثم «السنن الكبرى» للبيهقِيِّ، ثُمَّ مَا تمُسُّ الحاجةُ إِلَيْه مِنَ المَسَانِيْدِ وَالجَوَامعِ، كـ«مسندِ أحمدَ» و«مُوَطأ مالكٍ»، ومِنْ كُتُبِ العِلَلِ «عللُ الدَّارقُطني»، ومِن الأسماء «التاريخُ الكبير» للبخاريِّ، و«الجرحُ والتعديلُ» لابن أبي حاتمٍ، ومِن ضَبطِ الْأَسْمَاءِ «كتابُ ابنِ ماكولَا» ومِن غَرِيْبِ الْحَدِيْثِ «النهايةُ» لابنِ الأثِيرِ.

سب سے پہلے ”صحیحین“ کی احادیث کو مقدم کرے، سماع، ضبط اور سمجھنے میں، بعدازاں ”سنن أبي داود“ اور ”سنن ترمذي“ اور ”سنن نسائي“۔ پھر امام بیہقی رحمہ اللہ کی ”سنن کبری“ پھر جس کی طرف ضرورت محسوس کرے مسانید اور جوامع میں سے جیسے ”مسند أحمد“ اور ”موطأ مالك“، اور علل کتابوں میں دار قطنی رحمہ اللہ کی ”العلل“ ہے اور أسماء الرجال میں امام بخاری رحمہ اللہ کی ” تاریخ کبیر“ اور امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی الجرح والتعديل ہے اور ضبطِ اسماء میں ”کتاب ابن ماکولا“ اور حدیث کے مشکل الفاظ کے لیے امام ابن اثیر رحمہ اللہ کی ”النهاية“ ہے۔

البَابُ الرَّابِعُ

الإسنادُ وَمَا يتعلقُ بهِ

سنداوراس کے متعلقات

وَفِيْهِ فَصْلَانِ:

اوراس میں دو فصلیں ہیں:

- ❖ الفَصْلُ الأَوَّلُ: لَطَائِفُ الإِسْنَادِ.
- ❖ پہلی فصل: نکات اسناد
- ❖ الفَصْلُ الثَّانِيْ: مَعْرِفَةُ الرُّوَاةِ.
- ❖ دوسری فصل: معرفتِ رواة

الفصل الأول

لطائف الإسناد

١ - الإِسنَادُ الْعالِي وَالنَّازِلُ. سند عالی اور نازل۔
٢ - الْمُسلْسَلُ. سند مسلسل۔
٣ - رِوَايَةُ الْأَكَابِرِ عَنِ الْأَصَاغِرِ. روایت اکابر از اصاغر۔
٤ - رِوَايَةُ الآبَاءِ عَنِ الْأَبْنَاءِ. روایت آباء از ابناء۔
٥ - رِوَايَةُ الْأَبْنَاءِ عَنِ الآبَاءِ. روایت ابناء از آباء۔
٦ - الْمُدَبَّجُ وَرِوَايَةُ الأَقْرَانِ. مدبج اور روایات اقران۔
٧ - السَّابِقُ وَاللَّاحِقُ. سابق اور لاحق۔

١ - الإِسْنَادُ العَالِي والنَّازل

اسناد عالی اور نازل

١ - تَمْهِيْدٌ:

الإِسْنَادُ خَصِيصَةٌ فَاضِلةٌ لِهَذِهِ الأمَّةِ، وَلَيستْ لِغَيْرِهَا مِنَ الْأُمَمِ السَّابِقةِ، وَهُو سُنَّةٌ بَالِغَة مُؤَكَّدةٌ، فَعلى الْمُسلِمِ أن يَّعتمِدَ عَليهِ فِي نَقلِ الحَدِيثِ وَالأَخْبَارِ، قَال ابنُ المُبَارَك: «الإسْنادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الإسْنَادُ لَقالَ مَنْ شاء مَا شَاء». وَقَال الثَّوْرِي: «الإسْنَادُ سَلاَحُ الْمُؤْمِنِ». كَمَا أَنَّ طَلبَ العُلُوِّ فِيهِ سُنَّةٌ أيْضاً.

سند واسناد اس امت کی فضیلت بھری خصوصیت ہے، جو کہ گذشتہ امتوں میں سے کسی کو حاصل نہیں تھی، اور یہ ایک تاکیدی سنت بالغہ ہے، لہذا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حدیث اور خبر کے نقل کرنے میں اس پر اعتماد کرے، امام ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اسناد دین کا حصہ ہے، اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہتا چلا جاتا"۔ اور امام ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اسناد مومن کا اسلحہ ہے"۔ جیسا کہ عالی سند کو تلاش کرنا سنت اور بہترین طریقہ ہے۔

قَالَ أحمدُ بنُ حَنبَلَ: «طَلبُ الإسْنَادِ العَالِي سُنَّةٌ عَمن سَلَفَ»؛ لِأَنَّ أصْحَابَ عَبدِ اللهِ بنِ مَسعُودٍ كَانُوا يَرْحَلُونَ مِنَ الْكُوفَةِ إلَى المَدينةِ فَيَتعلَّمُون مِن عُمر وَيَسْمعُونَ مِنهُ؛ وَلذَلكَ استحبَّتِ الرَّحْلَةُ فِي طَلبِ الحديثِ، وَلَقد رَحَلَ غَيرُ واحدٍ مِن الصَّحابَة فِي طَلبِ عُلُوِّ الْإِسْنَادِ، مِنْهُم أبو أيوب وَجَابِر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سند عالی کا حصول ہمارے اسلاف کی سنت ہے، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کوفہ سے مدینہ کا سفر (اس مقصد کے لیے) کرتے تھے اور وہاں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے (براہ راست) حدیث سیکھتے اور سنتے تھے، اسی لیے طلب حدیث کے لئے سفر کرنا مستحب ہے، اور تحقیق کئی صحابہ رضی اللہ عنہم نے سندِ عالی کی طلب میں سفر بھی کیا ہے، جن میں سے حضرت ابوایوب اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما ہیں۔

٢ - تعريفه:

تعریف لغوی واصطلاحی:

أ - **لُغةً**: الْعَالِيْ اسمُ فَاعلٌ منَ «العُلُوّ» ضِدُّ النُّزُولِ، النَّازِلُ اسمُ فَاعِل مِنَ «النُّزُوْلِ».

لغت میں: "العالي" اسم فاعل "عُلُو" سے مشتق ہے، جوکہ نزول کی ضد ہے، "النازل" اسم فاعل "نزول" سے مشتق ہے۔

ب - **اصطِلاَحًا**:

١ - **الْإِسْنَادُ الْعَالِي**: هُوَ الَّذِيْ قَلَّ عَدَدُ رِجَالِه بِالنِّسبَةِ إلٰى سَنَدٍ آخر يَرِدُ بِه ذَلكَ الحديثُ بِعَدَدٍ أكْثَر.

سند عالی کہتے ہیں جس میں راویوں کی تعداد دوسری سند کے اعتبار سے کم ہو، اسی حدیث کے وارد ہونے کے اعتبار سے، جس میں اس حدیث کے راویوں کی تعداد زیادہ ہو۔

٢ - **الإِسْنَادُ النازلُ**: هُو الَّذي كَثُرَ عددُ رِجَالِهِ بِالنِّسبَةِ إلى سَنَدٍ آخر يَرِدُ به ذَلك الحديثَ بِعَدَد أقَل.

سند نازل اسے کہتے ہیں جس کے راوی زیادہ ہوں بنسبت اس حدیث کی دوسری سند کے۔

٣ - أقسَامُ العُلُوِّ:

يقْسم الْعُلُو إِلى خَمسةِ أقسَامٍ، وَاحدٌ مِنها عُلُوٌّ مُطْلَقٌ، وَالباقي عُلُوٌّ نِسْبِيٌّ، وَهي:

سند عالی کو پانچ اقسام کی طرف تقسیم کیا جاتا ہے، ایک ان میں سے علو مطلق اور باقی کو علو نسبی کہا جاتا ہے، اور وہ یہ ہیں:

أ - **الْقُرْبُ من رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بإسْنَادٍ صَحِيْحٍ نَظِيْفٍ**: وَهَذَا هُو الْعُلُوُّ الْمُطْلَقُ، وَهُوَ أَجَلُّ أقسامِ الْعُلُوِّ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب، بشرطے کہ سند ہر لحاظ سے صحیح اور نظیف ہو، یہی علو مطلق ہے اور علو کی اعلی قسم ہے۔

ب - **القُربُ مِن إمامٍ مِن أئمَّةِ الْحَديثِ**: وَإنْ كَثُر بَعدَهُ العَدَدُ إلى رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، مِثلُ القُرْبِ مِنَ الْأَعْمشِ أوِ ابْنِ جُرَيْجٍ أو مَالِكٍ أو غَيرِهِمْ، مَعَ الصِّحَّةِ وَنَظافَةِ الْإِسْنادِ أيضًا.

ائمۂ حدیث میں سے کسی امام سے قرب، اگرچہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تک تعداد کثیر ہی کیوں نہ ہو، مثلاً: امیر المؤمنین فی الحدیث امام اعمش، حضرت ابن جریج یا امام مالک رحمہ اللہ وغیرہم کے قریب ہونا، اس میں بھی سند کا صحیح اور نظیف ہونا ضروری ہے۔

ج - **القُرْبُ بِالنِّسْبَةِ إلىٰ رِوَايَة أحَدِ الْكُتُبِ السِّتَّةِ أو غَيرِهَا مِن الْكُتُبِ الْمُعتَمدَةِ**: وَهُوَ مَا كَثُرَ اعْتِنَاءُ الْمُتَأخِّرِينَ بِه مِن الْمُوافَقَةِ وَالْإِبْدَالِ وَالْمُسَاوَاةِ وَالْمُصَافَحَةِ.

کتبِ صحاح ستہ یا ان کے علاوہ دوسری معتمد کتابوں کی روایت میں نسبی قرب: اور یہی وہ چیز ہے جس کی سب متاخرین نے موافقت، ابدال، مساوات اور مصافحت کا اہتمام کیا ہے۔

١ - **فَالْمُوَافَقَةُ**: هِي الْوُصوْلُ إلىٰ شَيْخِ أحَدِ الْمُصنِّفِينَ مِنْ غَيرِ طَرِيقِهِ بِعَددٍ أقَلَّ مِمَّا لَو رَوَى مِنْ طَرِيْقِه عَنهُ. مِثالُهُ: مَا قَالَه ابنُ حَجرٍ فِي «شَرحِ النُّخبَة»: رَوى البُخَارِيُّ عَن قُتَيبَةَ عَن مَالِكٍ حَديثًا، فَلَو رَوينَاهُ مِن طَرِيقِهِ كَانَ بَيْنَنا وَبَينَ قُتَيبَة ثَمَانِيَةٌ، وَلَو رَوينَا ذَلكَ الحديثَ بِعَينِه مِنْ طَرِيقِ أبِي الْعَباسِ السِّراجِ عَنْ قُتَيبَةَ مَثَلًا لَكَانَ بَينَنا وَبينَ قُتَيبَة فِيه سَبعَةٌ، فَقَد حَصلَتْ لنَا الموافقةُ مَعَ البخاريِّ في شيخِه بعينه معَ عُلوِّ الإسنادِ علَى الإسنَادِ إلَيهِ».

الْمُوَافَقَة: موافقت سے مراد مصنفین میں سے کسی کے شیخ تک اس کی سند کے علاوہ دوسرے طریق سے قلیل تعداد کے ساتھ پہنچنا، بہ نسبت اس مصنف کے طریق کی تعداد کے، مثلاً: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "شرح النخبة" میں فرمایا: امام بخاری رحمہ اللہ اپنے شیخ قتیبہ عن مالک کی سند سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں، اگر ہم اس کو روایت کریں بخاری رحمہ اللہ کے طریق سے تو ہمارے اور قتیبہ کے درمیان آٹھ واسطے ہیں، اور اگر ہم اس کو روایت کریں بعینہ أبو العباس السراج عن قتيبة کے طریق سے، تو ہمارے اور قتیبہ کے درمیان سات واسطے ہیں۔ چنانچہ ہمیں موافقت حاصل ہوئی امام بخاری رحمہ اللہ کے ساتھ اس کے شیخ میں، ساتھ ساتھ سند بھی عالی ہوئی اس تک اسناد کرنے میں۔

٢ - **اَلْبَدَلُ**: هُوَ الوُصولُ إلٰى شَيخِ شَيخِ أحدِ الْمُصَنِّفِينَ مِن غَيرِ طَرِيقِه بِعَدَدٍ أَقَلَّ مِمَّا لَوْ رَوى مِنْ طَرِيْقِهِ عَنه. مِثَالُهُ: مَا قالَه ابنُ حجرٍ: «كأنْ يَّقَعَ لنَا ذٰلكَ الإسنَاد بِعَينِه، مِن طَرِيْقٍ أُخرىٰ إِلَى الْقَعْنَبي عَنْ مَالِكٍ، فَيَكُونُ القَعْنَبي فِيهِ بَدلاً مِن قُتيبة.

البَدَل: یہ ہے کہ کسی مصنف کے شیخ کے شیخ تک اس کی سند کے علاوہ دوسری سند سے کم واسطوں کے ذریعے پہنچنا، مثال: علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا سند بعینہ ہم تک "قعنبي عن مالك" کے طریق سے پہنچتی ہے، تو اس سند میں قعنبی، قتیبہ کے بدل میں ہے۔

٣ - **الْمُسَاوَاةُ**: هِي استواءُ عَدَدِ الإِسْنَادِ مِن الرَّاوِي إلٰى آخِرِه مَع إِسْنَادِ أَحَدِ الْمُصَنِّفِين.

الْمُسَاوَاةُ: یہ کسی سند کے واسطے راوی سے لے کر آخر تک مصنف کی سندوں کے ساتھ بالکل برابر ہوں۔

مِثالُه: مَا قالَه ابنُ حجرٍ: «كَأَنْ يَّرْوِي النَّسائيُّ مَثَلًا حَديثًا يَقَعُ بَينَه وَبينَ النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ أَحدَ عشَرَ نَفْسًا، فَيقَعُ لَنا ذٰلِكَ الحديثُ بِعيْنِه بإسْنادٍ آخَر، بَينَنا وَبيْنَ النَّبِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ أَحدَ عَشر نَفْسًا، فَنُساوِي النَّسائِيَّ منْ حَيثُ العَدَدِ».

اس کی مثال: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اگر امام نسائی رحمہ اللہ ایک حدیث کو بیان کریں اور اس کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گیارہ واسطے ہوں اور ہمیں وہ روایت دوسری سند کے ساتھ حاصل ہو جائے جس میں ہمارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گیارہ واسطے ہوں، تو ہم امام نسائی رحمہ اللہ سے واسطوں کی تعداد کے اعتبار سے مساوات کر رہے ہیں۔

٤ - **الْمُصَافَحةُ**: هِي اسْتِواءُ عَددِ الْإسْنَادِ مِنَ الرَّاوِي إلى آخِرِهِ مَعَ إِسْنَادِ تِلْمِيْذِ أَحَدِ المُصَنِّفينَ. وَسُمِّيَتْ مُصَافَحةً؛ لِأَنَّ الْعَادَةَ جَرتْ فِي الْغَالِبِ بِالْمُصافَحَةِ بَينَ مِن تَلاَقَيَا.

الْمُصَافَحةُ: یہ ہے کہ کسی سند کے واسطوں کی تعداد راوی سے لے کر آخر تک کسی محدث مصنف کے شاگرد کی سند کے برابر ہو۔ اور اس کا نام مصافحہ رکھا گیا، کیونکہ عام طور پر جب دو ملاقات کرتے ہیں تو مصافحہ کرنے کی عادت پڑ چکی ہے۔

د - **الْعُلُوُّ بِتقَدّمِ وَفَاةِ الرَّاوِي**: وَمِثَالُهُ مَا قالَه النَّوَوِي: «فَما أَرْوِيهِ عَن ثَلاَثَةٍ ....

عَن البَيهقِيِّ عَن الحاكِمِ أعلَى مِنْ أَن أَرْوِيهِ عن ثلاثةٍ عن أَبِي بكرِ بنِ خَلَفٍ عن الحَاكِمِ؛ لتقدُّمِ وفاةِ البيهقِيِّ عَن ابنِ خلَفٍ.

راوی کی وفات کے مقدم ہونے کی وجہ سے علو: مثلاً: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس کو میں روایت کروں تین واسطوں سے عن البيهقي عن الحاكم تو یہ اس سے اعلی ہے کہ میں اس کو روایت کروں تین واسطوں سے عن أبي بكر بن خلف عن الحاكم، کیونکہ امام بیہقی کی وفات ابن خلف سے پہلے ہوئی ہے۔

ھ - **العُلُوُّ بِتقَدُّمِ السَّمَاعِ**: أي بِتقَدُّمِ السَّمَاعِ مِنَ الشَّيخِ، فَمَن سَمِعَ مِنهُ مُتَقَدِّمًا كَان أعلٰى مِمَّن سَمِعَ منهُ بَعدَهُ.

علو بتقدم السماع: یعنی شیخ سے پہلے سماع کرنے کی وجہ سے علو حاصل ہو، لہذا جس نے شیخ سے پہلے سنا تو وہ عالی ہوگا بنسبت اس کے کہ جس نے شیخ سے بعد میں سنا ہوگا۔

مِثَالُه: أنْ يَّسْمَعَ شَخْصانِ مِن شَيخٍ، وَسِمَاعُ أحَدهِمَا مُنذُ سِتِّينَ سَنَةً مَثَلًا، وَالْآخَرِ مُنْذُ أرْبَعِيْنَ سَنَةً، وتَسَاوَى العَدَدُ إِلَيْهِمَا، فَالأوَّلُ أعلى مِنَ الثَّاني، وَيَتَأكَّدُ ذٰلِكَ فِي حَقِّ مَنِ اخْتلَطَ شَيخُه أو خَرِفَ.

مثلاً: دو شخص ایک شیخ سے سماع کرتے ہیں، اور ان دونوں میں سے ایک کے سماع کو مثال کے طور پر ساٹھ سال ہو چکے ہیں اور دوسرے کے سماع کو چالیس سال اور ان دونوں کے واسطوں کی تعداد برابر ہے، تو پہلا دوسرے سے عالی ہے، بالخصوص اس کے حق میں جس کا شیخ (آخر عمر میں) مختلط ہو گیا ہو۔

٤ - أَقْسَامُ النُّزُولِ:

نزول کی قسمیں:

أَقْسَامُ النُّزُولِ خَمْسَةٌ، وَتُعْرَفُ مِنْ ضِدِّهَا، فَكُلُّ قِسْمٍ مِنْ أَقْسَامِ العُلُوِّ ضِدُّهُ قِسْمٌ مِن أقسامِ النُّزولِ.

نزول کی بھی پانچ اقسام ہیں، اور وہ اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں، پس ہر سند عالی کی قسموں میں سے ہر قسم کی ضد نزول کی قسم ہے۔

٥ - هَل العُلُوُّ أَفْضَلُ أَوِ النُّزُوْلُ؟

کیاعلوافضل ہے یانزول؟

أ - الْعُلُوُّ أفضلُ مِنَ النُّزولِ عَلَى الصَّحيْحِ الَّذي قَالَه الجمهُورُ؛ لِأَنَّهُ يُبْعِدُ كثرةَ احتِمَالِ الخَلَلِ عَنِ الْحَديثِ، وَالنُّزُولُ مَرْغُوبٌ عنهُ، قَالَ ابنُ الْمَدينِيِّ: «النُّزُول شُؤْمٌ»، وَهَذا إِذَا تَسَاوَى الإِسنَادُ فِي القُوةِ.

جمہور کے صحیح قول کے مطابق سند عالی افضل ہے کیوں کہ یہ حدیث سے خلل کے احتمال کو دور کرتی ہے، جب کہ نزولِ سند کے بارے میں بے پروائی برتی گئی ہے، ابن مدینیؒ فرماتے ہیں: ”نزول شوم ہے“۔ تاہم یہ اس وقت ہے جب علواور نزول سند میں قوت کے اعتبار سے برابر ہوں۔

ب - وَيكُونُ النُّزولُ أفضلَ إِذَا تَميَّزَ الْإِسْنَادُ النَّازِلُ بِفَائدَةٍ.

سندِ نازل افضل ہوگی بشرطے کہ سندِ نازل کوئی اضافی خوبی کی وجہ سے (سندِ عالی سے) ممتاز ہو۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْهِ:

مشہور تصنیفات:

لَا تُوْجَدُ مُصَنَّفَاتٌ خَاصَّةٌ فِي الْأَسَانيدِ العَاليَةِ أوِ النَّازلَةِ بِشَكلٍ عَامٍ، لٰكِن اَفْرَدَ الْعُلَمَاءُ بِالتَّصْنيفِ أجْزَاءً أَطْلقُوا عَلَيهَا اسمَ «الثُّلاثياتِ»، وَيَعْنُونَ بِها الْأَحاَديثَ التِي فِيهَا بَينَ الْمُصَنِّفِ وَبينَ رَسولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أشْخَاصٍ فقطْ، وَفِي ذَلكَ إِشَارَةٌ إلٰى اهتِمَامِ الْعُلَمَاءِ بِالْأَسَانِيدِ الْعَوَالِي، فَمِنْ تِلكَ الثُّلاَثِيَّاتِ:

اسانید عالی اور نازل کے اعتبار سے کوئی خاص تصنیفات موجود نہیں ہیں، تاہم علمائے کرام نے کچھ اجزاء منفرد طور پر تصنیف کئے ہیں، جن پر ”ثُلاثِیات“ کا اطلاق ہوتا ہے اور اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ مصنف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان صرف تین راویوں کا واسطہ ہے، اس میں یہ اشارہ ہے کہ علماء عالی سند کا اہتمام کرتے تھے، ان ثلاثیات میں سے:

أ - «ثُلاثِيَّاتُ الْبُخَارِي» لِابنِ حَجرٍ.

ابن حجر رحمہ اللہ کی "ثلاثیاتِ بخاری" ہے۔

ب - «ثُلاثِياتُ أحمد بن حنبل»، للسَّفَّارِيني.

علامہ سفارینی رحمہ اللہ کی "ثلایات احمد بن حنبل" ہے

٢ - المُسَلْسَلُ

١- تَعْرِيْفُهُ:

مسلسل کی تعریف:

أ- **لُغَةً**: اسمُ مَفعولٌ مِنَ «السَّلْسَلَةِ»، وَهِي اتِّصالُ الشَّيءِ بِالشّيءِ، وَمنهُ سِلْسِلَةُ الحدِيدِ، وَكأنهُ سُمِّيَ بِذلكَ لِشبْهِهِ بالسِّلْسِلةِ مِن نَاحيةِ الاتِّصالِ وَالتَّماثُلِ بَينَ الْأجزَاءِ.

"مسلسل" لغت میں "سلسلةٌ" سے اسم مفعول ہے، یعنی ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ملا ہوا ہونا، اور اسی سے "سلسلة الحديد" بھی ہے، اور اس کا نام مسلسل اس لیے رکھا گیا؛ کہ یہ اپنے اجزاء کے درمیان مماثلت اور اتصال میں "سلسلة الحديد" کے مشابہ ہے۔

ب - **اصْطِلاحًا**: هُو تَتَابُع رجَالِ إسْنَادِهِ عَلَى صِفَةٍ أوْ حَالَةٍ لِلرُّوَاةِ تَارَّةً، وَلِلرِّوَايَةِ تَارَّةً أُخرَى.

اصطلاح میں (مسلسل) کہتے ہیں کہ رجالِ اسناد کا کسی ایک حالت یا صفت پر تسلسل کے ساتھ ہونا، (اور یہ تسلسل) کبھی راویوں کے لیے اور کبھی روایت کے لیے ہوتا ہے۔

٢ - شَرحُ التَّعْرِيفِ:

تعریف کی تشریح:

أَي أنَّ الْمُسلْسَلَ هُو مَا تَوَالَى رُوَاةُ إِسْنَادِهِ عَلى الاِشْتِرَاكِ فِي صِفَةٍ وَّاحِدَةٍ لهُم. ....

أو الاِشْتِرَاكِ فِي حَالَةٍ وَّاحدةٍ لَهم أَيْضًا. أوِ الاِشْتِرَاكِ فِي صِفَةٍ وَاحِدَةٍ لِلرِّوَايَةِ.

یعنی مسلسل وہ روایت ہے جس کی اسناد کے راوی تسلسل اختیار کریں اور ایک دوسرے کے والی بنیں، چاہے کسی ایک صفت میں اشتراک کی بناپر، یا کسی ایک حالت میں اشتراک کی بناپر، یا روایت کی ایک صفت میں اشتراک کی بناپر۔

٣ - أَنْوَاعُه:

مسلسل کی اقسام:

يَتَبَيَّنُ مِن شَرحِ التَّعرِيفِ أَنَّ أنواعَ الْمُسَلسَلِ ثَلاثَةٌ، وَهي: الْمُسَلسَلُ بِأَحْوَالِ الرُّوَاةِ، وَالْمُسلسلُ بصفَاتِ الرُّواةِ، وَالمُسَلسَلُ بِصِفَات الرِّوَايَة. وَإِلَيكَ فِيمَا يَلِي بَيَان هَذِه الْأَنْوَاعِ.

تعریف کی تفصیل سے واضح ہوا کہ مسلسل کی تین قسمیں ہیں: "مسلسل بأحوال الرُّواة"۔ "مسلسل بصفات الرواة"۔ "مسلسل بصفات الرِّواية"۔ اوران اقسام کابیان مندرجہ ذیل ہے:

أ - الْمُسلْسَلُ بِأَحْوَالِ الرُّواةِ:

راویوں کے احوال میں مسلسل:

وَأَحْوالُ الرُّواةِ، إمَّا أَقْوالٌ أو أفعالٌ، أَوْ أقْوالٌ وَّأفْعالٌ معًا.

رواۃ کے احوال یاتوصرف اقوال ہوتے ہیں یاصرف افعال ہوتے ہیں، یااقوال وافعال دونوں ہوتے ہیں۔

١ - **الْمُسلسلُ بأحوالِ الرواةِ القَوْلِيَّة**: مِثْلُ حَديثِ مُعاذِ بنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ له: «يَا مُعَاذ! إنِّى أُحِبُّك فَقل فِي دُبُر كُل صَلَاةٍ: اللّٰهُمَّ أعِنِّي عَلى ذِكْرِك وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ». فَقَد تَسَلْسَلَ بِقَوْلِ كُلٍّ مِن رُواتِه: «وَأنَا أحبُّك، فَقُلْ».

راویوں کے قولی احوال میں مسلسل کی مثال: حدیثِ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ارشاد فرمایا: "اے معاذ! میں تجھ سے محبت کرتاہوں، پس آپ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہا کریں: "اے اللہ اپنے ذکر، شکر اور بہترین عبادت کے سلسلے میں میری مدد فرما"، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان: "أنا أحبك فقل" (میں تم سے محبت کرتاہوں لہذا یہ کلمات پڑھا کرو) میں تمام راوی مسلسل اختیار کیے ہوئے ہیں۔

٢ - **الْمُسَلسَلُ بِأحْوالِ الرُّواةِ الفِعلِيَّةِ:** مِثْل حَديثِ أبي هُريرَةَ: قالَ: شَبَّكَ بِيدِي أبُو القاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقالَ: «خَلقَ اللهُ الأرضَ يَومَ السَّبتِ». فَقَد تَسلْسَل بِتَشْبِيكِ كُلٍّ مِّنْ رُوَاتِه بِيَدِ مَنْ رَوَاهُ عَنه.

راویوں کے فعلی احوال میں مسلسل کی مثال: حدیثِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہے جس میں انہوں نے فرمایا: کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں میری انگلیوں میں ڈالیں۔اور ارشاد فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ نے زمین کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا"۔ تمام راویوں میں شاگرد کے ہاتھ میں "تشبیك" ڈالنے کا تسلسل ہے۔

٣ - **الْمُسَلسَلُ بِأحْوَال الرُّوَاةِ الْقَولِيَّةِ وَالْفِعليَّة مَعًا:** مِثلُ حَديثِ أنسٍ قَال: قَالَ رَسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَجِدُ العَبدُ حَلاَوةَ الإيمانِ حَتى يُؤْمنَ بِالقَدْرِ خَيرِهِ وَشرِّهِ حُلْوِهِ ومُرِّهِ» وَقَبَضَ رَسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلى لِحْيَتِه، وَقَال: «آمَنتُ بِالقَدَر خيرِه وَشرِّه حُلوِه وَمُرِّهِ». تَسلسَل بِقبْضِ كُلِّ رَاوٍ مِن رواتِهِ عَلى لِحيتِه، وَقَولِه: «آمنتُ بالقَدرِ خَيرِه وَشرِّهِ وَحُلوِهِ وَمرِّه».

راویوں کے قولی اور فعلی احوال میں مسلسل کی مثال: حدیثِ انس رضی اللہ عنہ ہے، کہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتا جب تک کہ اچھی اور بری، تلخ وشیریں تقدیر پر ایمان نہ لائے"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی داڑھی کو مٹھی میں پکڑا اور فرمایا: "میں اچھی، بُری، میٹھی اور کڑوی تقدیر پر ایمان لایا"۔

اب داڑھی کو مٹھی میں پکڑنا (فعل) اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے قول: "میں اچھی، بری، میٹھی اور کڑوی بات پر ایمان لایا" (قول) میں راویوں کا تسلسل ہے۔

ب - **المُسلسَلُ بصِفَات الرُّوَاةِ:**

راویوں کی صفات میں مسلسل:

وَصِفَاتُ الرُّواةِ: إماَّ قَوليَّة أو فِعلِيَّةٌ.

اور راویوں کی صفات یا تو قولی ہوتی ہیں یا فعلی:

١ - **المُسلسَلُ بِصِفاتِ الرُّواةِ القَوليَّةِ:** مِثلُ الحديثِ المُسلسَلِ بِقِراءَةِ سُورَةِ الصَّفِّ. فَقَد تَسلسَلَ بِقَوْل كُلِّ رَاوٍ: «فَقَرأهَا فُلَانٌ هَكَذَا». هَذَا وَقد قَالَ العِراقيُّ: «وَصِفَاتُ الرُّواةِ القَوليَّةُ وَأحوَالُهم القَوليَّةُ مُتَقَارِبَةٌ بَل مُتماثِلَةٌ».

راویوں کی قولی صفات میں مسلسل کی مثال: حدیث مسلسل بقراءۃ سورۃ الصفّ ہے، تو یہ حدیث مسلسل ہوگئی راویوں کے یہ کہنے کی وجہ سے: "فلاں نے اس سورت کو اس طرح سے پڑھا"۔ امام عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: راویوں کی صفاتِ قولیہ اور اور قولی احوال آپس میں قریب قریب ہیں، بلکہ ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔

٢ - **المُسلسَلُ بصفَاتِ الرُّواةِ الفعليَّة:** كَاتِّفَاقِ أسْماءِ الرُّواةِ، كَالمُسلسلِ بِـ«المُحمَّدِيْنَ». أوِ اتِّفاقِ اَسْمائِهم، كَالمُسلسلِ بِـ«الفُقهَاءِ» أو «الحُفَّاظِ». أو اتِّفَاقِ نِسْبَتِهم كَـ«الدّمشقِيينَ» أوِ «المِصرِيينَ».

راویوں کی فعلی صفات میں مسلسل: جیسے: راویوں کے نام کا متفق ہو جانا، جیسے: مسلسلِ "محمد" بیان ہو۔ یا ان کی صفات کا متفق ہو جانا، جیسے: مسلسل "فقہا" یا "حفاظ" بیان کریں۔ یا ان سب کی نسبت ایک ہو جیسے: "دمشقیین" یا "مصریین" بیان ہو۔

ج - **المُسلسَلُ بصِفاتِ الروايةِ:**

روایت کی صفات میں مسلسل:

وَصفَاتُ الراويَةِ إمَّا أنْ تَتعلَّقَ بصِيَغِ الأداءِ، أو بزَمَنِ الروايةِ، أو مَكَانِهَا.

اور راوی کی صفات یا تو صیغِ اداء کے ساتھ متعلق ہوں گی، یا روایت کے زمان، یا مکان سے۔

١ - **المُسَلسَلُ بصِيَغ الأدَاء:** مِثلُ حديثٍ مُسَلسَلٍ بِقوْلِ كُلٍّ مِن رُواتِه: «سَمِعْت» أو «أخْبَرنَا».

مسلسل بصیغ الأداء کی مثال: حدیث روایت کرتے وقت تمام راوی تسلسل کے ساتھ یہ کہیں: "سَمِعْتُ" یا "أَخْبَرَنَا"۔

٢ - **المُسَلْسَلُ بزَمَانِ الرِّوايَة:** كَالحَدِيثِ الْمُسَلْسَلِ بِرِوَايَتِهِ يَوْمَ الْعِيدِ.

مسلسل بزمان الروایۃ کی مثال: مثلاً: کسی حدیث کی روایت تسلسل کے ساتھ عید کے دن ہو۔

٣ - **المُسلسلُ بِمكانِ الرِّوايَةِ:** كَالحدِيثِ الْمُسلسَلِ بإجَابَةِ الدُّعاءِ فِي المُلْتَزَمِ.

مسلسل بمكان الرواية کی مثال، جیسے: وہ حدیثِ مسلسل جس میں ملتزم میں دعا کی قبولیت کا ذکر ہے۔

٤ - **أَفْضَلُه:**

افضل ترین مسلسل:

وَأَفْضَلُه مَا دَلَّ عَلَى الْإِتِّصَالِ فِي السَّمَاعَ وَعَدَمِ التَّدلِيسِ.

اس صورت میں سب سے افضل وہ روایت ہے جو سماع میں اتصال اور عدمِ تدلیس پر دلالت کرے۔

٥ - **مِنْ فَوَائِدِه:**

مسلسل کے فوائد:

اشْتِمَالُه عَلَى زِيادَةِ الضَّبطِ مِن الرُّواةِ.

اس (روایت کا) راویوں کی طرف سے ضبط اور حفظ کی زیادتی پر مشتمل ہونا۔

٦ - **هَل يُشْتَرَطُ وُجُوْدُ التَّسَلْسُلِ فِي جَمِيْعِ الْإِسْنَادِ؟**

کیا تمام اسانید میں تسلسل کا پایا جانا شرط ہے؟

لَا يُشتَرَطُ ذَلكَ، فَقدْ يَنْقَطِعُ التَّسلسلُ فِي وَسطِهِ أوْ آخِرِهِ، لَكِن يَّقولُونَ فِي هَذِه الحَالَةِ: «هَذَا مُسلسَلٌ إلَى فُلانٍ».

اس کی شرط نہیں لگائی گئی، پس بسا اوقات تسلسل درمیان میں یا آخر میں جا کر ٹوٹ جاتا ہے، لیکن اس حالت میں محدثین یوں کہتے ہیں کہ: "یہ سند فلاں تک مسلسل ہے"۔

٧ - **لَا اِرتِبَاطَ بَيْنَ التَّسَلْسُلِ وَالصِّحَّةِ:**

حدیث کے صحیح اور مسلسل ہونے کے درمیان کوئی لزوم نہیں ہے:

فقَلَّمَا يَسْلَمُ المُسَلسَلُ مِن خَلَلٍ فِي التَّسلسلِ، أَو ضَعفٍ، وَإن كَانَ أَصْلُ الحديثِ ....

صَحيحًا مِنْ غَيرِ طَرِيْقِ التَّسلُسل.

بہت کم مسلسل احادیث ایسی ہیں جو تسلسل میں خلل سے محفوظ ہوں یا ضعف سے محفوظ ہوں، اگرچہ حدیث کی اصل تسلسل کے علاوہ کسی اور طریق سے صحیح ہو۔

٨ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مسلسل سے متعلق مشہور تصانیف:

أ - «المُسَلْسَلاتُ الكبرىٰ» للسُّيوطِي، وَقَد اشْتَملَت عَلى ٨٥ حَديثًا.

امام سیوطی رحمہ اللہ کی "المُسلسلات الكبرى" ہے، جو پچاسی احادیث پر مشتمل ہے۔

ب - «المَناهِلُ السَّلْسَلَةُ فِي الأَحَاديثِ المُسَلْسَلَةِ» لمُحمدٍ عبدِ البَاقِي الأَيُّوبِي، وَقَد اشْتَملَت على ٢١٢ حَديثًا.

محمد عبدالباقی الایوبی رحمہ اللہ کی "المَناهل السلسلة في الأحاديث المُسلسلة" ہے جو کہ دوسو بارہ احادیث پر مشتمل ہے۔

٣ - رِوَايَةُ الْأَكَابِرِ عَنِ الْأَصَاغِرِ

بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا

١ - تَعْرِيْفُه:

اس کی تعریف:

أ - لغةً: الأكابرُ جمعُ «أكْبَرَ» وَالأَصَاغِرُ جمع «أصْغَر»، وَالمَعنَى: رِوايَةُ الْكِبارِ عَن الصِّغارِ.

لغت میں أكابر "أكبر" کی جمع ہے، اور أصاغر "أصغر" کی جمع ہے، اور معنی ہے بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا۔

ب - اصْطِلَاحًا: رِوايَة الشَّخصِ عَمَّن هُو دُونَه فِي السِّنِّ وَالطَّبقَةِ أَوْ في الْعِلْمِ وَالْحِفْظِ.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ ایک شخص ایسے شخص سے روایت کرے جو اس سے عمر اور مرتبہ یا علم اور حفظ میں چھوٹا ہو۔

٢ - شَرحُ التَّعْرِيْف:

تعریف کی تشریح:

أي أَن يَّرْوِي الرَّاوِي عَنْ شَخْصٍ هُو أصغَرُ مِنْه سِنًّا وَأدْنىٰ طَبْقَةً، وَالدُّنُوُّ فِي الطَّبقَةِ: كَرِوَايَةِ الصَّحَابَةِ عَنِ التَّابِعِينَ وَنحوِ ذَلكَ. أو يَروِي عَمَّنْ هُو أقَلُّ مِنهُ عِلمًا وَحِفْظًا، كَرِوَايَةِ عَالِمٍ حَافِظٍ عَن شَيخٍ، وَلَو كَانَ ذَاكَ الشَّيخُ كَبيرًا فِي السِّنِّ.

یعنی راوی ایسے شخص سے روایت کرے جو اس سے عمر میں چھوٹا ہو یا طبقہ میں کم ہو، اور طبقہ میں قریب ہو، جیسے: صحابہ رضی اللہ عنہم کا تابعین رحمہم اللہ سے روایت کرنا وغیرہ۔ یا ایسے شخص سے روایت کرنا جو اس سے علم اور حفظ میں کم ہو، جیسے کسی عالم یا حافظ کا کسی شیخ سے روایت کرنا، اگرچہ وہ اس سے عمر میں بڑا ہو۔

هَذا وَيَنبَغِي التَّنَبُّهُ إلىٰ أنَّ الكِبَرَ في السِّن أوِ القِدَمَ فِي الطَّبقَةِ وَحدَه -أي بدُونِ المُساوَاةِ فِي الْعلمِ عمَّن يَروِيْ عَنهُ- لَا يَكْفِي لِأن يُسَمَّى «رِوَايةُ أكَابر عَن أصاغِر»، وَالْأمْثِلةُ التَّاليَةُ تُوْضِحُ ذَلِكَ.

اور مناسب ہے اس بات کی طرف متنبہ ہونا کہ صرف عمر میں بڑا ہونے یا طبقہ میں مقدم ہونے کا نام (علم میں استاذ سے برابری نہ ہو) "اکابر کی روایت اصاغر سے" نہیں رکھا جاسکتا اور اس کی وضاحت درجہ ذیل مثالیں کرتی ہیں:

٣ - أَقْسَامُهُ وَأَمْثِلَتُهَا:

اقسام اور امثلہ:

يُمكِنُ أن نُقَسِّمَ «رِوَايَةَ الْأكَابِر عَنِ الْأصَاغِرِ» إلى ثَلاَثَة أقْسَامٍ، وهِيَ:

"رواية الأكابر عن الأصاغر" کو ہم تین اقسام میں تقسیم کر سکتے ہیں:

أ - أنْ يَّكُوْن الرَّاوِي أكْبرَ سِنّاً وَأقْدَمَ طَبقَةً مِن الْمَرْوِيِّ عَنه. (أي مَعَ العِلمِ والحفظِ أيضًا).

راوی مروی عنہ سے عمر میں بڑا ہو اور مرتبہ میں بھی مقدم ہو (یعنی ساتھ ساتھ علم اور حفظ بھی ہو)۔

ب - أَن يَّكُون الرَّاوِي أكْبَرَ قَدْرًا، لَا سِنًّا، مِن المَروِيِّ عَنه، كَحاَفِظٍ عَالِمٍ عَن شَيخٍ كَبِيرٍ غَيرِ حَافِظٍ. مِثلُ: رِوايَةِ مَالِكٍ عَن عَبْدِ اللهِ بنِ دِينَارٍ.

دوسری صورت یہ ہے کہ راوی مروی عنہ سے مرتبہ میں بڑا ہو، عمر میں بڑا نہ ہو، مثلاً حافظ عالم کا ایسے شیخ کبیر سے روایت کرنا جو غیر حافظ ہو، جیسے: امام مالک رحمہ اللہ کا عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کرنا۔

فائدہ: اب مالک رحمہ اللہ امام اور حافظ ہیں، جب کہ عبد اللہ بن دینار رحمہ اللہ صرف راوی اور شیخ ہیں، اگرچہ مالک رحمہ اللہ سے عمر میں بڑے ہیں۔

ج - أنْ يَّكونَ الرَّاوِي أكبرُ سِنًّا وَقَدْرًا مِنَ الْمَروِيِّ عَنه، أي أكْبرُ وَأعْلَمُ منهُ. مِثلُ: رِوَايَةِ البَرْقاني عَن الخَطِيبِ.

راوی مروی عنہ سے عمر میں بھی بڑا ہو اور علمی مرتبہ میں بھی بڑا ہو، یعنی اس سے بڑا عالم ہو، جیسے: امام برقانی رحمہ اللہ، خطیب (بغدادی) رحمہ اللہ سے روایت کریں۔

٤ - مِن رِوايَةِ الْأكَابرِ عَن الْأصَاغِرِ:

"اکابر کی روایت اصاغر سے" کی چند صورتیں:

أ - **رِوَايَةُ الصَّحابَةِ عَن التَّابِعِينَ**: كَرِوَايَةِ العَبَادِلَةِ وَغَيرِهم عَن كَعبِ الْأحْبارِ.

صحابہ رضی اللہ عنہم کا تابعین رحمہم اللہ سے روایت کرنا: جیسے عبادلہ وغیرہ کا حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے روایت کرنا۔

فائدہ: عبادلہ صحابہ وہ ہیں جن کا نام عبداللہ ہے، فن حدیث میں مشہور صحابہ ہیں، جنہیں عبادلہ اربعہ بھی کہا جاتا ہے۔

ب - **رِوايَةَ التَّابِعيِّ عَن تابِعِيهِ**: كَرِوَايَة يَحْيَي بْنِ سَعِيدِ الْأنْصَارِي عَن مَالِكٍ.

تابعی کا تبع تابعی سے روایت کرنا: جیسے یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ کا مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنا۔

٥ - مِنْ فَوَائِدِه:

"اکابر کی روایت اصاغر سے" کے فوائد:

أ - أَن لَّا يُتَوَهَّمَ أَنَّ المَرْوِيَّ عنه أفضَلُ وَأَكْبَرُ مِن الرَّاوِي؛ لِكَونِه الْأغلَبُ.

یہ وہم نہ کیا جائے کہ مروی عنہ یعنی شیخ ہمیشہ افضل اور اکبر ہی ہوتا ہے راوی سے، کیوں کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔

ب - أَنْ لَّا يُظَنَّ أَنَّ فِي السَّندِ انْقِلَابًا؛ لِأَنَّ العَادَةَ جَرتْ بِرِوَايَة الأَصَاغِرِ عَن الأَكَابرِ.

یہ گمان اور خیال نہیں کرنا چاہیے کہ سند میں انقلاب (قلب) ہوا ہے؛ کیونکہ عام طور پر اصاغر اکابر سے روایت کرتے ہیں۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور تصانیف:

أ - كِتَابُ «مَا رَوَاهُ الْكِبارُ عَنِ الصِّغَارِ وَالآبَاءُ عَن الأبنَاءِ» لِلحَافِظ أَبِي يعقوبَ إسحاقَ بنِ إبرَاهِيمَ الورَّاقِ المتوفى سنة: ٤٠٣ هـ.

الحافظ أبو يعقوب إسحاق بن إبراهيم الوراق رحمہ اللہ کی کتاب "ما رواه الكبار عن الصغار والآباء عن الأبناء" ہے، ان کی وفات ۴۰۳ ہجری میں ہوئی۔

٤ - رِوَايَةُ الْآبَاءِ عَنِ الْأَبْنَاءِ

آباء کا ابناء سے روایت کرنا

١ - تَعْرِيْفُه:

أَنْ يُوجَدَ فِي سَندِ الحديثِ أَبٌ يَروِي الحديثَ عَن ابنِهِ.

سند حدیث میں کوئی ایسا والد موجود ہو جو اپنے بیٹے سے روایت کرے۔

٢ - مِثَالُه:

حَديثٌ رَواهُ العَبَّاسُ بنُ عَبدِ الْمُطَّلِب عَن أبنِه الفَضْلِ: أَنَّ رَسولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَينَ الصَّلاتَين بِالمُزْدَلْفَةِ.

اس کی مثال جیسے: حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے فضل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدلفہ میں دو نمازوں (مغرب وعشاء) کو جمع فرمایا تھا۔

٣ – مِنْ فَوَائِدِه:

أَن لَّا يُظَنَّ أَنَّ فِي السنَدِ انْقِلابًا أَوْ خَطَأً؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ أَنْ يَّرْوِيَ الاِبنُ عَن أبيهِ، وَهٰذَا النوعُ مَع النوعِ الذِي قَبلَهُ يَدلُّ عَلى تَوَاضُعِ العلمَاءِ، وأَخْذِهِمُ العلمَ مِن أَيِّ شَخصٍ، وَإِنْ كَانَ دُوْنَهُم فِي القَدْرِ وَالسِّنِّ.

اس کے فوائد میں سے ہے کہ اس سے یہ گمان نہ کیا جائے کہ سند میں انقلاب یا غلطی ہے، کیوں کہ اصل یہی ہے کہ بیٹا اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ یہ قسم اور اس سے پہلے والی قسم علمائے حدیث کے تواضع پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ہر شخص سے علم حاصل کر لیتے تھے، اگرچہ وہ ان سے مرتبہ اور عمر میں کم ہو۔

٤ – أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس بارے میں مشہور تصانیف:

كِتَابُ «رِوَايَةِ الآبَاءِ عَنِ الأَبْنَاءِ» لِلْخَطِيبِ الْبَغْدادِي.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی تصنیف ”رواية الآباء عن الأبناء“ ہے۔

٥ - رِوَايَةُ الْأَبْنَاءِ عَنِ الْآبَاءِ

ابناء کا آباء سے روایت کرنا

١ - تَعْرِيْفُه:

اس کی تعریف:

أَن يُّوْجَدَ فِي سَنَدِ الْحَدِيثِ ابْنٌ يَروِي الحديثَ عَنْ أَبِيهِ فَقط، أَوْ عَن أَبِيهِ عَن جَدِّهِ.

سند میں کوئی ایسا راوی پایا جائے جو صرف اپنے باپ سے روایت کرے یا اپنے باپ اور وہ اس کے دادا سے روایت کرے۔ (سند میں جو لفظ ہوں وہ یوں ہوں گے: ”عن أبيه“ یا ”عن أبيه عن جده“)۔

٢ - أَهَمُّه:

اہم ترین قسم:

وَأَهَمُّ هَذَا النَّوعِ مَا لمْ يُسَمَّ فِيه الأبُ أو الجدُ؛ لِأنَّه يَحْتَاجُ إلى الْبَحْثِ لِمَعرِفَة اسمِه.

اس نوع کی اہم ترین صورت وہ ہے کہ جس میں باپ یا دادا کا نام ذکر نہ کیا جائے؛ کیوں کہ اس میں نام کی پہچان کے لیے بحث کی ضرورت ہوتی ہے۔

٣ - أَنْوَاعُه:

اقسام:

هُو نَوعانِ:

اس کی دو قسمیں ہیں:

أ - رِوَايَةُ الرَّاوِي عن أبيهِ فَحَسْب (أي بدونِ الروايةِ عَن الجَدِّ)، وَهُو كَثِيرٌ.

راوی صرف اپنے باپ سے روایت کرے دادا سے روایت کئے بغیر، اور یہ عام ہے۔

مِثَالُه: رِوَايَةُ أبي العُشَرَاء عَنْ أَبِيهِ.

اس کی مثال: ''أبو العشراء عن أبيه'' کی روایت۔

فائدہ: ابوالعشراء رحمہ اللہ اور اس کے باپ کے نام میں کئی اقوال پر اختلاف ہے، مشہور ترین قول یہ ہے کہ یہ أسامة بن مالك ہے۔

ب - رِوَايَةُ الرَّاوِيْ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّه، أو عَن أَبْيْهِ عَن جَدِّهِ فَما فَوْقَه. مِثالُه: رِوايةُ عَمرِو بنِ شُعَيْبٍ عن أبيهِ عَن جَدِّهِ.

راوی کی باپ سے اور دادا سے روایت یا باپ اور دادا سے اوپر تک روایت، مثلاً: ''عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده'' کی روایت۔

فائدہ: عمرو کا نسب اس طرح ہے ”عمرو بن شعيب بن محمد بن عبد الملك بن عبد الله بن عمرو بن العاص“، عمرو کا دادا محمد ہے، لیکن علماء نے تلاش بسیار کے بعد ثابت کیا ہے کہ ”جده“ میں ضمیر کا مرجع شعیب ہے تو جدہ سے مراد عبد الله بن عمرو مشہور صحابی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (شعیب کا داد)۔ بعض نے ”جده“ کی ضمیر کا مرجع عمرو بتایا ہے تو اس اعتبار سے جدہ سے مراد عمرو کا دادا محمد ہے اور محمد سے اس کے بیٹے شعیب کا سماع ثابت نہیں، لہذا سند منقطع قرار پائے گی، لیکن یہ قول مرجوح ہے۔

٤ - مِنْ فَوَائِدِه:

اس کے فوائد میں سے:

أ - الْبَحْثُ لِمَعْرِفةِ اسمِ الأبِ أوِ الجَدِّ إذَا لَم يُصَرَّحْ باسمِه.

جب صراحت موجود نہ ہو تو باپ یا دادا کے نام کی معرفت سے متعلق بحث کرنا۔

ب - بَيَانُ الْمُرَادِ منَ الجَدِّ، هَل هُو جَدُّ الابنِ أو جَدُّ الْأَبِ.

جدّ کی مراد بیان کرنا، کہ آیا وہ بیٹے کا دادا ہے یا باپ کا۔

٥ - أشهَرُ المُصنَّفَاتِ فِيهِ:

اس بارے میں مشہور تصانیف:

أ - «رِوَايَةُ الْأَبناءِ عَن آبَائهِمْ» لِأَبِي نَصْر عُبَيد الله بن سعِيد الوَائِلي.

أبو نصر عبيد الله بن سعيد الوائلي رحمہ اللہ کی تصنیف ”رواية الأبناءِ عن آبَائهم“ ہے۔

ب - «جُزْءُ مَن رَوى عَن أبيهِ عَن جَدِّهِ» لِابنِ أبي خَيْثَمَةَ.

ابن أبي خيثمة رحمہ اللہ کی کتاب ”جزء من روى عن أبيه عن جدّه“۔

ج - كِتابُ «الوَشْيِ المُعَلِّمِ فِيْ مَن رَوَى عَن أبيهِ عَن جَدِّهِ عَنِ النَّبيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» للحافظ العلائي.

حافظ العلائی کی کتاب ”الوشيُ المُعلم في من روى عن أبيه عن جده عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ ہے۔

٦ - المُدَبَّجُ وَرِوَايَةُ الْأَقْرَانِ

مدبج اور اقران کی روایت

١ - تَعْرِيْفُ الْأَقْرَان:

اقران کی تعریف:

أ - **لغةً**: «الْأَقْرَانُ» جمع «قَرِينٍ» بِمعْنى المَصَاحِب، كَما فِي «القاموسِ».

لغت میں: "الأقران" قرین کی جمع ہے، جس کا معنی ہے مصاحب اور ہم مکتب ہے، جیسا کہ "قاموس" میں ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: اَلْمُتقَارَبونَ فِي السِّنِّ وَالإسنادِ.

اصطلاح میں: ہم عمر اور اسانید میں ایک دوسرے کے قریب ساتھیوں کو قرین اور اقران کہتے ہیں

٢ - تَعْرِيْفُ رِوَايَةِ الْأَقْرَانِ:

رواية الأقران کی تعریف:

أَنْ يَّروِي أَحَدُ الْقَرِيْنَينِ عَن الْآخَرِ.

اس سے مراد یہ ہے کہ ایک ساتھی دوسرے ساتھی سے روایت کرے۔

مِثلُ: رِوايَةِ سُلَيمانَ التَّيْمي عَن مِسعَر بن كِدَام، فَهمَا قَرينَانِ، لٰكن لَا نَعلَمُ لِمِسْعَرٍ روايةً عَنِ التَّيْمي.

مثلاً سلیمان تیمی رحمہ اللہ کا مسعر بن کدام رحمہ اللہ سے روایت کرنا یہ دونوں ساتھی ہیں، لیکن مسعر رحمہ اللہ کا تیمی رحمہ اللہ سے روایت کرنا ہمیں معلوم نہیں ہے۔

٣ - تَعْرِيْفُ المُدَبَّج:

مدبج کی تعریف:

أ - **لغةً**: اِسْمُ مَفْعُوْلٌ مِن «التَّدْبِيْج» بِمَعْنى التَزْيِيْنِ، وَالتَّدبِيجُ مُشْتقٌّ منْ دِيْباجَتَي ....

الوَجهِ أيِ الخَدَّينِ، وَكأَنَّ المُدَبَّج سُمِّيَ بِذلكَ لِتَسَاوِي الرَّاوِي وَالمَروِيِّ عَنهُ، كَمَا يَتَسَاوَى الخَدَّانِ.

لغت میں ” مُدَبَّج“ تدبیج سے اسم مفعول کا صیغہ ہے، **معنی ہے**: تزیین اور مزین کرنا، اورتدبیج ”دیباجتي الوجه“ سے **مشتق** ہے، یعنی چہرے کے دونوں رخسار برابر ہوں، مدبج کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جیسے دونوں رخسار آپس میں مساوی ہوتے ہیں ایسے ہی راوی اور مروی عنہ بھی مساوی ہوتے ہیں۔

ب - **اصطلَاحًا**: أنْ يَّروِي الْقرِينَانِ كُلُّ واحدٍ مِّنهُما عَن الآخَر.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ دو ساتھیوں میں سے ہر ایک دوسرے سے روایت کرے۔

٤ - أَمْثِلَةُ الْمُدَبَّجِ:

مدبج کی مثالیں:

أ - **فِي الصَّحابة**: فِي رِوَايَةِ عَائِشَةَ عَن أبِي هُرَيرَةَ، وَرِوَايَةِ أبِي هُرَيرَةَ عن عائِشَةَ.

صحابہ میں اس کی مثال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنا۔

ب - **فِي التَّابعين**: رِوايَةُ الزُّهرِي عَن عُمرَ بن عَبدِ العزِيزِ، ورِوَاية عُمرَ بنِ عَبد العزِيزِ عَن الزُّهْري.

تابعین رحمہم اللہ میں اس کی مثال زہری رحمہ اللہ کا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا زہری رحمہ اللہ سے روایت کرنا۔

ج - **فِي أتْبَاعِ التَّابِعينَ**: رِوَايَةُ مَالِكٍ عَنِ الْأَوْزَاعِي، وَرِوَايَةُ الْأَوْزَاعِي عَن مَالِكٍ.

تبع تابعین میں اس کی مثال امام مالک رحمہ اللہ کا امام اوزاعی رحمہ اللہ سے، اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا امام مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنا۔

٥ - مِنْ فَوَائِدِه:

اس کے فوائد میں سے:

أ - أَن لَّا يُظَنَّ الزِّيَادَةُ فِي الْإسنَادِ.

سند میں کسی اضافہ کا گمان نہ ہو۔

فائدہ: کیوں کہ اصل یہ ہے کہ شاگرد استاد سے روایت کرتا ہے تو جب ساتھی، ساتھی سے روایت کرتا ہے تو اس قسم کو نہ جاننے والا، گمان کرے گا کہ یہ ناقل اور ناسخ سے مروی عنہ کی زیادتی ہوئی ہے۔

ب - أَن لَّا يُظَنَّ إبْدَالُ «عَن» بِـ«الواو».

لفظ "عن" کو "واو" سے بدلنے کا گمان نہ کیا جائے۔

فائدہ: اسناد کے سننے یا پڑھنے والے کو یہ گمان نہ ہو کہ اصل سند یوں تھی "حَدَّثَنَا فُلَانٌ وَفُلَانٌ"، لیکن غلطی سے "عن" کو "واو" سے بدل دیا اور کہا: "حَدَّثَنَا فُلَانٌ عَن فُلَانٍ"۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور تصانیف:

أ - «اَلْمُدَبَّج» لِلدَارقطني.

امام دار قطنی رحمہ اللہ کی "المدبَّج"۔

ب- «رِوَايَة الأقْرَانِ» لِأَبي الشَّيخِ الْأَصْبهَانِي.

أبو الشيخ الأصبهاني رحمہ اللہ کی "رواية الأقران" ہے۔

٧ - اَلسَّابِقُ وَاللَّاحِقُ

١ - تَعْرِيْفُه:

أ - **لُغَةً**: السَّابِق اسمُ فَاعِلٌ مِن «السَّبْق» بِمعنَي الْمُتَقَدِّم، وَاللاَّحقُ اسمُ فاعلٌ مِن «اللِّحَاق» بِمعْنَى الْمُتَأخِّر، وَالْمُرَادُ بِذَلِكَ الرَّاوِي الْمُتقدِّم مَوتاً، وَالرَّاوي المتَأخِّرُ موتاً.

لغت میں: "سابق" اسم فاعل "سبق" سے مشتق ہے معنی ہے: پہلے آنے والا، اور "لاحق" اسم فاعل "اللِّحاق" سے مشتق ہے، معنی ہے: بعد والا۔ اور اس سے مراد ہے راوی کا موت کے اعتبار سے متقدم یا متاخر ہونا۔

ب - **اصطِلَاحًا**: أنْ يَّشتَرِكَ فِي الرِّوَايةِ عَنْ شَيخٍ اثْنانِ تَباعَدَ مَا بَينَ وَفَاتَيْهِمَا.

اصطلاح میں: کہتے ہیں ایک شیخ سے روایت کرنے میں دو آدمی مشترک ہوں لیکن ان دونوں کی وفات میں تقدم وتاخر ہو۔

٢ - مِثَالُه:

أ - «**مُحَمَّدُ بن إسحاقَ السراجُ**»، اِشتركَ فِي الروَايَة عَنه الْبخاريُّ وَالخفافُ، وَبينَ وَفاتَيهما مِائَةٌ وَسَبعٌ وَثَلاَثُونَ سَنَةً أو أكْثَر.

امام بخاری رحمہ اللہ اور امام خفاف رحمہ اللہ "محمد بن اسحاق رحمہ اللہ" سے روایت کرنے میں مشترک ہیں اور ان دونوں کی وفات کے درمیان ایک سو سینتیس سال یا اس سے زیادہ کا فرق ہے۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ متوفی ۲۵۶ھ ہیں، جب کہ احمد بن محمد الخفاف رحمہ اللہ متوفی ۳۹۳ھ ہیں، بعض کے نزدیک ۳۹۴ھ یا ۳۹۵ ھ ہیں۔

ب - «**الْإمَامُ مَالِكٌ** رحمه الله»: اِشْتَرَك فِي الرِّوَايَةِ عَنهُ الزُّهْري وَأحمدُ بنُ إسماعيلِ السَّهْمِي، وَبينَ وَفاتيهما مِائَةٌ وخَمسٌ وَثَلاثُونَ سَنَة؛ لِأنَّ الزُّهريَّ تُوفِي سنة: ١٢٤هـ، وتوفي السَّهمِيُّ سنة: ٢٥٩هـ.
وَتَوْضِيحُ ذَلكَ أنَّ الزُّهريَ أكْبرُ سِنًّا مِن مالكٍ؛ لِأنَّهُ مِن التَّابعِين، وَمَالكٌ مِن أتْبَاعِ التابعينَ.

امام مالک رحمہ اللہ سے زہری رحمہ اللہ اور احمد بن اسماعیل سہمی رحمہ اللہ روایت کرنے میں مشترک ہیں، اور ان کی وفات کے درمیان ایک سو پینتیس سال کا فرق ہے، کیونکہ زہری رحمہ اللہ کی وفات ۱۲۴ھ میں ہے اور سہمی رحمہ اللہ کی وفات ۲۵۹ھ میں ہے۔ مزید اس کی وضاحت یہ ہے کہ زہری رحمہ اللہ امام مالک رحمہ اللہ سے عمر میں بڑے ہیں، کیونکہ زہری رحمہ اللہ تابعی ہیں، اور مالک رحمہ اللہ تبع تابعی ہیں۔

فَرِوَايَةُ الزُّهرِي عَنْ مَالِكٍ تُعْتَبرُ مِن بَابِ رِوَايَةِ الْأكَابرِ عَنِ الْأَصَاغِرِ كَمَا مَرَّ، عَلى حِيْنَ أنَّ السَّهمِي أصْغَرُ سِنًّا مِن مَالِكٍ، هَذَا بِالإِضَافَةِ إلى أنَّ السَّهميَّ عُمِّر طَوِيلًا؛ إذْ بَلغَ عمرُه نَحوَ مِائَة سنة؛ لِذَلكَ كَانَ هذَا الْفَرقُ الْكَبِيْرُ بَينَ وَفَاتِه وَوَفَاةِ الزهرِي.

لہذا زہری رحمہ اللہ کا مالک رحمہ اللہ سے روایت کرنا روایۃ الأکابر عن الأصاغر کے باب سے ہے جیسا کہ گذر چکا، اور دوسری طرف سہمی رحمہ اللہ مالک رحمہ اللہ سے عمر میں بہت چھوٹے ہیں، اس کے باوجود سہمی رحمہ اللہ نے لمبی عمر پائی ہے کہ وہ سو سال کی عمر کو پہنچے ہیں، اس وجہ سے ان کی اور امام زہری رحمہ اللہ کی وفات کے درمیان بڑا فرق ہے۔

وَبتَعبيرٍ أوضحَ: فَإنَّ الرَّاوِي السَّابقَ يكُون شَيخًا لهَذا الْمَروِيِّ عَنه، وَالرَّاوِي اللاحِقُ يَكُونُ تلميذًا له، وَيعِيشُ هذا التلميذُ طَويلًا.

اور واضح الفاظ میں (یوں سمجھیے): سابق راوی مروی عنہ کا شیخ ہے، اور لاحق راوی (بھی) صرف شاگرد ہے اور طویل العمر ہے۔

٤ - مِن فَوَائِدِه:

اس کے فائدے:

أ - تَقْرِيْرُ حَلاوَةِ عُلوِّ الإسنَادِ فِي القُلوبِ.

اسناد کے عالی ہونے سے دل میں مٹھاس کا احساس ہوتا ہے۔

ب - أَن لَّا يُظَنَّ انْقِطَاعُ سَنَدِ اللَّاحِقِ.

لاحق راوی کی سند سے انقطاع کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور تصانیف:

«كِتَابُ السَّابقِ وَاللاحِق» للْخَطيْب الْبَغدَادي.

اس بارے میں مشہور کتاب خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی "السابق واللاحق" ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

معرفةُ الرُّواةِ

دوسری فصل راویوں کی پہچان کے بارے میں ہے۔

وَفِيْهِ وَاحِدٌ وَعِشْرونَ نوعًا مِن أنوَاعِ عُلومِ الحدِيْثِ، وهي:

اس فصل میں علوم حدیث کی اکیس انواع کا بیان ہے، اور وہ یہ ہیں:

١ - مَعرِفَة الصَّحابَة.	صحابہ کے حالات کا جاننا۔
٢ - معْرفَة التَّابعِين.	تابعین کے حالات جاننا۔
٣- مَعرفَة الإِخوَة وَالأخواتِ.	بہن بھائیوں کے حالات کا جاننا۔
٤- المُتَّفِقُ وَالْمُفْتَرِقُ.	متفق اور متفرق کے حالات کی پہچان۔
٥- الْمُؤْتَلفُ وَالمُختلفُ.	مؤتلف ومختلف۔
٦- المُتشَابِه.	متشابہ۔
٧- المُهْملُ.	مہمل۔
٨ - مَعرفَة المُبهَماتِ.	معرفۃ المبہمات۔
٩ - مَعرفَة الوُحْدانِ.	وحدان کی پہچان۔
١٠- مَعرِفَـة مَـن ذكـر بِأسـماء أو صِفاتٍ مُختلفةٍ.	ان راویوں کی پہچان جنہیں کئی نام یا مختلف صفات سے یاد کیا جاتا ہے۔
١١ - مَعرفَـةُ المُفـرَداتِ مَـنَ الأَسمَاءِ وَالكُنَى وَالأَلْقابِ.	ناموں، کنیتوں اور لقبوں میں سے مفردات کی پہچان۔

١٢ - مَعرفَةُ أسماءِ مَن اشْتَهرُوْا بِكنَاهُم.	کنیتوں سے مشہور راویوں کے ناموں کی پہچان۔
١٣ - معْرفَة الألقَاب.	القاب کی پہچان۔
١٤ - معرِفةُ الْمَنسُوبينَ إلى غَير آبَائِهم.	غیر آباء کی طرف منسوب راویوں کی پہچان۔
١٥ - مَعرفَةُ النِّسَبِ الَّتي عَلى خِلافِ ظَاهِرهَا.	ان نسبتوں کی پہچان جو اپنے ظاہر (معنی) کے خلاف ہیں۔
١٦ - معرِفةُ تَوارِيخ الرُّواةِ.	راویوں کی تواریخ کی پہچان۔
١٧ - معرِفَةُ مَن خَلطَ مِن الثِّقاتِ.	ثقات میں مختلط راویوں کی پہچان۔
١٨ - مَعرفَة طَبقَاتِ العُلمَاءِ وَالرُّواةِ.	محدثین علماء اور راویوں کے طبقات کی پہچان۔
١٩ - معرِفَة المَوالِي مِن الرُّوَاةِ والعُلمَاءِ.	رواۃ اور علماء میں سے الموالی کی پہچان۔
٢٠ - مَعرفَة الثِّقَات وَالضُّعفاءِ منَ الرُّواة.	ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان کرنا۔
٢١ - مَعرفَةُ أوطَانِ الرُّواةِ وَبُلدَانهِم.	راویوں کے وطنوں اور شہروں کی پہچان۔

١ - مَعْرِفَةُ الصَّحَابَةِ

صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہچان

١ - تَعرِيفُ الصَّحَابِي:

صحابی کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: الصَّحابَةُ لُغَة مَصدَرٌ بِمعنَى «الصَّحْبةِ»، وَمنْه «الصَّحابِي» وَ«الصَّاحبُ»، وَيُجمَع عَلى «أَصَحَاب» وَ«صَحْب»، وَكَثُر استِعمالُ «الصَّحابةِ» بِمعَنى «الأَصحَابِ».

لغوی تعریف: لغت میں "صحابة" مصدر ہے بمعنی کسی کی صحبت اختیار کرنا، اور اسی سے "صحابي" اور "صاحب" ماخوذ ہے۔ اور اس کی جمع "اصحاب" اور "صَحْب" آتی ہے۔ "صحابۃ" کا اکثر استعمال اصحاب کے معنی میں ہوتا ہے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: مَن لَقِي النبيَّ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسلمًا وَمَاتَ عَلى الْإِسْلاَمِ، وَلَو تَخَلَّلَتْ ذَلك رِدَّةٌ عَلى الْأَصح.

اصطلاحی تعریف: جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسلام کی حالت میں ملاقات کی اور اسلام کی حالت میں فوت ہوا ہو، اور صحیح قول کے مطابق اگرچہ درمیان میں مرتد ہی ہو چکا ہو۔

فائدہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے پر اللہ نے نبوت ختم فرمادی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے پر صحابیت ختم فرمادی۔ (یعنی اب کوئی صحابی نہیں بن سکتا۔ اور صحابیت نبوت کی حفاظتی دیوار ہے، جب کوئی صحابی نہیں بن سکتا تو نبی کیسے بن سکتا ہے)۔

٢ - أَهْمِيَته وَفَائِدَتُه:

مَعرِفَةُ الصَّحابَة عِلمٌ كَبيرٌ مُهِمٌّ عَظيمُ الفَائدَةِ، وَمِنْ فَوائِدِهِ مَعرِفَةُ المُتَّصِلِ مِن الْمُرسَلِ.

صحابہ کی پہچان ایک اہم اور بڑے عظیم فائدے والا علم ہے، اس کے فوائد میں سے ایک متصل اور مرسل کی پہچان ہوتی ہے۔

٣ - بِمَ تُعْرَفُ صُحْبَةُ الصَّحَابِي؟

صحابی کی صحبت کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟

تُعرَفُ الصُّحْبَة بِأَحَد أمُورٍ خمسةٍ، وَهِيَ:

صحبت کی پہچان پانچ امور میں کسی ایک کے ذریعے ہوتی ہے، اور وہ یہ ہیں:

أ - **التَّواتُر**: كَأبِي بَكر الصِّديقِ وعمَر بنِ الخَطَّابِ، وَبقِيَّة العَشَرةِ المُبشَّرينَ بَالجنَّةِ.

تواتر: جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور بقیہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو جنتی ہونے کی خوش خبری دی گئی۔

ب - **الشُّهرَة**: كضِمَام بن ثَعْلَبة، وعُكاشة بن مِحْصَن.

شہرت: جیسے ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور عکاشۃ بن محصن رضی اللہ عنہ ہیں۔

ج - **إخْبَارُ صَحَابِيٍّ**.

کوئی صحابی خبر دے کہ فلاں صحابی ہے۔

د - **إخْبارُ ثِقَةٍ مِّنَ التَّابعينَ**.

کوئی ثقہ تابعی خبر دے کہ فلاں صحابی ہے۔

ه - **إخْبَارُهُ عَنْ نفْسه إنْ كان عَدْلًا، وَكَانَتْ دَعوَاهُ مُمْكِنةً**.

وہ خود گواہی دے کہ میں صحابی ہوں بشرطیکہ وہ عادل ہو اور ساتھ ہی اس کا صحبت کا دعوی ممکن ہو۔

فائدہ:

اس طرح جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد سو سال سے پہلے تک صحبت کا دعوی کرے تو وہ بھی قابل قبول ہو گا، لیکن اگر سو سال بعد متاخر زمانہ میں صحبت کا دعوی کرے تو وہ قبول نہیں ہو گا، جیسے رتن ہندی نے ہجرت کے چھ سو سال بعد صحابی ہونے کا دعوی کیا تھا حالانکہ یہ ایک دجال اور جھوٹا شخص تھا۔

(ميزان الاعتدال للذهبي)

٤ - تَعدِيلُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ:

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں:

وَالصَّحابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ كُلُّهُم عُدولٌ، سَواءٌ من لَابَسَ الفِتَنَ مِنهم أوْ لَا، وَهَذا بِإجماعِ مَن يُعتَدُّ به، وَمعنٰى عَدالَتِهم: أي تَجَنُّبُهم عَن تَعمُّد الْكذبِ فِي الرِّوايَةِ وَالانْحرافِ فِيها، بِارْتِكابِ مَا يُوجبُ عَدمَ قُبوْلِهَا، فَيَنْتَجُّ عَن ذلكَ قُبولُ جَميعِ رِوَايَاتِهم مِن غَير تَكليفِ البَحْثِ عَن عَدالَتِهِمْ، وَمَن لَابَسَ الْفِتَنَ مِنهُم يُحمَلُ أمرُه عَلَى الْاجْتهَادِ الْمَأجوْرِ فِيه لِكلٍّ مِنهُم تَحْسيْناً لِلظَّنِّ بِهم؛ لِأنَّهم حَمَلَةُ الشَّريعةِ وخَيرُ القُرونِ.

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل تھے خواہ کوئی ان میں سے فتنوں (ارتداد) کے زمانہ تک موجود رہا ہو یا فتنے نہیں دیکھے، اور یہی معتد بہ مسلمانوں کا اجماع ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے عادل ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ عمداً جھوٹ بولنے اور کسی روایت میں تحریف کرنے سے محفوظ رہے، کہ اس ارتکاب سے ان کی روایت کو قبول نہ کیا جاتا ہو، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات بغیر عدالت کی حیثیت سے قبول کی جائیں گی اور جو حضرات ان میں سے کسی فتنہ کا شکار ہوئے ان کا معاملہ اجتہادی سمجھا گیا ہے اور اس اجتہاد میں ان کو اجر ملے گا اور ان کے متعلق حسن ظن رکھا جائے گا کیوں کہ وہ شریعت کے حامل اور خیر القرون میں سے ہیں۔

٥ - أَكْثَرُهَمْ حَدِيْثًا:

بکثرت احادیث روایت کرنے والے صحابی:

أَكْثَرُهمْ حديثًاسِتَّةٌ مِن المُكثِّرينَ، وَهُم عَلَى التَّوالِي:

چھ صحابہ کرام (مکثرین) زیادہ روایت کرنے والے شمار ہوتے ہیں، جو بالترتیب یہ ہیں:

أ - أَبُوْ هُريرَةَ: رَوى ٥٣٧٤ حديثًا، وَرَوَى عَنْه أَكْثَرُ مِن ثَلاثِ مائةِ رجلٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: نے ۵۳۷۴ احادیث کو روایت کیا، اور ان سے تین سو سے زیادہ راویوں نے روایت کی ہے۔

ب - ابنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ: روى ٢٦٣٠ حديثًا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ: نے ۲۶۳۰ احادیث کو روایت کیا ہے۔

ح - أنس بن مالك: روى ٢٢٨٦ حديثًا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ: نے ۲۲۸۶ حدیثوں کو روایت کیا ہے۔

د - عائشة أم المؤمنين رضی اللہ عنہا: روت ٢٢١٠ أحاديثًا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: نے ۲۲۱۰ حدیثوں کو روایت کیا ہے۔

هـ - ابن عباس رضی اللہ عنہ: روى ١٦٦٠ حديثًا.

ابن عباس رضی اللہ عنہ: نے ۱۶۶۰ حدیثوں کو روایت کیا ہے۔

و - جابر عبد الله رضی اللہ عنہ: روى ١٥٤٠ حديثاً.

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: نے ۱۵۴۰ حدیثوں کو روایت کیا ہے

٦ - أَكْثَرُهم فُتْيَا:

سب سے زیادہ فتوی دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

وَأَكْثَرُهُم فُتيَا تُرْوَى هُوَ ابن عباسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ثُم كِبارُ علمَاءِ الصحابةِ، وَهُم ستَّةٌ كَما قَال مَسروقٌ: «انْتَهى عِلمُ الصحَابَة إلى ستَّة: عُمر وعَلي وأُبَي بنِ كَعبٍ وَزيدِ بنِ ثَابتٍ وَأَبِي الدَّردَاءِ وابنِ مَسعودٍ، ثُمَّ انتهٰى عِلمُ الستَّةِ إلٰى عَلِي وَعبد الله بن مسعود».

سب سے زیادہ فتاوی جس سے مروی ہیں وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، پھر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، اور وہ چھ ہیں، جیسا کہ حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم چھ حضرات پر ختم ہے، عمر، علی، ابی بن کعب، زید بن ثابت، ابوالدرداء، ابن مسعود رضی اللہ عنہم، پھر ان چھ حضرات کے علم کی انتہاء دو پر ہے: حضرت علی، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم"۔

٧ - مَن هُمُ الْعِبَادَلَةُ؟

عبادلہ سے کون مراد ہیں؟

المُرادُ بِالْعبادَلَةِ بِالأَصْل مَن اسمهم «عبد الله» مِن الصَّحابَة، وَيَبلُغ عَددُهُم نَحوَ ثَلاثَ مائةِ صَحابِيٍّ، لٰكِنَّ المُرادَ بهم هُنا أربعةٌ مِن الصَّحابةِ، كُلٌّ منهم اسمُه عبدُ اللهِ، وهم:

عبادلہ سے وہ صحابہ مراد ہیں جن کا نام "عبداللہ" ہے، اور ان کی تعداد تقریباً تین سو تک پہنچتی ہے، لیکن یہاں پر عبادلہ سے چار صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں، ان میں سے ہر ایک کا نام عبداللہ ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

أ - عبد الله بن عمر رضی اللہ عنہما.

ب - عبد الله بن عباس رضی اللہ عنہما.

ج - عبد الله بن الزبير رضی اللہ عنہما.

د - عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما.

والمِيْزَةُ لِهَؤُلَاءِ أَنَّهم مِن علمَاءِ الصَّحابَة الَّذين تَأخرتْ وَفاتُهم حتّٰى احْتيجَ إلى عِلْمِهِمْ، فَكانتْ لَهُم المَزيةُ وَالشُّهْرةُ، فَإذا اجْتمَعُوا عَلى شَيءٍ مِن الْفتوٰى قِيلَ: هَذا قَولُ العَبَادلَة.

اور ان کا امتیاز یہ ہے کہ یہ علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں جن کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے حتی کہ لوگ ان کے علم و عمل کے محتاج ہوئے، یہی ان کی خوبی اور شہرت بنی۔ پس جب وہ کسی فتوی پر اجماع کر لیں تو کہا جاتا ہے: یہ عبادلہ کا قول ہے۔

٨ - عَدَدُ الصَّحَابَةِ:

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد:

لَيْسَ هُناكَ إِحْصَاءٌ دَقيقٌ لعَددِ الصَّحَابةِ، لكِن هُناكَ أقوالٌ لِأهلِ العلمِ يُستفَاد منهَا أنهم يَزيدُونَ عَلى مِائةِ ألفِ صَحَابِيٍّ، ....

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کے متعلق کوئی دقیق اور مستند شمار موجود نہیں ہے، لیکن اس بارے میں اہلِ علم کے اقوال موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز تھی، ....

وَأشهَرُ هذِه الأقوالِ قولُ أبي زُرعة الرَّازِي: «قُبِضَ رسولُ الله ﷺ عَن مِائةِ ألفٍ وَأربعَةَ عَشَرَ ألفًا منَ الصَّحابةِ ممَّن رَوَى عنه وَسمِعَ منه».

ان اقوال میں سے مشہور ترین قول ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ کا ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی وفات کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ملتے ہیں، جنہوں نے آپ سے سماع کیا اور آپ سے روایت کا شرف حاصل کیا۔

٩ - عَدَدُ طَبْقَاتِهِمْ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طبقات کی تعداد:

اخْتُلِفَ في عَددِ طبَقاتِهم، فَمِنهُم مَن جعَلَها بِاعْتبَارِ السَّبقِ إلَى الإسْلَامِ، أوِ الهجرَةِ، أوْ شُهود المُشاهِد الفَاضلةِ، وَمنهُم مَن قَسَّمهُم باعْتبارٍ آخَر، فَكلٌّ قَسَّمَهُم حَسبَ اجتهادِه.

صحابہ کے طبقات کی تعداد میں اختلاف ہے، بعض (مؤرخین) نے انہیں سبقتِ اسلام، ہجرت، یا غزوات میں شرکت کے اعتبار سے مختلف طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ بعض نے دوسرے اعتبار سے ان کے طبقات بنائے ہیں، الغرض ہر ایک نے اپنے اجتہاد اور رائے سے تقسیم کی ہے۔

أ - فَقَسَّمهُم ابنُ سَعدٍ خَمسَ طَبقاتٍ.

ابن سعد رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقسیم پانچ طبقوں میں کی ہے۔

ب - وَقَسَّمهُم الْحَاكِم اثنتَي عَشرَة طبقةً.

امام حاکم رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بارہ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

١٠ - أَفْضَلُهَمْ:

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین شخصیات:

أفضلُهم عَلى الإطْلاَقِ أبو بَكر الصِّديق ثُم عُمر رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا بِإجمَاعِ أهْلِ السُّنةِ، ....

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ ہیں، باجماعِ اہلِ سنّت، ....

ثُم عُثمانُ ثُمَّ عليٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَلَى قوْلِ جمهورِ أهلِ السُّنَّةِ، ثُم تَمامُ العشرةِ، ثم أهلُ بدرٍ، ثُم أهلُ أُحدٍ، ثُم أهلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ.

پھر عثمان رضی اللہ عنہ، پھر علی رضی اللہ عنہ ہیں، جمہور اہل سنت کے قول مطابق، اس کے بعد تمام عشرہ مبشرہ کا مرتبہ ہے، پھر اہل بدر، پھر اہل اُحد، پھر بیعت رضوان میں شرکت کرنے والوں کا مرتبہ ہے رضی اللہ عنہم۔

١١ - أَوَّلُهُمْ إِسْلَامًا:

سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے:

أ- مِن الرِّجَالِ الْأَحْرَارِ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِيق رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

آزاد مردوں میں سے: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔

ب - مِنَ الصِّبْيَانِ: عَلي بن أَبِي طَالِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

بچوں میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

ج - مِنَ النِّسَاءِ: خَدِيجَةُ أُمّ المُؤمنينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا.

عورتوں میں سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

د - مِنَ الْمَوَالِي: زَيدُ بنُ حَارِثَةَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

آزاد غلاموں میں سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے۔

ه - مِن العَبِيْدِ: بِلالُ بنِ رَباحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

غلاموں میں سے: بلال بن رباح رضی اللہ عنہ پہلے تھے۔

١٢ - آخِرُهُمْ مَوْتًا:

سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی:

أَبُوْ الطُّفَيلِ عَامِرِ بنِ وَاثلَةَ اللَّيْثِي، مَاتَ سنَةَ مِائَة بِمكَّةِ الْمُكرَّمة، وَقِيلَ أكْثرُ منْ ذٰلكَ، ....

ثُم آخِرهُم مَوتًا قبلَهُ أنَسُ بنُ مَالكٍ، تُوفِّي سَنَة ثَلاَثٌ وَتِسعِينَ بِالبَصرةِ.

حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ اللیثی رضی اللہ عنہ ہیں، ان کی وفات سو (۱۰۰) ہجری میں مکہ مکرمہ میں ہوئی، ایک قول میں اس کے بھی بعد (۱۱۰ھ) ہوئی ہے، جبکہ ان سے پہلے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو ۹۳ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

۱۳ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع میں مشہور ترین تصانیف:

أ - «الْإِصَابَةُ فِي تَمييْزِ الصَّحابَة» لابنِ حجرِ العَسْقَلاني.

"الإصابة في تمييز الصحابة" ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

ب - «أُسْدُ الْغَابَةِ فِي مَعرِفَة الصَّحابة» لِعَلِيِّ بنِ مُحمدِ الجزَري المَشهُورُ بـ«ابنِ الْأَثِيرِ».

"أسد الغابة في معرفة الصحابة" علی بن محمد الجزری رحمہ اللہ کی تصنیف ہے جو "ابن اثیر" کے لقب سے مشہور ہیں۔

ح - «الْاِسْتيعَابُ فِي أسْمَاءِ الْأَصْحَابِ» لِابْن عَبدِ البَرِّ.

"الاستيعاب في أسماء الأصحاب" ابن عبدالبر رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

❀ ❀ ❀

۲ - مَعرِفَةُ التَّابِعِيْنَ

تابعین عظام رحمہم اللہ کی پہچان

۱ - تَعْرِيْفُ التَّابَعِي:

تابعی کی تعریف:

أ - لغةً: التَّابِعونَ جَمعُ «تَابعِي» أَوْ «تَابِعٍ»، وَ«التَّابِعُ» اسمُ فَاعلٌ مِن «تَبِعَهُ» بِمعنًى: مَشى خَلْفَه.

لغت میں: التابعون، "تابعي" یا "تابع" کی جمع ہے، اور تابعٌ "تبعه" سے ماخوذ اسم فاعل کا صیغہ ہے۔

تبعه کا معنیٰ ہیں: مشیٰ خلفه کہ وہ اس کے پیچھے چلا۔

ب - **اصطِلَاحًا:** هُو مَن لَقِي صَحَابِيًّا مُسلِمًا وَمَات عَلَى الْإسْلاَمِ، وَقِيلَ: هُو مَنْ صَحِبَ الصَّحَابِي.

اصطلاح میں کہتے ہیں: وہ شخص جو کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے اسلام کی حالت میں ملاقات کر چکا ہو اور اسلام پر اس کی موت ہو، اور کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی صحابی کی صحبت میں رہا ہو۔

٢ - مِنْ فَوَائِدِه:

تَمِيِيزُ الْمُرسَلِ مِن الْمُتَّصِلِ.

متصل سے مرسل کی تمیز ہوتی ہے۔

٣ - طَبَقَاتُ التَّابِعِيْن:

تابعین کے طبقات:

اخْتُلِفَ فِي عَددِ طَبقَاتهِمْ، فَقَسَّمهُم الْعلمَاءُ كُلٌّ حَسْبَ وَجْهَتِه.

ان کے طبقات کی تعداد میں اختلاف ہے، علماء نے ان کو اپنے اپنے انداز میں تقسیم کیا ہے۔

أ - فَجَعَلهُم مُسْلمٌ ثَلاثَ طَبقَاتٍ.

امام مسلم رحمہ اللہ نے تین طبقات بنائے ہیں۔

ب - وَجَعلَهم ابنُ سَعدٍ أَرْبَعَ طَبَقَاتٍ.

ابن سعد رحمہ اللہ نے چار طبقات بنائے ہیں۔

ج - وَجَعلَهم الحاكمُ خَمسَ عَشرةَ طبقةً، الأولى مِنهَا مَنْ أَدْرَكَ الْعَشرةَ مِنَ الصَّحابَةِ.

امام حاکم رحمہ اللہ نے پندرہ طبقات بنائے ہیں، ان کے نزدیک سب سے پہلا وہ طبقہ ہے جنہوں نے عشرہ مبشرہ کو پایا ہو۔

٤ - المُخَضْرَمُوْنَ:

وَاحِدُهُم «مخضرم»، وَالْمُخَضْرَم: هُو الَّذِي أَدْرَكَ الجَاهِلِيةَ وَزمَن النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .....

اس کی واحد ''مخضرم'' ہے، اور مخضرم: وہ آدمی ہے جس نے زمانہ جاہلیت بھی پایا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ......

وَلَم يَرهُ. وَالْمُخضرَمُون مِنَ التَّابِعِين عَلَى الصَّحيحِ. وَعَدَدُ الْمُخضْرَمِينَ نَحوَ عِشرينَ شَخصًا، كَما عَدَّهمُ الإِمامُ مُسلمٌ، وَالصَّحيحُ أَنَّهمْ أكثَر مِن ذَلِك، وَمِنْهُم أبُو عُثمانَ النَّهدِي، وَالْأَسْوَد بنِ يَزيدَ النَّخعي.

کازمانہ بھی پایاہو لیکن آپ ﷺ کی زیارت نہ کی ہو، مُخَضرَمون (ایسے مخضرمی لوگ) صحیح قول کے مطابق تابعین میں سے شمار ہوتے ہیں مُخَضرمین کی تعداد تقریباً بیس ہے، جیساکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کو شمار کیاہے، اور صحیح بات یہ ہے کہ ان کی تعداداس سے بھی زیادہ ہے۔ جن میں سے ابو عثمان النھدی رحمہ اللہ اوراسود بن یزید النخعی رحمہ اللہ شامل ہیں۔

٥ - اَلْفُقَهاءُ السَّبْعَةُ:

فقہائے سبعہ:

وَمنْ أكَابِرِ التَّابعينَ الفُقَهاءُ السَّبعَةُ، وَهُم كِبَارُ عُلمَاءِ التَّابِعِينَ، وَكُلُّهمْ مِن أهلِ المَدينةِ، وَهُمْ:

کبار تابعین میں سے فقہائے سبعہ ہیں جو کبار علمائے تابعین کہلاتے ہیں، یہ سب اہل مدینہ سے ہیں، جو کہ یہ ہیں:

«سَعِيد بنُ المُسَيبِ، وَالقَاسمُ بنُ مُحَمَّد، وَعرْوةُ بنُ الزبيرِ، وخارجةُ بنُ زيدٍ، وَأبُو سلمةَ بنِ عَبدِ الرحمنِ، وَعُبيدُ اللهِ بنِ عبْد اللهِ بن عُتبَة، وَسليمَانُ بنُ يسَارٍ».

سعید بن المُسیب، قاسم بن محمد، عروۃ بن الزبیر، خارجۃ بن زید، أبو سلمۃ بن عبد الرحمن، عبید اللہ عبد اللہ بن عتبۃ اور سلیمان بن یسار رحمہم اللہ۔

فائدہ: عبداللہ بن مبارک نے ابو سلمہ کے بجائے سالم بن عبداللہ بن عمر اور ابوالزناد نے (سالم اور ابو سلمہ) دونوں کی جگہ پر ابو بکر بن عبدالرحمن اور ام الدرداء کو شمار کیاہے۔ یہ ام الدرداء صغریٰ ہے، ان کا نام ھجیمہ ہے، بعض کے نزدیک جھیمہ ہے، یہ ابو درداء کی بیوی ہے، باقی ام الدرداء کبریٰ وہ بھی ابو درداء کی بیوی ہے ان کا نام خیرہ تھا اوروہ صحابیہ تھیں۔

٦ - أَفْضَلُ التَّابَعِين:

افضل ترین تابعی:

هُناكَ أقْوَالٌ لِلْعُلماءِ فِي أفْضَلِهِمْ، وَالْمَشْهورُ: أنَّ أفضلَهُم سَعيدُ بنُ المُسَيبِ، وَقالَ أبُوْ عَبدِ الله مُحمدِ بنِ خَفيفِ الشِّيرَازِي:

تابعین کی افضیلت میں علماء کے کئی سارے اقوال ہیں: مشہور یہ ہے کہ ان میں سے افضل سعید بن المسیب رحمہ اللہ ہیں۔اور أبو عبد الله محمد بن خفیف الشیرازي رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أ - أهلُ الْمَدِينةِ يَقولُونَ: أفضَلُ التَّابِعِينَ سعِيدُ بنُ المُسَيب.

اہل مدینہ فرماتے ہیں کہ تابعین میں سب سے افضل تابعی سعید بن المسیب رحمہ اللہ ہیں۔

ب - وَأهلُ الْكُوفَةِ يَقوْلوْنَ: أويسُ القَرنِي.

اہل کوفہ فرماتے ہیں کہ سب سے افضل اویس قرنی رحمہ اللہ ہیں۔

ج - وَأهْلُ الْبَصرَةِ يَقُولوْنَ: الحسَنُ الْبَصْرِي.

اہل بصرہ فرماتے ہیں کہ افضل تابعی حسن بصری رحمہ اللہ ہیں۔

٧ - أفضَلُ التَّابِعِيَّاتِ:

تابعیات میں افضل ترین تابعیہ:

قَالَ أَبُو بَكرِ بنُ أبْي دَاودَ: «سَيِّدَتَا التَّابعيَّاتِ حَفصَةُ بِنتِ سِيرِينَ، وَعَمْرَةُ بِنتِ عَبدِ الرَّحمنِ، وَتَليهِما أُمُّ الدَّرْدَاء.

ابو بکر بن داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: تابعیات کی سردار حفصة بنت سیرین، اور عمرة بنت عبد الرحمن اوران کے بعد أم الدرداء، رحمة الله علیهن ہیں۔

٨ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور ترین تصانیف:

كِتَابُ «مَعرفةُ التَّابِعِين» لِأَبِي الْمُطرفِ بنِ فَطِيسِ الْأندُلُسي.

''معرفة التابعين'' أبو المُطرف بن فطيس الأندلسي رحمه الله کی کتاب ہے۔

٣ - مَعْرِفَةُ الْإِخْوَةِ وَالْأَخْوَاتِ

بھائیوں اور بہنوں کی پہچان

١ - تَوْطِئَةٌ:

تمہید:

هَذَا الْعِلْمُ هُو إِحدىٰ مَعَارفِ أَهلِ الْحَدِيثِ الَّتِي اعْتَنُوا بِها وَأفرَدُوها بِالتَّصنِيفِ، وَهوَ مَعرِفَة الْإِخوَةِ وَالْأَخَواتِ مِن الرُّوَاةِ فِي كُل طَبقَةٍ، وَإِفْرَادُ هَذَا النَّوعِ بِالْبَحْثِ وَالتَّصْنِيفِ يَدُلُّ عَلىٰ مَدْيِ اهتِمَامِ عُلمَاءِ الْحدِيثِ بِالرُّوَاةِ، وَمَعْرِفَةِ أَنْسَابِهِمْ وَإِخوَتهِمْ، وغَيرِ ذَلكَ، كَمَا سَيأْتِي مِنَ الْأَنْوَاعِ بَعْدَهُ.

یہ وہ علم ہے جو محدثین کی توجہ کا مرکز بنا رہا، جس کا انہوں نے اہتمام کیا اور اس میں الگ تصنیف کی ہے ہر طبقے کے راویوں میں سے ''بھائی اور بہنوں (اخوہ اور اخوات) کی پہچان''۔ اس نوع کو بحث اور تصنیف کے لئے الگ مستقل صورت میں لانا، راویوں کے متعلق محدثین کے اہتمام اور توجہ کی انتہا پر دال ہے اور ان راویوں کے سلسلہ نسب اور بھائی بہنوں کی پہچان پر دلالت کرتا ہے، اس کے علاوہ بہت سے فوائد ہیں جو آنے والی قسموں میں ہوں گے۔

٢ - مِنْ فَوَائِدِهِ:

اس کے فائدے:

مِنْ فَوائِدِهِ أن لَّا يُظَنَّ مَنْ لَّيْس بِأخٍ أخًا عِندَ الْاشْتِرَاكِ فِي اسْمِ الْأَبِ. ....

مِثلُ: «عَبدِ اللهِ بنِ دِينارٍ» و«عَمرِو بنِ دِينارٍ»، فَالَّذي لَا يَدرِيْ يَظُنُّ أَنَّهمَا أَخَوانِ مَع أنَّهمَا لَيسَا بِأخَوينِ، وَإنْ كَانَ اسمُ أَبِيهِما وَاحِداً.

اس بحث کی پہچان کا فائدہ یہ ہے کہ: والد کے نام میں اشتراک کے سبب غیر بھائی کو بھائی خیال نہیں کیا جاسکتا ہے، مثلاً عبداللہ بن دینار اور عمرو بن دینار رحمہما اللہ ہیں۔ اب جو اس بحث کو نہیں جانتا انہیں بھائی خیال کرے گا کیونکہ والد کا نام (دینار) مشترک ہے حالانکہ یہ بھائی نہیں ہیں۔

٣ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - **مِثَالٌ لِلْاِثْنَيْنِ**: فِي الصَّحابةِ، عُمرُ رضي الله عنه وزيَد رضي الله عنه ابنَا الخطابِ.

دو بھائیوں کی مثال صحابہ میں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ دونوں خطاب کے بیٹے ہیں۔

ب - **مِثَالٌ للثَّلَاثَة**: فِي الصَّحابةِ، عَلِيٌّ رضي الله عنه وَجعفَر رضي الله عنه وَعَقِيل رضي الله عنه بَنُوْ أَبِي طَالِب.

صحابہ کرام میں تین بھائیوں کی مثال: علی، جعفر اور عقیل رضی اللہ عنہم ابو طالب کے بیٹے ہیں۔

ج - **مِثَالٌ لِلأربعَةِ**: فِي أتباعِ التَّابعينَ، سُهَيل وَعبْد اللهِ وَمحمَّد وَصَالِح رحمهم الله بَنُوْ أَبِي صَالح.

تبع تابعین میں چار بھائیوں کی مثال: سہیل اور عبد اللہ، محمد اور صالح ابو صالح رحمہم اللہ کے بیٹے ہیں۔

د - **مِثَالٌ لِلخَمْسَةِ**: فِي أتبَاعِ التَّابِعِيْنَ، سُفْيَان وَآدم وَعِمْرَان وَمُحمَّد وَإبْراهِيْم بَنُو عُيَيْنَة.

تبع تابعین میں پانچ بھائیوں کی مثال: سفیان، آدم، عمران، محمد اور ابراہیم بن عیینہ، عیینہ کے بیٹے ہیں۔

ه - **مِثَالٌ لِلسِّتة**: فِي التَّابِعينَ، مُحمَّد وَأنَس وَيَحْيَي وَمَعْبَد وَحَفصَة وَكَرِيْمَة بَنُو سِيْرِيْنَ رحمهم الله.

تابعین مین چھ بھائیوں کی مثال: محمد، انس، یحییٰ، معبد، حفصہ، کریمہ رحمہم اللہ، سیرین رحمہ اللہ کے بیٹے ہیں۔

و - **مِثَالٌ لِلسَّبعةِ**: فِي الصَّحَابَة، النُّعمَان وَمَعقَل وَعَقِيْل وَسَرِيْد وَسِنَان ....

صحابہ رضی اللہ عنہم میں ساتھ بھائیوں کی مثال: نعمان، معقل، عقیل، سرید، سنان، ....

وَعَبد الرَّحمٰنِ وَعَبد اللهِ﷿، بَنو مُقرن ﷛.

عبد الرحمن اور عبد اللہ﷿، مقرن﷛ کے بیٹے ہیں۔

وَهَؤُلَاءِ السَّبْعَةُ كُلُّهم صَحَابَةٌ مُهَاجِرُونَ لَم يُشَارِكْهُم فِي هَذِه الْمَكْرُمَةِ أحدٌ، وَقيلَ: إنهم حَضُروْا غَزْوَةَ الْخَنْدَقِ كُلُّهُم .

یہ ساتوں مہاجر صحابہ﷿ ہیں اس شرف میں ان کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اور کہا جاتا ہے کہ وہ سارے غزوۂ خندق میں بھی شریک ہوئے تھے۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور ترین تصانیف:

أ - «كِتَابُ الإِخْوَةِ» لِأَبِي الْمُطَرِّفِ بنِ فَطيسِ الْأندُلُسي.

ابی مطرف بن قیس اندلسی﷫ کی کتاب ''الإخوة'' ہے۔

ب - «كِتَابُ الْإِخْوَةِ» لِأَبِي الْعَبَّاسِ السِّرَاجِ.

ابو عباس سراج﷫ کی کتاب ''الإخوة'' ہے۔

٤ - مَعْرِفَةُ الْمُتَّفِقِ الْمُفْتَرِقِ

متفق اور مفترق کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه:

أ - **لغةً**: المُتَّفِقُ: اِسْمُ فَاعِلٌ مِن «الاتِّفَاقِ»، الْمُفْترِقُ: اِسْم فَاعِلٌ مِنَ «الْافْتِرَاقِ» ضِدُّ الْاِتِّفَاقِ.

لغت میں: متفق اسم فاعل ''اتفاق'' سے مشتق ہے، مفترق اسم فاعل ''افتراق'' سے مشتق ہے، یہ اتفاق کی ضد ہے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: أَن تَتَّفِقَ أَسْمَاءُ الرُّوَاةِ وَأسماءُ آبَائهِمْ فَصَاعِدًا خَطًّا وَلفظًا، وَتَخْتَلِفَ أَشْخَاصُهُم، وَمِنْ ذَلك أَنْ تَتَّفِقَ أَسْمَاؤُهُم وَكُناهمْ، أَوْ أسماؤُهُم وَنِسْبَتُهم، وَنَحوُ ذَلِك.

اصطلاحی تعریف: راویوں اور ان کے باپوں کے نام اور اوپر تک کے نام خط اور تلفظ میں **متفق** ہوں جب کہ اشخاص (مسمی) مختلف ہوں، ایسے ہی ان کے نام اور کنیتیں یا ان کے نام اور نسبتیں وغیرہ **متفق** اور ایک جیسی ہوں۔

۲ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - **اَلْخَلِيْلُ بنُ أَحْمَدَ**: سِتَّة أشخاصٍ اشْتَرَكُوا فِي هَذَا الاِسمِ، أَوَّلُهُم شَيْخ سِيْبَوَيْه.

خلیل بن احمد: اس نام کے چھ اشخاص (راوی) ہیں، ان میں سے پہلا سیبویہ کا شیخ ہے۔

ب - **أحمدُ بنُ جعفرَ بنِ حَمْدَانِ**: أربعَةُ أشخاصٍ فِي عصرٍ وَاحدٍ.

احمد بن جعفر بن حمدان: ایک ہی زمانے کے چار اشخاص ہیں۔

ج - **عمرُ بنُ الخطَّاب**: سِتَّةُ أَشْخَاصٍ.

عمر بن الخطاب: اس نام کے چھ اشخاص ہیں۔

فائدہ: ایک نام میں زیادہ سے زیادہ اشتراک کی مثال جو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب "المُتفق والمُفترق" میں ملتی ہے، وہ سترہ اشخاص کی ہے۔

۳ - أَهْمِيَتُه وَفَائِدَتُه:

اس کی اہمیت اور فائدہ:

وَمَعْرِفَةُ هَذا النَّوعِ مُهِمٌّ جِدًّا، فَقَدْ زَلقَ بِسَبَبِ الْجَهلِ بهِ غَيرُ وَاحِدٍ مِن أكابرِ العُلَمَاءِ.

اس نوع کی پہچان بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس سے ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے اکابر علماء درست راہ سے پھسل گئے۔

وَمِنْ فَوَائِدِه:

اوراس کے فوائد میں سے ہے: کہ

أ - عَدمُ ظَنِّ الْمُشْتَرِكِيْنَ فِي الْإِسْمِ وَاحدًا، مَعَ أَنَّهُمْ جَمَاعَةٌ. وَهُوَ عَكَسُ «المُهْمَلِ» الَّذِيْ يُخْشَى مِنهُ أن يُظن الوَاحدُ اثْنَينِ.

ایک نام میں مشترک جماعت کوایک راوی خیال نہیں کیا جاسکتا ہے، اور یہ "مہمل" کے بر عکس ہے کیونکہ اس میں ایک راوی کو دو یا زیادہ شمار کرنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

ب - التَّمْيِيْزُ بَينَ الْمُشترِكِينَ فِي الاسمِ، فَرُبمَا يَكونُ أحدهُما ثِقَةٌ وَالْآخَرُ ضَعِيفًا، فَيُضعَّفُ مَا هُو صَحيحٌ أَوْ بِالعكْسِ.

ایک نام میں مشترک اشخاص میں تمیز ہو جاتی ہے، کیوں کہ بسا اوقات ایک ضعیف ہوتا ہے اور دوسرا ثقہ ہوتا ہے، اس کی معرفت کے بغیر ضعیف کو ثقہ اور ثقہ کو ضعیف گمان کرنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

٤ - مَتى يَحْسُنُ إِيْرَادُهُ؟

اس کا ورود کب مستحسن ہے:

وَيَحْسُنُ إيرَادُ الْمِثالِ فِيمَا إِذَا اشْترَكَ الرَّاوِيَانِ أَوِ الرُّواة فِي الْاسمِ، وَكَانُوا فِي عَصرٍ واحدٍ، وَاشْتَرَكُوْا فِيْ بَعضِ الشُّيوخِ أَوِ الرُّواةِ عَنهُم، أَمَّا إِذَا كَانُوا فِي عُصورٍ مُتبَاعِدةٍ فَلا إِشْكال فِي أسمائِهِمْ.

مثال کو پیش کرنا اس صورت میں بہتر ہوگا جب ایک نام میں دو یا زیادہ راوی مشترک ہوں اور موافق ہوں اور جب وہ ایک زمانے کے ہوں اور بعض شیوخ میں مشترک ہوں یا شاگردوں میں، ورنہ جب مختلف زمانوں میں ہوں تو ان کے نام میں کوئی اشکال نہیں رہتا۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

مشہور ترین تصانیف:

أ - كِتابُ «المُتَّفِق والمُفْترِق» لِلْخَطِيبِ الْبغدَادِي، وَهُو كِتَابٌ حَافِلٌ نَفِيسٌ.

"المُتفق والمُفترق"،خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور یہ کتاب جامع اور عمدہ ہے۔

ب - كتَابُ «الْأَنْسابِ الْمُتَّفِقةِ» لِلحَافِظ مُحَمَّدِ بنِ طَاهِر المُتوفَى سنة: ٥٠٧هـ، وَهُو لِنَوعٍ خَاصٍّ مِنَ الْمُتَّفق.

"الأنساب المتفقة" حافظ محمد بن طاہر متوفی ۵۰۷ھ کی کتاب ہے، جو متفق کی ایک خاص نوع پر مشتمل ہے۔

٥ - المُؤْتَلِفُ وَالمُخْتَلِفُ

موٴتلف اور مختلف

١ - تَعْرِيْفُه:

اس کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: المُؤْتَلِفُ اِسْمُ فَاعِلٍ مِن «الْائْتِلَافِ» بِمَعْنَى: «الاِجتِماَعِ وَالتَّلاَقِي»، وَهُوَ ضِدُّ النُفْرة. وَالْمُخْتَلِف اسمُ فَاعِلٍ مِنَ «الْاِخْتلاَفِ» ضِدُّ الْاِتِّفَاقِ.

لغت میں مؤتلف اسم فاعل "ائتلاف" سے بمعنی جمع ہونا اور ملاقات ہونا، اور یہ نُفرة کی ضد ہے۔ اور مختلف "اِختِلاف" سے اسم فاعل کا صیغہ ہے، جو اتفاق کی ضد ہے۔

ب - **اصْطِلَاحًا**: أَنْ تَتَّفِقَ الْأَسْمَاءُ أَوِ الْأَلْقَابُ أَوِ الْكُنٰى أَوِ الْأَنسَابُ خطًّا، وَتختلِفُ لَفْظًا.

اصطلاح میں کہتے ہیں راویوں کے نام یا لقب یا کنیتیں یا نسب اور نسبتیں خط میں متفق ہوں اور تلفظ میں مختلف ہوں۔

٢ - أَمْثِلَتُه:

اس کی مثالیں:

أ - «سَلَام» و«سَلَّام»: اَلْأَوَّلُ بِتَخْفِيْفِ اللاَمِ، وَالثَّاني بِتَشْدِيدِ اللَّامِ.

سلَام،اورسلّام: پہلا نام لام کی تخفیف کے ساتھ ہے اور دوسرا لام کی تشدید کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

ب - «مِسْوَر» و «مُسَوَّر»: الأَوَّلُ بِكَسْرِ الْمِيْمِ وَسُكُونِ السِّينِ وَتخفيْفِ الوَاوِ. وَالثَّاني بِضَمِّ الْمِيْمِ وَفَتْحِ السَّينِ وَتَشْدِيْدِ الوَاوِ.

مِسوَر اور مُسَوَّر: پہلا نام میم کے کسرہ، سین کے سکون اور واؤ کے تخفیف اور دوسرا میم کے پیش اور سین کے زبر اور واو کی تشدید ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

ج- «البَرَّازُ» و «البَزَّارُ»: اَلْأَوَّلُ آخِره زَاي، والثَّانِي آخِرَه رَاء.

البَرَّاز اورالبَزَّار: پہلے کے آخر میں ’’زا‘‘ ہے اور دوسرے کے آخر میں ’’را‘‘ ہے۔

د- «الثَّوْري» و «التَّوَزِي» اَلْأَوَّلُ بِالثَّاءِ وَالرَّاءِ، وَالثَّانِي بِالتَّاءِ وَالزَّاي.

الثوری اور توَّزِی میں: پہلا ’’ثا‘‘ اور ’’را‘‘ کے ساتھ ہے اور دوسرا ’’تا‘‘ اور ’’زا‘‘ کے ساتھ ہے۔

٣ - هَلْ لَه ضَابِطٌ؟

کیا اس کے لئے کوئی جامع قانون ہے؟

أ - أَكْثَرُه لَا ضَابِطَ لَه؛ لِكَثْرَةِ انْتِشَارِه، وَإِنَّمَا يُضْبَطُ بِالْحِفْظِ كُلُّ اسمٍ بِمَفْرَدِهِ.

اکثر اسماء کے لئے کوئی اصول نہیں ہے کیونکہ وہ عام ہیں صرف حفظ کرنے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ہر نام کو الگ یاد کیا جاتا ہے۔

ب - وَمِنْهُ مَا لُه ضَابِطٌ، وَهُوَ قِسْمَانِ:

اور بعض میں اصول موجود ہے، اور ان کی دو قسمیں ہیں:

١ - مَا لُه ضَابِطٌ بِالنِّسبَةِ لِكِتَابٍ خَاصٍ أَوْ كُتُبٍ خَاصَّةٍ، مِثْلُ أَنْ نَقُولَ: إِنَّ كُلَّ مَا وَقَعَ فِي الصَّحِيْحَينِ وَالْمُوَطَّأ «يَسَار» فَهُوَ بِالمُثَنَّاةِ ثُمَّ الْمُهْمَلَةِ إِلَّا محمَّدُ بنُ «بشَّارٍ» فَهُوَ بِالْمُوَحَّدَةِ ثُمَّ الْمُعْجَمَةِ.

وہ جن میں ایک خاص کتاب یا خاص کتابوں کے اعتبار سے ضابطہ ہے، مثلاً یوں کہا جائے کہ ”صحیحین“ اور ”موطا“ میں جب یہ لفظ ’’یسار‘‘ واقع ہو تو اسے یا اور سین کے ساتھ پڑھا جائے گا سوائے محمد بن بشار کے، کہ یہاں پر یہ لفظ ’’بشار‘‘ با اور شین کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

٢ - مَا لُه ضَابِطٌ عَلى الْعُمومِ: أي لَا بِالنِّسبَة لِكتَابٍ أوْ كُتبٍ خَاصَّةٍ. مِثلُ أَنْ نَقُوْلَ: «سَلَّام» كُلُّه مُشَدَّدُ اللَامِ إِلَّا خَمْسَة، ثُمَّ نَذْكُرُ تِلْكَ الخَمسةَ.

وہ جن میں عام ضابطہ ہے، یعنی کسی خاص کتاب یا مخصوص کتابوں کے لحاظ سے نہیں، مثلاً ہم کہتے ہیں کہ ''سلّام'' کو ہر جگہ لام کی تشدید کے ساتھ پڑھا جائے گا سوائے پانچ مقامات کے، پھر ان پانچ کو ذکر کر دیا جائے۔

٤ - أَهْمِيَّتُه وَفَائِدَتُه:

اس کی اہمیت اور فوائد:

مَعرِفَةُ هَذَا النَّوْعِ مِن مُهِمَّاتِ عِلْمِ الرِّجَالِ، حَتَّى قَالَ عَلِيُّ بنُ الْمَدينِي: «أَشَدُّ التَّصْحِيْفِ مَا يَقَعُ فِي الْأَسْمَاءِ»؛ لِأَنَّهُ شَيْءٌ لَا يَدْخُلُه القِيَاسُ، وَلَا قَبْلَهُ شَيْءٌ يَدُلُّ عَليهِ وَلَا بَعْدهُ. وَفَائِدتُهُ تَكْمَنُ فِي تَجَنُّبِ الخَطَأ وَعَدمِ الْوقُوعِ فِيهِ.

اس نوع کی معرفت حاصل کرنا علم رجال میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے، یہاں تک کہ علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ تصحیف راویوں کے اسماء میں واقع ہوتی ہے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں قیاس کو دخل نہیں ہے، اور نہ ان کا سیاق وسباق اس پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا فائدہ غلطی سے اجتناب اور خطا میں واقع نہ ہونے میں پوشیدہ ہے، یعنی اسماء میں غلطی سے پرہیز میسر آتا ہے اور خطا میں واقع نہیں ہوا جا سکتا ہے۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع میں مشہور تصانیف:

«المُؤْتلِف وَالمُخْتلف» لِعَبْدِ الْغَنِي بنِ سَعِيدٍ.

عبدالغنی بن سعید رحمہ اللہ کی تصنیف ''المُؤتلف والمُختلف'' ہے۔

«الإِكْمَالُ» لِابْنِ مَاكُولا، وَ«ذيلُه»: لِأَبِي بَكرِ بنِ نُقطَةَ.

ابن ماکولا رحمہ اللہ کی تصنیف ''الإکمال'' ہے، اور جس پر حاشیہ اور تعلیق ابو بکر بن نقطہ رحمہ اللہ کی ہے۔

٦ - معرفة المُتَشَابِهِ

متشابہ کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه:

متشابہ کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: اسمُ فَاعلٍ مِن «التَّشابُه» بِمعنَى «التَّماثُلِ»، وَيُرَادُ بِالْمُتَشَابِه هُنا «الْمُلْتَبِس»، وَمنْهُ «الْمُتَشَابِه» مِن الْقُرْآنِ: أيِ الذِي يَلْتَبِسُ مَعْناهُ.

لغتاً: "متشابہ" تَشَابُه سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی مماثلت، ایک جیسا ہونا، یہاں متشابہ سے مراد "ملتبس" (خلط ملط) ہے، اور اسی سے کہا جاتا ہے: یہ قرآن میں متشابہ ہے یعنی اس کے معنی ملتبس (ممتاز نہیں) ہیں۔

ب - **اصْطلَاحًا**: أنْ تَتَّفِقَ أسماءُ الرُّواةِ لَفظًا وَخطًّا، وَتَختلِفُ أسماءُ الْآبَاءِ لَفْظًا لَا خَطًّا، أوْ بالعَكسِ.

اصطلاح میں کہتے ہیں: راویوں کے نام تلفظ اور خط میں متفق ہوں، لیکن آباء کے اسماء صرف تلفظ میں مختلف ہوں، نہ کہ خط میں، یا اس کے برعکس ہو۔

٢ - أَمْثِلَتُه:

اس کی مثالیں:

أ - «مُحَمَّدُ بنُ عُقيل» بِضَمِّ الْعَيْنِ وَ«محمد بن عَقيل» بِفَتْحِ الْعَيْنِ، اِتَّفَقَتْ أَسْمَاءُ الرُّوَاةِ، وَاخْتَلَفَتْ أَسْمَاءُ الْآبَاءِ.

"محمد بن عُقیل" عین کے ضمہ کے ساتھ، اور "محمد بن عَقیل" عین کے فتح کے ساتھ، یہاں راویوں کے نام متفق ہیں، جبکہ آباء کے نام تلفظ اور بولنے میں مختلف ہیں۔

ب - «شريحُ بنُ النعمانِ» و«سَريح بنُ النعمان» اخْتلفتْ أسماءُ الرواةِ، وَاتفقَت أسماءُ الْآباءِ.

شريح بن النعمان اور سریح بن النعمان میں روایوں کے نام مختلف ہیں جبکہ آباء کے نام میں اتفاق ہے۔

٣ - فَائِدَتُه:

وَتكمن فَائِدته فِي ضَبْطِ أسمَاءِ الرُّواة، وَعدمِ الالتِباسِ فِي النُّطقِ بها، وَعدمِ الوقوعِ في التَّصحيفِ وَالوَهمِ.

اس بحث کا فائدہ راویوں کے نام کے ضبط اور حفظ میں اور ان کے تلفظ میں التباس نہ ہونے اور تصحیف اور وہم میں واقع نہ ہونے میں پوشیدہ ہے۔

٤ - أَنْوَاعٌ أُخْرَى مِن الْمُتَشَابه:

متشابہ کی دوسری قسمیں:

هُنَاكَ أَنْواعٌ أخْرَى منَ الْمُتشَابِه، أذْكُرُ أهَمَّهَا، فَمنها:

متشابہ کی دوسری انواع بھی ہیں ان میں سے اہم اور ضروری کو بیان کرتا ہوں:

أ - أَن يَّحْصُلَ الْاتِّفَاقُ فِي الْاسمِ وَاسمِ الْأبِ إلاَّ فِي حَرْفٍ أوْ حَرفينِ، مِثلُ: «مُحمَّد بنُ حُنَين» و«مُحمدُ بن جُبَيْر».

راوی کے نام اور باپ کے ناموں میں سوائے ایک حرف یا دو حرفوں کے اتفاق ہو۔ مثلاً: محمد بن حنین اور محمد بن جبیر۔

ب - أو يَحصُل الاتفاقُ فِي الاسمِ وَاسمِ الأبِ خَطًّا ولفظًا، لكِن يَّحصلُ الاخْتِلافُ في التَّقدِيمِ وَالتَّأخيرِ.

یا راوی اور باپ کے نام میں خط و تلفظ میں اتفاق ہو، لیکن دونوں کی تقدیم وتاخیر میں اختلاف ہو جائے۔

١ - إِمَّا فِي الْاسمَيْنِ جُمْلَةً، مثل: «الأسود بن يزيد» و«يزيد بن الأسود».

خواہ مکمل دونوں ناموں میں اختلاف ہو، جیسے: ''أسود بن يزيد'' اور ''يزيد بن أسود''.

٢- أوْ فِي بَعضِ الحُرُوفِ مثلُ: «أيوبِ بنِ سَيَّار» و«أَيُوْبُ ابنُ يَسَار».

یا بعض حروف میں اختلاف ہو، جیسے: "أيوب بن سيّار" اور "أيوب بن يسار"۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع کی مشہور تصانیف:

أ - «تَلْخِيصُ المُتَشَابِه فِي الرَّسمِ، وَحمايةُ مَا أَشْكَلَ مِنْهُ عَنْ بَوادِرِ التَّصحِيْفِ وَالوَهمِ» لِلْخَطِيّبِ الْبَغْدَادِي.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب "تلخيص المتشابه في الرسم وحماية ما أشكل منه عن بوادر التصحيف والوهم" ہے۔

ب- «تَالِي التَّلخِيصِ» لِلْخطِيبِ أيْضًا، وَهُو عِبارَةٌ عَنْ تَتِمَّةٍ أَوْ ذَيْلٍ لِلْكِتَابِ السَّابِقِ، وَهُمَا كِتَابَانِ نَفِيْسَانِ لَمْ يُصَنَّفْ مِثْلُهُمَا فِي هَذَا الْبَابِ.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب "تالي التلخيص" ہے، یہ پہلی کتاب کا تتمہ یا حاشیہ ہے، اور یہ دونوں ایسی عمدہ کتابیں ہیں کہ ان کی مثل اس باب میں تصنیف نہیں کی گئی۔

❀ ❀ ❀

٧ - معرفة المُهْمَل

مہمل کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه:

مہمل کی تعریف:

أ - لُغَةً: اسمُ مَفعولٌ مِنَ «الْإِهْمَالِ» بِمَعْنَى: «التَّرْكِ» ....

لغۃً: مهمل "إهمال" سے اسم مفعول کا صیغہ ہے إهمال ترک کر دینے (چھوڑنے) کے معنی میں ہے، ....

كَأَنَّ الرَّاوِيَ تَرَكَ الْاِسمَ بِدُونِ ذِكْرِ مَا يُمَيِّزُهُ عَن غَيرِهِ.

گویا کہ راوی نام کو اس طرح چھوڑ دیتا ہے کہ اسے غیر سے ممتاز کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی۔

ب - **اصْطِلاحًا**: أَن يَّرْوِيَ الرَّاوِي عَن شَخْصَيْنِ مُتَّفِقَيْنِ فِي الْاسْمِ فَقطْ، أو مَع اسمِ الْأبِ أَوْ نَحْو ذَلكَ، وَلم يَتَميزَا بِما يَخُصُّ كُلَّ واحدٍ مِنْهُمَا.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ راوی ایسے دو شخصوں سے روایت کرے جو صرف نام میں یا باپ وغیرہ میں متفق ہوں اور کوئی تمیز کرنے والی دلالت بھی نہیں ہوتی جو ہر ایک کو خاص کرے۔

۲ - مَتٰى يَضُرُّ الْإِهْمَالُ؟

اہمال کب نقصان دہ ہے؟

إنْ كَانَ أَحْدُهُمَا ثِقَةً وَالْآخَرُ ضَعِيْفًا؛ لِأَنَّه لَا نَدرِي مَنِ الشَّخْصُ الْمَروِي عَنه هُنَا، فَرُبَّمَا كَانَ الضَّعيفُ مِنهُما، فَيُضَعَّفُ الحَديثُ.

اگر دونوں میں سے ایک ثقہ ہو اور دوسرا شخص ضعیف ہو، کیوں کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہاں مروی عنہ کون ہے، بعض دفعہ اسے ضعیف شمار کر کے حدیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔

أَمَّا إِذَا كَانَا ثِقَتَينِ، فَلاَ يَضُرُّ الْإِهْمَالُ بِصِحَّةِ الحديثِ؛ لِأَنَّ أَيًّا مِنهُما كَانَ الْمَرويُّ عنهُ فَالْحَديثُ صَحِيحٌ.

لیکن اگر دونوں راوی ثقہ ہوں تو پھر اہمال، صحتِ حدیث کے لئے مضر نہیں ہے، کیوں کہ مروی عنہ کوئی بھی ہو حدیث تو صحیح ہی رہے گی۔

۳ - مِثَالُه:

اس کی مثال:

أ - إِذَا كَانَا ثِقَتينِ: مَا وَقعَ للْبخَارِي مِن روايتهِ عَن «أحمد» -غَير مَنْسُوبٍ- ....

عَنِ ابْنِ وَهبٍ؛ فَإِنَّه إِمَّا أَحْمَدُ بنُ صَالِحٍ أَوْ أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى، وَكِلاَهُمَا ثِقةٌ.

جب دونوں ثقہ ہوں: "بخاری" میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "احمد رحمہ اللہ" سے روایت کیا ہے، اب احمد کو کسی طرف منسوب نہیں کیا، وہ ابن وہب سے بیان کرتے ہیں، البتہ احمد سے مراد احمد بن صالح بھی ہو سکتا ہے اور احمد بن عیسی بھی لیکن یہ دونوں ثقہ ہیں۔

ب - إِذَا كَانَ أَحدُهُمَا ثِقَةً وَالْآخرُ ضَعِيْفًا: «سُلَيْمَان بن دَاود» و«سليمان بن داود»، فَانْ كَانَ «الخَوْلَانِي» فَهو ثِقةٌ. وَان كَانَ «اليمامِي» فَهو ضَعيفٌ.

جب ایک ثقہ ہو اور دوسرا ضعیف ہو: سليمان بن داؤد اور سليمان بن داؤد ہے کہ اگر وہ "خولاني" ہے تو ثقہ ہے، اور اگر (سليمان بن داؤد) يمامي ہے تو ضعیف ہے۔

٤ - اَلْفَرْقُ بَيْنَه وَبَيْنَ المُبْهَمِ:

مہمل اور مبہم میں فرق:

وَالْفَرْقُ بَينَهُما: أَنَّ الْمُهْمَلَ ذُكِرَ اسْمُه وَالْتَبَسَ تَعْيِيْنُه، وَالمُبْهَمُ لَمْ يُذكَرِ اسمُهُ.

مہمل اور مبہم کے درمیان فرق یہ ہے کہ مہمل کی صورت میں نام ذکر کیا جاتا ہے لیکن تعیین میں التباس ہو جاتا ہے، اور مبہم میں تو نام کو ہی ذکر نہیں کیا جاتا۔

٥ - أَشْهرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع کی مشہور تصانیف:

كِتَاب «المُكْمِل فِيْ بيَانِ الْمُهْمَل» لِلْخَطِيْبِ.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتاب "المُكمل في بيان المُهمل" ہے۔

٨ - مَعْرِفَةُ الْمُبْهَمَاتِ

مبهمات کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه:

مبہمات کی تعریف:

أ - **لُغَةً**: المُبَهَمَات جَمعُ «مُبْهَمٍ» وَهُوَ اسمُ مفعولٌ مِن «الْإِبْهَامِ» ضِدُّ الْإِيْضَاحِ.

لغتًا: مبہمات ''مبہم'' کی جمع ہے، اور یہ اسم مفعول، إبہام سے مشتق ہے، إیضاح کی ضد ہے۔

ب - **اصْطِلاحًا**: هُو مَن أبْهِم اسمُه فِي الْمَتنِ أوِ الإسنادِ مِن الرُّواةِ أوْ مِمَّن لَه علاقةٌ بالرِّوايَة.

اصطلاح میں کہتے ہیں: وہ شخص جس کا نام متن یا سند میں مبہم رکھا گیا ہو، یا جس کا روایت سے تعلق ہے اس کا نام مبہم ذکر کیا گیا ہو۔

٢ - مِنْ فَوَائِدِ بَحْثِه:

اس بحث کے فوائد:

أ - إِنْ كَانَ الإِبْهَامُ فِي السَّندِ: مَعرفةُ الرَّاوِي إِنْ كَانَ ثِقَةً أو ضَعِيْفًا لِلْحُكْمِ عَلى الحَدِيْثِ بِالصِّحَّة أو الضُّعْفِ.

اگر ابہام سند میں ہو: تو راوی کی پہچان کہ وہ ثقہ ہے یا ضعیف تاکہ حدیث پر صحت یا ضعف کا حکم لگایا جاسکے۔

ب - وَإِن كَانَ فِي الْمَتَن: فَلهُ فَوَائِدُ كَثيرةٌ، أبرَزُها مَعرِفَةُ صَاحبِ الْقِصَّةِ أو السَّائِل حَتّٰى إِذَا كَانَ فِي الْحدِيثِ منقبة له عَرفْنَا فَضلَه، وَانْ كَانَ عَكسُ ذَلكَ، ....

اور اگر ابہام متن میں ہو: تو اس وقت اس کی معرفت کے بہت سارے فائدے ہیں، سب سے ظاہر اور معروف فائدہ یہ ہے کہ صاحب واقع یا سائل کی پہچان ہوتی ہے حتی کہ اگر حدیث میں اس کی کوئی فضیلت یا منقبت آئی ہوتی ہے تو ہم اسے معلوم کر لیتے ہیں، اور اگر اس کا برعکس معاملہ (یعنی اس کی مذمت ہو) ....

فَيحْصُلُ بِمعْرِفَتِه السَّلَامَةُ مِن الظَّنِّ بِغَيرِهِ مِن أَفَاضِلِ الصَّحَابَة.

تواس کی معرفت سے اس کے علاوہ دوسرے فضیلت والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق سوء ظن سے بچا جائے گا۔

۳ - كَيْفَ يُعْرَفُ المُبْهَمُ؟

مبہم کی پہچان کیسے ہوتی ہے؟

يُعْرَفُ بِأَحَدِ أَمْرَين:

مبہم کو دو طریقوں میں سے ایک کے ذریعے پہچانا جاسکتا ہے:

أ - بِوُرُوْدِهِ مُسَمًّى فِي بَعضِ الرِّوَايَات الْأُخْرى.

یا تو دوسری روایات میں اس کا نام مذکور ہو۔

ب - بِتَنْصِيْصِ أَهْلِ السِّيَرِ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْهُ.

اہل سیر نص بیان کریں اور اس کی صراحت کریں۔

٤ - أَقْسَامُه:

مبہم کی قسمیں:

يُقْسَمُ الْمُبْهَمُ بِحَسبِ شِدَّةِ الْإِبْهَامِ أَوْ عَدمِ شِدَّتِه إِلٰى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ، وَأَبْدَأُ بِأَشَدِّهَا إِبهَامًا:

مبہم کو ابہام کی شدت اور عدم شدت کے اعتبار سے چار قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے، ابہام شدید سے میں ابتداء کر رہا ہوں:

أ - **رَجُلٌ أَوِ امرأَةٌ**: كَحَدِيْثِ ابنِ عَباسٍ أَنَّ «رَجُلًا» قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اَلْحَجُّ كُل عَامٍ؟ هَذَا الرَّجل هُوَ الْأَقْرَعُ ابنِ حَابِسٍ.

مرد یا عورت: مثلاً حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ہے "أن رجلا" کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ یہ رجل (سائل) اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ ہیں۔

ب - **الاِبنُ وَالبِنتُ**: وَيَلحَقُ بِه الْأَخُ وَالْأُخْتُ وَابْنُ الْأَخِ وابْنُ الْأختِ وَبنتُ الْأَخِ وبنتُ الْأُخْتِ، كَحديثِ أمِّ عَطيَة فِي غُسلِ «بنتِ» النبيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بماءٍ وسِدْرٍ، هي زينبُ رضي الله عنها.

ابن یا أخت میں ابہام ہو: اور اس کے بھائی یا بہن اور ابن الاخ یا ابن الأخت اور بنت الأخ یا بنت الأخت کو ملحق کیا جاتا ہے، جیسا کہ حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا میں آتا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیٹی (بنت) کو بیری کے پتوں والے پانی کے ساتھ غسل دیا، یہاں بنت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ''زینب رضی اللہ عنہا'' ہے۔

ج - **العَمُّ والعَمَّةُ**: وَيُلحقُ بِه الخَالُ وَالخَالَةُ وَابنٌ أو بِنتُ الْعَمِّ وَالْعَمَّةِ وَابْنٌ أَوْ بِنتُ الخَالِ وَالخَالَةِ، كَحَديثِ رَافِع بْن خَديجٍ عَنْ «عَمِّه» في النَّهيِ عَن المُخَابَرَة، اسمُ عمِّهِ ظُهَير بنُ رَافِعٍ، وَكَحَديثِ «عَمَّة» جَابرِ الَّتِيْ بَكَتْ أباهُ لَمَّا قُتِل يوم أُحُدٍ، اسمُ عمَّته فَاطِمَةُ بِنتُ عَمرٍو.

عم (چچا) یا عمة (پھوپھی) میں ابہام ہو: اور اس کے ساتھ خال (ماموں) اور خالہ یا چچا اور پھوپھی کے بیٹے اور بیٹی اور ماموں اور خالہ کے بیٹے اور بیٹی بھی شامل ہیں (یعنی جب سند یا متن میں مذکور لفظوں میں سے کسی لفظ کا مبہم طور پر ذکر کیا گیا ہو) جیسے حدیث رافع بن خدیج میں ہے کہ عن عمه في النهي عن المخابرة، اس عم کا نام ظُہیر بن رافع ہے، اور اسی طرح جابر کی عمہ (پھوپھی) والی حدیث۔ جو ان کے باپ کے غزوہ احد کے دن شہید ہونے پر روئی تھیں۔ اب ان کی عمّة کا نام فاطمہ بنت عمرو تھا۔

د- **الزَّوجُ والزَّوجةُ**: كَحديثِ «الصَّحيحَينِ» فِي وفاةِ «زَوجِ» سُبَيعَةَ، اسمُ زوجِهَا سَعدُ بنُ خَوْلَةَ، وَكَحدِيثِ «زوجَةِ» عَبدِ الرحمنِ بنِ الزُّبيرِ الَّتيْ كَانتْ تَحت رِفَاعَة القُرظِي، فَطَلَّقَهَا، اسمُهَا تَميمةُ بنتُ وَهبٍ.

زوج اور زوجہ کا ذکر ہو: (یعنی جب متن یا سند میں لفظ زوج یا زوجہ کا تذکرہ مبہم طور پر ہو) جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں حدیث ہے سُبَیعة کے زوج کی وفات سے متعلق، ان کے زوج (خاوند) کا نام سعد بن خولہ تھا۔ اور اسی طرح عبدالرحمن بن الزبیر کی زوجہ والی حدیث جو رفاعہ قرظی کے نکاح میں تھیں، اس نے طلاق دی تھی، اس زوجہ کا نام تمیمة بنت وهب تھا۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع کی مشہور تصانیف:

صَنَّفَ فِي هَذا النَّوْعِ عَدَدٌ مِنَ العُلَمَاءِ، مِنْهُمْ عَبدُ الْغِني بنُ سَعيدٍ وَالخَطِيبُ وَالنوَوِيُّ، وَأَحْسَنُهَا وَأَجْمَعُها كتابُ «المُسْتَفادِ من مُبْهَماتِ المَتنِ وَالْإِسْنَادِ» لِوَلِي الدِّينِ العرَاقِي.

اس نوع میں کئی علماء نے کتابیں تصنیف کی ہیں، جن میں عبدالغنی بن سعید اور خطیب بغدادی اور امام نووی رحمہم اللہ شامل ہیں۔اس موضوع میں سب سے بہترین اور جامع کتاب ولی الدین العراقی رحمہ اللہ کی کتاب "المُستفاد من مبهمات المَتن والإسناد" ہے۔

٩ - مَعْرِفَةُ الوُحْدان

وُحدان کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه:

أ - **لُغةً**: الوُحْدَان بِضَمِّ الوَاوِ جَمعُ «وَاحِدٍ».

لغتاً: "الوُحدان" واؤ کے ضمہ کی ساتھ واحد کی جمع ہے۔

ب - **اصطِلاحًا**: هُم الرُّواةُ الذِينَ لَمْ يَروْ عَن كُلِ وَاحدٍ مِنهمْ إلَّا رَاوٍ وَاحِد.

اصطلاحًا: وہ راوی جن سے آگے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہوتا ہے۔

٢ - فَائِدَتُه:

اس کے فائدے:

مَعرفةُ مَجهولِ العَينِ، وَرَدُّ رِوايتِه إذَا لَم يَكنْ صَحَابِيًّا.

مجہول العین کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ صحابی نہ ہو تو اس کی روایت کو مردود قرار دیا جاتا ہے۔

٣ - أَمْثِلَتُه:

اس کی مثالیں:

أ - **مِن الصَّحابَة**: عُروة بنِ مُضَرِّس، لَمْ يَرو عَنه غَيرُ الشَّعبي. وَالْمُسَيِّب بنِ حزن، لَم يَرْوِ عَنهُ غيرُ ابنِه سَعيد.

صحابہ میں: عروۃ بن مضرس رضی اللہ عنہ، ان سے روایت کرنے والے تنہا شعبی رحمہ اللہ ہیں، اور مسیب بن حزن رضی اللہ عنہ، ان سے روایت کرنے والے تنہا ان کے صاحبزادے سعید رحمہ اللہ ہیں۔

ب - **مِن التَّابعينَ**: أبو العُشَراء، لم يَرْوِ عَنه غيرَ حَمادِ بن سلمة.

تابعین میں: ابوالعُشراء رحمہ اللہ، ان سے روایت کرنے والے اکیلے حماد بن سلمہ رحمہ اللہ ہیں۔

٤ - هَل أَخْرَجَ الشَّيْخَان فِي «صَحِيْحَيْهِمَا» عَنِ الوُحْدَانِ؟

کیاامام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی "صحیح" میں وحدان سے روایت نقل کی ہے؟

أ- ذَكَرَ الحَاكِمُ فِي «المَدْخَل»: أَنَّ الشَّيخيْنِ لَم يُخَرِّجَا مِن رِوايَةِ هَذا النَّوعِ شَيئاً.

حاکم رحمہ اللہ نے "المَدخل" میں ذکر کیا ہے کہ بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے اس نوع کی کسی روایت کی تخریج (نقل) نہیں کی ہے۔

ب - لكن جَمهورَ الْمُحدِّثينَ قالُوا: إنَّ في «الصَّحيحَينِ» أحاديثُ كثيرةٌ عنِ الوُحْدانِ من الصَّحابَة، مِنهَا.

لیکن جمہور محدثین رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ "صحیحین" میں بہت ساری احادیث ایسی ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے وحدان (ایک صحابی) سے مروی ہیں۔ ان میں سے:

١ - حديثُ «المُسَيب» في وَفاة أَبِيْ طالبٍ، أخرَجه الشيخَانِ.

مسیب کی حدیث جو ابوطالب کی وفات کے بارے میں ہے، اس کی شیخین رحمہما اللہ نے تخریج (نقل) کی ہے۔

٢ - حديثُ «قيسِ بن أبْي حازمٍ» عن «مِردَاسِ الأسْلميِّ»، «يَذْهبُ الصَّالحونَ الأوَّلُ فَالأوَّلُ». وَلَا رَاوِي «لِمرداس» غيرَ قيس. وَالْحديثُ أخرجَه البخَاريُّ.

(دوسری مثال): قیس بن ابی حازم کی حدیث ہے جس کو وہ مِردَاس الاسلمی سے روایت کرتے ہیں: "يذهب الصالحون الأوَّل فالأول"اس روایت کو مرِدَاس سے سوائے قیس کے کسی نے روایت نہیں کیا، اور اس حدیث کی بخاری رحمہ اللہ نے تخریج کی ہے۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

كِتابُ «المُنفَردات والوُحْدان» للإمامِ مسلم.

امام مسلم رحمہ اللہ کی کتاب "المُنفردات والوُحدان" ہے۔

❀ ❀ ❀

١٠ - مَعْرِفَةُ مَن ذُكِرَ بِأَسمَاءٍ أَو صِفَاتٍ مُختَلِفَةٍ

ان راویوں کی پہچان جنہیں کئی ناموں یا مختلف صفتوں سے یاد کیا جاتا ہے

١ - تَعْرِيْفُه:

اس کی تعریف:

هُو راوٍ وُصِفَ بأَسْمَاءٍ أوْ ألقَابٍ أو كُنًى مختلفةٍ، مِن شخصٍ واحِدٍ أوْ مِن جَماعةٍ.

وہ راوی جسے مختلف ناموں یا لقبوں یا کنیتوں سے ذکر کیا جاتا ہو، خواہ وہ ایک آدمی کی طرف سے ہوں یا جماعت کی طرف سے ہوں۔

٢ - مِثَالُه:

اس کی مثال:

مُحمَّد بن السَّائب الكلبِي: سَمَّاه بعضُهم «أبا النَّضر» وَسَمَّاه بعضُهم ....

«حَمَّادَ بنُ السَّائِبِ» وَسَمَّاهُ بعضُهم «أبَا سعيدٍ».

محمد بن السائب الكلبي: ان کا نام بعض نے "أبا النضر" ذکر کیا ہے، اور بعض نے ان کا نام "حماد بن السائب، اور بعض نے "أبو سعيد" نام ذکر کیا ہے۔

٣ - مِن فَوَائِدِه:

أ - عَدَمُ الْالتِباسِ في أسماءِ الشَّخصِ الواحدِ، وَعدَمُ الظَّنِّ بأنَّه أشخاصٌ مُتعَدِّدونَ.

ایک شخص کے ناموں میں خلط والتباس کا نہ ہونا اور یہ گمان نہ ہو کہ یہ متعدد اشخاص ہیں۔

ب - كَشْفُ تَدْلِيْسِ الشُّيُوخِ.

تدلیس الشیوخ سے پردہ اٹھ جاتا ہے۔

٤ - استِعْمَالُ الْخَطِيْبِ كَثِيْرًا مِن ذَلِكَ فِي شُيُوْخِه:

خطیب کا اپنے اساتذہ کے بارے میں اس چیز کا کثرت سے استعمال:

فَيَرْوِي فِي كُتبهِ مَثلًا عَن أَبِي القاسِمِ الأَزْهَرِي، وَعَنْ عُبيدِ الله ابنِ أبي الفَتحِ الفارِسي، وَعَنْ عُبيدِ الله بنِ أحمدِ بن عُثمانَ الصَّيرفي، وَالكُلُّ واحدٌ.

خطیب رحمہ اللہ اپنی کتابوں میں اس طرح روایت کرتا ہیں، مثلاً أبو القاسم الأزهري سے اور عبيد الله ابن ابی الفتح الفارسي سے اور عبيد الله بن أحمد بن عثمان الصيرفي سے روایت کرتے ہیں، حالانکہ یہ ایک ہی راوی ہے۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع پر مشہور تصانیف:

أ - «إيْضَاحُ الْإِشْكَالِ» لِلحَافظِ عَبدِ الْغَني بنِ سَعيدٍ.

حافظ عبد الغنی بن سعید رحمہ اللہ کی کتاب "إيضاح الإشكال" ہے۔

ب - «مُوضِحُ أوْهَامِ الجمعِ وَالتَّفريقِ» للْخطِيب الْبغْدَادِي.

علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ”موضح أوهام الجمع والتفريق“ ہے۔

١١ - مَعْرِفَةُ المُفْرَدَاتِ مِن الْأَسمَاء وَالكنى وَالألقَابِ

ناموں، کنیتوں اور القاب میں سے مفردات کی پہچان

١ - المُرادُ بِالمُفْرَدَاتِ:

مفردات سے مراد:

أَنْ يَّكُوْنَ لِشَخْصٍ مِنَ الصَّحَابَةِ أوِ الرُّواةِ عَامةً أوْ أَحَدِ الْعلمَاء اسمٌ أوْ كُنيةٌ أو لقبٌ لَا يُشارِكه فِيهِ غَيرُهُ مِن الرُّواةِ وَالعُلمَاءِ، وَغَالبًا مَا تَكُون تِلكَ المُفردَاتِ أسمَاءً غَريبةً يَصْعَب النطقُ بِها.

صحابہ یا عام راویوں یا کسی عالم کا ایک نام یا ایک کنیت یا لقب ہو جس میں کوئی اور راوی یا عالم شریک نہ ہو۔ عام طور پر یہ مفردات غریب اور نادر نام ہوتے ہیں جن کا تلفظ مشکل ہوتا ہے۔

٢ -فَائِدَةُ مَعْرِفَتُه:

اس کی پہچان کا فائدہ:

عَدمُ الْوقوْعِ فِي التَّصحيفِ وَالتَّحريفِ فِي تلكَ الأسماءِ المُفْردَةِ الغَربيةِ.

ان مفرد اسماء میں تصحیف اور تحریف واقع ہونے سے حفاظت ہوتی ہے۔

٣ - أَمْثِلَتُه:

اس کی مثالیں:

أ - اَلْأَسْمَاء:

١ - **مِنَ الصَّحَابَةِ:** «أَحمد بن عُجيَان» كسفيان، أو كعليان. و«سَنْدَر» بوزن جَعْفَر.

صحابہ رضی اللہ عنہم میں: أحمد بن عجيان بروزن سفيان یا عليان، اور سندر بروزن جعفر۔

٢ - **مِنْ غَيرِ الصَّحابَة:** «أَوْسَطُ» بنُ عمرٍو، «ضُرَيْبُ» بْنُ نُقَيْرِ بن سُمَيْر.

صحابہ کے علاوہ میں: أوسط بن عمر، ضريب بن نقير بن سمير۔

ب - **الكُنَى:**

کنیت:

١ - **مِنَ الصَّحابة:** «أَبُوْ الحَمْرَاء» مولى رسول الله صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْمُهُ هِلَالُ بنُ الحَارِثِ.

صحابہ میں: أبو الحمراء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کیا ہوا غلام ہے اور ان کا نام هلال بن الحارث ہے۔

٢ - **مِن غَيرِ الصَّحابَة:** «أبُو العُبَيْدين» وَاسمُه مُعاويةُ بن سبرة.

صحابہ کے علاوہ میں: أبو العبيدين ان کا نام معاوية بن سبرة ہے۔

ج - **اَلْألقَابُ:**

١ - **مِنَ الصَّحابَة:** «سَفِينةُ» مَولَى رَسولِ الله صَلَّىٰ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، واسمُه مِهْران.

صحابہ میں: سفينه نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں ان کا نام مهران ہے۔

٢ - **مِن غَيرِ الصَّحابَةِ:** «مَنْدَل» وَاسْمُه عَمْرَو بن علي الغزي الكوفي.

غیر صحابہ میں: مندل، اور ان کا نام عمرو بن علي الغزي الكوفي ہے۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

أَفْرَدَه بِالتَّصْنِيْفِ الْحَافِظُ أَحمدُ بنُ هَارُون البرديجي فِيْ كتابٍ سَماه «الأسماءَ المفردة». وَيُوجد فِي أواخر الكُتبِ المُصنَّفة فِي تَراجمِ الرُّواةِ كَثيرٌ منهُ، كَكتابِ «تقريب التهذيب» لابنِ حجرٍ.

حافظ احمد بن ہارون البردیجی رحمہ اللہ اس نوع کی تصنیف میں منفرد ہیں، اس کتاب کا نام انہوں نے ''الأسماء المفردة'' رکھا۔ راویوں کے سوانح پر لکھی گئی کتب کے آخر میں اس کے متعلق بہت سی معلومات موجود ہیں، مثلاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی کتاب ''تقريب التهذيب'' ہے۔

١٢ - مَعْرِفَةُ أَسْمَاء مَنِ اشْتَهَرُوا بِكُنَاهُم

جو اپنی کنیتوں سے مشہور ہیں ان کے ناموں کی پہچان

١ - اَلْمُرَادُ بِهَذَا الْبَحْثِ:

اس بحث سے مراد:

الْمُرَادُ بهٰذا البحثِ أن نُفَتِّشَ عَن أسمَاءِ مَن اشْتَهَروْا بِكُنَاهُم حَتى نَعرِفَ الْاسمَ غَيرَ الْمَشهورِ لِكلٍ مِنهمْ .

اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ان راویوں کے ناموں کی تحقیق کریں کو اپنی کنیتوں سے مشہور ہیں تاکہ ہر ایک کا غیر معروف نام ہمیں معلوم ہو جائے۔

٢ - مِنْ فَوَائِدِه:

اس کے فوائد میں سے بعض:

وَفَائِدَةُ مَعرفةِ هَذا البحثِ هُوَ: أن لَّا يُظَنُّ الشَّخصُ الْوَاحدُ اثنَين؛ إذْ رُبَما يُذْكَرُ هَذا الشَّخصُ مَرَّةً بِاسمِه غَيرَ المَشهورِ، وَمرَّةً بِكُنْيَتِه الَّتي اشْتَهرَ بِها. فَيشْتَبهُ الْأمرُ عَلى مَن لَّا مَعرِفَةَ لهُ بِذلكَ، فَيظُنُّه شَخصينِ، وَهُو شَخْصٌ واحدٌ.

اس بحث کی معرفت کا فائدہ یہ ہے کہ ایک شخص کو دو گمان نہیں کیا جا سکتا، کیوں کہ بسا اوقات اس شخص کو ایک دفعہ غیر مشہور نام کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، اور دوسری دفعہ اپنی مشہور کنیت کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، تو معاملہ اس شخص پر مشتبہ ہو جاتا ہے جس کو اس بارے معرفت حاصل نہیں ہوتی، پس وہ اس کو دو شخص شمار کرتا ہے حالاں کہ وہ ایک ہی شخص ہوتا ہے۔

٣ - طَرِيْقَةُ التَّصْنِيْفِ فِيْه:

اس بارے میں تصنیف کا طریقہ:

المُصَنِّفُ فِي الْكُنٰى يُبَوِّبُ تَصْنِيْفَه عَلى تَرْتِيْبِ حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ فِي الْكُنى، ثُم يَذكُرُ أَسماءَ أصحَابِها، فَمثلًا يَذْكُرُ فِيْ بابِ الهمزَة: «أَبَا إسحاق» وَيَذْكُرُاسمَه، وفِي بَابِ الْبَاءِ: «أَبَا بِشْرٍ» وَيَذْكُرُ اسمَه، وهكَذا.

کنیتوں کے بارے میں لکھنے والا اپنی تصنیف میں کنیتوں کو حروف تہجی پر ترتیب دیتا ہے، پھر ہر کنیت والے کا نام ذکر کرتا ہے، مثلاً ہمزۃ کے باب میں ابواسحاق کا ذکر کرتا ہے پھر اس کے ساتھ اس کا اصل نام ذکر کرتاے گا۔ اور باء کے باب میں ابوبشر کو ذکر کر کے اس کا نام بیان کرے گا۔ اسی ترتیب سے آگے چلتا رہے گا۔

٤ - أَقْسَامُ أَصْحَابِ الْكُنٰى وَأَمْثِلَتُهَا:

کنیت والوں کی قسمیں اور مثالیں:

أ - **مَن اسمُه كُنيتُه**، وَلَا اسمَ لهُ غيرُها، كَأَبِي بِلاَلِ الْأشعرِي، اسمُه وَكُنيتُه واحِدٌ.

وہ شخص کہ اس کی کنیت ہی اس کا نام ہو، اس کے علاوہ کوئی اور نام نہ ہو، جیسے بلال الأشعري رحمہ اللہ ہے، یہ اس کا نام بھی ہے یہی اس کی کنیت بھی۔

ب - **مَن عُرِفَ بِكُنيَتِهِ**، وَلم يُعْرَفْ لَهُ اسمٌ أم لَا، كـ«أَبِي نَواس» صحَابي.

جو شخص اپنی کنیت سے معروف ہوتا ہے: اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا نام بھی ہے یا نہیں، جیسے صحابی رسول ابونواس رضی اللہ عنہ۔

ج - **مَنْ لُقِّبَ بِكنيةٍ**، وَلَه اسمٌ وَله كُنيةٌ غيرُهَا، كـ«أبي تُراب»، وهو لقب لعليِّ بن أبي طالب، وَكُنيَتهُ أبو الْحَسنِ.

جو شخص کنیت سے ملقب (لقب دیا گیا) ہو اور اس کا نام بھی ہو اور اس کی کنیت بھی ہو، جیسے "أبو تراب" حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا لقب ہے اور آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔

د - **مَنْ لَه كُنْيَتَانِ أَوْ أَكْثَرُ**: كـ«ابن جريجٍ» يُكَنّٰى بِأبي الوليدِ وَأَبِيْ خَالدٍ.

جس کی دو یا دو سے زیادہ کنیتیں ہوں؛ جیسے: "ابن جریج" کی کنیت أبو الوليد اور أبو خالد ہے۔

ه - **مَن اخْتُلِفَ فِي كُنيتِهِ**: كـ«أسَامَةَ بنِ زيدٍ»، قِيلَ: «أبو محمَّد»، وقيْل: «أبو عبْد الله»، وَقيلَ: «أبوْ خَارِجة».

جس کی کنیت میں اختلاف ہو گیا ہو، جیسے: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ، ایک قول ہے کہ ان کی کنیت أبو محمد ہے اور ایک قول ہے کہ ان کی کنیت أبو عبد الله اور ایک قول ہے کہ ان کی کنیت أبوخارجة ہے۔

و - **مَن عُرِفَتْ كُنيَتُه وَاخْتُلِفَ فِيْ اسمِه**: كـ«أبي هريرة»، اخْتُلِف في اسمِه واسمِ أبيْه عَلى ثَلاثينَ قَولاً، أشْهَرُهَا أنَّه: «عبدُ الرحمٰنِ بنِ صَخْرٍ».

جس کی کنیت مشہور ہو اور نام میں اختلاف ہو: جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کہ ان کے نام اور ان کے والد کے نام کے بارے میں تیس اقوال ہیں، سب سے زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ ان کا نام اور والد کا نام ''عبدالرحمن بن صخر'' ہے۔

ز - **مَن اخْتُلِفَ فِي اسْمِه وَكُنْيَتِه**: كـ«سفَينة»، قِيلَ: اسمُه «عُمير»، وقِيل: «صَالح»، وَقيل: «أبو الْبُخْتَري».

جس کے نام اور کنیت دونوں میں اختلاف ہو، جیسے سفينة، ایک قول ہے کہ اس کا نام عمير ہے اور ایک قول ہے کہ صالح ہے۔ اور ایک قول ہے کہ أبو البختري ہے۔

ح - **مَنْ عُرِفَ بِاسْمِه وَكُنْيَتِهِ**: وَاشْتَهر بهمَا معاً، كَـآبَاءِ عَبْدِ الله: سُفْيَان الثَّوري، وَمَالِكٍ، وَمحمَّدِ بنِ إِدْرِيْسِ الشَّافِعِي، وَأَحْمَدِ بنِ حَنْبَلٍ. وَكَأَبِي حَنِيْفَةَ النعمانِ بنِ ثابتٍ.

جس کا نام اور کنیت دونوں معروف ہوں اور دونوں کے ساتھ مشہور ہو: جیسے سفیان الثوری، مالک، محمد بن ادریس الشافعی اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں، ان تمام حضرات کی کنیت أبو عبد الله ہے۔ اور جیسے أبو حنيفة نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (نام اور کنیت دونوں مشہور ہیں)۔

ط - **مَنِ اشْتَهَرَ بِكُنْيَتِه مَعَ مَعْرِفَةِ اسْمِه**: كـ«أَبِي إِدْرِيْسِ الخَوْلَانِيِّ» اسمُه عَائِذُ اللهِ.

جو شخص اپنی کنیت سے مشہور ہو اس کا نام بھی معلوم ہو: جیسے ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ ان کا نام عائذ الله ہے۔

ي - مَنِ اشْتَهَرَ بِاسْمِهِ مَعَ مَعْرِفَةِ كُنْيَتِه: كَـ«طَلْحَةَ بنِ عُبيدِ الله التَّيمي» وَ«عبدِ الرحمن بن عوفٍ» و«الحسنِ بنِ عَلي بنِ أَبِيْ طالبٍ»، كُنيتُهمْ جميعًا: «أَبُو مُحَمَّدٍ».

جو اپنے نام کے ساتھ مشہور ہے باوجودیکہ کنیت سے بھی معروف ہو ہے: جیسے طلحة بن عبيد الله التيمي، اورعبد الرحمن بن عوف اورحسن بن علي بن أبي طالب، ان سب کی کنیت أبو محمد ہے۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع پر مشہور تصانیف:

لَقَدْ صَنَّفَ العُلَمَاءُ فِي الْكُنٰى مُصَنَّفاتٍ كَثِيرَةً، وَممَّن صنَّف فيهِ عَلِيُّ بن المَديني وَمسلمُ والنسائي، وَأشهَرُ هذه المصنفاتِ المطبوعة: كِتاب «الكُنى والأسماءِ» للدوْلابي أبي بَشرٍ مُحَمَّد بن أحمَد المتوفي سنة: ٣١٠ هـ.

علمائے کرام نے کنیتوں کے بارے میں کثیر تصنیفات مرتب کی ہیں، اوران مصنّفین میں علی بن المدینی اور امام مسلم اور نسائی رحمہ اللہ بھی ہیں۔ان مطبوعہ تصنیفات میں ابوبشر دولابی رحمہ اللہ کی کتاب ''الكنى والأسماء'' بہت مشہور ہے جن کا نام محمد بن احمد المتوفی ۳۱۰ھ ہے۔

١٣ - مَعْرِفَةُ الْأَلْقَابِ

لقبوں کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُه لُغَةً:

اس کی لغوی تعریف:

اَلْأَلْقَابُ جمع «لَقَبٍ»، وَ«اللَقَبُ»: كُلُّ وَصْفٍ أَشْعَرَ بِرِفْعَةٍ أو ضَعَةٍ أو مَا دَلَّ عَلى مدحٍ أو ذمٍّ.

ألقاب ''لقب'' کی جمع ہے، اور لقب سے ہر وہ وصف مراد ہے جو موصوف کی بلندی یا تحقیر پر دلالت کرے، ......

یا اس کی مدح یا ذم پر دلالت کرے۔

٢ - اَلْمُرَادُ بِهَذَا الْبَحْثِ:

اس بحث سے مراد:

هُو التَّفتيشُ والبحثُ عَن ألقَاب الْمُحدثينَ ورواةِ الحديثِ لمَعرِفتِهَا وَضَبطهَا.

اس بحث سے مراد یہ ہے کہ محدثین اور حدیث کے راویوں کے القاب کی بحث وتفتیش کرنا، ان کی معرفت حاصل کرنا اور ان کو ضبط کرنا۔

٣ - فَائِدَتُه:

وَفائدَةُ معرفةِ الْألقَابِ أمرانِ، وهمَا:

القاب کو پہچاننے کا فائدہ دو امور پر مشتمل ہے:

أ - عَدْمُ ظَنِّ الْأَلْقَابِ أَسَامِيَّ، وَاعْتَبَارُ الشَّخْصِ الذِيْ يُذْكَر تارةً باسمِه، وتارةً بلقبهِ شخصَين، وَهو شخصٌ واحدٌ.

لقبوں کو نام گمان نہیں کیا جاسکتا ہے، اور ایک راوی جو ایک مرتبہ نام سے ذکر کیا جاتا ہے اور دوسری جگہ لقب سے، تو اسے ایک کی بجائے دو شخص شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

ب - مَعْرِفَةُ السَّبَبِ الذِي مِنْ أَجْلِه لُقِّبَ هَذَا الرَّاوِي بِذَاكَ الْلَقَبِ، فَيعرفُ عِندئذٍ المرَاد الحقِيقِي مِن اللقب الَّذي يُخَالِفُ فِي كَثِيرٍ مِن الْأَحْيَانِ مَعْنَاه الظَاهِرُ.

وہ سبب معلوم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کسی راوی کو یہ لقب دیا گیا ہے، تو لقب کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے جس سے کبھی ظاہر معنی سے دھوکا نہیں کھایا جاسکتا۔

٤ - أَقْسَامُه:

اس کی قسمیں:

الْألقَابُ قِسْمَانِ، وَهُمَا :

القاب کی دو قسمیں ہیں:

أ - لَا يَجُوْزُ التَّعرِيفُ بِه: وَهُوَ مَا يَكْرَهُه المُلَقَّبُ بِه.

وہ لقب جس سے تعارف جائز نہیں: اور یہ وہ لقب ہیں جنہیں صاحبِ لقب ناپسند کرتے ہیں۔

ب - يَجوزُ التعريفُ به: وَهُو ما لَايَكْرَهُه المُلَقَّب بِه.

وہ لقب جس کے ساتھ تعارف کرنا جائز ہے: یہ وہ لقب ہے جسے صاحبِ لقب ناپسند نہیں کرتا ہے۔

٥ - أَمْثِلَتُه:

اس کی مثالیں:

أ - «الضَّالُّ» لَقَبٌ لِمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ اَلضَّالُّ، لُقِّبَ بِه؛ لِأَنَّه ضَلَّ فِي طَرِيْقِ مَكَّةَ.

''الضَّالُّ'' معاویہ بن عبدالکریم کا لقب ہے، ان کو اس وجہ سے لقب دیا گیا کہ ایک بار مکہ سے جاتے ہوئے راستے سے بھٹک گئے تھے۔

ب - «الضَّعِيْفُ»: لَقَبُ عَبْدِ اللهِ بنِ مُحَمَّدِ اَلضَّعِيْفُ، لُقِّبَ بِه؛ لِأَنَّه كَانَ ضَعِيْفًا فِي جِسْمِه لَا فِي حَدِيْثِهِ. قَالَ عَبْدُ الْغَنِي بنِ سَعِيْدٍ: «رَجُلَانِ جَلِيْلَانِ لَزِمَهُمَا لَقَبَانِ قَبِيْحَانِ، اَلضَّالُّ وَالضَّعِيْفُ».

"الضعیف" عبداللہ بن محمد کا لقب ہے، ان کو یہ لقب دینے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے جسمانی اعتبار سے کمزور تھے نہ کہ حدیث میں۔ عبدالغنی ابن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "دو جلیل القدر حضرات کے ساتھ نامناسب لقب یعنی ''ضال اور ضعیف'' چپک گئے ہیں"۔

ج - «غُنْدُر»: وَمَعْنَاهُ اَلْمُشَغب فِي لُغَةِ أَهْلِ الْحِجَازِ، وَهُوَ لَقَبُ مُحمدِ بنِ جَعْفَرِ الْبَصرِيِّ صَاحِب شُعْبَة، وَسَبَبُ تَلْقِيْبِه بِهذَا اللَّقَبِ: أَنَّ ابنَ جُرِيجٍ قَدِمَ الْبَصرةَ، ....

"غُندُر"، اس لفظ کا معنیٰ اہل حجاز کے ہاں ''شور مچانے والا'' ہے، اور یہ محمد بن جعفر بصری جو کہ شعبہ کے ساتھی ہیں، ان کا لقب ہے اور اس لقب کے ساتھ ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ابن جریج بصرہ تشریف لائے، ....

فَحَدَّثَ بِحَدِيْثٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصرِي، فَأَنْكَرُوْهُ عَلَيْه، فَقَالَ لَه: «اُسْكُتْ يَا غُنْدُر».

اورانہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطے سے کوئی حدیث بیان کی مگر بصرہ والوں نے اس کا انکار کیا(اور شور کیا، لیکن محمد بن جعفر نے سب سے زیادہ شور کیااور آواز بلند کی اور)اس نے کہا: ''اُسْكُتْ يَا غُنْدُر'': اے شور کرنے والے چپ ہو جا۔

د - «غُنْجَار»: لَقَبُ عِيْسى بنِ مُوْسى التيمي، لُقِّبَ بِـ«غُنْجَار» لحُمْرَةِ وَجْنَتَيْهِ.

''غُنجار'': یہ عیسی بن موسی التیمی کا لقب ہے،اوراس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے رخسارے سرخ تھے۔

ه - «صَاعِقَةُ»: لَقَبُ محمَّدِ بنِ إِبْرَاهِيْمَ الْحَافِظِ رَوىٰ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ، وَلُقِّبَ بِذَلِكَ لِحِفْظِه وَشِدَّةِ مُذَاكَرَتِه.

''صَاعِقَة'': یہ محمد بن ابراہیم الحافظ رحمہ اللہ کا لقب ہے، جس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اس لقب کا سبب یہ ہے کہ وہ تیز حافظہ والے اور بہت زیادہ مذاکرہ کرنے والے تھے۔

و - «مُشْكُدَانَة»: لَقَبُ عَبْدِ اللهِ بنِ عُمَر الأُمْوِيّ، وَمَعْنَاهُ بِالْفَارِسِيّة: «حَبَّةُ المِسْكِ أَوْ وِعَاءُ المِسْكِ».

''مشكدانة'': یہ عبد الله بن عمر الأموي کا لقب ہے، یہ فارسی لفظ ہے اور فارسی زبان میں اس کا معنی ہے: کستوری کا ٹکڑا یا کستوری رکھنے کا برتن۔

ز - «مُطَيَّن»: لَقَبُ أَبِي جَعْفَرِ الحَضْرَمِيِّ، وَلُقِّبَ بِه لِأَنَّهُ كَانَ وَهُوَ صَغِيْرٌ يَلْعَبُ مَع الصِّبْيَانِ فِي الْمَاءِ، فَيُطَيِّنُونَ ظَهرَهُ، فَقَالَ لهُ أَبُوْ نُعَيمٍ: يَا مُطَيَّنُ لِمَ لَا تَحْضُرْ مَجْلِسَ الْعِلمِ؟

''مُطین'': یہ ابو جعفر حضرمی کا لقب ہے،اور اس لقب کا سبب یہ ہے کہ وہ بچپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور وہ اس کی پیٹھ پر مٹی لیپ رہے تھے، تو ابو نعیم نے اس سے فرمایا: ''یا مطین (اے کیچڑ میں لتھڑے ہوئے) مجلس علم میں حاضر کیوں نہیں ہوتے ؟!

٦ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيْه:

صَنَّفَ فِي هَذا النَّوعِ جَماعةٌ مِن العلمَاءِ الْمُتقَدِّمِينَ وَالمُتأَخِّرِيْنَ، وَأحْسنُ هَذه الكُتبِ وَأخصَرُها كِتابُ «نزهةِ الألباب» للحَافظِ ابنِ حجرٍ.

فن حدیث کی اس نوع میں متقدمین اور متأخرین علماء کی ایک جماعت نے تصنیفات کی ہیں، اور ان کتب میں سے سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے مختصر کتاب "نزهة الألباب" حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔

❁ ❁ ❁

١٤ - مَعْرِفَةُ الْمَنْسُوْبِيْنَ إِلٰى غَيْرِ آبَائِهِمْ

اپنے آباء کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب حضرات کی پہچان

١ - اَلْمُرَادُ بِهٰذَا الْبَحْثِ:

اس بحث سے مراد:

مَعْرِفةُ مَن اشْتَهَرَ نَسبُهُ إلٰى غَيرِ أبيْهِ، مِن قَرِيبٍ، كَالأمِّ والجَد، أو غَريب، كَالمُرَبِّي ونحوِهِ، ثم معرفة اسم أبيه.

اس شخص کی معرفت حاصل کرنا جس کا نسب اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب ہو، خواہ رشتہ دار ہو، جیسے: ام، جد، یا اجنبی ہو، جیسے: مربی وغیرہ، پھر اس کے اپنے باپ کی پہچان کرنا۔

٢ - فَائِدَتُه:

اس کا فائدہ:

دَفعُ تَوَهُّمِ التَّعَدُّدِ عِنْدَ نِسْبَتِهِمْ إِلٰى آبَائِهِمْ.

ایسے لوگوں کی نسبت اپنے اصلی آباء کی طرف کرتے وقت تعدد کا وہم دور ہو جاتا ہے۔

٣ - أَقْسَامُه وَأَمْثِلَتُهَا:

اس کی اقسام اور امثلہ:

أ - مَنْ نُسِبَ إِلىٰ أُمِّه: مَثْلُ: مُعَاذ ومُعَوِّذ بَنُو عَفْرَاءَ، وَأَبُوهُمْ الحَارِثُ. ومثلُ: بلالِ بن حَمامة، أبُوهُ ربَاح. وَمحمَّد ابن الحنفِيَّة، أبُوه علي بن أبي طالب.

جو شخص اپنی ماں کی طرف منسوب ہو، مثلاً معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما عفراء کے بیٹے ہیں، اور ان کے والد حارث ہیں۔ اور بلال بن حمامة ان کے والد کا نام رباح ہے۔ اور محمد بن الحنفية ان کے والد کا نام علی بن أبي طالب رضی اللہ عنہ ہے۔

ب - مَنْ نُسِبَ إِلىٰ جَدَّتِه: الْعُلْيَا أَوِ الدُّنْيَا، مِثْلُ يَعْلَى بن مُنية، ومُنية أم أبيه، وَأَبُوْه أمية. بَشيْر ابن الخَصَاصِية، وَهي أمُّ الثالثُ من أجدَاده، وَأبوه مَعْبَد.

جو اپنی دادی کی طرف منسوب ہو، خواہ وہ قریبی ہو یا دور کی، مثلاً: "يعلى بن منية"، اور منية ان کے باپ کی ماں کا نام ہے، اور ان کے والد کا نام أمية ہے۔ "بشير ابن الخصاصية"، یہ (خصاصية) پشت میں تیسری دادی کا نام ہے، اور ان کے والد کا نام معبد ہے۔

ج - مَن نُسِبَ إلى جَدِّه: مثلُ أبو عُبيدةَ بن الجرَّاح، اسمُه عَامر بنُ عبدِ الله بن الجرَّاحِ. أحمدُ بن حنبَل، هُو أحمدُ بنُ محمَّد بن حَنبلٍ.

جو شخص اپنے دادا کی طرف منسوب ہو، مثلاً: "أبو عبيدة بن الجرّاح"، ان کا نام عامر بن عبد الله بن الجراح ہے۔ اور "أحمد بن حنبل"، یہ (کہ ان کا سلسلہ نسب) أحمد بن محمد بن حنبل ہے۔

د - مَن نُسِبَ إلى أجْنبيٍّ لِسببٍ: مِثلُ المِقْدَاد بنِ عمرِو الكندي، يُقال له: المقداد بن الأسود؛ لأنَّه كَان في حِجْر الأسودِ بن عبدِ يغوثَ، فتبنَّاه.

جو شخص کسی اجنبی کی طرف کسی سبب سے منسوب ہو، مثلاً: مقداد بن عمرو الكندي، ان کو مقداد بن أسود بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ اس نے أسود بن عبد يغوث کی گود میں پرورش پائی تو اس نے ان کو لے پالک بنالیا تھا۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس بارے میں مشہور تصنیفات:

لَا أَعْرِفُ مُصَنَّفًا خَاصًا فِيْ هَذَا الْبَاب، لَكِن كُتُبَ التَرَاجِمِ عَامَةٌ، تذْكرُ نَسب كُل راوٍ، لَا سيِّمَا كُتُبُ التَّرَاجِمِ المُوسعَة.

اس باب میں کوئی خاص تصنیف مجھے معلوم نہیں ہے، تاہم راویوں کے سوانح کی عام کتب میں ہر راوی کا نسب نامہ بھی ذکر ہے، خاص کر بڑی اور ضخیم کتابوں میں۔

١٥ - مَعْرِفَةُ النِّسَبِ التي عَلى خِلَافِ ظَاهِرِهَا

ان نسبتوں کی پہچان جو اپنے ظاہر کے خلاف ہیں

١ - تَمْهِيْدٌ:

تمہید:

هُناكَ عدَدٌ مِّن الرُّواةِ نُسِبُوا إلٰى مَكانٍ أَوْ غَزوةٍ أو قبيلةٍ أو صَنعةٍ، وَلٰكن الظَّاهرَ الْمُتُبادرَ إلَى الذِّهنِ مِن تِلك النِّسَبِ لَيس مُرادًا، وَالوَاقِع أَنَّهم نُسِبُوْا إلٰى تِلك النِّسَبِ لِعارِضٍ عَرض لَهم مِن نُزولِهم ذَلكَ المَكانِ أو مُجالستِهم أهْلَ تلكَ الصنعة وَنحْو ذَلكَ.

بہت سے راوی ایسے ہیں جو کسی جگہ یا غزوہ یا قبیلہ یا کسی فن کی طرف منسوب ہیں، لیکن ذہن کی طرف جو ظاہر مفہوم لوٹتا ہے وہ ان نسبتوں سے مراد نہیں ہوتا، بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ وہ کسی خاص مقصد اور سبب کے پیش آنے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب کیے گئے ہیں، مثلاً: وہ اس جگہ میں ٹھہرے یا اس پیشہ کے لوگوں کی مجلس اختیار کی۔

٢ - فَائِدَةُ هَذَا الْبَحْثِ:

اس بحث کے فائدے:

وَفَائِدَةُ هَذَا البَحْثِ هُوَ: مَعرفةُ أَنَّ هَذه النِّسَبَ ليست حقيقيةً، وَإِنَّما نُسِبَ إِلَيها صَاحِبُها لعَارِضٍ، وَمَعْرِفَةُ الْعارِضِ أَوِ السَّببِ الَّذي مِن أجله نُسِبَ إِلى تِلكَ النسبَةِ.

اس بحث کا فائدہ یہ ہے کہ یہ پہچان ہوتی ہے کہ ان نسبتوں سے حقیقت مراد نہیں، بلکہ کسی عارضہ کی وجہ سے اس کی طرف منسوب ہیں، پھر ان عارضوں اور نسبتوں کا بھی علم ہو جاتا ہے۔

٣ - أَمْثِلَةٌ:

مثالیں:

أ - أَبُوْ مَسْعُود البَدَرِي، لَمْ يَشْهد بَدراً، بَل نَزل فِيْهَا، فَنُسِب إِلْيْهَا.

"أبو مسعود البدري": یہ غزوہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے تھے بلکہ بدر کے میدان میں ٹھہرے رہے؛ اس لیے اس کی طرف منسوب ہوئے۔

ب - يَزيدُ الفقيرُ، لَمْ يكن فقيرًا، وَإِنَّمَا أُصِيْبُ فِي فَقَارِ ظَهرِه.

"يزيد الفقير": وہ فقیر نہیں تھے، بلکہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کے مہرے (فقار) میں چوٹ لگ گئی تھی (چوں کہ عربی میں ریڑھ کی ہڈی کو فقار کہا جاتا ہے؛ اس لیے وہ فقیر کہلائے)۔

ج - خَالِدُ الحَذَّاء، لَم يكن حذَّاءً، وَإِنَّما كَانَ يُجالس الحذائينَ.

"خالد الحذَّاء": یہ موچی نہ تھے، بلکہ وہ ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، (تو اس پیشہ کی طرف منسوب ہوئے)۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصنفاتِ فِي الْأَنْسَابِ:

كِتابُ «الأنسَاب» للسَّمعانِيْ، وَقد لَـخَّصَه ابنُ الأثيرِ في كتابٍ سمَّاه «اللباب في تهذيبِ الأنْسابِ». وَلَـخَّصَ الملخصَ هَذَا السُّيوطِيُّ فِي كتابٍ سَمَّاه «لُبُّ اللباب».

علامہ سمعانی رحمہ اللہ کی کتاب "الأنساب" ہے، اس کی تلخیص ابن الاثیر رحمہ اللہ نے کی ہے، جس کا نام "اللباب في تهذيب الأنساب" رکھا ہے اور اس ملخص کی تلخیص امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھی، اس کا نام انہوں نے "لبّ اللباب" رکھا۔

۱٦ - مَعْرِفَةُ تَوَارِيْخِ الرُّوَاةِ

راویوں کی تاریخ کی معرفت

۱ - تَعْرِيْفُه:

اس کی تعریف:

أ - **لغةً**: تَوارِيخ جمع «تأرِيخٍ»، وَهوَ مَصدَرُ «أرَّخَ»، وَسُهِّلَتِ الهَمزةُ فيهِ.

لغت میں تواریخ، "تاریخ" کی جمع ہے، اور یہ أرَّخ کا مصدر ہے، اس میں ہمزہ کو تسہیل کیا گیا ہے، (یعنی الف سے بدل کر پڑھا گیا، ہمزہ کی ادائیگی میں زبان کو جو جھٹکا دینا ہوتا ہے وہ نہیں دیا گیا)۔

ب - **اصطِلاحًا**: هُو التَّعريفُ بِالوَقتِ الَّذيْ تُضْبَطُ بِهِ الْأَحْوَالُ من المَوالِيدِ والوَفِيَّاتِ وَالوَقائِعِ وَغيرِها.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ اس وقت کی پہچان اور تعیین کرنا، جس کے ذریعہ سے راویوں کی ولادت، وفات اور زندگی کے واقعات وغیرہ محفوظ کیے جاتے ہیں۔

۲ - اَلْمُرَادُ بِه هُنَا:

یہاں مراد اور مفہوم:

مَعْرِفَةُ تَارِيْخِ مَوَالِيدِ الرُّواةِ وَسِماعِهم مِن الشُّيوخِ، وَقُدُوْمِهِم لِبعْضِ الْبلادِ، وَوفْياتِهم.

اس فن میں تاریخ سے مراد راویوں کی تاریخ پیدائش اور تاریخ وفات کے ساتھ ساتھ ان کے اپنے شیوخ سے سماع کے وقت اور بعض ممالک میں ان کے آنے جانے کی معرفت ہے۔

۳ - أَهْمِيْتُه وَفَائِدَتُه:

اس کی اہمیت اور فائدہ:

هُوَ فَنٌّ مُهِمٌّ، قَال سُفيانُ الثَّورِي: «لَمَّا اسْتَعْمَل الرواةُ الكذبَ اسْتَعْمَلْنَا لهم التَّأرِيخَ». وَمنْ فَوائدِه معرفةُ اِتِّصَالِ السنَدِ أوِ انْقطَاعِه.

یہ بڑااہم فن ہے، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جب راویوں نے جھوٹ بولنا شروع کردیاتو ہم نے تاریخ کااستعمال کیا"۔ اس کے فوائد میں سے یہ ہے کہ اس کے ذریعے سند کے اتصال اور انقطاع کی معرفت ہوتی ہے۔

وَقدِ ادَّعى قَومٌ الرِّوايَةَ عنْ قَومٍ فَنُظِر فِي التَّأرِيخِ، فَظهر أنَّهم زَعمُوا الرِّوايةَ عنهم بَعد وَفاتِهم بسنِين.

بسااوقات ایک قوم نے دوسری قوم سے روایت کرنے کادعوی کیا، پس جب تاریخ میں دیکھا گیا، تو ظاہر ہوا کہ یہ تاریخ اس مروی عنہ قوم کی وفات کے بعد کی ہے۔

٤ - أَمْثِلَةٌ مِن عُيُونِ التَّارِيْخِ:

اہم تاریخی مثالیں:

أ - الصَّحيحُ فِيْ سَنِّ سيدِّنا محمدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصاحبَيه أبي بكرٍ وعمرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ثَلَاثٌ وَسِتُّون.

صحیح قول کے مطابق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی عمر تریسٹھ سال تھی۔

١ - وَقُبضَ رسول الله ﷺ ضُحَى الاِثنينِ لِثِنَتي عَشرة خلت من ربيع الأول سنة ١١هـ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات بارہ ربیع الاول بروز پیر چاشت کے وقت ہجرت کے گیارہویں سال میں ہوئی۔

٢ - وَقُبض أبو بَكرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ في جُمادَى الأُولَى سنةَ: ١٣ هـ.

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ١٣ھ جمادی الاولی میں ہوئی۔

۳- وقُبِضَ عُمرُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ فِي ذِيْ الحَجَّةِ سنة: ۲۳ ھ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۳ھ میں ذی الحجہ کے مہینے میں ہوئی۔

٤ - وَقُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنهُ فِي ذِي الحَجَّةِ سنة: ۳۵ھ، وعمرُه ۸۲ سنة، وَقيلَ: ابن ۹۰ سنة.

عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ذی الحجہ کے مہینے میں ۳۵ھ میں ہوئی، آپ کی عمر ۸۲ سال تھی، اور ایک قول کے مطابق ۹۰ سال تھی۔

٥ - وَقُتِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنهُ في شهْرِ رَمضانَ سنة: ٤٠ ھ. وَهُو ابنُ ٦٣ سنة.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت رمضان المبارک میں ۴۰ھ میں ہوئی، اور آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

ب - صَحابِيانِ عَاشَا سِتينَ سَنةً فِي الجَاهِلِيَّةِ وَسِتِّينَ فِي الإِسْلاَمِ، وَمَاتَا بِالمَدينةِ سنة ٥٤، وهما:

دو صحابی جنہوں نے ساٹھ سال کی عمر جاہلیت میں گزاری اور ساٹھ سال کی عمر اسلام کی حالت میں گذاری، اور دونوں کی وفات مدینہ میں ۵۴ھ میں ہجری ہوئی۔ اور وہ یہ ہیں:

١ - حَكيمُ بن حُزام. ٢ - حَسانُ بنُ ثابتٍ.

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ۔ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

ج - أصْحَابُ الْمَذَاهبِ الْمَتْبوعةِ:

مذاہبِ متبوعہ کے ائمہ:

الأسماء	وُلِدَ سنة	تُوُفِّيَ سَنَةَ
١ - النُّعمانُ بنُ ثابتٍ: (أبو حنيفة رحمه الله).	٨٠	١٥٠
٢ - مَالك بنُ أنسٍ رحمه الله.	٩٣	١٧٩
٣ - محمدُ بنُ إدْريسَ الشَّافعي رحمه الله.	١٥٠	٢٠٤
٤ - أحمدُ بن حنبل رحمه الله.	١٦٤	٢٤١

د - أصحابُ كتُبِ الحديثِ المُعْتَمَدةِ:

ائمۂ محدثین کتبِ معتمدہ کے سن ولادت ووفات۔

الأسماء	ولد سنة	توفي سنة
نام	سن ولادت	سن وفات
١ - محمد بن إسماعيل البخاري رحمه الله.	١٩٤	٢٥٦
٢ - مسلم بن الحجاج النيسابوري رحمه الله.	٢٠٤	٢٦١
٣ - أبو داود السجستاني رحمه الله.	٢٠٢	٢٧٥
٤ - أبو عيسى الترمذي رحمه الله.	٢٠٩	٢٧٩
٥ - أحمد بن شعيب النسائي رحمه الله.	٢١٤	٣٠٣
٦ - ابن ماجه القزويني رحمه الله.	٢٠٧	٢٧٥

٥ - أشهرُ المُصنفاتِ فِيه:

اس بارے میں مشہور تصانیف:

أ - كتَاب «الوَفَيَات» لابن زَبْر محمد بن عبيد الله الربعي محدث دمشق رحمه الله المُتوفى سنة: ٣٧٩ هـ، وهو مُرَتَّبٌ عَلى السِّنين.

ابن زبر محمد بن عبيد الله الربعي محدث دمشق رحمه الله متوفی ۳۷۹ھ، کی کتاب "الوفیات" ہے، یہ تصنیف سالوں کی ترتیب پر ہے۔

ب - «ذُيول» عَلى الْكتابِ السَّابقِ، مِنها لِلكتاني ثُمَّ لِلأكْفانِي ثُم للعراقي، وغيرهم.

مذکورہ کتاب پر حواشی: "كتاني رحمه الله" کی، "أكفاني رحمه الله" کی اور "عراقي رحمه الله" کی۔

۱۷ - مَعْرِفَةُ مَنْ اُخْتُلِطَ مِنَ الثِّقَاتِ

مختلط ثقہ راویوں کی پہچان

۱ - تَعْرِيْفُ الْإِخْتِلَاطِ:

اختلاط کی تعریف:

أ- لُغَةً: الاختلاطُ لغةً فَسادُ العقلِ، يُقالُ «اخْتلَطَ فلان»: أي فَسدَ عقلُه، كِما في «القاموس».

اختلاط کالغوی معنی ہے: عقل کا فاسد ہونا، کہاجاتاہے: ''اختلط فلان''، یعنی اس کی عقل فساد پذیر ہوگئی، جیساکہ ''قاموس'' میں ہے۔

ب- اِصْطِلَاحًا: فَسادُ العَقل، أوْ عدمُ انتظامِ الأقوالِ بسبب خَرَف أو عَمًي أو احتراقِ كتب أو غيرِ ذَلكَ.

اصطلاح میں کہتے ہیں لمبی عمر کی، یانابینا ہونے، یاکتب کے جلنے کی وجہ سے راوی حدیث کی عقل فاسد ہو جائے، یااقوال کا نظم اور ترتیب و تہذیب ضبط نہ کرسکے۔

۲ - أنواع المُخْتَلَطِين:

مختلطین کی اقسام:

أ- مَنِ اخْتُلِطَ بِسَبَبِ الْخَرَفِ: مِثلُ عَطاَء بنِ السَّائبِ الثقفي الكوفي.

جو لمبی عمر کی وجہ سے مختلط ہوا، مثلا: عطاء بن السائب الثقفي الكوفي رحمہ اللہ۔

ب- مَن اخْتُلِطَ بِسَبَبِ ذِهَابِ الْبَصَرِ: مِثلُ عبدِ الرزَّاقِ بن هَمامِ الصَّنعانِي، فَكانَ بعد أنْ عَمِيَ يُلَقَّنُ فَيَتَلقَّنُ.

جس کی عقل بینائی جانے کی وجہ سے مختلط ہو: مثلاً عبد الرزاق بن همام الصنعاني رحمہ اللہ نابینا ہونے کے بعد (ان کو بیان حدیث کے دوران) لقمہ دیاجاتا، تووہ اسے قبول کرلیتے تھے۔

ج - **مَنِ اخْتلطَ بِأسبابٍ أخرى**: كَاحتِراقِ الكُتُبِ، مِثلُ: عَبد الله بنِ لَهِيْعَةَ المِصري.

جو دوسرے سبب کی وجہ سے مختلط ہو جائے: جیسے کتابوں کا جلنا وغیرہ، مثلاً: عبد الله بن لهيعة المِصري۔

٣ - حُكْمُ رِوَايَةِ الْمُخْتَلَطِ:

مختلط کی روایت کا حکم:

أ - يُقْبَلُ مِنْهَا مَا رُوِي عنه قَبل الْاختِلاطِ.

اختلاط کی کیفیت سے قبل کی روایات قبول کی جائیں گی۔

ب - وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا مَا رُوِي عَنه بَعدَ الاخْتلَاطِ، وكذَا ما شَكَّ فِيه أنه قَبل الاختلاط أو بعده.

بعد از اختلاط کی روایات نا قابل قبول ہیں، اور اسی طرح جس میں شک ہو کہ وہ اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی

تو وہ بھی نا قابل قبول ہے۔

٤ - أَهْمِيتُه وَفَائِدَتُه:

اس کی اہمیت اور فائدہ:

هُوَ فَنٌّ مُهِمٌّ جِدًا، وَتكمن فَائِدتُه فِي تمييْزِ أَحَاديثِ الثِّقةِ الَّتي حدثَ بها بَعدَ الْاختلَاطِ لرَدِّهَا وَعدمِ قُبولِهَا.

یہ بہت اہم فن ہے، اور اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ثقہ راوی کی اختلاط کے بعد بیان کردہ مردود اور غیر مقبول روایات

میں تمییز کرنا اور الگ کرنا ہے۔

٥ - هَل أَخْرَجَ الشَّيْخَانِ فِي «صَحِيحَيهِمَا» عَن ثِقَاتٍ أَصَابَهُمُ الْاخْتِلَاطُ؟

کیا شیخین نے اپنی "صحیحین" میں ان ثقہ راویوں کی روایت نقل کی ہیں، جنہیں اختلاط کا عارضہ لاحق ہوا ہو؟

نَعمْ، وَلكنْ مِمَّا عُرِفَ أنَّهم حَدَّثوا بِه قَبل الْاختِلاطِ.

جی ہاں، لیکن ان سے کہ جن میں یہ مشہور تھا کہ ان کی روایات اختلاط سے قبل کی ہیں۔

٦ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

صَنَّفَ فِيْه عَدَدٌ مِن الْعُلَمَاءِ، كَالعَلائي وَالحازِمي، وَمنْ هَذه المُصَنّفَاتِ كِتابُ «الاغتبَاط بمنْ رُمِي بالاختِلاط» لِلحافِظِ إبراهيم بن محمد، سِبْط ابن العجمي المتوفى سنة: ٨٤١ هـ.

اس موضوع پر متعدد علماء نے لکھاہے، جیسے علائي رحمہ اللہ، حازمي رحمہ اللہ، اور ان تصنیفات میں سے ایک کتاب ”الاغتباط بمن رمي بالاختلاط“ الحافظ إبراهيم بن محمد، سبط ابن العجمي متوفی ۸۴۱ھ کی ہے۔

١٨ - مَعْرِفَةُ طَبَقَاتِ الْعُلَمَاءِ وَالرُّوَاةِ

علماء اور راویوں کے طبقات کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُ الطَّبَقَةِ:

طبقہ کی تعریف:

أ - **لغةً**: القومُ المُتشَابهُون.

لغت میں اس کا معنی ہے: ایسی قوم جو ایک دوسرے کے متشابہ ہو۔

ب - **اصطلاحًا**: قَوْمٌ تَقارَبوْا فِي السِّنِّ وَالإسنادِ أو فِي الإِسنَادِ فقط، وَمَعْنَى التَّقارُبِ فِي الْإِسنَادِ: أن يَّكوْنَ شُيُوخُ هَذَا هُم شُيوخُ الْآخَر أوْ يُقاربوا شُيُوخَهُ.

اصطلاح میں کہتے ہیں: وہ قوم یا جماعتِ رواۃ جو اپنی عمروں اور سندوں کے اعتبار سے ایک دوسرے سے قریب ہوں یا صرف سند کے اعتبار سے ہوں۔ تقارب في الإسناد کا معنی یہ ہے کہ ایک راوی کے شیوخ وہی ہوں جو دوسرے راوی کے شیوخ ہوں یا اس کے شیوخ کے قریب ہوں۔

٢ - مِنْ فَوَائِدِ مَعْرِفَتِه:

اس کی پہچان کے فوائد:

أ - وَمِن فَوائِدِ مَعرفَتِه الأَمْنُ مِن تَداخُلِ الْمُتَشَابِهَين فِي اسْم أو كُنيَةٍ ونَحوِ ذلك، لأنه قَدْ يَتَّفِقُ اسمانِ فِي اللَّفظِ فَيظُن أنَّ أَحدهُمَا هو الآخر، فَيتَميَّز ذَلك بِمعرِفَة طَبقاتهما.

اس کی پہچان کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اسم یا کنیت وغیرہ میں متشابہ راویوں میں تداخل کرنے سے امن حاصل ہوتا ہے، کیوں کہ بسااوقات دونام ایک لفظ میں متفق ہوتے ہیں، تو گمان کیا جاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ہیں، تو طبقات کی معرفت سے ان دونوں میں امتیاز آجاتا ہے۔

ب - الْوقُوفُ عَلى حَقِيْقَةِ الْمُرَادِ مِن العَنعَنةِ.

"عنعنة" سے حقیقی مراد پر واقفیت ہوتی ہے۔

٣ - قَد يَكُونُ الرَّاوِيَانِ مِنْ طَبقَةٍ بِاعْتَبَارٍ، وَمِن طَبقتَيْنِ بِاعتَبَارٍ آخر:

بسااوقات دوراوی ایک اعتبار سے ایک طبقے میں اور دوسرے اعتبار سے دو طبقوں میں شمار ہوتے ہیں:

مِثلُ: أنسِ بن مالكٍ وشِبهه مِن أَصَاغِرِ الصَّحابَة، فَهُمْ مَعَ العَشرَة فِي طَبقَة وَاحِدةٍ بِاعْتبارِ أنَّهمْ كلُّهم صحابةٌ، وَعَلَى هَذا فَالصَّحَابةُ كُلُّهم طبقةٌ واحدةٌ. وَباعتِبارِ السوَابقِ إلى الدُّخولِ فِي الْإِسْلَامِ، تَكُونُ الصَّحَابَةُ بِضْعَ عَشرَةَ طبقة كَمَا تَقدمَ فِي نَوعِ «معرفة الصحابَة»، فَلَا يَكونُ أَنَس بنُ مالكٍ وَشبهِه فِي طبقةِ العشرة من الصحابة.

مثلاً: انس بن مالک اور ان جیسے دوسرے اصاغر صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، تو یہ عشرہ مبشرہ کے ساتھ ایک طبقہ میں ہیں، اس اعتبار سے کہ بے شک سارے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، اور پھر سارے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ایک ہی طبقہ ہے، ہاں دخولِ اسلام کے اعتبار سے صحابہ کے دس سے زیادہ طبقات ہیں، جیسا کہ "معرفة الصحابة" کے عنوان میں گذر چکا ہے، لہٰذا انس بن مالک اور ان جیسے اصاغر صحابہ رضی اللہ عنہم عشرہ مبشرہ کے طبقے میں شمار نہیں ہوں گے۔

٤ - مَا ذَا يَنْبَغِي عَلى النَّاظِرِ فِيه:

اس میں غور کرنے والے پر کیا ضروری ہے؟

يَنبَغِي عَلى النَّاظِرِ فِي عِلمِ الطَّبقَاتِ أن يَّكُون عَارفاً بِموالِيدِ الرُّواةِ ووفِيَّاتِهم، وَمَن رَوَوْا عَنهُ، وَمنْ روى عَنْهُمْ.

علمِ طبقات میں غور وفکر کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ راویوں کے ولادت اور وفات کا سن جانتا ہو، اور ان کے اساتذہ اور شاگردوں کی بھی معرفت رکھنے والا ہو۔

٥ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيه:

أ - كِتابُ «الطَّبقات الكبرى» لابن سعد.

ابن سعد رحمہ اللہ کی کتاب ''الطبقات الكبرى'' ہے۔

ب - كتاب «طبقاتُ القُرَّاء» لأبي عمرو الداني.

ابو عمرو الدانی رحمہ اللہ کی کتاب ''طبقات القرّاء'' ہے۔

ج - كتاب «طبقات الشافعية الكبرى» لعبد الوهاب السبكي .

عبد الوهاب السبكي رحمہ اللہ کی کتاب ''طبقات الشافعية الكبرى'' ہے۔

د - «تذكرةُ الحفاظ» للذهبي.

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کی ''تذكرة الحفاظ'' ہے۔

١٩ - مَعْرِفَةُ المَوَالِي مِنَ الرُّوَاةِ وَالْعُلَمَاءِ

راویوں اور علماء میں سے موالی کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُ المَولى:

مولی کی تعریف:

أ - **لُغَةً:** الْموالِي جَمع «مَولى»، وَالْمَوَالِي مِن الْأَضْدَادِ فَيُطلقُ عَلى الْمَالِكِ وَالعَبدِ، وَالْمُعْتِق والمُعْتَق.

لغت میں: ''المَوالي''جمع ہے''المَولى''کی،اور موالي اضداد میں سے ہے،مالک،عبد،معتِق (آزاد کرنے والا)،اور معتَق(آزاد کردہ) سب پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

ب - **اصطلاحًا:** هُو الشَّخصُ الْمُحَالَفُ، أوِ الْمُعْتَقُ، أو الَّذِي أسلَم عَلى يد غيره.

اصطلاح میں کہتے ہیں کہ: وہ شخص جو عہد وپیمان اور معاہدہ کیا گیا ہو، یا جو آزاد کردہ غلام ہو، یا جو کسی غیر کے ہاتھ پر اسلام لایا ہو۔

٢ - أَنْوَاعُ الْمَوَالِي:

موالی اکی اقسام:

أَنْوَاعُ المَوَالِي ثِلاثةٌ، وَهِيَ:

موالی کی تین قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

أ - **مَولَى الحِلْف:** مثلُ الإمامِ مالِك بن أنس الأَصْبحي التَّيمي، فَهوَ أصبحِيٌّ صلِيْبَةً، تَيْمِيٌّ بِولَاءِ الحلفِ، وَذلكَ لأنَّ قومَه «أصبح» مَوالي لِتَيْمٍ قُريش بالحِلف.

مَولَى الحِلْف: مثلاً:إمام مالك بن أنس أصبحي التيمي رضی اللہ عنہ، یہ خاندانی طور پر أصبحي اور عہد وپیمان کے اعتبار سے تیمي ہیں،اس لئے کہ ان کی قوم أصبح قریش کی شاخ التیم کی حلیف تھی۔

ب - **مَولَى العَتَاقة:** مِثلُ أبو البُختَري الطَّائِي التَّابعي، واسمُه سعيد بنُ فيروز، هُو مولىٰ طَيْءٍ؛ لِأنَّ سَيِّدَه كَانَ مِن طَيء فأعتقه.

مَولَى العتاقة: مثلاً: أبو البختري الطائي التابعي،ان کا نام سعید بن فیروز ہے، یہ طَی قبیلہ کے آزاد کردہ غلام ہیں؛ کیوں کہ ان کا سردار طَیٔ قبیلے سے تھا، پس اس نے اسے آزاد کیا۔

ج- مَولَى الْإسْلامِ: مِثلُ مُحمَّد بنِ إسمَاعِيلِ البُخاري الجُعفي؛ لِأَنَّ جده المُغِيرة كَانَ مجوسيًا، فَأسلَم عَلى يد اليمَانِ بن أخنَس الجعفي، فَنُسِبَ إلَيهِ.

مولى الإسلام: مثلاً: محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي رحمه الله، کیوں کہ ان کے دادا مجوسی تھے، پھر وہ اليمان بن أخنس جعفي رحمه الله کے ہاتھ پر اسلام لائے، اس لیے انہیں اس کی طرف منسوب کیا گیا۔

۳ - مِنْ فَوَائِدِه:

اس کے فوائد:

الْأَمْنُ مِن اللُّبسِ، وَمعرفةُ المَنسوبِ إِلَى القبيْلةِ نَسَبًا أوْ وَلَاءً. وَمِنْ ثَمَّ ليَتمَيَّزُ المَنسوبُ إِلَى الْقَبيْلةِ وَلاءً عَمَّن يُّشاركهُ فِي اسْمِهِ من تِلكَ الْقبيلَة نَسَبًا.

التباس سے امن ملتا ہے، کسی قبیلے کی طرف نسبت کی وجہ (نسب یا ولاء) معلوم ہوتی ہے، اسی سے اس راوی کی جو کسی قبیلے کی طرف ولاء کے طور پر منسوب ہوتا ہے کہ اسی نام کے اس راوی سے تمیز ہو جاتی ہے، جو اس قبیلہ کی طرف نسبی طور پر منسوب ہوتا ہے۔

٤ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه:

اس موضوع پر مشہور تصانیف:

صَنَّف فِي ذلك أبُو عمرَ الكِنْدي بِالنسبَةِ إلى المِصريِّينَ فقط.

اس بارے میں أبو عمر الكندي رحمه الله نے صرف مصر کی نسبت سے تصنیف کی ہے۔

٢٠ - مَعْرِفَةُ الثِّقَاتِ وَالضُّعْفَاءِ مِنَ الرُّوَاةِ

ثقہ اور ضعیف راویوں کی پہچان

١ - تَعْرِيْفُ الثِّقَةِ وَالضَّعِيْفِ:

ثقہ اور ضعیف کی تعریف:

أ - **لغةً**: «الثِّقةُ» لغةً المُؤتَمنُ. وَ«الضَّعيفُ» ضِد القَويِّ. وَيَكُونُ الضُّعف حِسِّيًّا وَمعنَوِيًا.

لغت میں ثقة کا معنی قابل اعتماد ہے، اور " ضعیف" قوی کی ضد کو کہتے ہیں، اور ضعف حسی بھی ہوتا ہے اور معنوی بھی۔

ب - **اصطِلاحًا**: «الثِّقةُ»: هُو العَدْلُ الضَّابِط. وَ«الضَّعيفُ»: هُو اسمٌ عامٌّ يَّشمَلُ مَن فِيه طَعْنٌ فِي ضَبطِه أوْ عَدَالَتهِ.

اصطلاح میں "ثقہ" عادل اور ضابط راوی کو کہتے ہیں، اور "ضعیف" اسم عام ہے ہر اس راوی پر مشتمل ہے جس کے ضبط میں طعن ہو یا اس کی عدالت میں طعن ہو۔

٢ - أَهْمِيتُه وَفَائِدتُه:

اس کی اہمیت اور فائدہ:

هُوَ مِن أجَلِّ أنواعِ عُلومِ الحديث؛ لِأنَّه بِواسِطتِه يُعْرَف الحديثُ الصحيحُ مِن الضعيفِ.

علومِ حدیث میں سے یہ ایک عظیم اور جلیل القدر قسم ہے؛ کیوں کہ اسی کے واسطہ سے صحیح اور ضعیف کی پہچان ہوتی ہے۔

٣ - أَشْهَرُ الْمُصَنَّفَاتِ فِيْه وَأَنْوَاعُهَا:

مشہور تصانیف اور ان کی اقسام:

أ - **مُصنَّفاتٌ مُفْرَدَة في الثقاتِ**: مِثل كتاب «الثِّقَاتِ» لِابنِ حِبَّان، وَكِتَابُ «الثقات» للعِجْلي.

صرف ثقات سے متعلقہ کتب: مثلاً ابن حبان رحمہ اللہ کی کتاب "الثقات" ہے، عجلی رحمہ اللہ کی کتاب "الثقات" ہے۔

ب - **مُصَنَّفَاتٌ مُفْرَدَةٌ في الضُّعَفَاءِ**: كَثيرةٌ جِداً، كـ«الضَّعفَاء» للبخَاري والنسائي والعُقَيْلي والدارقُطني. وَمِنهَا: كِتاب «الكَامِلِ فِي الضُّعفاء» لابن عدي. وكتاب «المُغني في الضعفاء» للذهبي.

صرف ضعفاء سے متعلق کتب: بہت زیادہ ہیں، جیسے: امام بخاری، نسائی، عقیلی، اور دار قطنی رحمہم اللہ کی کتابیں ''الضعفاء'' ہیں۔ اور اس میں سے کتاب ''الكامل في الضعفاء'' ہے جو کہ ابن عدی رحمہ اللہ کی ہے، اور ذہبی رحمہ اللہ کی ''المُغني في الضعفاء'' ہے۔

ج - **مُصَنَّفَاتٌ مُشْتَرِكَةٌ بَيْنَ الثِّقَاتِ وَالضَّعفَاءِ**: وَهِيَ كَثيرةٌ أيضاً، مِنها: كتاب «تَاريخ الْبخَاري الكبير». وَمنهَا كتاب «الجرح والتعديل» لابْنِ أَبِي حَاتِم، وَهِيَ كُتبٌ عَامَّة للرُّواة. وَمنْها: كُتُبٌ خاصةٌ ببعْضِ كُتُبِ الْحَديثِ، مِثلُ: كِتَابِ «الكَمَالِ في أسمَاءِ الرِّجَالِ» لعبد الْغَنِيِّ الْمُقَدَّسِي، وَ«تهْذِيبَاتِه» المُتَعدَّدة الَّتِيْ لِلْمِزِّي والذَّهَبِي وَابنِ حجرٍ وَالخَزْرَجِي .

ثقہ اور ضعیف راویوں کے درمیان مشترک کتب: ان کی تعداد بھی کثیر ہے، ان میں سے امام بخاری رحمہ اللہ کی ''تاريخ الكبير'' ہے اور ان میں سے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی کتاب ''الجرح والتعديل'' ہے، یہ کتابیں عام راویوں سے متعلق ہیں۔ اور کچھ حدیث کی کسی خاص کتاب سے متعلق ہیں، مثلاً: عبدالغنی المقدسی رحمہ اللہ کی کتاب ''الكمال في أسماء الرجال'' ہے، امام مزی رحمہ اللہ، امام ذہبی رحمہ اللہ، اور ابن حجر رحمہ اللہ اور خزرجی رحمہ اللہ نے اس کتاب کی اپنے اپنے انداز میں تہذیب لکھی ہیں۔

٢١ - مَعْرِفَةُ أَوْطَانِ الرُّوَاةِ وَبُلْدَانِهِمْ

راویوں کے وطنوں اور شہروں کی پہچان

١ - اَلْمُرَادُ بِهَذَا الْبَحْثِ:

اس بحث کی مراد:

الْأَوْطَانُ جمعُ «وَطَنٍ»: وَهُوَ الْإِقْلِيمُ أَوِ النَّاحيةُ الَّتي يُولَدُ الإنسانُ أَوْ يُقِيمُ فِيهَا. ....

وَالْبلدانُ جَمعُ «بَلَدٍ»: وَهيَ الْمَدِينَةُ أوِ القَريَةُ الَّتي يُوْلَدُ الْإنسَانُ أوْ يُقيْمُ فِيهَا. وَالمُرادُ بِهذَا الْبحْثِ هُوَ مَعرِفة أقَالِيمِ الرُّواةِ وَمُدَنِهم التِي وُلِدُوا فِيهَا أو أقَامُوا فِيها.

أوطان "وطن" کی جمع ہے، اس سے مراد وہ صوبہ یا علاقہ ہے جس میں کوئی شخص پیدا ہوا ہو یا اس میں رہائش اختیار کی ہو۔ اور بلدان "بلد" کی جمع ہے، اس سے مراد وہ شہر یا بستی ہے جس میں کوئی شخص پیدا ہوا ہو یا رہائش پذیر ہوا ہو۔

۲ - مِنْ فَوَائِدِه:

وَمِن فَوائدِه: التَّمْييْزُ بَينَ الْاسْمَيْن المُتَّفِقَين فِي اللَّفْظ إِذَا كَانَ مِن بَلَدَينِ مُختَلفينِ، وهُو مِمَّا يُحتَاجُ إلَيهِ حُفَّاظُ الحديثِ فِي تَصَرُّفَاتِهمْ وَمُصَنَّفاتِهم.

اور اس کے فوائد میں سے ہے کہ ایک لفظ میں متفق دو اسموں میں تمیز ہوتی ہے جب کہ وہ مختلف شہروں کے ہوں، یہی وہ علم ہے جس کی حفاظ حدیث کو اپنے تصرفات اور بحث و تکرار اور تصنیفات میں ضرورت رہی ہے۔

۳ - إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَنْتَسِبُ كُلٌّ مِّنَ الْعَربِ وَالعَجمِ؟

اہل عرب و اہل عجم کس چیز کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں؟

أ - لَقدْ كَانتِ العَربُ قَديمًا تنتسبِ إلٰى قَبائلِها؛ لِأنَّ غَالبيتَهم كَانُوا بَدوًا رُحَّلًا، وَكَانَ ارتِباطُهُم بِالْقَبيلَة أوْثَقَ مِن ارْتِبَاطِهم بِالأرضِ، فَلمَّا جَاء الإسلامُ، وَغَلب عَليهم سُكْنَى الْبُلدَانِ وَالْقُرَى انْتَسَبُوا إلٰى بُلدَانِهم وَقُرَاهُم.

قدیم عرب کی نسبتیں ان کے قبائل کی طرف ہوتی تھیں، کیوں کہ ان کی اکثریت خانہ بدوش تھی، اور اس لئے ان کا اپنے قبیلے سے ربط زمین کی نسبت زیادہ مضبوط تھا، پس جب اسلام آیا، اور ان پر شہروں اور دیہاتوں کی رہائش زیادہ غالب آئی، تو یہ اپنے شہروں اور بستیوں کی طرف منسوب ہونے لگے۔

ب - أَمَّا العَجَمُ فَإنَّهم يَنتَسبوْنَ إلى مُدنِهم وَقُراهم مِن الْقَدِيمِ.

لیکن عجم قدیم زمانوں ہی سے اپنے شہروں اور بستیوں کی طرف منسوب تھے۔

٤ - كَيْفَ يَنْتَسِبُ مَنِ انْتَقَلَ عَن بَلَدِه؟

جو اپنے شہروں سے منتقل ہو جائے وہ کیسے منسوب ہو گا؟

أ - إذَا أَرَادَ الجَمْعَ بينهما في الانتسَابِ: فَليَبْدَأ بِالبَلدِ الْأَوَّلِ ثُمَّ بِالثَّانِي الْمُنتقلِ إليه، وَيُحْسِنُ أن يُدخَل عَلى الثَّاني حَرف «ثُم» فيقُولُ -مَنْ وُلِدَ في حَلَبَ وانتقَل إلى المَدِينَةِ المُنوَّرةِ-: «فُلَان الحَلْبِي ثُمَّ الْمَدنِي»، وَعَلٰى هَذَا عَملُ أَكْثَرِ النَّاسِ.

جب دونوں بستیوں کو جمع کرنے کا ارادہ ہو: تو آغاز پہلے شہر سے کرے، پھر اس شہر کا نام لے جس کی طرف منتقل ہوا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ دوسرے پر حرف ''ثم'' داخل کرے مثلاً جو حلب میں پیدا ہوا پھر مدینہ منورہ کی طرف منتقل ہوا ہو تو وہ یوں کہے ''فلان الحلبي ثم المدني'' فلاں حلبی ہے پھر مدنی۔ اسی طرح اکثر لوگ عمل کرتے ہیں۔

ب - وإذا لم يُرِدِ الجَمعَ بينهما: لَه أنْ يَّنْتَسِب إلٰى أَيِّهمَا شَاءَ. وَهَذَا قَلِيلٌ.

اور جب دونوں بستیوں کو جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس کی مرضی ہے کہ ان دونوں میں سے جس کی طرف چاہیں نسبت کرے، لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

٥ - كَيْفَ يَنْتَسِبُ مَن كَانَ مِن قَريَةٍ تَابِعَةٍ لِبَلَدَةٍ؟

جو شہر کے ماتحت اور تابع کسی بستی میں رہتا ہو وہ کیسے منسوب ہو گا؟

أ - لَهُ أن يَّنْتَسِب إلٰى تلك القرْيَةِ.

جائز ہے کہ وہ اس بستی کی طرف منسوب ہو۔

ب - وَلَهُ أنْ يَّنتَسبَ إلَى الْبَلَدِةِ التَّابعَةِ لَهَا تِلك الْقَريَةُ.

اور یہ بھی جائز ہے کہ اس شہر کی طرف منسوب ہو کہ اس کی بستی جس کے تابع ہے۔

ج - وَلَهُ أن يَّنتَسِبَ إلٰى تِلكَ النَّاحِيةِ الَّتِي مِنهَا تِلْكَ البَلَدَة أيْضًا.

یہ بھی جائز ہے کہ وہ اس علاقے (ضلع یا ملک) کی طرف منسوب ہو جس سے اس شہر کا تعلق ہے۔

وَمِثَالُ ذلكِ: إذَا كَانَ شَخصٌ مِن «البابِ» وَهي تابعةٌ لمَدِينة «حلب»، ....

وحَلب مِن «الشَّام»، فَلَهُ أن يَّقوْلَ فِي انْتسَابِهِ: «فُلاَن البابي أوْ فُلانُ الحلبي، فُلانُ الشَّامي».

اس کی مثال: جب ایک شخص ''الباب'' سے ہو جو شہر حلب کا تابع ہے، اور حلب، شام سے متعلق ہے، تو اس شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی نسبت میں یوں کہے: فلان البابي يا فلان الحلبي يا فلان الشامي۔

٦ - كَمِ المُدَّةُ الَّتِي إِنْ أَقَامَهَا الشَّخْصُ فِي بلدٍ نُسِبَ إليها؟

کسی شہر کی طرف نسبت کے صحیح ہونے کے لئے اس میں کتنی مدت قیام کرنا ضروری ہے:

أرْبع سِنينَ، وَهُو قَوْلُ عبدِ اللهِ بنِ المُبَارَكِ.

چار سال، اور یہی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے۔

٧ - أَشْهَرُ المُصَنَّفَاتِ فِيه:

اس بارے میں مشہور ترین تصانیف:

أ - يُمْكِنُ أن نَّعْتبرَ كِتَابَ «الأنْسَابِ» لِلسَّمعانِي الَّذي تَقدَّمَ مِن مُّصَنَّفَاتِ هَذَا النَّوعِ؛ لأنَّه يَذْكَرُ الانتساب إلى الْأوطَان وَغيرِها.

ہم امام سمعانی رحمہ اللہ کی کتاب ''الأنساب''، جس کا ذکر گزر چکا ہے، کو اس نوع کی تصنیفات میں سے شمار کر سکتے ہیں کیوں کہ وہ راویوں کی ان کے وطنوں وغیرہ کی طرف نسبت کو ذکر کرتے ہیں۔

ب - وَمِن مَّظَانِّ ذِكْرِ أَوْطَانِ الرُّواةِ وبُلدَانِهم كِتابُ «الطبقاتِ الكُبرَى» لابنِ سَعْدٍ.

راویوں کے صوبوں اور شہروں کے ذکر کے مقامات میں ایک ''الطبقات الکبری'' ابن سعد رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔

هَذَا آخِرُ مَا يَسَّرَهُ اللهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ.

یہ اس کتاب کی آخری بحث ہے جو اللہ تعالیٰ نے آسان فرمائی ہے۔

وَصَلَّى اللهُ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ، وَالْحَمْدُ للهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

خاکپائے اکابر

صابر محمود

تاریخ: ۱۵/۱۲/۲۰۱۶